بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح
تاریخ الاسلام والمسلمین

ماخذ

قرآن مجید — صحیح احادیث — صحیح مسلم

مؤلف

مسعود احمد، بی، ایس سی۔ امیرِ جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

تاریخ الصحابہ رضؓ

تاریخ الخلفاء

تاریخ التابعینؒ

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اَلَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيْرًا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالاتِ زندگی

حالاتِ قبل نبوّت

ولادت ونسب | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں ۵۳ سنہ قبل ہجرت بروز دوشنبہ مولد ہوئے[۱]۔ آپؐ نہایت عالی نسب[۲] تھے۔ آپؐ کا سلسلۂ نسب نضر بن کنانہ، پھر مضر[۳] اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السّلام سے جا ملتا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرماتے ہیں کہ اللہ نے اولادِ اسماعیلؑ میں سے کِنانہ کو منتخب کیا۔ کِنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا۔ قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا[۴]۔ قریش کے تمام خاندانوں سے آپؐ کی قرابت[۵] تھی۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد کا نام عبد اللہ[۶] تھا۔ دادا کا نام عبد المطلب[۷] تھا۔ والدہ کا نام آمنہ[۸] تھا۔ آپؐ جب پیدا ہوئے تو آپؐ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا[۹]۔ مندرجہ ذیل آیت میں اِسی طرف اشارہ ہے:-

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى {الضحیٰ} کیا اللہ نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا پھر آپ کو ٹھکانہ دیا۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اسمِ مُبارک | گھر والوں نے آپؐ کا نام محمّدؐ رکھا[۱۰] اور یہی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ

---

۱ صحیح بخاری باب الہجرۃ وصحیح مسلم باب کم اقام بمکۃ عن ابن عباسؓ وکتاب الصیام عن ابی قتادہؓ (دوشنبہ کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

۲ صحیح بخاری کتاب الوحی عن ابی سفیانؓ۔

۳ صحیح بخاری ابواب المناقب عن زینبؓ۔

۴ صحیح مسلم ابواب الفضائل عن واثلہؓ۔

۵ صحیح بخاری ابواب المناقب عن ابن عباسؓ۔

۶ صحیح بخاری کتاب الصلح عن براءؓ۔

۷ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ

۸ صحیح مسلم کتاب الجہاد باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ

۹ صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ عن ثوبانؓ

وسلّم کا سب سے زیادہ مشہور نام ہے۔ قرآن مجید میں چار جگہ اللہ تعالیٰ نے اِس نام کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ { آل عمران ۱۴۴ } اور محمدؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور بس۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَفَّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَاَصْلَحَ بَالَھُمْ { محمد ۲ }

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اُس چیز پر بھی ایمان لائے جو محمدؐ پر نازل کی گئی ہے اور وہ اُن کے رب کی طرف سے حق ہے۔ ایسے لوگوں کے گناہ مٹا دئے جائیں گے اور اُن کی حالت کی اصلاح کر دی جائے گی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ { فتح ۲۹ }

محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ { احزاب ۴ }

(لوگو) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

دوسرا مشہور نام احمدؐ ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرماتے ہیں اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ۔ میرا نام محمدؐ بھی ہے اور احمدؐ بھی۔[1] قرآن مجید میں یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ { صف }

اور (وہ وقت یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں مجھ سے پہلے جو کتاب توریت نازل ہوئی ہے اُس کی تصدیق کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کُنیت ابوالقاسم[2] تھی۔

رضاعت و شقِّ صدر | رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب تولّد ہوئے تو ثُوَیبہ نے جو ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں آپکو دودھ پلایا۔[3] پھر ایک اور دائی نے آپکو دودھ پلایا۔ انہی دائی کے ہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش ہوئی۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ بڑے ہوئے تو ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ آپ بچّوں کیساتھ کھیل رہے تھے کہ اسی اثناء میں حضرت جبریلؑ آئے انہوں نے آپکو پکڑا اور چت لٹایا۔ پھر دل کو باہر نکالا اور اُس کو چیرا۔ دل میں سے خون کی ایک پھٹکی نکالی اور کہا کہ یہ تمہارے جسم میں شیطان کا حصّہ تھا۔ پھر سونے کے ایک طشت میں آبِ زم زم سے دل کو دھویا۔ پھر اُسے جوڑا اور اُس کے مقام پر رکھ دیا۔ بچّے یہ واقعہ دیکھ کر دوڑتے ہوئے آپؐ کی رضاعی والدہ کے پاس گئے اور کہا بے شک محمدؐ قتل کر دئے گئے۔ یہ سُن کر سب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس وقت آپؐ کے چہرہ کی رنگت بدلی ہوئی تھی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مَیں سینہ میں سلائی کے نشان کو دیکھا کرتا تھا۔[4]

بچپن | پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرورش حضرت اُمِّ ایمنؓ کے سپرد ہوئی جو حبشہ کی رہنے والی تھیں۔

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ماجاء فی اسماء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جُبیرؓ و صحیح مسلم ابواب الفضائل واللفظ لمسلم۔

[2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب الکنیۃ عن انسؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح و صحیح مسلم کتاب النکاح عن اُمِّ حبیبہؓ۔

[4] صحیح مسلم باب الاسراء (جلد اوّل)۔

[5] حضرت حلیمہؓ۔

اور آپؐ کے والد عبداللہ کی لونڈی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے تو آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے زمانہ میں ایک زبردست سیلاب[2] آیا۔ اِس سیلاب کی وجہ سے کعبہ کو نقصان پہنچا اور آئندہ مزید نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ لہٰذا کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے۔ آپؐ ایک تہبند باندھے ہوئے تھے۔ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تعمیر میں شریک تھے۔ حضرت عباسؓ نے آپؐ سے کہا کہ اے بھتیجے تہبند اُتار کر اپنے کندھوں اور گردن پر رکھ لو تاکہ پتھر رکھنے سے تکلیف نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ ایسا کرنا تھا کہ آپؐ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ آنکھیں آسمان کی طرف چڑھ گئیں۔ پھر جب آپؐ کو ذرا افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا میرا تہبند، میرا تہبند۔ پھر آپؐ نے فوراً تہبند باندھ لیا۔ اس کے بعد پھر کبھی آپؐ کو برہنہ نہ دیکھا گیا۔[3] صلی اللہ علیہ وسلم۔

خرچ کی کمی کے باعث قریش نے کعبہ کی عمارت میں کمی کر دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر اس کی تعمیر نہیں کی۔ ایک دیوار کو اس میں شامل نہیں کیا۔ دروازہ کو سطحِ زمین سے اونچا کر دیا تاکہ جس کو چاہیں اندر داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔[4]

جوانی | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ بکریاں چرائیں۔ آپؐ فرماتے تھے "کیا کوئی ایسا نبی ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں؟"[5] بچپن ہی سے آپؐ اوصافِ حمیدہ کے حامل تھے۔ نبوّت سے پہلے کی ساری زندگی تمام بُرائیوں سے پاک تھی۔ رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آتے تھے۔ معاشرہ پر جو لوگ بار سمجھے جاتے تھے اُن کا بوجھ آپؐ اٹھاتے تھے۔ غریبوں، فاقہ کشوں کے لئے آپؐ کماتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے تھے۔ حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے تھے۔ سچ بولتے تھے۔ بدعہدی نہ کرتے تھے۔[6]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر اللہ کے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ بلدح کے نشیب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مُلاقات زید بن عمرو بن نُفیل سے ہوئی۔ آپؐ کے سامنے ایک دسترخوان رکھا گیا۔ آپؐ نے اُس میں سے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر وہ دسترخوان زید کے سامنے کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا "میں بھی تمہارے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانور نہیں کھاتا۔ میں تو اُس جانور کا گوشت کھاتا ہوں جو صرف اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔"[7]

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل نبوّت ہی شرک اور بُت پرستی کی تمام آلائشوں سے پاک تھے۔

شادی | نبوّت سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہؓ بنت خُویلد سے ہو چکی تھی۔[8]

یہی وہ زوجۂ مطہرہ ہیں جن سے آپؐ کی اولاد ہوئی۔[9]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب رد المہاجرین الی الانصار منائحہم عن انسؓ۔

[2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب ایام الجاہلیۃ عن جدّ سعید بن المسیبؓ

[3] صحیح بخاری ابواب المناقب باب بنیان الکعبۃ وکتاب الصلوٰۃ باب کراہیۃ التعری فی الصلوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الحیض باب الاعتناء بحفظ العورۃ عن جابرؓ

[4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب فضل مکۃ وبنیانہا عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ وبنائہا۔

[5] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب یعکفون علی اصنام لہم عن جابرؓ

[6] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہؓ وابی سفیانؓ وکتاب التفسیر سورۂ اقرأ وصحیح مسلم باب بدء الوحی جلد اوّل عن عائشہؓ۔

[7] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث زید بن عمرو عن ابن عمرؓ۔

[8] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشہؓ۔

[9] صحیح بخاری باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ وابواب اسماء

نبوّت سے قبل مُعاشرہ کی حالت

تمام دنیا میں اَبتری پھیلی ہوئی تھی۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ { الروم ۴۲ }

خُشکی وتَری میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی تھی جہاں لوگوں کی بداعمالی کی وجہ سے فساد نہ پھیلا ہو۔

جنگ وخونریزی اِتنی عام تھی کہ حُرمت والے مہینوں کو محض جنگ کی خاطر آگے پیچھے کر لیا کرتے تھے۔ { توبہ ۳۷ }

لڑکیوں کو باعث عار سمجھا جاتا تھا اور اُنہیں بہت سے لوگ زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ { نحل ۵۹، انعام ۱۳۷ }

بعض لوگ محض مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ { بنی اسرائیل ۳۱ }

یتیم کی معاشرہ میں کوئی عزّت نہیں تھی۔ مساکین کو کھلانے پلانے کی ترغیب نہیں دیتے تھے۔ میراث کے مال کو ناجائز طریقہ پر سمیٹ کر کھا جایا کرتے تھے۔ { الفجر ۱۷ تا ۱۹ }

شرک وبُت پرستی کا دَور دَورہ تھا۔ چَوپایوں اور کھیتیوں کے ایک حِصّہ کو اللہ کی نذر کرتے اور ایک حِصّہ کو اپنے شُرکاء کی نذر کرتے۔ { انعام ۱۳۹ }

چَوپایوں اور کھیتی میں سے بعض کو حرام قرار دیا کرتے اور اپنی مرضی سے جس کو چاہتے کھانے کی اجازت دیتے اور جس کو چاہتے اِجازت نہ دیتے۔ بعض جانوروں پر سواری کرنے کو حرام قرار دیا کرتے۔ بعض جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیا کرتے تھے۔ { انعام ۱۳۸ }

مادَہ جانوروں کے پیٹ میں جو بچّے ہوتے اُنہیں عورتوں پر حرام کر دیا کرتے۔ اگر بچّہ مَرا ہوا پیدا ہوتا تو مَرد وعورت سب مِل کر اُسے کھایا کرتے۔ { انعام ۱۳۹ }

اللہ اکیلے کو پُکارا جاتا تھا تو اس کا اِنکار کرتے اور اگر اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کیا جاتا تو اس کو تسلیم کرتے۔ اِسی شِرک کو ایمان سمجھ رکھا تھا۔ { مؤمن ۱۲ }

کعبہ کے اندر چاروں طرف ۳۶۰ بُت رکھ چھوڑے تھے[1]

جب سمندر میں سفر کرتے تھے تو صرف اللہ کو پُکارتے اور جب خشکی میں واپس آجاتے تو پھر اللہ کے ساتھ شِرک کرتے تھے۔ { عنکبوت ۶۵ } بعض قبائل حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانہ کے بتوں کی پُوجا کرتے تھے[2]

درختوں اور پتھروں کی بھی پُوجا کرتے[3]

اگر کسی پتّھر کی پُوجا کرتے کرتے دوسرا پتّھر اس سے بہتر مل جاتا تو پہلے پتّھر کو پھینک دیتے اور دوسرے پتّھر کو پُوجنے کے لئے لے لیتے۔ اگر پتّھر نہ ملتا تو مٹی کا ایک ڈھیر بناتے پھر اُس پر بکری کا دودھ دوہتے پھر اُس ڈھیر کا طواف کرتے[4] بعض لوگ جِنّات کی بھی پرستش کرتے تھے[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب فتح مکّہ وصحیح مسلم فتح مکّہ باب ازالۃ الاصنام۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ نوحؑ) [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ۔ [4] صحیح مسلم کتاب التفسیر [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃ عن ابی رجاء

اُن کی نماز یہ تھی کہ بیت اللہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ {انفال ۳۵}
عورتیں بناؤ سنگھار کر کے بے پردہ پھرتی تھیں {احزاب ۳۳} حتّٰی کہ مرد و عورت کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے۔ صرف قریش کپڑے پہن کر طواف کرتے تھے یا جس کو وہ کپڑے پہننے کے لئے دے دیں تو وہ اُن کپڑوں میں طواف کر لیا کرتا تھا۔[1]

اہلِ کتاب کی حالت بھی کچھ عام لوگوں سے مختلف نہیں تھی۔ یہودیوں کے بعض گروہ حضرت عُزیر علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا سمجھتے اور عیسائی عموماً حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا مانتے۔ اکثر عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو اللہ سمجھتے بلکہ بعض تین معبودوں کے قائل تھے۔ {۲ مائدہ ۷۳ | توبہ ۳۰}

اہلِ کتاب نے اپنی الہامی کتابوں میں تحریف کر لی تھی۔ بعض اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے اور کہتے یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس شریعت سازی کے ذریعہ روپیہ حاصل کرتے {بقرہ ۷۹} کتابِ الٰہی میں سے بہت سی باتوں کو چھپا لیا کرتے تھے۔ {مائدہ ۱۵}

ہدایت معدوم ہو چکی تھی۔ ان کے سنجیدہ علماء خود اس کا اقرار و اعتراف کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس پر کھلی شہادت ہے:۔

زید بن عمرو بن نُفیل غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں اور بتوں کے آستانوں پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے۔ ان ذبیحوں کے سلسلہ میں قریش پر بہت تنقید کرتے تھے۔ وہ کہتے اللہ نے اُسے پیدا کیا، اُس ہی نے اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ اللہ ہی نے اس کے لئے چارہ اُگایا۔ پھر تم کیوں اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ غرض یہ کہ کفّار کی ان باتوں سے پریشان ہو کر وہ دینِ حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ملکِ شام پہنچے۔ ایک یہودی عالم سے ملاقات ہوئی۔ اس سے یہودیوں کے دین کے متعلّق دریافت کیا۔ کہنے لگے مجھے اپنے دین کے متعلّق کچھ بتاؤ شاید میں تمہارا دین قبول کر لوں۔ یہودی عالم نے کہا تم ہمارے دین پر نہیں ہو سکتے جب تک اللہ کا غضب[2] نہ حاصل کر لو۔ زید نے کہا میں تو اللہ کے غضب ہی سے بھاگتا پھرتا ہوں اور میں کبھی بھی اللہ کا ذرا سا غضب بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور نہ میں اِس کی استطاعت رکھتا ہوں تو کیا تم مجھے کوئی اور دین بتاؤ گے؟ یہودی عالم نے کہا تم حنیف ہو جاؤ۔ زید نے پُوچھا حنیف کیا ہوتا ہے۔ اُس نے کہا دینِ ابراہیمؑ۔ ابراہیم علیہ السّلام نہ یہودی تھے نہ عیسائی اور وہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر زید وہاں سے چلے آئے اور ایک عیسائی عالم کے پاس پہنچے۔ اُس سے دین کے متعلّق سوال کیا۔ اُس نے کہا اگر تم ہمارے دین کو اختیار کرو گے تو اللہ کی لعنت[3] میں سے اپنا حصّہ ضرور حاصل کرو گے۔ زید نے کہا میں تو اللہ کی لعنت ہی سے بھاگ رہا ہوں۔ میں اللہ کی لعنت میں سے ذرا سی بھی لعنت کا متحمّل نہیں ہوں اور نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں۔ کیا تم مجھے کوئی اور دین بتاؤ گے۔ عیسائی عالم نے کہا تم حنیف ہو جاؤ۔ زید نے پوچھا حنیف کیا ہوتا ہے؟ اُس نے کہا ابراہیم علیہ السّلام کا دین جو نہ یہودی تھے نہ عیسائی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب فی الوقوف۔

[2] قرآن مجید میں جگہ جگہ یہودیوں کے مغضوب ہونے کی صراحت ہے۔ یہودیوں کے سنجیدہ علماء اس کے معترف تھے۔

[3] قرآن مجید میں نصاریٰ پر لعنت کئے جانے کا ذکر صراحت سے موجود ہے۔ عیسائیوں کے سنجیدہ علماء اس کے معترف تھے۔

اور نہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے تھے۔ جب زید نے ابراہیم علیہ السّلام کے دین کے متعلق ان عالموں کی گفتگو سُنی تو وہاں سے باہر چلے آئے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا "اے اللہ میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیمؑ پر ہوں"[1]۔

آثارِ نبوّت

معراج فی المنام | نبوّت سے پہلے ایک رات کو یہ ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجدِ کعبہ میں سو رہے تھے کہ یکایک تین شخص آئے۔ پہلے شخص نے کہا وہ کونسے ہیں۔ بیچ والے نے کہا وہ ان سب میں بہتر ہیں۔ آخری شخص نے کہا ان میں جو سب سے بہتر ہیں ان کو لے لو۔ پھر وہ دکھائی نہیں دئے۔ دوسری رات کو پھر آئے (آپؐ سو رہے تھے لیکن) آپؐ کا قلب جاگ رہا تھا اور (نہ صرف اُس وقت بلکہ ہمیشہ) آپؐ کی آنکھیں ہی سوتی تھیں، دل نہ سوتا تھا۔ پھر جبریلؑ علیہ السّلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آسمان پر لیجانے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا[2]۔

ان فرشتوں نے آپؐ سے کوئی بات نہ کی۔ آپؐ کو اُٹھایا اور زمزم کے کنوئیں پر لٹا دیا۔ پھر حضرت جبریلؑ نے آپؐ کا سینہ چیرا اور سینہ اور پیٹ کی تمام چیزوں کو اُلٹ دیا۔ پھر زمزم کے پانی سے پیٹ کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا۔ پھر سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک برتن رکھا ہوا تھا۔ یہ برتن ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت جبریلؑ نے ان چیزوں کو سینہ میں حلق تک بھر دیا۔ پھر سینہ کو ٹھیک کر دیا۔ پھر آپؐ کو آسمانِ دنیا کی طرف لے کر چلے۔ دروازہ کھٹکھٹایا اہلِ آسمان نے کہا کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "مَیں جبریل ہوں" انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جواب دیا "محمدؐ" ہیں۔ پوچھا کیا یہ مبعوث ہوئے ہیں۔ جواب دیا "ہاں"۔ ان لوگوں نے مرحبا کہا اور خوش آمدید کہی۔ اگرچہ آسمان والے آپؐ کی آمد کی خبر پہلے سے سُنتے آئے تھے (لیکن انہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کا علم نہ تھا) کیوں کہ جو کام اللہ تعالیٰ زمین میں کرتا رہتا ہے آسمان والوں کو اس کی کچھ خبر نہیں ہوتی جب تک اللہ اُن کو خبر نہ دے۔ الغرض آسمانِ دنیا پر آدم علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ آپؐ نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے بیٹے تم کو مرحبا و خوش آمدید۔ تم اچھے فرزند ہو۔ پھر اُسی آسمان پر آپؐ نے دو نہریں بہتی ہوئی دیکھیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اے جبریل یہ کونسی نہریں ہیں؟" انہوں نے کہا یہ نیل اور فرات کا منبع ہیں۔ پھر حضرت جبریلؑ نے آپؐ کو آسمان کی سیر کرائی۔ آپؐ نے ایک نہر اور دیکھی جس پر موتی اور زبرجد کے محل بنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی مٹّی پر ہاتھ مارا تو معلوم ہوا کہ وہ مُشک ہے۔ پھر دوسرے آسمان پر گئے۔ پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان پر آپ کو لیجایا گیا۔ ہر آسمان پر دربانوں سے اُسی قسم کی گفتگو ہوئی۔ ہر آسمان میں انبیاء علیہم السّلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر ادریس علیہ السّلام سے، چوتھے میں ہارون علیہ السّلام سے، چھٹے میں ابراہیم علیہ السّلام سے اور ساتویں میں موسیٰ علیہ السّلام سے۔ (ساتویں آسمان پر موسیٰ علیہ السّلام کو اس لئے فائز کیا گیا تھا کہ) اُن کو اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت ملی تھی۔ موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا "اے ربّ میں سمجھتا تھا کہ مجھ سے اوپر کوئی نہیں جائے گا" پھر اس مقام سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اتنا بلند کیا گیا

---

[1] صحیح بخاری ابواب المناقب باب حدیث زید بن عمرو بن نُفَیل۔ [2] اس کی تشریح ہم آگے معراجِ جسمانی کے ذیل میں بیان کریں گے۔
[2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب کان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم تنام عینہ ولا ینام قلبہ و صحیح مسلم باب الاسراء جلد اوّل نحوہٗ۔

کہ اس کی حد کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہٰے پہنچے۔ اللہ ربّ العزّت آپؐ سے قریب ہوا اور اس قدر قریب ہوا کہ دو کمانوں کے درمیانی فاصلہ کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم[1]۔ پھر اللہ نے آپؐ پر وحی کی۔ منجملہ اور احکام کے اُس وحی میں یہ بھی حکم تھا کہ آپ کی اُمّت پر پچاس نمازیں فرض کیجاتی ہیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نیچے آئے۔ موسٰی علیہ السّلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روک لیا۔ انہوں نے پُوچھا آپؐ کے ربّ نے آپؐ سے کس بات کا عہد لیا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا عہد لیا ہے۔ موسٰی علیہ السّلام نے فرمایا آپؐ کی اُمّت اِس کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپؐ واپس جائیں آپؐ کا ربّ اس میں تخفیف کر دے گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ کی طرف دیکھا گویا کہ آپؐ اُن سے مشورہ لے رہے ہیں۔ جبریل علیہ السّلام نے مشورہ دیا کہ اگر آپ تخفیف چاہتے ہیں تو درخواست کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالٰی کے پاس گئے اور اُسی مقام پر پہنچ گئے جہاں پہلے پہنچے تھے۔ آپؐ نے عرض کیا "اے ربّ ہم سے تخفیف فرما کیونکہ میری اُمّت اس کی طاقت نہیں رکھتی"۔ اللہ تعالٰی نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر آپؐ موسٰی علیہ السّلام کے پاس آئے۔ موسٰی علیہ السّلام برابر آپؐ کو واپس کرتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسٰی علیہ السّلام نے آپؐ کو روک لیا اور کہا "اے محمدؐ میں اپنی قوم بنی اسرائیل کی اِس سے کم پر آزمائش کر چکا ہوں، اُنہوں نے کمزوری دکھائی، نماز چھوڑ دی اور آپؐ کی اُمّت تو جسم، قلب بدن، بصارت، سماعت ہر لحاظ سے ان کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ لہٰذا آپ پھر واپس جائیں۔ آپؐ کا ربّ تخفیف کر دے گا"۔ ہر مرتبہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جبریلؑ کی طرف متوجّہ ہوتے تھے اور اُن سے مشورہ لیتے تھے اور جبریل علیہ السّلام مشورہ کو ناپسند نہیں کرتے تھے۔ جبریل علیہ السّلام پھر آپؐ کو اُوپر لے گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عرض کیا "اے ربّ، میری اُمّت کے جسم، دل، سماعت اور بدن سب کمزور ہیں پس ہم پر تخفیف فرما"۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا "اے محمدؐ"۔ آپؐ نے کہا "لبّیک و سعدیک"۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا "میرے ہاں بات نہیں بدلتی، میں نے جو تم پر فرض کیا ہے لوحِ محفوظ میں وہی لکھا ہوا ہے"۔ پھر فرمایا "ہر نیکی کا بدلہ دس نیکی ہوتا ہے لہٰذا وہ لوحِ محفوظ میں پچاس ہیں اور تم پر پانچ ہیں"۔ واپسی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر موسٰی علیہ السّلام کے پاس آئے۔ موسٰی علیہ السّلام نے پُوچھا "کیا کر کے آئے ہو"۔ آپؐ نے فرمایا اللہ نے ہم پر تخفیف کر دی ہے۔ ہمیں ہر نیکی کا بدلہ دس گنا عطا فرمایا ہے"۔ موسٰی علیہ السّلام نے فرمایا "واللہ میں نے بنی اسرائیل سے اس سے کم کا مطالبہ کیا تھا لیکن اُس کو بھی وہ پورا نہ کر سکے، (نماز چھوڑ بیٹھے) آپ اپنے ربّ کے پاس واپس جائیے وہ اور کمی کر دے گا"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے موسٰی، اللہ کی قسم مجھے بار بار جانے سے اب شرم محسوس ہوتی ہے"۔ موسٰی علیہ السّلام نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر اُترو۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ پھر مَیں جاگا تو مسجدِ حرام ہی میں تھا[2]۔

---

[1] یہ ضروری نہیں کہ خواب میں جو کچھ دیکھا جائے تعبیر بھی اُس کی ہو بہو ویسی ہی ہو۔ تعبیر مختلف ہو سکتی ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام عورت مدینۂ منوّرہ سے نکل کر جحفہ چلی گئی۔ آپؐ نے فرمایا اس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ کی وبا جحفہ منتقل ہو گئی۔ مندرجہ بالا خواب میں جو قربت اللہ تعالٰی سے دکھائی گئی تھی اُس کی تعبیر اس طرح پوری ہوئی کہ حضرت جبریلؑ وحی الٰہی لیکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اتنے قریب ہوئے جیسے دو کمان کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی کم اور پھر سورۂ مدّثّر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ یہ تمام تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔ [2] صحیح بخاری کتاب التوحید باب قولہٗ وکلّم اللہ موسٰی تکلیمًا، عن انس بن مالکؓ۔

یہ معراج تھی جو خواب میں ہوئی۔ اس کی تعبیر نبوّت ملنے کے کئی سال بعد بحالتِ بیداری جسمانی معراج کی صورت میں ظاہر ہوئی (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) غرض یہ کہ نبوّت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔

پتّھر کا سلام کرنا نبوّت سے پہلے ہی مکّہ معظّمہ میں ایک پتّھر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو سلام کرنا شروع کر دیا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود فرمایا کرتے تھے کہ میں مکّہ کے اُس پتّھر کو پہچانتا ہوں جو نبوّت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔[1]

سچّے خواب اور غیبی آواز وحی آنے سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اچھّے خواب نظر آنے لگے۔ جو خواب آپؐ دیکھتے وہ سپیدۂ سحری کی طرح ظاہر ہو جاتا تھا۔[2] کچھ عرصہ تک آپؐ کو ایک آواز سُنائی دیتی رہی اور ایک روشنی دکھائی دیتی رہی لیکن اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔[3]

نبوّت کا زمانہ قریب آتا گیا، ہدایت کی تلاش میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سرگردانی بڑھتی گئی۔ مندرجہ ذیل آیت میں اسی طرف اشارہ ہے:۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى {الضحیٰ} اللہ نے آپؐ کو راہِ حق کی تلاش میں سرگرداں پایا پھر آپکو ہدایت دی

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تنہائی پسند کرنے لگے، اس تنہائی کے حصول کے لئے آپؐ غارِ حرا میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور مسلسل کئی کئی رات (اور دن) وہاں عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ اپنی زوجہ محترمہؓ کے پاس آتے اور اُن سے مزید کھانا لے کر واپس غارِ حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔[4]

دُعائے خلیلؑ ابراہیم علیہ السّلام اور اسماعیل علیہ السّلام نے کعبہ کی تعمیر کے بعد اِس طرح دُعا کی تھی:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ {بقرہ ۱۲۹} اے ہمارے رب ان لوگوں میں ایک رسول ان ہی میں سے مبعوث فرما جو تیری آیتیں تلاوت کرے۔ انکو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان (کے قلوب) کو پاک کرے۔ بیشک تو زبردست ہے، اور حکمت والا ہے۔

نویدِ مسیحاؑ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا:۔

مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاْتِي مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ {صف} میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ایک رسُول آئیگا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔

توریت اور انجیل میں آپؐ کے تذکارِ جلیلہ توریت اور انجیل میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کی خبریں دی جا چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَجِدُونَهٗ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيلِ {اعراف} اہل کتاب توریت اور انجیل میں آپؐ کا ذکر لکھا ہوا پاتے ہیں۔

غرض یہ کہ ابراہیم علیہ السّلام اور اسماعیل علیہ السّلام کی دُعائیں اور دوسرے انبیا، علیہم السّلام کی بشارتوں کے پورا ہونے کا وقت آپہنچا۔ عیسیٰ علیہ السّلام — رفع آسمانی کو چھ سو سال گذر چکے تھے۔[5] اِس درمیانی وقفہ میں اللہ کی طرف سے کوئی بھی بعثت نہیں ہوا تھا۔[6] قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اسی وقفہ کی طرف اشارہ ہے:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ {مائدہ} اے اہلِ کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس ایسے وقت پر آیا ہے جبکہ کافی عرصہ سے رسولوں کا آنا بند تھا، وہ تمہارے لئے تمام باتوں کی وضاحت کرتا ہے

---

[1] صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفضائل باب نسب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔
[2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشۃ الصدیقہ رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عائشۃ الصدیقہ رضؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الفضائل باب اسلام سلمان فارسی رضؓ۔
[5] صحیح مسلم باب فضائلِ عیسیٰ علیہ السّلام عن ابی ہریرۃ رضؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بمکۃ۔

آغازِ وحی

بنی آدم کی تاریخ میں بہت سے دَور آئے اور گذر گئے۔ زمانہ نے بہت سی کروٹیں بدلیں۔ آخر وہ زمانہ آیا جو خلاصۂ زمن اور انسانی تاریخ کا بہترین دَور تھا۔ اُسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانی آبادی کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے۔[1]

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا آغاز ہوا۔[2]

پیر کا دن تھا۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں مصروفِ عبادت تھے کہ یکایک آپؐ کے پاس حق آگیا۔ ایک فرشتہ آپؐ کے پاس آیا اُس نے کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" اُس نے آپؐ کو پکڑا اور خوب بھینچا یہاں تک کہ آپؐ کو قوت محسوس ہوئی۔ پھر آپؐ کو چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اُس نے دوسری مرتبہ پھر آپؐ کو پکڑ کر خوب بھینچا یہاں تک کہ آپؐ کو قوت محسوس ہوئی۔ پھر آپؐ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اُس نے پھر پکڑ کر آپؐ کو بھینچا یہاں تک کہ آپؐ کو قوت محسوس ہوئی۔ پھر اُس نے آپؐ کو چھوڑ دیا اور کہا:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ {اقرأ ۱ تا ۵}

اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کی پُھٹکی سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا رب تو بہت عزت والا ہے، اُس ہی نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، اُس ہی نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔

قرآن مجید کی یہ آیتیں پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر آگئے۔ آپؐ کا دل دھڑک رہا تھا۔ آپؐ اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا مجھے کمبل اُڑھا دو، مجھے کمبل اُڑھا دو۔ گھر والوں نے آپؐ کو کمبل اُڑھا دیا۔ پھر جب خوف جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا "مجھے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے اپنی جان کا خوف ہے" پھر آپؐ نے اُن کو سارا قصہ سُنایا۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا "ہرگز نہیں۔ آپؐ کو خوش خبری ہو، اللہ کی قسم اللہ آپؐ کو رسوا نہیں کریگا۔ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، نادار کے لئے آپؐ کماتے ہیں۔ مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ حق کے کاموں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔" پھر حضرت خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچازاد بھائی وَرَقہ بن نَوفَل بن اسد بن عبد العزّیٰ کے پاس آئیں۔ ورقہ ایامِ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے۔ عبرانی زبان میں کتابیں لکھا کرتے تھے۔ انجیل کا ترجمہ بھی عبرانی زبان میں کیا تھا۔ بہت بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے ان سے کہا اے چچا کے بیٹے ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے پوچھا اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا بیان فرمایا۔ ورقہ نے کہا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرۃؓ [2] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر عن ابی قتادہؓ۔

السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اے کاش میں جوان ہوتا، اے کاش میں اُس وقت زندہ ہوتا جب آپؐ کی قوم آپؐ کو نکال دیگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیا وہ مجھے نکال دیں گے" ورقہ نے کہا "ہاں، ہر شخص سے جو ایسی چیز لیکر آیا جیسی آپؐ لیکر آئے ہیں دشمنی کی گئی اور اگر مجھے آپؐ کا وہ زمانہ نصیب ہوا تو بہت زور دار طریقہ پر آپ کی مدد کروں گا"۔ پھر حضرت ورقہؓ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہے اور ان کی وفات ہوگئی اور وحی کچھ عرصہ کے لئے رُک گئی۔ وحی کے رُکجانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رنجیدہ رہنے لگے[1]

بھینچنے کی حکمت | حضرت جبریلؑ نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچا۔ بھینچنے سے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ خفتہ قوتیں جاگ اُٹھتی ہیں۔ بھینچنے کا مقصد غالباً یہی تھا کہ قُویٰ نبوت جو اب تک خفتہ تھے بیدار ہو جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ کی وجہ | فرشتہ کا غارِ حراء میں آنا محض ایک ناگہانی واقعہ تھا[2]۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ { قصص ۸۶ } — آپ کو تو یہ اُمید بھی نہیں تھی کہ آپؐ پر کتاب نازل کی جائے گی۔

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ { شوریٰ ۵۲ } — نہ آپ یہ جانتے تھے کہ شریعت کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا چیز ہے

نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کتاب ہی پڑھی تھی کہ اُس کے ذریعہ کچھ معلوم ہو جاتا۔ نہ کسی کے سامنے زانوئے ادب طے کیا تھا۔ نہ لکھنا آتا تھا نہ پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ { عنکبوت ۴۸ } — اِس سے پہلے نہ آپ نے کوئی کتاب ہی پڑھی تھی اور نہ اُس کو آپ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے۔

غرض یہ کہ اس طرح ناگہانی طور پر فرشتہ کے آنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر جانا بالکل ایک فطری تقاضہ تھا۔ پھر تبلیغ کے فرائض سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونا، احساسِ ذمہ داری، علم اور خشیتِ الٰہی یہ چیزیں مل جُل کر ایسی کیفیت پیدا کر رہی تھیں کہ آپؐ کو اپنی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہوا۔ یہ اتنا عظیم الشان بوجھ تھا کہ

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا { احزاب ۷۲ } — آسمان اور زمین اور پہاڑ اس کے متحمل نہ ہو سکے اور اس ذمہ داری کو سنبھالنے سے ڈر گئے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ { حشر ۲۱ } — (اور) اگر یہ قرآن پہاڑ پر اُتار دیا جاتا تو وہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و کتاب التفسیر سورۂ اقرأ و صحیح مسلم باب بدء الوحی جلد اوّل (وحی کے رُک جانے پر آپؐ کے رنجیدہ رہنے کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے)

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آثارِ عجیبہ ضرور دیکھے تھے لیکن محض آثارِ عجیبہ دیکھنے سے اور وہ بھی خواب میں کسی انسان کا یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ نبی بننے والا ہے بعید از قیاس ہے۔

آغازِ تبلیغ وانذار

اقرأ کے نزول کے بعد کچھ عرصہ تک وحی رُکی رہی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جبلِ حراء پر ایک مہینہ اعتکاف کیا۔ پھر جب اعتکاف کی مُدّت پُوری ہوئی تو آپؐ پہاڑ پر سے اُترے۔ پھر آپؐ چلے یہانتک کہ بطنِ وادی میں پہنچے۔[1]

اس اثناء میں کہ آپؐ چلے جارہے تھے آپؐ نے آسمان کی طرف سے آنے والی ایک آواز سُنی۔[2]

آپؐ نے آگے دیکھا، پیچھے دیکھا، داہنی طرف دیکھا، بائیں طرف دیکھا۔ لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر آپؐ کو کسی نے آواز دی لیکن پھر آپؐ کو کوئی نظر نہ آیا۔ تیسری مرتبہ پھر آپؐ کو کسی نے پُکارا۔[3]

آپؐ نے نظر کو اُوپر اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی فرشتہ جو آپؐ کے پاس غارِ حراء میں آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کُرسی پر بیٹھا ہے۔[4] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ {التکویر ۲۳} فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ {النجم ۶ تا ۹}	اور تحقیق آپ نے اُس فرشتہ کو اُفقِ مُبین پر دیکھا[5] وہ فرشتہ پُورا نظر آیا، وہ اُفقِ اعلیٰ پر تھا۔ پھر وہ نزدیک ہوا اور نیچے آیا۔ غرضکہ اس کا فاصلہ دو کمان کے برابر بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا۔

یہ فرشتہ حضرت جبریلؑ تھے، اُس وقت وہ اپنی اصل شکل میں نمودار ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ آسمان سے اُتر رہے ہیں۔ اُن کی عظیم جسامت نے زمین و آسمان کے درمیانی خلاء کو پُر کر دیا تھا۔[6]

حضرت جبریلؑ کو اِس حالت میں دیکھ کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ڈر گئے۔ حتّٰی کہ آپؐ زمین کی طرف جُھک گئے۔ آپؐ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ اِسی حالت میں آپؐ حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے کمبل اُڑھا دو۔ مجھے کمبل اُڑھا دو اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ گھر والوں نے آپؐ کو کمبل اُڑھا دیا اور آپؐ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے۔[7]

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِسی حالت میں تھے کہ

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى {نجم ۱۰}	اللہ نے آپ پر وحی بھیجی جو وحی بھیجی

اللہ نے فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ {المدثر ۱ تا ۵}	اے کمبل اوڑھنے والے! اُٹھو اور ڈراؤ، اپنے ربّ کی بڑائی بیان کرو، اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی وصحیح بخاری کتاب التفسیر نحوہٗ

[2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی عن جابرؓ

[3] صحیح مسلم باب بدء الوحی وصحیح بخاری کتاب التفسیر

[4] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وکتاب بدء الخلق وصحیح مسلم باب بدء الوحی عن جابرؓ

[5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی

[6] صحیح مسلم کتاب الایمان باب معنی قول اللہ عزوجل ولقد راٰہ نزلۃً اُخریٰ عن عائشہؓ

[7] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی وکتاب بدء الخلق وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

ان آیات کے نزول کے بعد وحی کی آمد گرما گرم ہو گئی اور وحی لگاتار آنے لگی۔[1]

قیام اللّیل ابھی تک نماز کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔[2]

مندرجہ ذیل آیات نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے قیام اللیل کو فرض کر دیا۔ اللہ نے فرمایا:۔

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اے کمبل اوڑھنے والے رات کو اُٹھ کر کچھ دیر نماز پڑھا کرو۔
نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ یہ قیام آدھی رات کرو یا کم یا زیادہ کر لیا کرو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر
رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا پڑھا کرو۔ ہم آپ کی طرف ایک بہت وزنی بات نازل کرنے
ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ والے ہیں بے شک رات کا اُٹھنا نفس کو پامال کرتا ہے اور اس
اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وقت ذکر بھی اچھا ہوتا ہے۔ دن کے وقت تو آپؐ کو مصروفیت
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ بہت زیادہ ہے لہٰذا رات کے وقت سب سے بے تعلق ہو کر اپنے
{ مزمل ۱ تا ۸ } رب کے نام کا ذکر کیا کیجئے۔

نمازِ شب فرض ہوئی اور اس میں قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ قُمْ فَاَنْذِرْ کے حکم کی تعمیل اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا کے بمصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ شروع کر دی تھی۔ اس ابتدائی دورِ تبلیغ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، دو عورتیں اور پانچ غلام ایمان لائے۔[3] حضرت بلالؓ بھی ایمان لانے والوں میں شامل تھے۔[4] اسی زمانہ میں حضرت علیؓ بھی ایمان لائے۔[5] اسی دور میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسلام قبول کیا۔ ان سے پہلے صرف دو آدمی ایمان لائے تھے۔[6] تقریباً اسی زمانہ میں حضرت عثمانؓ بھی ایمان لائے۔[7] سعید بن زیدؓ بھی ایمان لائے۔[8] اور حضرت عمرؓ کی بہن بھی ایمان لائیں۔[9]

غرض یہ کہ مکہ والوں میں سے ایک جماعت نے اسلام قبول کر لیا۔ مسلمین کی یہ جماعت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھا کرتی تھی۔ ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرما کر تہجد کی نماز میں تخفیف کر دی:[10]

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ (اللہ نے فرمایا اے رسول) بے شک آپؐ کے رب کو علم ہے
ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ کہ آپؐ اور آپؐ کے ساتھ مسلمین کی ایک جماعت کبھی تقریباً دو
الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ تہائی رات، کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات قیام کرتے ہیں اور
عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ مقرر کرتا ہے۔ اس کو تو علم ہے کہ تم
مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ اس کو نباہ نہ سکو گے پس اس نے تم پر مہربانی کی اب تم جتنا قرآن

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و صحیح مسلم کتاب الایمان نحوہٗ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مزمّل و صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی عن جابرؓ۔

[3] صحیح بخاری باب فضائلِ اصحابؓ عن عمارؓ۔

[4] صحیح مسلم باب اسلام عمرو بن عبسہؓ جلد اوّل۔

[5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصّۃ اسلام ابی ذرؓ

[6] صحیح بخاری باب فضائلِ اصحابؓ عن سعدؓ۔

[7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ۔

[8] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام سعیدؓ۔

[9] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔

[10] صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب جامع صلوٰۃ اللّیل عن عائشہؓ۔

مَّرْضٰی ۙ وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۟ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ ۙ { مزمل ۲۰ }

آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ تم میں بعض بیمار رہوتے ہیں بعض فضلِ الٰہی یعنی معاش کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں یا چلتے پھرتے ہیں اور بعض اللہ کے راستہ میں آئندہ جہاد کریں گے لہٰذا جتنا آسانی سے ہو سکے اُتنا ہی پڑھ لیا کرو۔

پہاڑی کا وعظ اور تبلیغِ عام

کچھ عرصہ بعد اللہ نے حکم دیا (اے رسولؐ)

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ { شعراء ۲۱۴ } اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھے اور فرمایا یا صباحاہ۔ پھر آپؐ نے آواز دی "اے قبیلۂ قریش کے لوگو!" اِس عام خطاب کے بعد آپؐ نے قریش کے تمام خاندانوں کو نام بنام آواز دے کر بُلایا۔ آپؐ نے فرمایا اے بنو فہر، اے بنو عدی وغیرہ وغیرہ۔ حتّٰی کہ تمام لوگ جمع ہو گئے اور جو نہیں آسکا اُس نے کسی شخص کو بھیج دیا کہ وہ معلوم کر کے آئے کہ کیا معاملہ ہے۔ ان جمع ہونے والوں میں ابولہب بھی شامل تھا۔ لوگوں نے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا بتاؤ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وادی میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر میں یہ خبر دوں کہ ایک دشمن صبح یا شام تم پر چھاپہ مارنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ لوگوں نے کہا "ہاں، ہم نے سوائے سچ کے تمہیں اور کچھ کہتے ہوئے نہیں پایا۔ کبھی جھوٹ کا ہمیں تجربہ نہیں ہوا"۔ آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ اپنی جانوں کو بچاؤ۔ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا اے بنو کعب اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو مرہ اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد شمس اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد مناف اپنی جانوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے بنو ہاشم اپنے کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب اپنے کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے صفیہ! رسول اللہ کی پھوپی! میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ مجھ سے جو مال (یہاں) مانگنا چاہو مانگ لو اے فاطمہ، محمدؐ کی بیٹی! اپنی جان کو دوزخ سے بچاؤ۔ رشتہ داری کا حق میں یہاں ادا کر سکتا ہوں۔ جو مال مجھ سے یہاں مانگنا ہو مانگ لو۔ آخرت میں مَیں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا"۔

یہ تقریر سُن کر ابولہب نے کہا کہ تم تمام دن برباد رہو۔ کیا تم نے ہمیں یہاں اس لئے جمع کیا تھا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور وہاں سے چلا آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے جواب میں یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ۝ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جِیْدِہَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ برباد ہو گیا۔ نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا نہ اُس کی کمائی۔ وہ عنقریب شعلہ والی آگ میں ڈالا جائے گا اور اُس کی بیوی بھی جو لکڑیاں اُٹھانے والی ہے۔ اُسکی گردن میں کھجور کی رسّی ہو گی۔[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الشعراء عن ابن عباسؓ و ابی ہریرۃؓ کتاب التفسیر سورۃ سبا و تبت یدا عن ابن عباسؓ و کتاب احادیث الانبیاء باب من انتسب الی آبائہ عن ابی ہریرۃؓ و صحیح مسلم باب "وانذر عشیرتک الاقربین" کتاب الایمان نحوہٗ۔

وحی کی کیفیت اِس واقعہ کے بعد سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قریش میں برابر تبلیغ کرتے رہے۔ وحی کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ وحی کی کیفیت یہ تھی کہ کبھی تو گھنٹی کی جھنجھناہٹ کی طرح محسوس ہوتا اور یہ وحی آپؐ پر بہت سخت ہوتی پھر جو کچھ آپؐ سے کہا جاتا آپؐ اُسے محفوظ کر لیتے تھے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ فرشتہ انسانی شکل میں آتا وہ جو کچھ کہتا آپؐ اُسے یاد کر لیا کرتے۔ وحی کی شدّت کا یہ عالم تھا کہ وحی کے بعد سخت سردی کے دن بھی آپؐ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا[1]۔ چہرے کی رنگت بدل جاتی تھی۔ آپؐ اور آپؐ کے تمام اصحابؓ سر جُھکا لیا کرتے تھے۔ پھر وحی ختم ہونے کے بعد سر اُٹھا لیا کرتے تھے[2]۔

وحی کی شدّت وحی کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ وہ چیز ہے کہ اگر پہاڑ پر اُترتی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا { ۲۱ حشر } اس کے باوجود وحی ایک نعمت ہے اور پُر لطف بھی۔ بہت سی پُر لطف چیزیں اپنے اندر شدّت رکھتی ہیں۔ مثلاً بہت ٹھنڈا شربت پُر لطف ہوتے ہوئے بھی پینے والے پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی طرح گرم مشروبات کا حال ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ بادشاہ کا تقرّب باوجود ایک اعزاز کے پاسِ آدابِ شاہی کی شدّت رکھتا ہے۔

وحی کو یاد کرنا جب جبریل علیہ السّلام وحی لے کر آیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے یاد کرنے کیلئے زبان اور ہونٹوں کو ہِلایا کرتے تھے۔ اس سے آپؐ کو کافی تکلیف ہوتی تھی۔ یہ تکلیف آپؐ کے چہرہ سے پہچانی جاتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ { قیٰمۃ ۱۶ تا ۱۹ }

اے رسُول وحی کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان نہ ہِلایا کرو۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا ہمارا ذمّہ ہے۔ پس جب ہم پڑھا کریں تو آپ سُنتے رہا کریں۔ پھر اس کی تشریح بھی ہمارے ذمّہ ہے (یعنی جو تشریحات احادیث میں پائی جاتی ہیں وہ سب من جانب اللہ ہیں[3])

ان آیات کے نزول کے بعد جب حضرت جبریلؑ آتے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر جھکا کر سُنتے رہتے جب وہ چلے جاتے تو آپؐ اللہ کے وعدہ کے مُطابق اُسی طرح پڑھتے جس طرح حضرت جبریلؑ نے پڑھایا تھا[4]۔

اس کے بعد بھی بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ پوری وحی نازل ہونے سے پہلے وقفہ میں آپؐ پڑھنا شروع کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۡ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ { طٰہٰ ۱۱۴ }

(اے رسول) اللہ سچّا اور عالی قدر بادشاہ ہے۔ آپؐ پوری وحی ختم ہونے سے پہلے جلدی نہ کریں۔ بلکہ یہ دُعا کیا کریں کہ اے رب مجھے اور زیادہ علم عطا فرما (یعنی وحی زیادہ آنے کی تمنّا کیجئے)

ایک عورت کا طعنہ اِسی اثناء میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک مرتبہ بیمار ہو گئے اور دو یا تین رات کو تہجّد کے لئے نہ اُٹھ سکے۔ اتّفاق سے ان ایّام میں حضرت جبریلؑ بھی آپؐ کے پاس نہ آئے۔ ایک قریشی عورت آئی اور کہنے لگی "اے محمدؐ، میں اُمّید کرتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا اور دو تین رات سے تمہارے قریب بھی نہ آیا"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب عرق النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نحوہ عن عائشۃ رضؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب عرق النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فی البرد عن عبادۃ بن الصامت رضؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عبّاس رضؓ۔

[4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الاستماع للقراءۃ عن ابن عبّاس رضؓ و صحیح بخاری کتاب بدء الوحی نحوہ

اللہ نے بطور تسلّی کے فرمایا:۔

وَالضُّحٰى ○ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ ○ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ○ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ○ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ ○ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ ○ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ ○ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ؕ ○ {ضحیٰ}

(اے رسول) آفتاب کی روشنی کی قسم اور رات کی قسم جب چھا جائے آپؐ کے ربّ نے نہ آپؐ کو چھوڑا ہے نہ آپؐ سے بیزار ہوا ہے آخرت آپؐ کے لئے دنیا سے بہتر ہے اور عنقریب آپؐ کا ربّ آپکو اتنا دیگا کہ آپؐ خوش ہو جائیں گے۔ کیا اس نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا پھر جگہ نہیں دی؟ اُس نے آپؐ کو سرگرداں پایا پھر ہدایت دی اور آپؐ کو تنگ دست پایا پھر غنی کر دیا۔ پس آپؐ یتیم پر سختی نہ کریں سائل کو نہ جھڑکیں اور اپنے ربّ کی نعمتوں کو بیان کرتے رہیں۔[1]

تبلیغ میں شدّت اور مشرکین کی مخالفت

کفّار عام طور پر بُتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ان بتوں کو بعض صفات میں اللہ کا شریک سمجھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○ {انعام}

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا تاریکیاں اور روشنی پیدا کی، پھر بھی کافر دوسروں کو اپنے ربّ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

کافروں نے مذاق اُڑانا شروع کیا۔ اللہ نے فرمایا:۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○ {انعام ۵ و ۶}

تحقیق ان لوگوں نے حق کی تکذیب کی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے اِن سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا جو ان سے زیادہ زمین میں قوّت کے مالک تھے، انعامِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ آسمان سے ہم نے اُن پر لگاتار مینہ برسایا۔ اُن کے مکانوں کے دامن میں نہریں بہائیں لیکن گناہوں کی وجہ سے ہم نے اُنہیں ہلاک کر دیا اور اُن کے بعد دوسری اُمتیں پیدا کیں۔

اس اِنذار اور تخویف کے بعد کافروں نے کہا ہم تو جب تسلیم کریں گے جب کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب اُترے۔ اللہ نے فرمایا:۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {انعام}

اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب بھی آپؐ پر نازل کرتے اور یہ اُس کو ہاتھ بھی لگاتے پھر بھی یہ کافر یہی کہتے کہ یہ کُھلا ہوا جادو ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الضحیٰ و کتاب الصلوٰۃ باب التہجد و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین عن جندبؓ۔

یہ جواب سُن کر

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ○ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ○ {الانعام ۸، ۹}

کافر کہنے لگے کہ اِس رسول پر کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل ہوا (اللہ نے فرمایا کہ) اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر دو ٹوک فیصلہ ہو جاتا۔ پھر انہیں مہلت نہ ملتی اور اگر ہم فرشتہ بھیجتے تو اُسے بھی انسانی شکل میں بھیجتے لہٰذا انہیں پھر بھی شبہ ہی رہتا۔

کافروں نے پھر مذاق اُڑایا۔ اللہ نے پھر تنبیہ کی اور اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ {الانعام ۱۰، ۱۲}

تحقیق تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اُڑایا گیا، بالآخر اُن تمسخر کرنے والوں کو تمسخر کی سزا نے آگھیرا (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کا انجام کیا ہوا۔ (اور اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا مالک کون ہے اور پھر انہیں خود ہی بتائیے کہ اللہ ہے۔ اللہ نے اپنی ذات پر رحمت کرنا لازم کر لیا ہے (ورنہ اب تک یہ ہلاک ہو گئے ہوتے) بہرحال قیامت کے دن ہم سب کو جمع کریں گے (وہاں سزا مل جائے گی) اور اے رسولؐ آپ انہیں کتنا ہی سمجھائیں جو لوگ اپنے نقصان پر تُلے ہوئے ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کفّارِ مکّہ، اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو کارساز و مشکل کُشا سمجھتے تھے۔ سمجھانے پر بھی اس شرک سے باز نہ آتے تھے۔ اللہ نے فرمایا:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ ۭ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ {الانعام ۱۴، ۱۷}

(اے رسولؐ) ان سے کہئے: کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو کارساز بناؤں حالانکہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا تو اللہ ہی ہے (یعنی خالق ہی تو کارساز ہو سکتا ہے) پھر اللہ سب کو کھلاتا ہے اُسے کوئی نہیں کھلاتا (بھلا جو کھلائے جانے کا محتاج ہو وہ کارساز کیسے ہو سکتا ہے) آپؐ کہہ دیجئے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے خالص توحید کو تسلیم کروں اور (اے رسولؐ آپؐ کو یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ) آپؐ مشرکوں میں سے نہ ہوں۔ (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ جو شخص اُس دن عذاب سے بچ گیا اُس پر اللہ کا بڑا رحم ہو گیا اور یہی اصل کامیابی ہے (اللہ کے علاوہ مشکل کُشا کوئی نہیں اور اے رسولؐ) اگر آپؐ کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اُسے دُور کرنے والا کوئی نہیں سوائے اللہ کے اور اگر وہ نعمت عطا کرے تو (وہ عطا کر سکتا ہے کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

گذشتہ قوموں کی بربادی کا ذکر کیا گیا تو کافر

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

کہنے لگے یہ جو تم بیان کرتے ہو صرف پہلے لوگوں کے افسانے

الْاَوَّلِيْنَ ○ {انعام ۲۵}

ہیں (حقیقت سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں برابر سمجھاتے رہے۔ دوبارہ زندہ ہونے اور پھر حساب و کتاب کے واقع ہونے سے ڈراتے رہے۔ کافروں نے جواب دیا:۔

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○ {انعام ۲۹}

بس یہ دنیا کی زندگی ہی ہے جو کچھ ہے اور اس کے بعد ہم زندہ نہیں کئے جائیں گے۔

اللہ نے جواب دیا:۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ {انعام ۳۱}

جن لوگوں نے اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو جھٹلایا وہ بڑے نقصان میں ہیں

تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا جا رہا تھا۔ تکلیفیں بھی دی جا رہی تھیں۔ آپؐ کو کفار کی ان حرکات سے صدمہ پہنچ رہا تھا۔ اللہ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اے رسولؐ

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ○ {انعام ۳۳ و ۳۴}

ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اُس سے آپؐ کو رنج ہوتا ہے لیکن یہ آپؐ کی تکذیب تو نہیں کر رہے۔ یہ ظالم تو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں (آپؐ کو رنج کرنے کی کیا ضرورت ہے،) آپ سے پہلے رسولوں کو بھی جھٹلایا گیا، وہ تکذیب و ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ہماری مدد آگئی۔ اللہ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں نبیوں کے حالات آپؐ کو معلوم ہو ہی گئے ہیں (بس آپؐ بھی اُن ہی کی طرح صبر کیجئے)

معجزہ کا مطالبہ تبلیغ شدت سے جاری تھی۔ کافروں نے مطالبہ کیا کہ:۔

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ {انعام ۳۷}

اِن پر اُن کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی۔ اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ بے شک اللہ اس پر قادر ہے کہ کوئی نشانی نازل فرما دے لیکن اکثر لوگ (اللہ کی مصلحت کو) نہیں جانتے (کہ وہ کیوں تاخیر کر رہا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی ہدایت کے لئے بے چین رہا کرتے تھے۔ اُن کو عذاب الٰہی سے بچانے کی فکر میں آپؐ گھلے جا رہے تھے۔ عین ممکن تھا کہ اسی ہمدردانہ جذبہ کے تحت آپؐ کی یہ خواہش ہوتی کہ کوئی نشانی دکھا دیجائے تو یہ ایمان لے آئیں۔ ان کی آخرت سنور جائے اور یہ کشمکش ختم ہو کر صرف اللہ کی عبادت ہونے لگے۔ اللہ تعالےٰ نے بطورِ پیش بندی فرمایا:۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ {انعام ۳۵، ۳۶}

(اے رسولؐ) اگر آپؐ کو اِن کی روگردانی شاق گذرتی ہے تو اگر آپؐ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سُرنگ ڈھونڈ لیں یا آسمان پر جانے کے لئے کوئی سیڑھی تلاش کر لیں اور پھر ان کیلئے کوئی نشانی لے آئیں۔ اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا پس (اے رسولؐ) آپؐ نادانوں میں سے نہ ہو جانا

(کہ معجزہ دکھانے پر اصرار کرنے لگو۔ یہ تو پھر بھی نہیں مانیں گے) مانتا تو وہ ہے جو سُنتا ہے (یہ مُردوں کے مثل ہیں) اور مُردوں کو تو اللہ قیامت کے روز زندہ کرے گا اور وہ پھر اُسی کی طرف لَوٹ کر جائیں گے (یعنی ان کے قلوب مُردہ ہو چکے ہیں لہٰذا یہ ہدایت کو سُننے کے قابل ہی نہیں رہے)

شرک کی تردید | معجزہ کے مطالبہ کو ٹھکراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر ان کے ضمیر کو جھنجھوڑا۔ فرمایا کہ اے رسُول:۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت واقع ہو جائے تو سچ سچ بتاؤ کیا تم اللہ کے علاوہ کسی کو پکارو گے نہیں بلکہ اُس وقت تم اُسی کو پکارو گے، پھر اللہ چاہے تو عذاب ٹالدے۔ ایسے وقت تم اپنے شریکوں کو بھول جاؤ گے۔

{انعام ۴۰، ۴۱}

جب یہ شریک مصیبت کے وقت کام نہیں آسکتے تو پھر انہیں کیوں پکارتے ہو۔ کیوں ان کی نذر و نیاز کرتے ہو۔ اچھا بتاؤ۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ {انعام ۴۶}

اگر اللہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں چھین لے۔ تمہارے دِلوں پر مُہر لگادے تو اللہ کے علاوہ کون ہے جو یہ نعمتیں واپس دیدے۔ دیکھو ہم کس کس طرح اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ رُوگردانی کر رہے ہیں۔

کافر طرح طرح کی باتیں بناتے تھے۔ قسم قسم کے مُطالبے کرتے تھے۔ اللہ نے ان سب کے جواب میں فرمایا کہ اے رسُول

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ {انعام ۵۰}

ان سے کہدیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں۔

رؤسائے قریش کا عجیب مطالبہ | رؤسائے قریش ایک دن کہنے لگے کہ ان غریبوں کو یعنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ابن مسعودؓ و بلالؓ وغیرہ کو آپؐ اپنی مجلس سے اُٹھا دیں تاکہ یہ ہمارے خلاف کسی قسم کی جُرأت نہ کرسکیں (اگر آپؐ ایسا کریں تو ہم آپؐ کی مجلس میں آئیں گے اور آپؐ کی بات سُنیں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ {انعام ۵۲}

جو لوگ صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کے طالب ہیں اُنہیں آپؐ اپنی مجلس سے نہ نکالیں۔ ان کا حساب آپؐ پر نہیں اور نہ آپؐ کا حساب ان کے ذمّہ ہے۔ اور اگر کہیں آپؐ نے انہیں اپنی مجلس سے نکال دیا تو آپؐ گناہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔[1]

پھر اللہ تعالیٰ نے ان غریب مؤمنین کے متعلق مزید ہدایت دی۔ فرمایا کہ (اے رسولؐ):۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ

جب آپؐ کے پاس یہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان

---

[1] صحیح مسلم باب فی فضل سعد بن ابی وقاصؓ۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {انعام ۵۴}

رکھتے ہیں تو اُن سے "سلامٌ علیکم" کہا کیجئے۔ اللہ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا ہے (یہی وجہ ہے کہ) تم میں سے اگر کوئی نادانی سے بُرا کام کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور نیک کام کرے تو (اللہ معاف کر کے رحمت نازل فرمائے گا کیونکہ) وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

کافر جب اِس مطالبہ میں کامیاب نہ ہو سکے تو اُنہیں مصالحت کی سوجھی۔ کہنے لگے کہ اگر آپؐ ہمارے بتوں کی عبادت بھی کبھی کبھی کر لیا کریں تو ہم آپ کی بات مان لیں گے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وحی کے توسّط سے فرمایا:۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ {انعام ۵۶}

مجھے اِس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ مَیں اُن کو پُکاروں جن کو تم اللہ کے علاوہ پُکارتے ہو۔ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اگر میں ایسا کروں تو مَیں بھی گم راہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یاب نہ رہوں گا۔

عذاب کا مطالبہ | کافروں نے کہا ہم آپؐ کی تکذیب کرتے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ {انعام ۵۷، ۵۸}

ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر قائم ہوں۔ تم نے اُسے جھٹلایا ہے تو یہ میرے بس کی بات نہیں کہ تم کو عذاب میں مُبتلا کر دوں جس کی تم جلدی کر رہے ہو۔ حکم تو صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔ وہ سچّی بات بیان کرتا ہے اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اگر میرے اختیار میں وہ عذاب ہوتا جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا (لیکن اللہ بہت متحمّل ہے کہ عذاب میں تاخیر کر رہا ہے) بہرحال اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے (وقت مقررہ پر وہ اُنہیں سزا دے گا)

توحید کا سبق | توحید کا وعظ جاری رکھتے ہوئے بتوسّط وحی الٰہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ {انعام ۵۹، ۶۰}

غیب کی کُنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ وہی جانتا ہے جو خشکی میں ہے اور جو تری میں ہے۔ کوئی پتّا ایسا نہیں گرتا جو اُس کے علم میں نہ ہو اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ بلکہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی نہیں جو اُس کے پاس روشن کتاب میں موجود نہ ہو۔ وہی رات کے وقت تم کو سُلاتا ہے۔ دن کو جو کچھ کرتے ہو اُسے وہ جانتا ہے۔ پھر وہی تم کو جگاتا ہے تاکہ تمہاری مقررہ عمر پوری کرے پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

جب یہ تمام قوّتیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں تو پھر

اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ {انعام ۶۲} خبردار ہو جاؤ کہ حکم بھی اُسی کا ماننا ہوگا۔ اور اگر تم اللہ کی حاکمیت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو تو پھر خبردار ہو جاؤ کہ وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

شرک کی تردید کفّارِ مکّہ برابر اپنی روش پر جمے رہے۔ اللہ کے علاوہ دوسروں کو مشکل کشا سمجھتے رہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو الزام دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ {انعام ۶۳، ۶۴} ان سے پوچھئے کہ خشکی اور تری کے اندھیروں سے تمہیں کون نجات دیتا ہے جبکہ تم اُسے عاجزانہ اور خفیہ آواز سے پُکارتے ہو جبکہ تم یہ بھی کہتے ہو کہ اگر وہ ہم کو اس سے نجات دے گا تو ہم ضرور اس کے شکر گزار بن جائیں گے۔ آپؐ اعلان کر دیجئے کہ اللہ ہی اُس سے نجات دیتا ہے بلکہ تمام تکلیفوں کو دور کرنے والا صرف وہی ہے۔ پھر بھی تم دوسروں کو اس کا شریک بناتے ہو (کہ مصیبت کے وقت اُن کو پکارنے لگتے ہو)

عذاب کا مطالبہ کفّار نے پھر عذاب کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اُوپر کی طرف سے عذاب بھیجدے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیجدے یا تم کو فرقہ فرقہ کر دے اور پھر تم کو آپس میں لڑا کر عذاب کا مزا چکھائے (اے رسولؐ) دیکھئے ہم کس کس طرح اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔ پھر بھی آپؐ کی قوم نے قرآن کو جھٹلایا ہے حالانکہ وہ سراسر حق ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر داروغہ نہیں ہوں (کہ زبردستی منواؤں) ہر بات کا ایک وقت مقرر ہے (اس مقرّرہ وقت پر ہی اللہ کا عذاب آئے گا) اور پھر تم کو معلوم ہو جائے گا (کہ تکذیبِ رسول کا انجام کیسا ہوتا ہے۔)

جب کفّار اپنے شرک سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک نئے انداز سے انہیں سمجھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۡ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {انعام ۷۱} ان سے کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکاریں حالانکہ وہ نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اور کیا ہم ہدایت کے بعد اُلٹے پیر (کفر کی طرف) واپس ہو جائیں (پھر ہماری مثال ایسی ہوگی کہ) جیسے جنّات نے کسی کو جنگل میں راستہ بھلا دیا ہو اور وہ حیران و پریشان پھر رہا ہو۔ اُسکے ساتھی اُسے بُلا رہے ہوں (کہ اِدھر آ) راستہ اِدھر ہے۔ ہمارے پاس چلا آ (لیکن پھر بھی وہ حیران پھر رہا ہو) آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہی ہدایت کا راستہ ہے اور ہمیں تو یہ حکم

ملا ہے کہ ربُّ العالمین کے فرمانبردار بن کر رہیں۔

کفارِ مکّہ شرک اور بُت پرستی پر اَڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا قصّہ اُنہیں سُنایا تاکہ اُنہیں معلوم ہوجائے کہ جس دینِ ابراہیمی کا وہ دعوٰی کرتے ہیں اُس کی کیا حقیقت ہے۔ دینِ ابراہیمی تو درحقیقت خالص توحید ہے نہ کہ شرک آمیز عبادت اور غیراللہ کی نذر و نیاز۔ پھر اور بہت سے انبیاء علیہم السّلام کا ذکر کرکے فرمایا کہ یہ انبیاء سب کے سب شرک سے کوسوں دُور تھے اور اگر بالفرض محال

لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ {انعام ۸۸} وہ لوگ شرک کرتے تو اُن کے بھی سارے اعمال ضائع ہوجاتے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر توحید کے مزید دلائل بیان کئے (انعام ۹۵ تا ۱۰۴) اور آخر میں فرمایا:۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ {انعام ۱۰۵} ہم اِس طرح اپنی آیات کو مختلف انداز سے بیان کرتے ہیں تاکہ (ایک ہی انداز دیکھ کر کہیں) یہ لوگ یہ نہ کہدیں کہ آپؐ نے کسی سے اتنا ہی سیکھ لیا ہے (اُسی کو دُہراتے رہتے ہو) اور تاکہ سمجھنے والوں کیلئے ہم وضاحت بھی کردیں۔

اِس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزہ کے مطالبہ کو ٹھکراتے ہوئے نبوّت کی صداقت کے لئے تصریفِ آیات اور متنوّع عبارات و مضامین کو ہی دلیل و معجزہ کی حیثیت سے پیش کیا اور پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ {انعام ۱۰۶، ۱۰۷} آپؐ تو بس اس وحی کی پیروی کرتے رہیں جو آپؐ کے ربّ کی طرف سے آرہی ہے۔ اسکے علاوہ کوئی حاکم و معبود و کارساز نہیں ہے اور آپؐ مشرکین سے رُوگردانی اختیار کیجئے۔ اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے (یعنی اعمال کے نتائج بدل نہیں سکتے ان کی سرکشی ان کی ہٹ دھرمی کا نتیجہ ہے لہٰذا یہ شرک میں مبتلا ہیں) اور اے رسولؐ آپؐ ان پر نہ نگہبان ہیں نہ داروغہ۔

معبودانِ باطل کو بُرا نہ کہو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اور تمام مؤمنین کو ہدایت دی کہ تبلیغ کے دوران

لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ {انعام ۱۰۸} اُن ہستیوں کو بُرا نہ کہو جنہیں یہ اللہ کے علاوہ مدد کیلئے پکارتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لاعلمی میں اللہ کو بُرا کہنے لگیں۔

معجزہ کا مطالبہ کفّار نے پھر مطالبہ کیا یا تو اللہ ہم پر فرشتے نازل کرے یا آپؐ مُردوں کو زندہ کرکے ہم سے بات کرائیں۔ اگر یہ مطالبہ آپ پُورا کردیں تو ہم آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ نے جواب دیا:۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ {انعام ۱۱۱} اگر ہم ان پر فرشتے بھی اُتار دیں اور مُردے بھی اُن سے گفتگو کریں اور اگر ہم تمام چیزوں کو اُن کے سامنے لاکر رکھ دیں تب بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے مگر صرف وہی جن کو اللہ چاہے (یعنی ہدایت اُن کو ملیگی جو قانونِ فطرت کے مُطابق اُسے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، ہدایت قانونِ فطرت کے مُطابق ہی ملتی ہے) لیکن اکثر لوگ بات نہیں سمجھتے۔

کفارِ مکّہ بتوں کی نذر و نیاز کرتے تھے۔ ان کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسمِ مشرکانہ کا قلع قمع کرنے کے سلسلہ میں فرمایا:۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر (خالص) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ط {انعام ۱۲۱} اس کا کھانا گناہ ہے۔

مضحکہ خیز مطالبہ قرآن مجید کی آیات نازل ہو رہی تھیں۔ توحید کے دلائل بیان کئے جا رہے تھے کہ اسی اثناء میں کفار نے کہا:۔

لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ط سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ○ {انعام ۱۲۴}

ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہی چیز نہ ملے جو اللہ کے رسولوں کو ملی ہے (اللہ نے فرمایا کہ یہ مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ) اللہ خوب جانتا ہے کہ رسالت کس کو دے، جو لوگ جرم کر رہے ہیں اُن کے لئے اللہ کے ہاں ذلت اور عذابِ شدید ہے (اور یہ عذاب) اس لئے (بھی ضروری ہے) کہ وہ خفیہ سازشیں کرتے رہتے ہیں۔

پھر اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اب بھی ایمان نہ لائیں تو (اے رسولؐ)

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ج فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ {انعام ۱۳۵}

ان سے کہہ دیجئے کہ اے لوگو تم اپنی جگہ عمل کئے جاؤ، میں اپنی جگہ عمل کر رہا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ جنّت کس کو ملتی ہے۔ (خبردار ہو جاؤ) بے شک ظالم فلاح نہیں پا سکتے۔

غیر اللہ کی نذر و نیاز کفّارِ مکّہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا (کہ یہ لوگ کتنے بے وقوف ہیں کہ)

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ج فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ج وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ {انعام ۱۳۶}

اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشی میں سے اللہ کا حصّہ مقرر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شرکاء کی نذر ہے۔ پھر جو شرکاء کا حصّہ ہوتا ہے اُسے اللہ کے حصّہ میں کبھی شامل نہیں کرتے اور جو اللہ کا حصّہ ہوتا ہے وہ شریکوں کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔ یہ کیسا بُرا فیصلہ ہے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ق لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ط سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ج وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ط سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ط اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ {انعام ۱۳۸، ۱۳۹}

پھر یہ مشرکینِ مکّہ یہ بھی کرتے ہیں کہ بعض کھیتی اور مویشی کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کو وہی کھا سکتا ہے جس کو ہم اجازت دیں۔ پھر یہ لوگ بعض جانوروں پر سواری کرنے کو بھی حرام کر لیتے ہیں اور بعض مویشی پر اللہ کا نام نہیں لیتے۔ یہ سب افتراء ہے (اللہ نے انہیں یہ حکم نہیں دیا) اِس جھوٹ کا بدلہ انہیں ملیگا۔

پھر یہ کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ اِن مویشیوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ صرف مَردوں کے لئے حَلال ہے۔ عورتوں پر حَرام ہے۔ اگر مُردہ بچّہ پیدا ہو تو پھر مَرد و عورت دونوں اس کے کھانے میں شریک ہو جاتے ہیں (یہ احکام اللہ کی طرف سے نہیں ہیں اگرچہ وہ ان کو اللہ کی طرف

منسوب کرتے ہیں) عنقریب انہیں ان افتراء پردازیوں کی سزا ملے گی۔ بے شک اللہ حکمت والا، جاننے والا ہے (سزا میں دیر جو ہو رہی ہے یہ اُس کی حکمت کے ماتحت ہے)

تحریم کا حق صرف اللہ کو ہے کفّار کی ان تمام افتراء پردازیوں کی تردید اور پھر ایک مرتبہ توحید کے دلائل دینے کے بعد فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

ان سے کہدیجئے کہ مَیں وحیِ الٰہی میں کھانے کی کسی چیز کو حرام نہیں پاتا سوائے مُردار کے یا بہتے ہوئے خون کے یا سُور کے گوشت کے کیونکہ یہ چیزیں ناپاک ہیں یا اُس چیز کے جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو کیونکہ کسی چیز کو غیر اللہ کے نام کر دینا صریح گناہ ہے۔ ہاں جو مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ تو نافرمانی کی نیت ہو نہ حد سے تجاوز کرے تو پھر وہ یہ حرام چیزیں بھی کھا سکتا ہے (ایسی صورت میں اللہ معاف کر دے گا) کیونکہ وہ بخشنے والا ہے اور رحم کرنیوالا ہے۔

آیتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے کفّارِ مکّہ کی تحلیل و تحریم کو کالعدم قرار دیا کیونکہ تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ کو ہے اور اس کا فیصلہ صرف وحی کے ذریعہ ہوتا ہے نہ کہ انسانوں کی رائے سے۔

کفّار کا عُذر لنگ کفّارِ مکّہ نے کہا ہمارا اِس میں کوئی قصور نہیں، اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ کسی چیز کو حرام ٹھہراتے نہ ہمارے آباء و اجداد ایسا کرتے (معلوم ہوتا ہے کہ اللہ بھی اسے پسند کرتا ہے) اللہ نے فرمایا:-

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝ {انعام ۱۴۸}

گذشتہ قوموں نے بھی اِسی طرح تکذیب کی تھی، آخر اُنہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھا (اچھا اگر تم اِس دعوے میں سچّے ہو کہ اللہ بھی اس سے خوش ہے) تو کیا تمہارے پاس اس کی کوئی سند ہے۔ اگر ہے تو اس کو نکالکر سامنے لاؤ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پاس کوئی سند نہیں ہے، تم تو محض فرضی باتوں کی پیروی کر رہے ہو۔

حلال و حرام چیزیں پھر اللہ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا کہ (یہ جو محض رسماً بعض چیزوں کو حرام سمجھ رہے ہیں یہ سب ان کا افتراء ہے۔ حلال چیزوں کو حرام کر رکھا ہے اور حرام چیزوں کو حلال کر رکھا ہے)

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ

ان سے کہئے کہ آؤ مَیں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے ربّ نے کون کون سی چیزیں حرام کی ہیں۔ سُنو اللہ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو (یہ حرام ہے) ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو (بدسلوکی حرام ہے) اپنی اولاد کو ناداری کی وجہ سے قتل نہ کرو، ہم ہی تم کو بھی کھلائیں گے اور اُن کو بھی۔ اور بیحیائی کے کام خواہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُس کو

إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۚ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ {انعام ۱۵۱ تا ۱۵۳}

قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور (دیکھو) یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ مگر احسن طریقہ پر (اسی پر عمل پیرا رہو) جب تک وہ جوان نہ ہو جائے۔ اور ناپ تول پورا کیا کرو۔ ہر شخص کو اُسکی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دی جاتی ہے۔ اور جب بات کہو تو انصاف کی بات کہو خواہ وہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور اللہ سے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرو، اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ یہ ہے میرا سیدھا راستہ اسی کی پیروی کرو۔ اس کے علاوہ اور راستوں کی پیروی نہ کرو ورنہ تم راہِ حق سے بھٹک جاؤ گے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

کفارِ مکہ کو نصیحت جاری رکھتے ہوئے فرمایا سُنو:۔

وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ أَن تَقُولُوا إِنَّمَا أُنزِلَ الْكِتَابُ عَلَىٰ طَائِفَتَيْنِ مِن قَبْلِنَا ۖ وَإِن كُنَّا عَن دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِينَ ○ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ○ {انعام ۱۵۵ تا ۱۵۷}

اور یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے۔ یہ برکت والی کتاب ہے۔ اس کی پیروی کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (یہ کتاب ہم نے اِس لئے بھی اُتاری ہے کہ) کہیں تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے دو گروہوں پر کتاب اُتاری گئی تھی ہم تو اُسکے پڑھنے سے (معذور اور) بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ اگر ہم پر کوئی شریعت نازل ہوتی تو ہم ان لوگوں سے زیادہ ہدایت پر ہوتے۔ لہٰذا اب یہ تمہارے ربّ کی طرف سے دلیل، ہدایت اور رحمت آچکی ہے (اسے قبول کرو) اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی آیات کی تکذیب کرے اور (دوسروں کو) اُس سے برگشتہ کرے۔ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں ہم عنقریب اُنہیں دردناک سزا دیں گے۔

ان ہدایات کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حسبِ ارشادِ الٰہی فرمایا:۔

إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○ {انعام ۱۶۱ تا ۱۶۳}

مجھے میرے ربّ نے سیدھا راستہ بتا دیا ہے۔ یہی وہ دینِ قیم ہے جس پر ابراہیم علیہ السّلام تھے۔ وہ مشرک نہیں تھے۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا مرنا جینا صرف اللہ ربّ العالمین کے لئے ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی بات کا حکم مِلا ہے اور مَیں سب سے پہلا مسلم ہوں۔

غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شرک کی تمام اقسام پر ضربِ کاری لگائی اور پھر یہ بتایا کہ اگر

تم نے اِس توحید کو تسلیم نہ کیا تو پھر ایک دن تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہو کر حساب دینا ہوگا۔ کفارِ مکّہ نے یوم حساب کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابھی تو یہ دوبارہ زندہ ہونے سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن :۔

كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ○ {النبأ ۴، ۵}

انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ پھر ضرور انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا (کہ دوبارہ زندہ ہونا اور حساب و کتاب حق ہے)

روزِ محشر | پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور خلّاقیت کے مظاہر کو بطور دلیل و حجّت پیش کرنیکے بعد فرمایا:۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ○ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ○ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ○ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ○ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ○ لِلطَّاغِينَ مَآبًا ○ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ○ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ○ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ○ جَزَاءً وِفَاقًا ○ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ○ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ○ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ○ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ○ {النبأ ۱۷، ۳۰}

بے شک فیصلہ کا دن مقرر ہے۔ جس دن صور پھونکا جائیگا۔ اور تم لوگ فوج در فوج حاضر ہو جاؤ گے۔ اُس دن آسمان کھول دیا جائے گا اور اُس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے۔ پہاڑ چلائے جائیں گے، اور وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ سرکشوں کا وہی ٹھکانہ ہے، اُس میں وہ مُدّتوں رہیں گے، نہ وہاں ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے نہ کچھ پینے کو ملیگا سوائے گرم پانی اور پیپ کے۔ اُن کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ سزا اِس لئے ہوگی کہ وہ حساب و کتاب کی اُمید ہی نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جُھٹلاتے تھے۔ ہم نے ہر چیز کو لکھ لیا ہے۔ (وہاں ہم ان دوزخیوں سے کہیں گے کہ) اب تم عذاب کا مزا چکھو، ہم تم پر عذاب کو بڑھاتے چلے جائینگے

پھر جنّت کی ترغیب اور وہاں کی نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ○ إِنَّا أَنذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۖ يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ○ {النبأ ۳۹، ۴۰}

قیامت کا دن برحق ہے (آکر رہے گا) بس اب جو چاہے اپنے رب کے پاس (اچھا یا بُرا) اپنا ٹھکانہ بنالے۔ ہم تو تم کو اُس عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے ڈرا چکے (ہماری ذمّہ داری ختم ہوگئی) وہ ایسا دن ہے کہ اُس دن ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ لیگا اور اُس وقت کافر یہ تمنّا کرے گا کہ اے کاش میں مٹّی ہوتا (تاکہ حساب و کتاب سے مجھے واسطہ نہ پڑتا)

قیامت پر زور دیتے ہوئے اللہ نے پھر فرمایا کہ:۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ○ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ○ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ○ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ○ {النازعات ۶ تا ۹}

اُس دن سخت زلزلہ آئے گا اور اس زلزلہ کے بعد ایک اور سخت زلزلہ آئیگا۔ اُس دن قلوب خوف زدہ ہوں گے آنکھیں جُھکی ہوئی ہوں گی۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں تو کافر مذاقاً

يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ○ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ○ قَالُوا تِلْكَ إِذًا

کہنے لگے کیا ہم پھر زندہ ہوں گے۔ کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کئے جائیں گے) اگر ایسا ہوا

كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ○ {نازعات ۱۰ تا ۱۲} تو ہم بڑے خسارہ میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یہ کیا مشکل ہے)

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ○ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ○ {نازعات ۱۳ و ۱۴} وہ تو صرف ایک سخت آواز ہوگی کہ جس کو سُنتے ہی سب میدانِ محشر میں آکر جمع ہو جائیں گے۔

پھر تنبیہ کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ذکر کیا اور بتایا کہ جس قوم نے ان کی تکذیب کی اُسکا کیا حشر ہوا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ○ {نازعات ۲۶} بے شک اُن کے اِس انجام میں ڈرنے والوں کے لئے عبرت ہے (اگر تم بھی نہ مانے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا)

کفّار کی سمجھ میں کسی طرح نہ آتا تھا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کرسکتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سوال کیا اچھا بتاؤ

ءَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ○ {نازعات ۲۷} تمہاری پیدائش زیادہ مشکل ہے یا آسمان کی۔ اُس اللہ نے تو آسمان جیسی چیز کو بنایا (تو پھر تمہارا بنانا کیا مشکل ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین اور پہاڑوں کی پیدائش کا ذکر کرکے کافروں کی عقل کو خوب جھنجھوڑا اور فرمایا:۔

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ○ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ○ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ○ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ○ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ○ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ○ جب وہ بڑی آفت آئے گی تو اُس دن انسان کو اپنے اعمال یاد آئیں گے اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کو لاکر کھڑا کر دیا جائے گا۔ پس جس نے سرکشی کی ہوگی اور دُنیا کی زندگی کو ترجیح دی ہوگی اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگی اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے بچالیا تو اُس کا ٹھکانہ جنّت ہوگی۔

کفّار جب اِن دلائل کا انکار نہ کرسکے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ○ فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ○ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنتَهَاهَا ○ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرُ مَن يَخْشَاهَا ○ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ○ {نازعات ۴۲ تا ۴۶} پوچھنے لگے کہ آخر وہ گھڑی کب آئے گی (اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے رسُولؐ) آپ کو اس کے ذکر سے کیا مطلب؟ اس کا علم تو صرف آپؐ کے ربّ کو ہے۔ آپ تو بس اُس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے۔ جب وہ آئے گی تو اُنہیں ایسا معلوم ہوگا کہ دنیا میں بس ایک شام رہے تھے یا ایک صبح۔

اے رسولؐ قیامت کے متعلق بس ان سے کہدیجئے کہ وہ ضرور آئے گی اور جب وہ آئے گی تو

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ○ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ○ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ○ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ○ سُورج لپیٹ لیا جائیگا۔ تارے بے نور ہو جائینگے۔ پہاڑ چلائے جائینگے گیابھن اُونٹنیاں بے کار ہو جائینگی۔ وحشی جانور اکٹھے کئے جائینگے۔ سمندر آگ ہو جائیں گے۔ روحیں بدنوں سے ملادی جائیں گی اور جب (تم زندہ ہوکر میدانِ محشر میں جمع ہو جاؤ گے تو) پوچھا جائے گا کہ لڑکی کو زندہ درگور

بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ○ وَاِذَا الصُّحُفُ
نُشِرَتْ ○ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ○ وَاِذَا
الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ○ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ○
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ○ {تکویر ۱ تا ۱۴}

کس جرم میں کیا گیا تھا۔ اُس دن عملوں کے دفتر کھولدئے جائیں گے۔ آسمان کی کھال کھینچ لی جائے گی۔ دوزخ بھڑکائی جائے گی جنّت قریب کردیجائے گی۔ اُس وقت ہر شخص کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیسے عمل لیکر آیا ہے۔

توحید کے اثبات، شرک کی تردید اور قیامت کے وقوع کے سلسلہ میں جو دلائل دئے جارہے تھے کفارِ مکہ کے پاس اُن کا کوئی جواب نہیں تھا۔ لاجواب ہوکر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیوانہ کہنے لگے تاکہ اِسی طرح یہ توحید کی دعوت بے معنی ہوکر رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھاکر فرمایا (کہ یہ دیوانے کا کلام نہیں ہے)

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ ذِىْ قُوَّةٍ
عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ
اَمِيْنٍ ○ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَلَقَدْ
رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ○ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ
بِضَنِيْنٍ ○ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ○
فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ○
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ○ {تکویر ۱۹ تا ۲۹}

بلکہ یہ مکرّم فرشتہ کا پہنچایا ہوا الٰہی پیغام ہے۔ وہ فرشتہ قوّت والا ہے اور عرش والے کے ہاں بڑے درجہ والا ہے سردار ہے۔ امانت دار ہے اور اے کافرو تمہارے یہ رسولؐ دیوانے نہیں ہیں۔ انہوں نے بے شک اُس فرشتہ کو اُفقِ مبین پر دیکھا بھی ہے اور یہ رسُول پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرنے میں بخیل بھی نہیں ہیں (اور دیکھو) یہ شیطان مردود کا کلام نہیں ہے۔ تم کدھر چلے جارہے ہو۔ یہ تو جہان والوں کے لئے نصیحت ہے یعنی ہر اُس شخص کیلئے جو سیدھے راستہ پر چلنا چاہے اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے جب تک اللہ ربّ العالمین نہ چاہے (سب کچھ اللہ کی مشیّت اور توفیق سے ہوتا ہے)

قرآن میں تدبّر اللہ تعالےٰ نے پھر فرمایا:

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ
مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَمْ لَمْ
يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○
اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ
وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ○ {مؤمنون ۶۸ تا ۷۰}

کیا اُنہوں نے اِس کلام پر غور نہیں کیا۔ کیا اُن کے پاس ایسی چیز آئی ہے جو اُن کے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی۔ کیا یہ اپنے رسول کو نہیں پہچانتے اِس لئے اُس کا انکار کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے نہیں بلکہ یہ تو حق لے کر آیا ہے اور ان میں سے اکثر حق سے نفرت کرتے ہیں (اس لئے اسے نہیں مانتے)

پھر اللہ تعالےٰ نے توحید کے دلائل دیتے ہوئے فرمایا:-

وَهُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ {مؤمنون ۷۹}

اللہ ہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلادیا اور تم اُسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

کافروں نے پھر اُسی شُبہ کو دوہرایا:-

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ {مؤمنون ۸۲}

کہنے لگے کیا جب ہم مرکر مٹّی ہوجائیں گے تو پھر زندہ کئے جائیں گے (یہ بات سمجھ میں نہیں آتی)

پھر کہنے لگے :-

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ {مؤمنون ۸۳}

یہ وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادا سے ہوتا چلا آیا ہے یہ تو صرف اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

شرک کی تردید شرک اور بُت پرستی کے خلاف رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل وعظ و نصیحت کرتے رہے لیکن ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تو اللہ تعالٰے نے فرمایا اے رسولؐ :-

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ ۭ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ {مؤمنون ۸۴ تا ۹۲}

ان سے پوچھئے زمین اور جو کچھ زمین میں ہے کس کا ہے؟ اگر تمہیں معلوم ہے تو بتاؤ۔ یہ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کا (جب وہ یہ جواب دیں تو ان سے پوچھئے کہ پھر) تم نصیحت کیوں حاصل نہیں کرتے۔ پھر ان سے پوچھئے کہ ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ جواب دیں گے کہ اللہ ہے۔ تو پھر آپ ان سے پوچھئے کہ تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں (کیوں اسکے ساتھ شریک کرتے ہو) اور (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی پوچھئے کہ تمام چیزوں پر کس کی بادشاہت ہے، وہ کون ہے جو پناہ دیسکتا ہے اور اُسکے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دیسکتا۔ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ۔ یہ فوراً جواب دیں گے کہ ایسی ہستی صرف اللہ ہے تو پھر آپ اُن سے پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ تم باوجود ان باتوں کے اعتراف کے دوسروں کو اللہ کا شریک بناتے ہو) اور (اے رسولؐ) ہم نے تو حق ان کو پہنچا دیا ہے۔ مگر یہ لوگ جھوٹے ہیں (ان کے پاس حق نہیں ہے) اللہ کے تو کوئی اولاد نہیں ہے (پھر یہ کیوں افتراء کرتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں) اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر کہیں چلدیتا اور بعض بعض پر غالب بھی آجاتا۔ جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک اور مُبرّا ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر سب سے واقف ہے۔ اور جو شرک یہ کر رہے ہیں وہ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔

پھر فرمایا (اے کافرو)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ {مؤمنون ۱۱۵ تا ۱۱۸}

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اُس نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ اللہ بلند و بالا ہے۔ حقیقی بادشاہ وہی ہے۔ اُس کے سوا کوئی حاکم نہیں، وہ عرشِ کریم کا مالک ہے، اور جو شخص (پھر بھی) اللہ کے ساتھ دوسرے کو پکارتا ہے حالانکہ اس کے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں تو اللہ کے ہاں اُس سے حساب لیا جائیگا۔ وہاں کافر فلاح نہ پاسکیں گے۔ اور اے رسولؐ آپ اِس طرح دُعا کیجئے کہ اے ربّ مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

کفّار کی ایذائیں خالص توحید کی تعلیم اور شرک کی بے لاگ تردید سے ایوانہائے کفر میں زلزلہ آگیا وہ لوگ جواب تو دے نہ سکے تنگ آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مُومنین کو تکلیفیں پہنچانے لگے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی مُعَیط آیا اور اپنی چادر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گلے میں ڈال کر بہت زور سے آپؐ کا گلا گھونٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے انہوں نے عقبہ کو ہٹایا اور پھر کہا "کیا تم ایک آدمی کو صرف اِس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا ربّ صرف اللہ ہے اور حالانکہ وہ تمہارے پاس اپنے ربّ کے ہاں سے واضح دلائل بھی لیکر آیا ہے"[1]

حضرت عمرؓ اپنی بہن اور بہنوئی حضرت سعید بن زیدؓ کو رسّیوں سے باندھ کر مارا کرتے تھے[2]

حضرت سعدؓ کی والدہ کی ضد حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ اسلام لاچکے تھے (ان کی والدہ مسلم نہیں ہوئی تھیں) ایک دن اُن کی والدہ نے قسم کھالی کہ جب تک وہ اسلام کا انکار نہ کریں نہ وہ ان سے بولیں گی نہ کھائیں گی، نہ پئیں گی۔ ان کی والدہ نے اُن سے یہ بھی کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ بے شک اللہ نے تم کو والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کا حکم دیا ہے اور میں تمہاری ماں ہوں۔ میں تمہیں اسلام چھوڑنے کا حکم دیتی ہوں (تم میرا کہنا مانو حُسنِ سلوک کا تقاضہ یہی ہے) غرض یہ کہ وہ تین دن اسی حالت میں رہیں یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئیں۔ انکے بیٹے عمارہ نے ان کو پانی پلایا (جب اُنہیں ہوش آیا تو) حضرت سعدؓ کو بددُعا دینے لگیں۔ اُس وقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَىَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۖ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(اس میں کوئی شک نہیں کہ) میں نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں یہ نصیحت کی ہے کہ میرا اور اُن کا شکریہ ادا کرتے رہو، خصوصًا ماں کا کہ وہ اسکو پیٹ میں اُٹھاتی ہے اور تکلیف پر تکلیف سہتی ہے پھر اسکو دودھ پلاتی ہے اور دو برس میں اُس کا دودھ چھُڑاتی ہے اور (اے لوگو یہ بات یاد رکھو کہ تم سب کو) میری ہی طرف لَوٹ کر آنا ہے (اگر والدین کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آؤ گے تو اس کا خمیازہ بھگتو گے۔ البتہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کی ہر جائز و ناجائز بات مانی جائے، اگر وہ تمہیں شرک کا حکم دیں جس کا تمہیں علم نہیں تو ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا۔ ہاں دُنیوی معاملات میں پھر بھی اُن کے ساتھ سلوک کرتے رہنا اور اُس راستہ کی پیروی کرنا جو میری طرف رجوع کرنے والوں کا راستہ ہے (یعنی اسلام پر چلنا کہ یہی اللہ والوں کا راستہ ہے) تم سب کو میری طرف آنا ہے پھر مَیں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے تھے[3]

حضرت عمرو بن عبسہؓ کا اسلام قبول کرنا غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ایمان والوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جارہی تھیں۔ مصائب کے پہاڑ توڑے جارہے تھے۔ تبلیغ میں رُکاوٹیں ڈالی جارہی تھیں۔ اسی

---

[1] صحیح بخاری باب فضل ابی بکرؓ عن عبداللہ بن عمروؓ
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمر بن خطّابؓ عن سعیدؓ
[3] صحیح مسلم باب من فضائل سعدؓ عن سعد بن ابی وقّاصؓ

اثناء میں عمرو بن عبسہؓ نے اسلام قبول کیا۔ عمرو ایامِ جاہلیت میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تمام لوگ گمراہی پر ہیں صحیح راستہ پر نہیں ہیں کیونکہ عام طور پر لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ جب عمروؓ نے سُنا کہ مکّہ میں ایک شخص (آسمانی) خبریں بیان کرتا ہے تو وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف روانہ ہوئے۔

اُس زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پوشیدہ تھے اور کُفّارِ قریش کی کڑی نگرانی میں تھے۔ بہرحال کسی نہ کسی حیلہ سے عمروؓ مکّہ میں آپؐ سے آکر ملے۔ اُنہوں نے آپؐ سے پوچھا "آپ کون ہیں؟" آپؐ نے فرمایا "میں نبی ہوں"۔ اُنہوں نے پوچھا "نبی کیا ہوتا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اللہ نے (ہادی بنا کر) بھیجا ہے"۔ اُنہوں نے پوچھا "کیا چیز دے کر آپؐ کو بھیجا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اِن باتوں کی تعلیم دینے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ صلہ رحمی کرنا، بُتوں کو توڑنا، اللہ کو ایک ماننا، اسکے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرنا"۔ اُنہوں نے پوچھا "آپؐ کے ساتھ اِس دین پر کون کون ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آزاد بھی ہے۔ غلام بھی ہے"۔ اور اُس دن ایمان لانے والوں میں سے آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ اور بلالؓ تھے۔ عمروؓ نے کہا "میں آپؐ کی پیروی کرتا ہوں"۔ آپؐ نے فرمایا، ابھی تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا اور لوگوں کا کیا حال ہے (یعنی تمام لوگ میرے مخالف ہیں۔ کہیں تم بھی مصائب میں مُبتلا نہ ہو جاؤ) ابھی تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ پھر جب تم سُنو کہ میں غالب آگیا تو پھر تم میرے پاس آجانا۔ غرض یہ کہ وہ اپنے گھر واپس چلے گئے۔[1]

حضرت ابوذرؓ کا اسلام قبول کرنا حضرت ابوذرؓ قبیلۂ غفار کے ایک فرد تھے۔ اُنہیں یہ خبر پہنچی کہ مکّہ میں ایک شخص نے نبوّت کا دعوٰے کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اُس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا "اُس شخص کے پاس جاؤ، اُس سے گفتگو کرو اور پھر مجھے اس کی خبر دو"۔ وہ روانہ ہوئے (مکّہ پہنچکر) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُلاقات کی پھر اپنے بھائی ابوذرؓ کے پاس واپس پہنچے۔ ابوذرؓ نے پوچھا "کیا خبر لائے"۔ اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ وہ خیر اور مکارم اخلاق کا حکم دیتا ہے۔ بُرائی سے روکتا ہے۔ اُس کا کلام شعر و شاعری نہیں"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا تم نے اپنی خبر میں میری تشفّی نہیں کی۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنا تھیلا، پانی کا مشکیزہ، توشہ اور عصا لیا اور مکّہ پہنچے۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ زمزم کا پانی پیتے رہے اور مسجد ہی میں ٹھہر گئے یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ رات کے وقت اُن کے پاس سے حضرت علیؓ کا گذر ہوا۔ انہوں نے کہا یہ شخص مسافر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "ہاں میں مسافر ہوں" حضرت علیؓ نے کہا تو گھر چلو۔ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے۔ نہ حضرت علیؓ نے اُن سے کچھ پوچھا نہ اُنہوں نے اُن سے کچھ کہا۔ جب صبح ہوئی تو وہ پھر مسجد آگئے تاکہ کسی سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پتہ معلوم کریں لیکن ایسا کوئی آدمی نہیں ملا جو آپؐ کا پتہ انہیں بتاتا۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ پھر حضرت علیؓ وہاں سے گذرے۔ حضرت علیؓ پھر اُنہیں اپنے ساتھ لے گئے۔ صبح کو وہ پھر مسجد آگئے اور مسجد ہی میں رہے یہانتک کہ رات ہوگئی۔ پھر حضرت علیؓ کا اُن کے پاس سے گذر ہوا۔ حضرت علیؓ نے کہا ابھی تک اس شخص کو اپنی منزل معلوم نہیں ہوئی۔ اُنہوں نے کہا "ہاں" حضرت علیؓ نے کہا "میرے ساتھ چلو"۔ پھر حضرت علیؓ نے پوچھا "تمہارے

---

[1] صحیح مسلم کتاب فضائل القرآن باب اسلام عمرو بن عبسہؓ عن عمروؓ۔

آنے کا مقصد کیا ہے ؟ تم اِس شہر میں کیوں آئے ہو ؟" اُنہوں نے کہا "اگر تم ظاہر نہ کرو تو مَیں تمہیں بتاؤں" حضرت علیؓ نے کہا کہ میں کسی پر ظاہر نہ کروں گا۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا "ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں ایک شخص ہے جس نے نبوّت کا دعوٰے کیا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ اُس سے گفتگو کرے۔ وہ واپس آیا لیکن اُسکی خبر میں میرے لئے تشفّی کا سامان نہیں تھا۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں خود اُس شخص سے ملاقات کروں" حضرت علیؓ نے فرمایا "تم صحیح مقام پر پہنچ گئے۔ میں اِس وقت وہیں جا رہا ہوں، تم بھی میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ جہاں مَیں داخل ہوں تم بھی داخِل ہو جانا۔ پھر اگر مجھے کسی شخص سے کسی قسم کا اندیشہ ہوگا تو میں دیوار کے قریب رُک جاؤں گا گویا میں یہ ظاہر کروں گا کہ میں اپنی جوتی ٹھیک کر رہا ہوں اور تم چلتے رہنا۔" پھر حضرت ابو ذرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اُن کے ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا مجھ پر اسلام پیش کیجئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام پیش کیا۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مشورۃً) فرمایا "ابو ذر، ابھی اس بات کو خفیہ رکھو۔ اپنے شہر لَوٹ جاؤ جب ہمارے غلبہ کی خبر تمہیں ملے تو پھر آجانا۔" حضرت ابو ذرؓ نے کہا "قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں ان لوگوں کے سامنے اعلان کروں گا۔" پھر وہ مسجد گئے، قریش وہاں موجود تھے۔ حضرت ابو ذرؓ نے کہا "اے معشر قریش میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔" لوگوں نے کہا اس بے دین کی خبر لو۔ لوگ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو ذرؓ کو مارنے لگے، اتنا مارا کہ وہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ اتنے میں حضرت عباسؓ وہاں پہنچ گئے وہ ان پر جُھک گئے، پھر لوگوں کی طرف متوجّہ ہو کر کہا۔ "تمہاری خرابی ہو، تم غفار کے ایک شخص کو قتل کر رہے ہو حالانکہ تمہاری تجارت گاہ انہی کے شہر میں ہے۔ انہی کے پاس سے ہو کر تم گذرتے ہو۔" یہ سُن کر لوگ اُن کے پاس سے ہٹ گئے۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو انہوں نے پھر وہی کلمے دوہرائے، لوگوں نے پھر کہا اس کی خبر لو، انہوں نے پھر اسی طرح مارا، پھر حضرت عباسؓ آنکلے، وہ اُن پر جُھک گئے اور پھر وہی بات کہی جو پہلے دن کہی تھی۔ حضرت ابو ذرؓ واپس چلے آئے اور اپنی قوم سے اپنے اسلام کو چھپایا۔[1]

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ابو ذرؓ مع اپنی والدہ اور اپنے بھائی انیس کے پھر مکّہ کے لئے روانہ ہوئے مکہ کے سامنے پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ انیس نے کہا مجھے مکہ میں کچھ کام ہے میں مکہ جاتا ہوں، تم یہیں رہو۔ ابو ذرؓ وہیں ٹھہر گئے۔ انیس گئے اور کافی دیر کے بعد آئے۔ حضرت ابو ذرؓ نے پوچھا اتنی دیر میں کیوں آئے۔ وہ کہنے لگے "میں مکّہ میں ایک شخص سے ملا جو تمہارے دین پر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اُسے بھیجا ہے۔" ابو ذرؓ نے کہا "لوگ اُسے کیا کہتے ہیں ؟" انیس نے کہا "لوگ اُسے شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں۔" انیس خود بھی شاعر تھے۔ کہنے لگے میں نے کاہنوں کی بات سُنی ہے لیکن جو کلام یہ شخص پڑھتا ہے وہ کاہنوں کا کلام نہیں۔ میں نے اس کے کلام کا موازنہ شاعروں کے کلام سے بھی کیا لیکن کسی شخص کی زبان پر ایسے موزوں شعر نہیں آسکتے۔ اللہ کی قسم وہ سچّا ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔" حضرت ابو ذرؓ نے کہا تم یہیں رہو، اب میں اُسے جاکر دیکھتا ہوں۔ پھر وہ مکّہ میں آئے اور ایک ناتواں شخص کو اُنہوں نے منتخب کیا۔ پھر اُس سے اُنہوں نے پوچھا "وہ شخص کہاں ہے جسے تم صابی کہتے ہو ؟" اُس نے حضرت ابو ذرؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ صابی آگیا۔ یہ سُنکر

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ اسلام ابی ذرؓ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذرؓ نحوہ۔

تمام وادی والے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر اُن پر پل پڑے (اتنا مارا کہ) وہ بے ہوش ہوگئے۔ جب اُنہیں ہوش آیا تو کھڑے ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ خون کی وجہ سے وہ ایک لال بُت معلوم ہو رہے ہیں۔ وہ زمزم کے پاس گئے۔ خون دھویا اور پانی پیا۔ پھر وہ تیس دن وہاں ٹھہرے، زمزم کے علاوہ اُن کے پاس کوئی کھانا نہیں تھا۔ زمزم کا پانی پی کر وہ موٹے تازے ہوگئے اور فاقہ کی ناتوانی بھی اُنہیں محسوس نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ چاندنی رات تھی۔ مکّہ والے سو رہے تھے۔ اُس وقت بیت اللہ کا طواف کوئی نہیں کر رہا تھا۔ صرف دو عورتیں اِساف اور نائلہ نامی بتوں کو پکار رہی تھیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا ایک کا نکاح دوسرے سے کر دو۔ وہ پھر بھی باز نہیں آئیں، بتوں کو پکارتی رہیں۔ دوبارہ جب وہ اُن کے پاس سے گذریں انہوں نے پھر ان بتوں کو بُرا بھلا کہا۔ دونوں عورتیں چلّاتی ہوئی چلی گئیں۔ وہ یہ کہہ رہی تھیں کاش اِس وقت کوئی ہمارا آدمی ہوتا۔ راستہ میں ان عورتوں کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ ملے۔ وہ پہاڑ پر سے اُتر رہے تھے۔ اُنہوں نے عورتوں سے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا ایک صابی آیا ہے جو کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا "وہ کیا کہتا ہے؟" عورتوں نے کہا وہ فحش بات کہتا ہے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (مسجد میں) تشریف لائے، حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ دونوں نے طواف کیا اور نماز پڑھی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھ چکے تو حضرت ابوذرؓ نے کہا السّلام علیک یا رسول اللہ، آپؐ نے فرمایا وعلیک السّلام ورحمۃ اللہ۔ آپؐ نے پوچھا تم کون ہو۔ ابوذرؓ نے کہا غفار کا ایک شخص ہوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ اُٹھایا پھر اپنی اُنگلیاں اپنی پیشانی پر رکھیں ابوذرؓ یہ سمجھے کہ غفار کہنا آپؐ کو ناگوار گزرا۔ وہ آپؐ کا ہاتھ پکڑنے کیلئے آگے بڑھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جو آپؐ کا حال حضرت ابوذرؓ سے زیادہ جانتے تھے ابوذرؓ کو روکا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر اُٹھایا اور پوچھا تم کب یہاں آئے؟ ابوذرؓ نے کہا تیس دن ہوگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا تمہیں کھانا کون کھلاتا ہے۔ ابوذرؓ نے کہا زمزم کے پانی کے علاوہ اور کچھ مجھے کھانے کو نہیں ملا۔ میں اُسی سے موٹا ہوگیا ہوں اور بھوک کی ناتوانی بھی معلوم نہیں ہوتی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زمزم کا پانی برکت والا ہے اور کھانے کی طرح پیٹ بھر دیتا ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "آج مجھے انہیں کھانا کھلانے کی اجازت دیجئے"۔ پھر وہ چلے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دروازہ کھولا اور طائف کی کشمش نکال نکال کر اُنہیں دینے لگے۔ یہ پہلا کھانا تھا جو اُنہوں نے مکہ میں کھایا۔ پھر وہ کچھ دیر اور وہاں ٹھہرے۔ اس کے بعد وہ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے ایک کھجور والی زمین دکھائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ یثرب کے علاوہ کوئی اور جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا تم ابھی چلے جاؤ اور اپنی قوم میں تبلیغ کرو، ممکن ہے اللہ تمہارے ذریعہ سے ان کو نفع پہنچائے اور تمہیں ثواب عطا فرمائے۔ حضرت ابوذرؓ وہاں سے رخصت ہو کر اُنیس کے پاس آئے۔ اُنیس نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ حضرت ابوذرؓ نے کہا "میں مسلم ہوگیا ہوں اور اُن کی نبوّت کی تصدیق کرتا ہوں"۔ انیس نے کہا "تمہارے دین سے مجھے بھی نفرت نہیں ہے۔ میں بھی اسلام قبول کرتا ہوں"۔ پھر وہ دونوں اپنی والدہ کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ پھر انہوں نے اونٹوں پر اپنا سامان لادا اور اپنی قوم غفار میں پہنچے ان کی تبلیغ سے آدھی قوم مسلم ہوگئی۔ ان کی قیادت اَیما بن رحضہ کیا کرتے تھے۔ باقی آدھی قوم نے کہا کہ جب آپؐ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی مسلم ہو جائیں گے۔ غرض یہ کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ

پہنچے تو باقی قوم بھی مسلم ہوگئی [1]

مسلمین کی ابتلاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کو برابر تکلیفیں دی جارہی تھیں۔ صرف ایک آپؐ کے چچا ابوطالب تھے جو اسلام تو نہ لائے تھے لیکن آپؐ کی حمایت کرتے تھے اور قریش پر غیظ و غضب کا اظہار بھی کرتے تھے [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر مسجد میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ توحید کی تعلیم دیتے تھے اور شرک سے روکتے تھے۔ کفارِ مکہ طواف کرتے وقت یہ الفاظ کہتے تھے:۔

لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ — میں حاضر ہوں (اے اللہ) تیرا کوئی شریک نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے "تمہاری خرابی ہو، بس بس" (اس کے آگے کچھ مت کہو) لیکن وہ نہیں مانتے تھے اور پھر اس کے آگے یہ الفاظ کہتے تھے:۔

اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ — سوائے اُس شریک کے کہ جس کا تو مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں [3]

ہجرت حبشہ مسلمین پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا تھا۔ اسلام پر چلنے سے روکا جارہا تھا۔ اللہ نے فرمایا:۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ○ {عنکبوت ۵۶} — اے میرے مؤمن بندو! میری زمین فراخ ہے۔ پس میری ہی عبادت کرو۔

اِس حکم کی تعمیل میں ہجرت کا آغاز ہوا۔ کچھ لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں حضرت عثمانؓ بھی شامل تھے [4] اور حضرت جعفرؓ بھی [5]

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ {رعد ۱} — (کافر مانیں یا نہ مانیں) یہ کتابِ الٰہی کی آیتیں ہیں۔ اور (اے رسولؐ) جو چیز آپکے ربّ کی طرف سے آپؐ پر نازل کیجارہی ہے وہ حق ہے۔ پھر بھی اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے۔

دلائلِ توحید توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○ {رعد ۲} — اللہ تو وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بنایا، پھر عرش پر متمکن ہوا۔ اُسی نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ان میں سے ہر ایک وقت مقررہ تک چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام کاموں کی تدبیر کرتا رہتا ہے اور اپنی آیات کو واضح طریقہ پر بیان کرتا ہے تاکہ تم اُسکے سامنے حاضر ہونیکا یقین کرلو۔

توحید کے مزید دلائل دینے کے بعد فرمایا:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ {رعد ۴} — ان تمام چیزوں میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی ذرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب الفضائل باب قصۃ ابی طالب
[3] صحیح مسلم کتاب الحج باب التلبیۃ وصفتہا عن ابن عباسؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء ابواب الفضائل باب ہجرۃ الحبشۃ
[5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ۔

ان دلائل کے سُننے کے بعد کافروں نے پھر وہی بات دوہرائی۔ کہنے لگے :۔

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ کیا مٹّی ہو جانے کے بعد ہم پھر از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے۔ { رٰعٓد }

جب ان سے کہا گیا کہ رسُول کی تکذیب کر کے عذابِ الٰہی کو دعوت نہ دو تو کہنے لگے اچھا وہ عذاب کب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا :۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ { رٰعٓد }

(یہ کیسے لوگ ہیں کہ) بھلائی سے پہلے بُرائی یعنی عذاب کی جلدی کر رہے ہیں (کیا انہیں نہیں معلوم کہ) ان سے پہلے کتنے عذاب واقع ہو چکے ہیں اور بے شک اللہ باوجود انکے گناہوں کے درگذر کرتا رہتا ہے (ورنہ اب تک کبھی کا عذاب آچکا ہوتا) اور (خبردار) تمہارا ربّ سخت عذاب دینے والا بھی ہے۔

معجزہ کا مُطالبہ کافر کہنے لگے (اچھا عذاب نہیں آتا) تو

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ { رٰعٓد } کم از کم اِس رسُول پر کوئی نشانی ہی اُتر تی۔

اللہ تعالیٰ نے اِس کے جواب میں فرمایا کہ (اے رسُولؐ، کافروں کو یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ)

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۧ { رٰعٓد } آپؐ تو صرف ڈرانیوالے ہیں (معجزہ کا دکھانا آپؐ کے اختیار میں نہیں ہے) اور ہر قوم کے پاس ہادی بھیجے گئے ہیں (اسی طرح آپؐ ان کی طرف ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور بس)

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد پھر توحید کے دلائل دیئے اور آخر میں فرمایا :۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ { رٰعٓد }

(مصیبت ہو یا راحت) صرف اللہ ہی کو پکارنا صحیح ہے، اُس کے علاوہ جن کو یہ لوگ پُکارتے ہیں وہ ان کی پُکار کا کوئی جواب نہیں دے سکتے، ان مانگنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے تاکہ پانی خود ہی اُس کے مُنہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس تک خود کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ بس اسی طرح کافروں کی پُکار بھی بے سُود ہے (جن کو یہ پُکارتے ہیں وہ خود کچھ نہیں کر سکتے)

تردیدِ شریک ان دلائل کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ

ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا ربّ کون ہے۔ پھر آپؐ خود ہی بتائیے کہ اللہ ہے۔ پھر ان سے پوچھئے کہ تم نے اللہ کے علاوہ ایسی ہستیوں کو کیوں کارساز بنا رکھا ہے جو خود اپنے نفع، نقصان کے بھی مالک نہیں۔ پھر (اے رسُولؐ) ان سے پوچھئے کہ "کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر

شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ { الرعد ۱۶ }

ہو سکتے ہیں" (اِسی طرح اللہ اور دوسرے معبودانِ باطل برابر نہیں ہو سکتے، کیونکہ اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے. دوسرے حاضر و ناظر نہیں. پھر اے رسولؐ) ان سے پوچھئے" اچھا یہ بتاؤ کہ اندھیرا اور اُجالا برابر ہو سکتے ہیں"؛ بھلا اِن لوگوں نے جو اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں تو کیا ان شریکوں نے بھی اللہ کی طرح کوئی مخلوق پیدا کی ہے جس کے سبب اُن پر تخلیق مشتبہ ہو گئی ہے۔ آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ وہ اکیلا ہے اور زبردست ہے.

ترہیب | اِن سوالات کے بعد اللہ تعالیٰ نے توحید کے مزید دلائل دیتے ہوئے کفار کو پھر جھنجھوڑا. پھر فرمایا اگر یہ نہیں مانیں گے تو :-

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ { الرعد ۱۸ }

ایسے لوگوں کا حساب بُرا ہوگا۔ اُن کا ٹھکانہ جہنم ہوگی اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔

کافروں نے پھر حسابِ کتاب کا انکار کیا تو فرمایا قیامت ضرور آئے گی اور وہ اُس وقت آئے گی :.

اِذَا السَّمَاۗءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ { الانفطار ۱ تا ۳ }

جب آسمان پھٹ جائیگا۔ تارے جھڑ جائیں گے ۔ دریا بہہ جائیں گے ۔

اور جب یہ ہوگا تو پھر :-

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ○ { الانفطار ۴ تا ۵ }

اُس وقت قبریں اُکھیڑ دی جائیں گی (سُنبلہ ہو جائیں گے) ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ اُس نے کیسے عمل آگے بھیجے تھے اور کیسے اعمال پیچھے چھوڑ آیا تھا (جو اُس کی اولاد اور متبعین میں محض اُس کی وجہ سے جاری تھے)

اس کے بعد پھر اپنی قدرتِ کاملہ کی نشانیاں بتلاتے ہوئے فرمایا :-

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ○ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ { الانفطار ۹ تا ۱۲ }

پھر بھی تم سزا و جزا کو جھٹلاتے ہو (سُن لو) تم پر نگہبان مقرر ہیں، وہ عزّت والے ہیں۔ وہ تمہارے اعمال لکھتے رہتے ہیں، جو کچھ تم کرتے ہو اُسے وہ جانتے ہیں۔

روزِ جزا پر مزید زور دیتے ہوئے فرمایا (اُس دن سے ڈرو کیوں کہ)

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـــًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ○ { الانفطار ۱۹ }

اُس دن کوئی کسی کا کچھ بھلا نہیں کر سکتا۔ اُس روز صرف اللہ ہی کی حکومت ہوگی۔

معجزہ کا مُطالبہ | کافروں نے پھر وہی مطالبہ کیا کہ آخر

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ { الرعد ۷ }

اس رسول پر اس کے ربّ کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی.

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ○ { الرعد ۲۷ }

آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (یعنی گمراہی بھی فطری قوانین کے مطابق

ہوتی ہے) اور جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے اللہ اُسے ہدایت دیدیتا ہے (یعنی ہدایت کے لئے خود انسان کی اپنی کوشش اور خلوص کو بڑا دخل ہے)

معجزہ نہ دکھانے کی وجہ | پھر فرمایا کہ ان کی خواہش کے مُطابق اور مُومنین کی آرزو کے موافق

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ {رعد ۳۱}

اگر (اللہ ایسا معجزہ دکھا بھی دے کہ) قرآن کے ساتھ پہاڑ چلنے لگیں یا زمین پھٹ جائے یا مُردے بات کریں (تو اللہ یہ کر تو سکتا ہے) کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ کے اختیار میں ہیں (لیکن اللہ ہمیشہ ایسا کرتا نہیں) کیا مُومنین کو یہ یقین نہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت دیدیتا (کیونکہ مشیئتِ الٰہی کے بغیر ہدایت ناممکن ہے لہٰذا معجزہ بھی مفید نہ ہوگا۔ اس چیز کو یہ لوگ نہیں جانتے۔ اللہ کی مصلحت کو اللہ ہی خوب جانتا ہے)

پھر اللہ نے فرمایا کہ (معجزہ دکھانے کا وقت تو ابھی نہیں آیا) ہاں یہ ضرور ہوتا رہے گا کہ:۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۡ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ {رعد ۳۱، ۳۲}

ان کافروں پر بلائیں آتی رہیں گی یا ان کی بستیوں کے قریب نازل ہوتی رہیں گی یہاں تک کہ اللہ کے وعدہ کے مُطابق عذاب نازل ہو جائے۔ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور (اے رسولؐ آپ گھبرائیں نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ مذاق کیا گیا تھا۔ ہم نے ان کو ڈھیل دی تھی (انہیں بھی ڈھیل دے رہے ہیں) پھر آخر ہم نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ کتنا سخت عذاب تھا (ایسے ہی ڈھیل دینے کے بعد ان کے لئے بھی عذاب کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس وقتِ مقررہ پر عذاب آکر رہے گا)

تردیدِ شرک | پھر اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ {رعد ۳۳، ۳۴}

ان لوگوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں۔ ان سے پوچھئے کہ ذرا ان کے (صفاتی) نام تو بتاؤ۔ کیا تم اللہ کو ایسی باتوں کی خبر دیتے ہو کہ جن کو وہ زمین میں موجود ہوتے ہوئے نہیں جانتا یا یہ شرک محض ظاہری ہے، زبان ہی زبان پر ہے (دل میں تم بھی سمجھتے ہو کہ یہ معبودانِ باطل کچھ نہیں کر سکتے) اصل بات یہ ہے کہ کافروں کو ان کی تدبیریں بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے وہ راہِ راست سے بھٹک گئے ہیں اور اللہ جس کو (اپنے قوانینِ فطرت کے مُطابق) گمراہ کر دے تو اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ان کو دنیا میں بھی عذاب ہوگا (اور آخرت میں بھی) اور آخرت میں تو اور بھی زیادہ سخت عذاب ہے۔ وہاں انکو کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ آپ صاف صاف اعلان کر دیجئے کہ)

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ

بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ○ {الرعد ۳۶} کروں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ لہٰذا میں اُسی کی طرف بُلاتا ہوں اور اُسی کی طرف مجھ کو لوٹنا ہے۔

کافروں کی سمجھ میں اس کا کوئی جواب نہیں آیا تو کہنے لگے آپؐ رسول کیسے ہوسکتے ہیں۔ آپ کے تو بیوی بھی ہے، بچّے بھی ہیں۔ پھر آپ کوئی معجزہ بھی نہیں دکھاتے۔ اللہ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ○ {الرعد ۳۸}

ہم نے جتنے بھی رسول آپؐ سے پہلے بھیجے سب کی بیویاں تھیں اور بچّے تھے اور کسی بھی رسُول کے اختیار میں یہ نہیں تھا کہ کوئی معجزہ دکھا سکے جب تک اللہ کا حکم نہ ہو (اللہ کے ہاں) ہر کام کا وقت مقرر ہے۔

یہ جواب باصواب ملنے کے بعد بھی :-

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ {الرعد ۴۳}

کافروں نے کہا "آپؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں" (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی کافی گواہ ہے اور وہ شخص بھی میری صداقت کا گواہ ہے جس کے پاس کتابِ الٰہی کا علم ہے (یعنی منصف اہلِ کتاب بھی میری صداقت کے گواہ ہیں)

تسلّی اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ {ابراہیم}

ہم نے یہ کتاب آپؐ پر نازل کر دی ہے تاکہ آپؐ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں یعنی اپنے ربّ کے حکم سے اُس راستہ پر لے آئیں جو راستہ عزّت والے، تعریف والے اللہ کا راستہ ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم احکامِ الٰہی کی تعمیل میں برابر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ کفار جب اور کوئی اعتراض نہ کرسکے تو کہنے لگے کہ قرآن کسی اور زبان میں کیوں نہ اُترا۔ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا :-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ {ابراہیم}

ہم نے جو پیغمبر بھی بھیجا وہ اپنی قوم ہی کی زبان میں گفتگو کرتا تھا تاکہ وہ اُنکو اُنکی اپنی زبان میں اچھی طرح سمجھا سکے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں کے انجام کی طرف توجّہ دلانے کے بعد فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ○ {ابراہیم ۳۰}

ان سے کہدیجئے کہ چند روز فائدہ اُٹھالو آخر کار تمہیں دوزخ ہی میں جانا ہے۔

کفّار کی سازش کفّارِ مکہ برابر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا :-

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

گذشتہ اقوام نے بھی بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں۔ ان کی تدبیریں سب اللہ کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تدبیریں ایسی زبردست تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جاتے (اے رسولؐ)

رُسُلَهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ {ابراہیم ۴۷} آپؐ یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ جو وعدہ رسُولوں سے کرتا ہے وہ پُورا نہیں کرتا۔ بے شک اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے (ایک وقت آئے گا کہ ان ایذا رسانیوں کا ان سے بدلہ لیا جائیگا اور ان کی ساری تدبیریں اسی طرح خاک میں مل جائیں گی جس طرح گذشتہ قوموں کی تدبیریں خاک میں مل گئیں)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ اللہ اکیلے کی حاکمیت کی طرف بُلاتے رہے لیکن کفّار کی سمجھ میں کسی طرح نہ آیا کہ اللہ اکیلا بھی معبود ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ (کوئی مانے یا نہ مانے) یہ کتابِ الٰہی اور روشن قرآن کی رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ {الحجر ۱، ۲} آیتیں ہیں، ایک وقت ایسا آنیوالا ہے کہ اُس وقت کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلم ہوتے۔

معجزہ کا مُطالبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر اسلام کی دعوت دیتے رہے اور کافر یہ کہتے رہے کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ اے وہ شخص جس پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے "تم مجنون ہو" لَمَجْنُوْنٌ ○ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ اگر تم سچے ہو تو فرشتوں کو ہمارے پاس کیوں نہیں لاتے (اللہ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ نے فرمایا ان سے کہہ دیجئے) کہ ہم فرشتے حق کے ساتھ ہی نازل اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ○ {الحجر ۶ تا ۸} کرتے ہیں (یعنی جب ان کے نزول کا صحیح وقت آجاتا ہے اور وہ اُسی وقت نازل ہوتے ہیں جب کافروں کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے) اور پھر کافر مہلت نہیں دئے جاتے۔

تسلّی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کو تسلّی دینے کے لئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ ہم نے آپؐ سے پہلے بھی اور قوموں میں رسُول بھیجے تھے۔ اُن الْاَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا قوموں نے بھی اپنے رسُول کا مذاق اُڑایا (لہٰذا آپؐ ان کے بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {الحجر ۱۰ تا ۱۱} استہزاء کی پرواہ نہ کریں، یہ تو ہوتا ہی آیا ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (ایمان لانے کے لئے معجزہ کا دکھانا کوئی ضروری نہیں کہ مفید ہی ہو)

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ اگر ہم آسمان کا دروازہ بھی کھولدیں اور یہ اس میں سے ہوکر فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ○ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ آسمان پر چڑھنے لگیں اُس وقت بھی یہ کہدیں گے کہ ہماری اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ○ {الحجر ۱۴، ۱۵} آنکھیں مخمور ہوگئی ہیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کی طرف توجّہ دلانے کے بعد فرمایا:۔

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ط اِنَّهٗ بے شک آپؐ کا ربّ (قیامت کے دن) ان سب کو حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ {الحجر ۲۵} جمع کرے گا اور وہ بڑا حکمت والا علم والا ہے۔

پھر ابلیس کی سرکشی اور نافرمانی کی سرگذشت سُنانے کے بعد فرمایا (کہ یہ لوگ اُسی کی پیروی کر رہے ہیں)

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ {الحجر ۴۳} اور ان سب کے وعدہ کی جگہ دوزخ ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اصحابِ لوطؑ، اصحابِ ایکہ اور اصحابِ حجر کے واقعات اور عبرتناک انجام کا حال سُنا کر فرمایا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ (یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ اُن کے درمیان کی چیزوں کو یوں ہی پیدا کیا ہے۔ نہیں

الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ○ {حجر ۸۵} ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے (یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا) بے شک قیامت ضرور واقع ہوگی (اور اُس وقت اُن کو سزا بھگتنی ہوگی) اور (اے رسولؐ) ابھی آپؐ ان کو خوبصورتی سے معاف کرتے رہیں (ان کی زیادتی سے درگذر فرمائیں)

عذاب کا مطالبہ کفارِ مکہ نے پھر عذاب کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ {نحل} اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے۔ اس کی جلدی نہ کرو۔ (تم شرک کرتے ہو تو اللہ کا کیا بگڑتا ہے) اللہ تمہارے شرک سے بلند و بالا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے توحید کے دلائل دینے کے بعد فرمایا:۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○ {نحل ۱۳} ان دلائل میں نصیحت حاصل کرنیوالوں کیلئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق پرستی کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ {نحل ۱۷} کیا جو پیدا کرسکتا ہے اور جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتا ایک جیسے ہوسکتے ہیں (ہرگز نہیں ہوسکتے، تو پھر ان معبودانِ باطل کو اللہ کی ذات، صفات اور حقوق میں کیوں شریک کرتے ہو) آخر تم غور کیوں نہیں کرتے۔

مخلوق پرستی، بُت پرستی اور شرک کے تمام اقسام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ جن کو یہ اللہ کے علاوہ مشکل کشائی کے لئے پکارتے ہیں وہ کچھ بھی تو پیدا نہیں کرسکتے، وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں (بھلا جو شخص اپنی تخلیق میں دوسرے کا محتاج ہو وہ کیا کسی کی مدد کرسکتا ہے) پھر وہ زندہ بھی نہیں ہیں، مر چکے ہیں اور انہیں تو یہ تک نہیں معلوم کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود تو صرف ایک ہی ہے لیکن جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہی اسکا انکار کرتے ہیں اور وہی سرکشی کرتے ہیں۔

توحید کے اِن دلائل کو سُن کر کفارِ مکہ لاجواب ہوگئے تو کہنے لگے:۔

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ {نحل ۳۵} اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباء و اجداد نہ شرک کرتے نہ اللہ کے سوا کسی کو پوجتے اور نہ اُس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے (ہمارے یہ افعالِ شرکیہ اللہ ہی کی طرف سے ہیں وہ ان سے خوش ہے۔ اللہ نے فرمایا) پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا (یہ مانیں یا نہ مانیں) ہمارے رسولوں کی ذمہ داری تو صرف اِتنی ہے کہ وضاحت کے ساتھ پہنچا دیں۔

شرک فی الذات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ○ {نحل} ان لوگوں نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھ رکھا ہے۔ اللہ ایسی چیزوں سے پاک ہے۔ پھر فرمایا یہ اپنے لئے تو

بیٹے پسند کرتے ہیں (اور اللہ کیلئے بیٹیاں۔ کتنے تعجّب کی بات ہے)

پھر اللہ نے فرمایا کہ اے رسولؐ :۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ {اخلاص}

ان سے کہدیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اُس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔

شرک کی مزید تردید کرتے ہوئے فرمایا (ان کو کیا ہو گیا ہے کہ)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ {نحل ۷۳، ۷۴}

یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ تو آسمانوں میں نہ زمین میں روزی دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ ان میں کسی قسم کی طاقت و قدرت ہے۔ لہٰذا اللہ کیلئے مثالیں نہ بیان کیا کرو (یعنی اس طرح نہ کہو کہ سیڑھی در سیڑھی ہی پہنچنا ہوتا ہے لہٰذا ان بزرگوں کی عبادت اور نذر و نیاز بھی ضروری ہے یا اور اسی قسم کی مثالیں دینے لگو) بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ کونسی مثال اللہ کے شایانِ شان ہے اور کونسی نہیں)

پھر اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا :۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ {نحل ۹۷، ۹۸}

جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو ہم اُسے پاک زندگی عطا کریں گے اور ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دیں گے اور (اے مؤمنو) جب قرآن پڑھا کرو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

کفّارِ مکّہ کا عناد کسی طرح کم نہ ہوا۔ مختلف قسم کی باتیں بناتے رہے۔ ایک دن کہنے لگے کہ ایک عجمی شخص ہے وہ آکر ان کو سکھا جاتا ہے۔ یہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا (اے رسولؐ)

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {نحل ۱۰۳، ۱۰۴}

ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو ایک آدمی آکر سکھا جاتا ہے (افسوس یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) وہ آدمی جس کی طرف یہ نسبت کرتے ہیں اُس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ کلام فصیح عربی زبان میں ہے۔ بے شک جو لوگ (حیلہ حوالہ سے) اللہ کی آیات پر ایمان نہیں لاتے اللہ اُن کو ہدایت نہیں دیتا۔ (یعنی فطری قوانین کے مطابق وہ ہدایت سے محروم رہتے ہیں) ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دھمکی | پھر اللہ تعالےٰ نے شرک کی تردید کرتے ہوئے عذاب کی دھمکی دی۔ فرمایا :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ڮ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ

اللہ کے سوا کوئی الٰہ (حاجت روا) نہیں، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، وہی تمہارا رب ہے، اور تمہارے آباء و

يَّلْعَبُوْنَ ○ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ
مُّبِيْنٍ ○ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ○
اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ
مُّبِيْنٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ
مَّجْنُوْنٌ ○ {دخان ۱۰ تا ۱۴}

اَجداد کا بھی جو پہلے گذر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں (اور مذاق اُڑا رہے ہیں) اے رسولؐ آپ انتظار کریں اُس دن کا جس دن آسمان سے دُھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں کو گھیر لے گا۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا اُس وقت یہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب اس عذاب کو دور فرما دے تو ہم ایمان لے آئینگے (لیکن اس عذاب کے ٹل جانے سے) اُن کو کیسے نصیحت حاصل ہوگی جبکہ ایسے رسُولؐ کے آنے سے یہ راہِ راست پر نہ آئے جو ہر بات وضاحت سے بیان کر رہا ہے بلکہ رسُول سے اُن لوگوں نے مُنہ پھیر لیا اور کہتے ہیں کہ یہ تو سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ ہے۔

قحط جب کفار قریش کسی طرح سرکشی سے باز نہ آئے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے رہے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی سرکشی کو ختم کرنے کے لئے اِس طرح دُعا کی کہ:۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ۔

اے اللہ ان لوگوں کے مقابلہ میں ایسے ہفت سالہ قحط سے میری مدد فرما جیسا ہفت سالہ قحط یوسف (علیہ السّلام) کے زمانہ میں آیا تھا۔

آپؐ کی اس دُعا سے ان پر قحط مسلّط ہو گیا اور بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ وہ اس میں ہلاک ہونے لگے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ مُردار، چمڑے اور ہڈیاں تک کھا گئے۔ ان میں سے ہر شخص کو مصیبت اور بھوک کی وجہ سے آسمان اور زمین کے بیچ میں دھواں سا نظر آنے لگا۔ آخر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں ابوسفیان (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) آئے اور کہنے لگے آپؐ تو اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں اللہ کی اطاعت اور صلۂ رحمی کا حکم دیں اور بے شک آپؐ کی قوم قبیلۂ مضر وغیرہ ہلاک ہوتی چلی جا رہی ہے، لہٰذا آپؐ اللہ سے دُعا کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا "مضر کے لئے دُعا؟ تو بڑا دلیر ہے" (کہ ایسی بدبخت اور سرکش قوم کے لئے دعا کراتا ہے) بہرحال رحمۃ للعالمینؐ نے پانی کے لئے دُعا کی۔ سُورۂ دخان کی مندرجہ بالا پیشین گوئی کے بمصداق کفار بھی دُعا کرنے لگے کہ اے اللہ ہم سے عذاب دور کر دے، ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اچھا:۔

اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ○ {دخان ۱۵}

ہم کچھ عرصہ کے لئے عذاب کو دور کئے دیتے ہیں مگر تم پھر وہی سرکشی کرو گے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا قبول ہوئی۔ اللہ نے قحط کو دور کر دیا اور پھر وہی ہوا جو اللہ نے فرمایا تھا یعنی کفار پھر وہی سرکشی کرنے لگے۔ اُسی کفر و عناد کا اِعادہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ کہا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ○ {دخان ۱۶}

(اس وقت تو ہم نے عذاب ٹال دیا لیکن) جس دن ہم بڑی گرفت میں تمہیں لینگے تو پھر اُس دن ہم انتقام ہی لیکر چھوڑینگے[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۂ روم / سُورۂ ص و سورۂ دخان۔ و صحیح مسلم کتاب الرقاق باب الدخان نحوہٗ۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم کے ہیں۔

الغرض اس عذاب کے ٹل جانے کے بعد بھی ان کی سرکشی ختم نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام کا ذکر کیا اور بطور عبرت کے قومِ فرعون کی ہلاکت کا ذکر کیا۔ لیکن اُنہیں عبرت نہیں ہوئی بلکہ :۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ○ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ○ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {دخان ۳۴ تا ۳۶}

ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ہمیں بس ایک بار مرنا ہے پھر کوئی زندگی نہیں، اگر تم (اپنے دعویٰ قیامت میں) سچّے ہو تو ہمارے آباء و اجداد کو زندہ کر کے لاؤ۔

اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے :۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ {دخان ۳۷ تا ۴۲}

کیا یہ بہتر ہیں یا قومِ تبّع اور ان سے پہلے کے لوگ (یقیناً وہ زیادہ طاقتور تھے) لیکن ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا صرف اس لئے کہ وہ مجرم تھے (اور کیونکہ یہ بھی مجرم ہیں لہٰذا انہیں ہلاک کرنا ہمارے لئے کچھ بھی مشکل کام نہیں ہے۔ مزید برآں یہ عذاب یہیں ختم نہ ہوگا بلکہ روزِ حشر ہم ان سے پھر انتقام لیں گے) کیونکہ ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے بطور کھیل کے پیدا نہیں کیا ہے۔ ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ بیشک فیصلہ کا دن ان سب کے حساب کا وقت ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آسکے گا مگر ہاں جس پر اللہ ہی رحم فرمائے (تو بے شک وہ بے خوف ہوگا) بے شک اللہ غالب ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے عذابات کا ذکر کر کے کفار کو ڈرایا۔ جنّت کی نعمتیں بیان کر کے راہِ ہدایت کی ترغیب دی لیکن وہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ○ {دخان ۵۹}

آپؐ بھی انتظار کیجئے۔ یہ بھی انتظار کر رہے ہیں (عذاب کے نزول کا وقت قریب آتا جا رہا ہے پھر انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تکذیبِ رسول کا انجام کیا ہوتا ہے)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تبلیغ میں جانفشانی | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی محنت و جانفشانی سے تبلیغ کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؐ کی اس حالت پر رحم آگیا۔ فرمایا :۔

طٰهٰ ○ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○ {طٰہٰ ۱ تا ۳}

(اے رسولؐ) ہم نے یہ قرآن اِس لئے نازل نہیں کیا ہے کہ آپؐ مشقّت میں پڑ جائیں یہ تو بس ڈرنے والے کیلئے نصیحت ہے

(اگر کوئی نہیں مانتا تو آپؐ محنتِ شاقہ نہ کیجئے)

صبر کی تلقین | پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو صبر و استقامت کی تلقین کرنے اور کفار کی ترہیب کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا قصّہ نازل فرمایا۔ مؤمنین کی تسلّی کے لئے فرمایا کہ اُن جادوگروں کو دیکھو، کتنے صابر تھے کہ جب فرعون نے اُن سے کہا :۔

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ

میں تمہارے مخالف سمت سے ہاتھ پیر کاٹ ڈالونگا اور تمہیں سُولی پر لٹکا دوں گا۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَا اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ○ {طٰہٰ} کس کا عذاب زیادہ سخت ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے (میرا یا اللہ کا)

تو جادوگروں نے کہا:۔

فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ط اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ط وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى ○ {طٰہٰ}

جو تجھے کرنا ہو کر گزر۔ تیرا حکم تو دنیا کی زندگی ہی تک محدود ہے۔ ہم تو اپنے ربّ پر ایمان لا چکے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کرے اور جو جادو تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے اسے بھی معاف فرمائے اور اللہ ہی اچھا اور باقی رہنے والا ہے۔

موسیٰ علیہ السّلام کا پورا قصّہ ختم کرنے اور اُن کے مخالفین کا انجام بتانے کے بعد کفّار سے فرمایا:۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ط وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ○ {طٰہٰ}

جو شخص اس نصیحت سے منہ موڑتا ہے وہ قیامت کے دن (گناہ کا) بوجھ اُٹھائیگا۔ ایسے لوگ ہمیشہ اسی حالت میں رہیں گے اور جو بوجھ یہ قیامت کے دن اُٹھائے ہوں گے وہ بہت ہی بُرا بوجھ ہے۔

پھر فرمایا کہ وہ دن دور نہیں کہ جس دن جزاء و سزا واقع ہوگی، حساب و کتاب ہوگا بلکہ:۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ○ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ○ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ط وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ج الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ج هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ج اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ {انبیاء}

(یوں سمجھو کہ) حساب کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ پھر بھی یہ لوگ غفلت میں اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔ جب کوئی نصیحت ان کے ربّ کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے تو اُسے کھیلتے ہوئے سُنتے ہیں۔ ان کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (مزید برآں) یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں، کہتے ہیں کہ یہ شخص تو تم ہی جیسا آدمی ہے۔

تو پھر تم جانتے بوجھتے کیوں جادو کی لپیٹ میں آتے ہو۔

ان سرگوشیوں کے جواب میں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

قُلْ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ {انبیاء}

اللہ ہر بات کو جانتا ہے خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

کافر یہ سُن کر کہنے لگے:۔

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ج فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○ {انبیاء}

یہ سب پریشان باتیں ہیں، بلکہ یہ خود اسی نے گھڑلی ہیں۔ بلکہ یہ شخص شاعر ہے (شاعرانہ باتیں کرتا ہے اگر یہ واقعی رسول ہے تو پھر) ہمیں معجزہ کیوں نہیں دکھاتا جس طرح کہ پہلے رسُول معجزہ دے کر بھیجے گئے تھے (اور انہوں نے معجزے دکھائے تھے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن قوموں کو معجزے دکھائے گئے تھے وہ

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ج

بھی تو ایمان نہیں لائیں اور بالآخر ہم نے اُنہیں ہلاک

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ○ {انبیاء} کر دیا تو کیا یہ ایمان لے آئینگے (کیا اِنکا بھی حشر اُن جیسا نہ ہوگا)

رسُول بشر ہوتا ہے رہا ان کا یہ اعتراض کہ یہ ان ہی جیسا آدمی ہے، رسول کیسے ہوسکتا ہے تو (اے رسولؐ)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○ {انبیاء ۱ و ۸}

آپؐ سے پہلے جتنے بھی رسُول ہم نے بھیجے سب انسان ہی تھے اُنہی کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے (اگر انہیں یقین نہ آئے تو ان سے کہئے کہ) اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم یعنی اہلِ کتاب سے پوچھ لو۔ اور (یہی نہیں کہ وہ انسان تھے بلکہ) ہم نے اُن کے ایسے جسم ہی نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔

اور اے رسولؐ اُن سے یہ بھی کہہ دیجئے (کہ اگر تم اب بھی باز نہ آئے تو سُن لو کہ ہم تمہیں نیست و نابود کر دینگے جس طرح)

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○ {انبیاء ۱۱}

ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں نیست و نابود کر دیا اور اُن کے بعد اور لوگ پیدا کر دئے۔

وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ○ {انبیاء ۱۸}

اور جو باتیں تم بنا رہے ہو (اسکی سزا میں) تمہارے لئے بڑی خرابی ہے۔

شرک کی تردید پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے مشرکینِ مکّہ سے سوال کیا:۔

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ○ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ {انبیاء ۲۱ و ۲۲}

لوگوں نے زمین میں جو معبود بنا رکھے ہیں کیا یہ ان لوگوں کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ اگر زمین و آسمان میں (ان کے عقیدہ کے مطابق) اللہ کے علاوہ اور معبود کارساز ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ پس جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اللہ ربُّ العرش ان سے مُبرّا ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر تم بہت سے معبودوں کے قائل ہو تو

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ {انبیاء ۲۴}

لاؤ کوئی دلیل پیش کرو۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ یہ توحید کی تعلیم جو آپ پیش کر رہے ہیں کوئی نئی اور انوکھی تعلیم نہیں ہے بلکہ)

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

ہم نے جو رسول بھی آپؐ سے پہلے بھیجا اُس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا صرف میری ہی عبادت کرو (اور جب یہ کوئی انوکھی چیز نہیں تو یہ اُسے تسلیم کیوں نہیں کرتے)

پھر فرمایا (کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى

کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے۔ وہ تو قطعاً اس سے مُبرّا ہے جن کو یہ اولاد بتاتے ہیں وہ اللہ کے عزّت والے بندے ہیں، وہ تو اللہ کے سامنے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے بلکہ اُسکے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ اُس چیز سے واقف ہے جو اُنکے

وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ {انبیاء ۲۶ تا ۲۸} آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور وہ تو اللہ سے کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے مگر اُس شخص کی جس سے اللہ خوش ہو، اور وہ تو اللہ کی ہیبت سے (ہر وقت) ڈرتے رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر توحید کی تعلیم دیتے رہے اور بُت پرستی کی مذمّت کرتے رہے۔ کافر بھی برابر آپؐ کے ساتھ استہزاء سے پیش آتے رہے {انبیاء ۲۹} آپؐ کو دیکھتے تو مذاقاً کہتے :۔

اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ج {انبیاء ۳۶} کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے (اور ان کی عبادت سے روکتا ہے)

پھر بطور استہزاء کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کرتے :۔

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ اگر تم سچّے ہو تو بتاؤ کہ یہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ {انبیاء ۳۸}

تسلّی اللہ تعالیٰ نے بطور تسلّی کے اپنے رسولؐ سے فرمایا:۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {انبیاء ۴۱} اور تحقیق آپؐ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں سب سے استہزاء کیا گیا، آخر تمسخر کرنیوالوں کو عذابِ الٰہی نے آگھیرا (تمسخر کر کے یہ کفّارِ مکّہ عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں)

پھر فرمایا کہ اے رسولؐ ان سے

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ {انبیاء ۴۵} کہدیجئے کہ میں وحی کے ذریعہ تمہیں ڈرا رہا ہوں (اور وحی کے ساتھ مذاق تمہارے لئے اچھا نہیں ہوگا)

تردیدِ شرک پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اُمّتوں کا ذکر بطور عبرت کے اُن کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اے کفّار:۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ط وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ○ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ج وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ○ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ {انبیاء ۹۸ تا ۱۰۳}

تم اور تمہارے معبود جن کو اللہ کے علاوہ تم پوجتے ہو سب دوزخ کا ایندھن ہونگے اور تم سب دوزخ پر سے گذرو گے اگر یہ معبود ہوتے تو دوزخ پر سے ان کا گذر نہ ہوتا اور یہ سب ہمیشہ اُسی میں رہیں گے۔ یہ لوگ دوزخ میں چلّاتے رہیں گے اور کچھ سُن نہ سکیں گے، ہاں وہ لوگ جن کے متعلق پہلے سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے (یعنی اِن کے وہ معبود جن کا اپنا کوئی قصور نہیں بلکہ ان کی تعلیم کے خلاف انہوں نے ان کو معبود بنایا تھا) وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے بلکہ اُس کی آواز بھی نہ سُنیں گے اور جن نعمتوں کو اُن کا جی چاہے گا اُن نعمتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اُس دن کی عظیم دہشت کا اُنہیں کوئی غم نہ ہوگا۔ فرشتے ان سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

تسلّی | پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ کافر ایمان نہیں لاتے تو یہ سمجھ لیں کہ :۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۵}

ہم زبور میں نصیحت کے بعد پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو تسلّی دی کہ وہ گھبرائیں نہیں، حکومت آخر اُنہی کو ملے گی۔ پھر فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۷}

ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (اور یہ ہماری مہربانی ہے کہ ہم نے ان کی ہدایت کا انتظام کیا)

آپؐ پھر اعلان کر دیجئے کہ :۔

اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۸}

میری طرف یہی وحی آرہی ہے کہ تمہارا الٰہ (حاجت روا اور کارساز) صرف ایک ہے تو کیا تم مسلم ہوتے ہو یا نہیں۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۰۹}

اور اگر نہیں مانتے تو میں نے تو تمہیں یکساں طور پر احکامِ الٰہی سے آگاہ کر دیا ہے اور مجھ کو نہیں معلوم کہ جس عذاب کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ قریب ہے یا دور ہے۔

اس کے بعد بھی کافر باز نہ آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس طرح دُعا کی کہ :۔

رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۝ {انبیاء ۱۱۲}

اے میرے ربّ حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور (اے کافرو) ہمارا ربّ بڑا ہی مہربان ہے۔ اُسی سے ان باتوں میں جو تم کہہ رہے ہو مدد مانگی جاتی ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ برابر جاری رکھی۔ آپؐ کفار کے مجمع میں پہنچتے اور اُن کو تبلیغ کرتے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایک رئیس کو تبلیغ کر رہے تھے کہ دورانِ وعظ ایک نابینا نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپؐ تو یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح کفارِ قریش ایمان لے آئیں۔ اسی کوشش میں آپؐ ہر وقت لگے رہتے تھے۔ نابینا کا آنا اس رئیس کو پسند نہیں آیا۔ اس نے تیوری چڑھائی اور پیٹھ موڑ کر چل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بلاتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَاۗءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَاۗءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهٗ ۝ {عبس ۱ تا ۱۲}

قریش کے اُس رئیس نے تیوری چڑھائی اور پیٹھ موڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چلا گیا جبکہ اس کے پاس ایک نابینا آیا۔ (اے رسول) آپ کو تو معلوم نہیں (اللہ کو معلوم ہے کہ وہ پاکی حاصل نہیں کرے گا۔ ہاں) شاید یہ نابینا پاکی حاصل کرے یا نصیحت حاصل کرے تو نصیحت اُسے فائدہ پہنچائے۔ آپ نے اسکی طرف توجہ دی جو پرواہ ہی نہیں کرتا حالانکہ آپ پر کوئی الزام نہیں اگر وہ پاکی حاصل نہ کرے اور جو دوڑتا ہوا آیا اور وہ اللہ سے ڈرتا بھی ہے آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ (کسی کافر متکبر

کی خاطر کسی غریب مسلم کو) ہرگز (دور) نہیں (کیا جائے گا)۔ یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

اگر یہ کافر نہیں مانتے تو قیامت کے دن اُنہیں اس کی سزا مل جائے گی اور:۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ {عبس ۳۳ تا ۳۷}

جب قیامت غُل مچاتی ہوئی آئے گی تو اُس دن انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا، ماں، باپ، بیوی اور اولاد سے بھاگیگا اُس دن ہر شخص کی حالت ایسی ہوگی کہ وہ اُسی میں مدہوش ہوگا۔

معجزہ کا مُطالبہ کفار نے پھر معجزہ کا مطالبہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ {اسراء ۵۹}

ہمیں معجزہ دکھانے سے یہ امر مانع ہے کہ اگلے لوگوں نے معجزات کی بھی تکذیب کی تھی (اصل بات یہ ہے کہ ہٹ دھرم لوگ معجزات دیکھکر بھی ایمان نہیں لاتے) اور ہم نے قوم ثمود کو ایک اونٹنی دی تھی جو (نبوّت کی) کھلی نشانی تھی تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم جو نشانیاں بھیجتے ہیں وہ ڈرانے کیلئے بھیجتے ہیں (یعنی وہ ہماری طرف سے الٹی میٹم ہوتا ہے کہ اب بھی اگر کافر ایمان نہیں لائے تو عذاب یقینی ہے اور مستقبلِ قریب ہی میں آنے والا ہے)

پھر اپنی قدرتِ کاملہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا (کہ اگر یہ اس قرآن کو نہیں مانتے تو نہ مانیں اللہ کو انکی کوئی پرواہ نہیں)

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ {طارق ۱۳ تا ۱۷}

ہاں یہ حقیقت ہے کہ یہ قرآن حق و باطل میں قولِ فیصل ہے۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ اپنی تدبیریں کر رہے ہیں۔ میں اپنی تدبیریں کر رہا ہوں، پس (اے رسول) آپؐ ان کافروں کو چند دن کی مہلت دیدیجئے (انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کفر و انکار کا انجام کیا ہوتا ہے)

اور (اے رسولؐ) آپ تو

فَذَكِّرْ ۚ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ {غاشیہ ۲۱ تا ۲۶}

بس نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپؐ نصیحت کئے جائیں۔ آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں (کہ زبردستی مسلم بنائیں) اب جو شخص مُنہ پھیرتا ہے اور کفر کرتا ہے (وہ سمجھ لے کہ) اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ بے شک ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے اور پھر ہم ہی کو اُن سے حساب لینا ہے۔

ترہیب اور (اے رسولؐ آپ غمگین نہ ہوں اگر یہ ایمان نہیں لائیں گے تو بے شک تباہ ہوں گے۔ کیا ان کو نہیں معلوم اور)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ

کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا جو اِرم کہلاتے تھے۔ جو بڑے بڑے ستون والے تھے وہ ایسے تھے کہ اُن جیسی مخلوق تو ہم نے کسی شہر میں پیدا ہی

ذِی الْاَوْتَادِ ۝ اَلَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ۝ فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ {فجر ۶ تا ۱۴}

نہیں کی۔ اور آپؐ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ثمود کے ساتھ کیا کیا جو وادی میں پتھر تراشا کرتے تھے۔ اور فرعون کے ساتھ کیا کیا جو (خیموں اور) میخوں والا تھا[1]۔ ان لوگوں نے مُلک میں سرکشی کی تھی اور بہت سی خرابیاں پیدا کی تھیں لہٰذا آپ کے ربّ نے اُن پر عذاب کا کوڑا برسایا (آپ گھبرائیں نہیں) بے شک آپؐ کا ربّ (اِن کی) گھات میں ہے (اِن پر بھی عذاب نازل ہوگا)

اور یہ تو دنیا کا عذاب ہوگا، آخرت کا عذاب اس پر مستزاد ہے۔

وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰی لَهُ الذِّكْرٰی ۝ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ {فجر ۲۳ تا ۲۶}

اُس دن دوزخ حاضر کی جائے گی، اُس دن انسان کو ہوش آئے گا لیکن اُس دن نصیحت ماننے سے کیا حاصل ہوگا۔ اُس دن تو بس وہ یہ کہیگا اے کاش میں نے اپنی اِس زندگی کے لئے کچھ اعمال کئے ہوتے۔ بس اُس دن جو قید و بند اور سزا دی جائے گی اُس کی مثال کہیں نہیں ملے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بطور دھمکی کے فرمایا:۔

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۝ {بلد ۵}

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اُس پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝ {بلد ۷}

کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اُسے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے۔

(اور اے رسولؐ) اگر اب بھی یہ باز نہیں آتے تو سمجھ لیں کہ ایک دن وہ آنے والا ہے کہ جس دن

عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝ {بلد ۲۰}

آگ اُن پر بند کر دی جائے گی۔

پھر فرمایا کہ (کافر اپنے بُرے انجام کے خود ذمّہ دار ہیں اس لئے کہ اللہ نے تو)

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ {شمس ۸}

ہر انسان کو اچھے اور بُرے دونوں راستے بتا دئے (اللہ کی ذمّہ داری ختم ہوگئی)

پھر قومِ ثمود کے عبرتناک انجام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ {شمس ۱۴}

کہ اُن کے ربّ نے اُن کے گناہوں کے سبب اُن پر عذاب بھیجا اور پھر اُن کو نیست و نابود کر دیا (اگر کفّارِ مکّہ باز نہ آئے تو اُن کا بھی یہی حشر ہوگا)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذمّہ داری کی طرف توجّہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی ۝ {لیل ۱۲}

بے شک ہمارے ذمّہ ہدایت کا راستہ بتانا تھا (تو وہ ہم بتا چکے)

اور ہمارے ذمّہ ڈرانا تھا تو

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰی ۝ {لیل ۱۴}

ہم نے تم کو بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا بھی دیا (اس کے بعد بھی)

---

[1] فرعون کی اتنی بڑی فوج تھی کہ جب وہ کہیں پڑاؤ کرتی تھی تو اُس کے لئے کثیر تعداد میں خیمے لگائے جاتے تھے۔ اُن خیموں کو نصب کرنے کے لئے بڑی کثیر تعداد میں میخیں گاڑی جاتی تھیں۔

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ {لیل ۱۵ تا ۱۶}

اگر کوئی شخص دوزخ میں داخل ہوگا تو وہی ہوگا جو بڑا بدبخت ہے اور وہ وہی شخص ہوگا جو جھٹلاتا ہے اور (ہماری تعلیم سے) منہ پھیر لیتا ہے۔

پھر اللہ نے تخلیقِ انسانی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا (کہ اے انسان)

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ {تین ۷ و ۸}

پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے۔ کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقوع پر زور دیتے ہوئے فرمایا (اُس دن کو یاد کرو)

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ {زلزال ۱} جس دن زمین میں ایک سخت زلزلہ آئے گا۔

یہ وہ دن ہوگا جس دن

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ جس نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لیگا اور

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ {زلزال ۷ و ۸} جس نے ذرّہ برابر بھی بُرائی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لیگا (پھر نیکی و بدی کا بدلہ دیا جائیگا)

پھر حساب و کتاب اور دوبارہ زندہ کئے جانے پر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ {عادیات ۹} کیا انسان یہ بات نہیں جانتا کہ (ایک دن وہ آنیوالا ہے) جس دن تمام اہلِ قبور کو زندہ کیا جائے گا۔

کفارِ مکّہ کو کسی طرح قیامت اور حساب و کتاب پر یقین نہ آتا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی بار بار انہیں قیامت کے حالات سے آگاہ کر کے ڈراتا رہتا تھا لہٰذا ایک مرتبہ پھر قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ {قارعہ ۱ تا ۳} وہ بڑی گڑگڑاہٹ والی ساعت ہوگی کیسی گڑگڑاہٹ والی؟ اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ کیسی گڑگڑاہٹ والی ساعت ہوگی!

قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ {قارعہ ۶ تا ۱۱}

(اُس دن) جس کے اوزان بھاری ہوں گے وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا اور جس کے اوزان ہلکے ہوں گے (یعنی نیک عمل کم ہوں گے) تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگی اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ دوزخ کیا چیز ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

پھر کافروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ {تکاثر ۵ و ۶} کاش تم کو دوزخ کا یقین ہو جاتا۔ بے شک تم اُس کو ضرور دیکھو گے (جس دن تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے)

پھر اُس دن کیا ہوگا یہ بھی تمہیں معلوم ہونا چاہیئے

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا

زمانہ کی قسم اُس دن تمام انسان نقصان میں ہوں گے سوائے اُن کے جو ایمان لائے، جنھوں نے نیک عمل کئے

بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ {عصر} جو حق کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

قیامت کی ہولناکیاں غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر قیامت کی ہولناکیوں اور دوزخ کے عذابات سے ڈراتے رہے۔ اسی سلسلہ میں بتوسط وحیِ الٰہی آپؐ نے کافروں کو پھر قیامت کے دن سے ڈرایا۔ فرمایا:۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ {الحج}

اے لوگو اپنے رب سے ڈر جاؤ، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت عظیم ہوگا۔ اُس دن تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچّوں کو بھول جائیں گی اور تمام حاملہ عورتوں کے حمل گر پڑیں گے اور تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ لوگ نشہ میں ہیں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بے حد شدید ہوگا (کہ اس کو دیکھکر ان کے ہوش اُڑ جائیں گے)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں پیش کرتے ہوئے اور دوبارہ زندہ کرنے کے دلائل دیتے ہوئے آخر میں فرمایا:۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ {الحج}

کہ ان مظاہرِ قدرت سے ظاہر ہے کہ اللہ ہی حق ہے وہ مُردوں کو زندہ کرسکتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے بیشک قیامت آکر رہے گی اور بے شک اللہ اہلِ قبور کو زندہ کرے گا۔

تسلّی جب کفارِ مکہ نے کسی طرح اپنی سرکشی نہ چھوڑی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ۝ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۝ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ۝ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ۝ {الحج ۴۲ تا ۴۶}

اگر یہ لوگ آپؐ کو جھٹلاتے ہیں تو اُن سے پہلے قومِ نوحؑ، قومِ عاد، قومِ ثمود، قومِ ابراہیمؑ، قومِ لوطؑ اور قومِ موسےٰؑ نے بھی جھٹلایا تھا پھر میں نے کافروں کو مہلت دی (اور عذاب میں تاخیر کی) بالآخر جب میں نے ان کو پکڑا تو پھر دیکھو میرا عذاب کتنا سخت تھا۔ (اور ان ہی پر کیا منحصر ہے) بہت سی بستیوں کو ہم نے تباہ کرڈالا محض اس وجہ سے کہ وہ نافرمان تھیں۔ وہ بستیاں اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ بہت سے کنوئیں اور محل بے کار پڑے ہیں۔ کیا انہوں نے مُلک میں سیر نہیں کی تاکہ ان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے، کان ہوتے کہ جن سے سُنتے، لیکن بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں (اس لئے باوجود ان برباد شدہ علاقوں کو دیکھنے کے بھی اُن کو عبرت نہیں ہوتی)

عذاب کا مطالبہ کافروں نے پھر عذاب کا تقاضہ کیا، اللہ نے فرمایا:۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ

یہ عذاب کے لئے جلدی کررہے ہیں اور اللہ بھی ہرگز اپنے

اللّٰہُ وَعَدَہٗ ط {ع ۶}

وعدہ کے خلاف نہیں کریگا (عذاب ضرور آئیگا لیکن ابھی مہلت دیجارہی ہے)

رسالتِ عامّہ | پھر فرمایا کہ اے رسُول

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ {ع ۹}

ان سے کہدیجئے کہ اے لوگو میں تو تم کو کھلّم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

شرک کی تردید | پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ○

بیشک اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور جن جن کو یہ کافر مدد کیلئے پکارتے ہیں وہ معبودانِ باطل ہیں اور بیشک اللہ ہی بلند و بالا بزرگی والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَیْسَ لَھُمْ بِہٖ عِلْمٌ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ○ {ع ۱۴}

اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسی ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کی عبادت کیلئے کوئی سند نازل نہیں کی اور نہ اُن کے پاس کوئی دلیل ہے (قیامت کے دن ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

مؤمنین کو تنبیہ | ابتدائے اسلام میں ایمان لانے والوں کو ابھی چار سال ہی گذرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ ط وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ○ {حدید ۱۶}

کیا ابھی تک ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور نازل شدہ حق کیلئے جھک جائیں اور وہ اہلِ کتاب کی طرح نہ ہو جائیں کہ جب اُن پر زمانہ طویل ہو گیا تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ {صحیح مسلم کتاب التفسیر}

الغرض مؤمنین نے تبلیغ میں شدت اختیار کی، جب وہ آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتے تو کافروں کے چہرے بگڑ جاتے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ مؤمنین پر ٹوٹ پڑیں گے۔ {ج ۷۲}

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسُول:۔

قُلْ اَفَاُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِکُمْ ط اَلنَّارُ ط وَعَدَھَا اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ○

ان سے کہدیجئے کہ کیا میں تمہیں (تمہارے لئے) اِس سے بھی زیادہ بُری چیز نہ بتاؤں۔ وہ چیز دوزخ ہے۔ کافروں کیلئے اللہ نے اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

تردیدِ شرک | شرک کی تردید بڑے شدّ و مد سے جاری تھی۔ طرح طرح سے کفّار کو سمجھایا جارہا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مثال کے ذریعہ توحید کی حقیقت سمجھائی۔ فرمایا:۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ ط اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ط وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ط ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ {ج ۷۳ و ۷۴}

اے لوگو! تمہارے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے، غور سے سنو جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ (حاجت روائی کیلئے) پکارتے ہو (اُن کا تو یہ حال ہے کہ) وہ سب مل کر بھی ایک مکھی نہیں بنا سکتے (اور مکھی بنانا تو کجا) وہ سب ملکر یہ بھی نہیں کر سکتے کہ اگر مکھی کوئی چیز چھین کر لیجائے تو اُسے اُس سے واپس لے لیں۔ طالب اور مطلوب یعنی یہ خود اور ان کے معبود دونوں کمزور ہیں (کچھ نہیں کر سکتے، افسوس) ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ قدر کرنے کا حق ہے، بیشک اللہ ہی قدرت والا ہے اور وہی غالب ہے۔

بابرکت میں حاضر ہوا، اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، قیامت کب قائم ہوگی ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر افسوس! تم نے اس کیلئے کیا جمع کیا ہے؟" اُس نے کہا "میں نے کچھ جمع نہیں کیا سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبّت کرتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُسکے ساتھ ہوگے جس سے محبّت کرتے ہو"۔ صحابہؓ نے کہا "ہم بھی اسی طرح ساتھ ہوں گے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ صحابۂ کرامؓ یہ سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں حضرت مغیرہؓ کا ایک لڑکا سامنے سے گذرا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہیں آئے گا یہاں تک کہ (تم لوگوں کی) قیامت آجائے گی"[1]۔ اسی طرح جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قیامت کے متعلّق سوال ہوتا تو آپؐ سب سے چھوٹے (بچّے) کی طرف نظر کرکے فرماتے "اگر یہ زندہ رہا تو یہ بوڑھا نہیں ہوگا کہ تم پر تمہاری قیامت (یعنی موت) آجائے گی"[2]۔

(کیونکہ موت اصلی قیامت کا پیش خیمہ ہے لہٰذا ہر انسان کیلئے اُس کی موت ہی قیامت ہے، موت کے بعد ہی سے سوال وجواب اور عذابات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے)

سرکاری ملازم کو ہدیہ لینا حرام ہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو سُلیم کے ایک شخص کو جس کو ابن لتبیہؓ کہتے تھے عامل بنا کر بھیجا۔ جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تو آپؐ نے ان سے حساب لیا، اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفۃً ملا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچّے ہو تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے پھر دیکھتے کہ تمہیں تحفہ ملتا ہے یا نہیں"۔ پھر شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر (کھڑے ہوکر) خطبہ دیا، آپؐ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا "امّا بعد۔ عامل کا یہ حال ہے کہ جب میں اُسے تحصیلِ زکوٰۃ کیلئے بھیجتا ہوں تو وہ میرے پاس آتا ہے اور یہ کہتا ہے 'یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے'۔ وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بیٹھ کر دیکھتا کہ اُسے ہدیہ ملتا ہے یا نہیں، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم میں سے جو شخص ذرا سی بھی خیانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اُسے اپنی گردن پر اُٹھا کر لائے گا، اگر اُونٹ ہوگا تو اُسکو لے کر آئے گا اور وہ آواز کرتا ہوگا، اگر گائے ہوگی تو اُسے لیکر آئے گا اور وہ آواز کرتی ہوگی، اور اگر بکری ہوگی تو اُسے لیکر آئے گا اور وہ آواز کرتی ہوگی"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تحقیق میں نے پہنچا دیا"۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ بلند کیا یہاں تک کہ آپؐ کی بغل کی سفیدی دکھائی دی۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟"[3]

ناجائز نذر پوری نہ کی جائے ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپؐ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو (دھوپ میں) کھڑا ہوا تھا، آپؐ نے اس کے متعلّق دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ روزہ رکھے گا، روزہ میں کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، اپنے اوپر سایہ نہ کرے گا اور بات نہ کرے گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو حکم دو کہ بات کرے، اپنے اوپر

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الادب باب ماجاءَ فی قولِ الرّجُلِ ویلک عن انسؓ وصحیح مسلم کتابُ البرّ والصلۃ باب المرءِ مع من اَحبّ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الرّقاق باب سکرات الموت عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الاَیمان والنذور باب کیف کانت یمین رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی حُمیدؓ وکتابُ الحیل باب احتیال العامل وصحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب تحریم ہدایا العمال۔

توحید کے اثبات اور شرک کی تردید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تقریریں برابر جاری تھیں۔ ان تقاریر کا یہ اثر ہوا کہ بعض لوگوں نے ایمان قبول کیا۔

حضرت عمرؓ کا اسلام قبول کرنا تقریباً اِسی زمانہ میں حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ ان کے اسلام قبول کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ:۔

حضرت عمرؓ ایک دن کفار کے معبودوں کے پاس سو رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص گائے کا بچّہ لایا۔ اُس نے اُسے ذبح کیا، پھر ایک چِلّانے والا چلّایا۔ وہ کہتے ہیں میں نے کسی چلّانے والے کی آواز اس سے زیادہ سخت نہیں سُنی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اے دشمن! ایک عجیب بات ہے کہ ایک مردِ فصیح ہے جو یہ کہتا ہے "لا الٰہ الّا اللہ"۔ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے سب چلے گئے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نہیں جاؤں گا جب تک میں یہ نہ معلوم کرلوں کہ اس کے پیچھے کیا ہے۔ اُس نے پھر اُسی طرح چیخ ماری۔ حضرت عمرؓ وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ یہ چرچا ہونے لگا کہ یہ نبی ہیں[1]۔

اِس واقعہ کے بعد بھی وہ ایمان نہیں لائے بلکہ اپنی بہن اور بہنوئی کو اسلام لانے کی بناء پر مارا کرتے تھے[2]۔ بہرحال اسلام کی حقّانیت نے آہستہ آہستہ اثر کیا اور وہ مسلم ہوگئے۔ ان کے اسلام لاتے ہی تمام لوگوں نے ان کا مکان گھیر لیا۔ حضرت عمرؓ اپنے گھر میں خوفزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔ لوگ باہر چلّا رہے تھے "عمر بے دین ہوگیا" اتنے میں عاص بن وائل آیا۔ یہ ایّامِ جاہلیّت میں حضرت عمرؓ کا حلیف (دوست) تھا۔ عاص نے کہا "اے عمر تمہارا کیا حال ہے" حضرت عمرؓ نے کہا کہ تمہاری قوم یہ کہتی ہے کہ وہ مجھے قتل کردے گی اگر میں نے اسلام قبول کرلیا۔ عاص نے کہا میرے امان دینے کے بعد وہ تم پر قابو نہیں پاسکتے۔ عاص باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ تمام وادی لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ عاص نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟" لوگوں نے کہا "عمر بے دین ہوگیا ہے"۔ عاص نے کہا "ہوگیا تو کیا ہوا۔ یہ ہجوم کیسا ہے؟" لوگوں نے کہا "ہم اس کے پاس جارہے ہیں (تاکہ اُسے قتل کریں)" عاص نے کہا میں نے اُس کو پناہ دی ہے۔ اب تم اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ سُننا تھا کہ تمام لوگ واپس چلے گئے[3]۔ (حضرت عمرؓ کے خلاف یہ شورش ہنگامی تھی۔ حضرت عمرؓ کا وہ کچھ نہ بگاڑ سکے) بلکہ ہوا یہ کہ اُن کے اسلام لانے سے مسلمین کو کافی قوت پہنچی[4]۔

عاص بن وائل کا کفر عاص بن وائل نے اگرچہ حضرت عمرؓ کی حمایت کی لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ حضرت خبابؓ فرماتے ہیں "میں لوہار تھا اور میرا عاص پر کچھ قرضہ تھا۔ میں اُس کے پاس آیا اور تقاضہ کیا" اُس نے کہا میں اُس وقت تک قرضہ ادا نہیں کروں گا جب تک تم محمدؐ کا انکار نہ کروگے۔ حضرت خبابؓ نے کہا "میں انکا انکار نہیں کروں گا جب تک تو مرجائے اور پھر زندہ کیا جائے" (یعنی میں قیامت تک انکار نہیں کرسکتا) اُس نے کہا "کیا میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا؟ اگر یہ بات ہے تو پھر اُس وقت میرے پاس مال بھی ہوگا، اولاد بھی ہوگی، میں تمہارا قرضہ ادا کردوں گا۔" اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِـَٔايَٰتِنَا وَقَالَ — کیا آپؐ نے اُس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ عن ابنِ عمرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اسلام عمرؓ۔

لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝ {مریم ۷۷ تا ۸۰}

کیا اور یہ کہا کہ مجھے (دوسری زندگی میں) مال اور اولاد ملے گی، کیا اُس نے غیب کی بات معلوم کرلی ہے، یا رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں، جو کچھ وہ کہہ رہا ہے ہم لکھ رہے ہیں اور اس کے لئے عذاب کو آہستہ آہستہ بڑھاتے چلے جائیں گے اور جو چیزیں یہ بتا رہا ہے اس کے وارث ہم ہوں گے اور یہ تو اکیلا ہمارے سامنے حاضر ہوگا۔[1]

ناپ تول میں احتیاط | توحید اور مکارمِ اخلاق کی دعوت جاری تھی۔ نہ صرف شرک بلکہ معاشرہ کی تمام بُرائیوں کی اصلاح اللہ تعالےٰ کے پیشِ نظر تھی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {تطفیف}

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے۔ جو لوگوں سے تو پُورا ناپ کر لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ وہ ایک بڑے دن (قبروں سے زندہ کر کے) اُٹھائے جائیں گے جس دن وہ ربّ العالمین کے سامنے (حساب کتاب کیلئے) کھڑے ہونگے۔

جنّات کی پریشانی | جب سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مبعوث ہوئے تھے جنّات بھی پریشان نظر آتے تھے ایک صاحب ایّامِ جاہلیت میں کاہن تھے، بعد میں وہ مسلم ہوگئے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک دن وہ بازار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جنّیہ آئی، اُس کے چہرہ سے گھبراہٹ نظر آرہی تھی۔ وہ کہنے لگی "کیا تم نے جنّات اور اُن کی حیرت اور مایوسی کو دیکھا، کیا نگونساری کے بعد اُن کی نا اُمیدی کو دیکھا اور کیا تم نے لوگوں کا اونٹ والوں اور چادر اوڑھنے والوں (یعنی اہلِ عرب) کا تابع ہوجانے کو دیکھا"[2]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مبعوث ہوتے ہی جنّات اور آسمان کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی اور ان پر شدّت سے چنگاریاں برسنے لگیں۔ ایک دن جنّات اوپر سے واپس آنے کے بعد کہنے لگے "یہ تم کو کیا ہوگیا ہے۔ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے اور اب ہم پر (شدّت سے) چنگاریاں برسائی جاتی ہیں۔" اُن میں سے ایک جن نے کہا "ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان جو رکاوٹ ہوگئی ہے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) ضرور کوئی نئی بات ظہور میں آئی ہے۔ لہٰذا تم سب زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارو اور معلوم کرو کہ کونسی نئی بات ظہور میں آئی ہے۔" پس وہ چلے۔ زمین کے مشارق و مغارب کا انہوں نے چکّر لگایا۔ ان سب کو اس بات کی تلاش تھی کہ آخر کونسی چیز ہے جو ان کے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے۔ بالآخر جنّات کی وہ جماعت جو سرزمینِ تہامہ کی طرف روانہ ہوئی تھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب پہنچ گئی۔ آپؐ اُس وقت مقامِ نخلہ میں تھے اور سوق عکاظ کی طرف جانے کا ارادہ تھا۔ صبح کے وقت یہ جماعت وہاں پہنچی اُس وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اپنے اصحابؓ کے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپؐ کی قرأت کی آواز ان کے کان میں آئی تو انہوں نے قرآن مجید کو بڑے غور سے سُنا۔ پھر کہنے لگے "یہی وہ چیز ہے جو ہمارے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مریم عن خبابؓ و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ باب یسئلونک عن الرّوح نحوہٗ۔

[2] صحیح بخاری ابواب المناقب باب اسلام عمرؓ عن ابنِ عمرؓ۔

اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے"۔ یہاں سے واپس ہوکر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور کہا "اے ہماری قوم! ہم نے قرآن سُنا، وہ بڑا عجیب ہے۔ وہ ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔ پس ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور اب ہم کسی کو اپنے ربّ کا شریک نہ کریں گے"۔ اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کی اطلاع اپنے رسولؐ کو دی۔ فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۝ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۝ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓی اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ {۷۲ تا ۱۵ جن}

آپؐ کہہ دیجئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنّوں کی ایک جماعت نے قرآن کو سُنا اور پھر کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا ہے، جو ہدایت کا راستہ بتاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اب ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ ہمارے ربّ کی عظمت بہت عالیشان ہے۔ اس کی کوئی بیوی نہیں ہے نہ کوئی اولاد ہے، اور بعض بے وقوف اللہ کے بارے میں افتراء کرتے تھے اور ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ انسان اور جنّ اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے۔ اور بعض آدمی بعض جنّات کی پناہ پکڑا کرتے تھے اِس سے ان جنّات کا غرور اور سرکشی اور بڑھ جایا کرتی تھی اور انسانوں کا بھی یہی اعتقاد تھا جیسا کہ (اے جنّات) تمہارا اعتقاد تھا کہ اللہ کسی کو مبعوث نہیں کرے گا۔ اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اُس کو مضبوط چوکیداروں اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا اور ہم آسمان میں خبریں سُننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے لیکن اب اگر کوئی سُننا چاہتا ہے تو وہ اپنے لئے انگارا تیار پاتا ہے اور ہمیں نہیں معلوم کہ اہلِ زمین کے ساتھ بُرائی مقصود ہے یا بھلائی۔ ہم میں سے بعض نیک ہیں اور بعض اَور طرح کے ہیں۔ ہمارے کئی طرح کے مذہب ہیں اور ہم نے یقین کر لیا کہ ہم زمین میں اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اُسے تھکا سکتے ہیں۔ ہم نے ہدایت کی کتاب سُنی ہم اس پر ایمان لائے (اور) جو شخص بھی اپنے ربّ پر ایمان لے آئے اُسے نہ نقصان کا خوف ہے نہ ظلم کا۔ ہم میں بعض مسلم ہیں اور بعض نافرمان، جو مسلم ہیں وہ سیدھے راستہ پر چل رہے ہیں اور جو نافرمان ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہیں[1]۔

جنّات کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ ان کفّارِ قریش سے)

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ

کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے ربّ کو پکارتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں تمہارے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ جنّ و صحیح مسلم باب الجہر بالقرأۃ عن ابنِ عباسؓ۔

إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۙ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝ إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝ {۲۰ تا ۲۳ جن}

نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مجھے اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ میرے لئے کوئی جائے پناہ ہے (اللہ کے عذاب سے بچنے کی میرے لئے بس ایک ہی صورت ہے، اور وہ یہ کہ) میں اللہ کا پیغام اور اُس کے احکام تم تک پہنچادوں اور جو شخص بھی اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہے گا۔

جنّات کی دوسری آمد جنّات ایک مرتبہ قرآن مجید سُن کر چلے گئے تھے۔ دوسری مرتبہ پھر آئے۔ ایک درخت نے آپؐ کو جنّات کی آمد کی خبر دی۔ اِتنے میں جنّات کی طرف سے ایک بلانے والا بھی آگیا۔ رات کا وقت تھا، آپؐ اُس کے ساتھ چلے گئے (صحابہؓ کو خبر نہ ہوئی) وہ بہت پریشان ہوئے کہ آپؐ کہاں غائب ہوگئے۔ رات بھر تلاش کرتے رہے۔ صبح کے وقت آپؐ حراء سے آتے ہوئے دکھائی دئے۔ آپؐ نے فرمایا میں جنّات کے پاس گیا تھا۔ اُنہیں قرآن سُنایا۔ پھر آپ صحابہؓ کو بھی وہاں لے گئے اور اُنہیں جنّات کے نقوشِ قدم اور آگ جلانے کے مقامات دکھائے[1]

اس واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرمائیں۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ ۖ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ۝ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ {احقاف ۲۹ تا ۳۲}

اور جب ہم نے کچھ جنّات کو آپؐ کے پاس بھیجا تاکہ وہ قرآن سُنیں۔ وہ آئے اور کہنے لگے خاموش رہو۔ واپس جاکر انہوں نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ انہوں نے کہا اے قوم ہم نے ایک کتاب سُنی جو موسیٰ (علیہ السّلام) کے بعد نازل ہوئی ہے وہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتی ہے۔ اے قوم اللہ کی طرف بُلانے والے کی بات قبول کرو اور ایمان لے آؤ۔ تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔ عذاب سے بچ جاؤ گے۔ اور جو شخص دعوت الی اللہ کو قبول نہ کرے گا تو وہ اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا۔ اُس کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ آپؐ فرماتے تھے:۔

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝ {جن ۱۸}

کہ مسجدیں صرف اللہ کے لئے ہیں لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

کفّار نے مسلسل سرکشی جاری رکھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچاتے رہتے تھے بلکہ:۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ {جن ۱۹}

جب آپؐ نماز پڑھتے تھے تو کافر آپؐ کے گرد ہجوم کرلیا کرتے تھے (ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ آپؐ پر ٹوٹ پڑیں گے)

سُورۂ مُرسلٰت کا نزول حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم منیٰ میں ایک غار میں تھے کہ سورۂ مرسلٰت نازل

---

[1] صحیح مسلم باب الجہر بالقرأۃ عن ابن مسعودؓ (درخت کے خبر دینے کا ذکر صحیح بخاری میں بھی ہے)

ہوئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی تلاوت کر رہے تھے اور ہم بھی آپؐ سے سُن کر اُسے یاد کرتے جا رہے تھے۔ آپؐ کا دہانِ مُبارک اس کی تلاوت سے تر و تازہ تھا کہ اتنے میں ایک سانپ نے ہم پر حملہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے مار ڈالو۔ ہم اُس کی طرف لپکے لیکن وہ بل میں داخل ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ تمہاری بُرائی سے وہ بچ گیا جس طرح تم اُس کی بُرائی سے بچ گئے۔[1]

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو دھمکی دی۔ فرمایا اور بار بار فرمایا کہ :-

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○ {مرسلٰت ۱۵} فیصلہ کے دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے

پھر فرمایا :-

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ○ {مرسلٰت ۱۶} کیا ہم نے پہلوں کو ہلاک نہیں کیا (اسی طرح ہم تم کو بھی ہلاک کر سکتے ہیں)

اور

كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ {مرسلٰت ۱۸} ہم گناہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

اس دھمکی کے باوجود وہ باز نہیں آئے۔ شرک پر اڑے رہے۔ ان کا ایک شرک یہ بھی تھا کہ فرشتوں کو اور بعض فرضی عورتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھی ان کو الزام دیا تھا کہ خود تو لڑکے پسند کرتے ہو اور اللہ کے لئے لڑکیاں پسند کرتے ہو۔ یہ کیسا عجیب معاملہ ہے۔ لیکن کفارِ مکّہ کی سمجھ میں یہ معمولی سی بات بھی نہ آئی۔ اللہ نے پھر اُسی الزامی جواب کو دوہرایا۔ فرمایا :-

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ○ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ○ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ○ {نجم ۱۹ تا ۲۳}

کیا تم نے لات، عزّٰی اور منات کو دیکھا (کیا یہ الٰہ اور حاجت روا ہو سکتی ہیں کہ ان کو پوجتے ہو، کیا یہ اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں؟ اور اگر تم انہیں اللہ کی بیٹیاں سمجھتے ہو تو کتنی عجیب بات ہے کہ) تمہارے لئے تو بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی نامنصفانہ تقسیم ہے۔ یہ تو بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گھڑ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔ (اے رسولؐ) یہ لوگ محض گمان اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ اُن کے پاس اُن کے ربّ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے (جو یقینی ہے)

فرشتوں کے متعلّق مزید ارشاد فرمایا :-

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ○ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ○ {نجم ۲۷ و ۲۸}

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو لڑکیاں کہتے ہیں۔ انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں، محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور گمان یقین کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر۔

پھر اللہ تعالیٰ نے توحید کے دلائل بیان کئے۔ موسیٰ علیہ السّلام اور ابراہیم علیہ السّلام کے صحیفوں کا ذکر کیا قومِ نوحؑ، قومِ عاد اور قومِ ثمود کی تباہی و بربادی کا ذکر کر کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق فرمایا کہ :-

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ {نجم ۵۶} یہ رسول بھی ایسے ہی نذیر بنا کر بھیجے گئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء نذیر بنا کر بھیجے گئے تھے۔

(اور جس طرح ان نبیوں کے نہ ماننے والے ہلاک کر دئے گئے اُسی طرح اگر تم اِس رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے) اور سُن لو :-

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ {نجم ۵۷ تا ۶۲}

وہ آنے والی قریب آپہنچی (یعنی قیامت قریب آگئی) اسکی تکلیفوں کو سوائے اللہ کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ پھر بھی (اے کفار) تم اِس کلامِ الٰہی پر تعجّب کر رہے ہو۔ ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔ اب تو اللہ کے آگے سجدہ کرو اور صرف اُسی کی عبادت کرو۔

کافروں کا سجدہ کرنا جن سُورتوں میں سجدہ ہے اُن میں سب سے پہلے سورۂ نجم نازل ہوئی۔ آپؐ نے اُسے تلاوت کیا اور سجدہ کیا۔ اور جو جو لوگ آپؐ کے پیچھے تھے، مسلم، مشرک، جنّ و انس سب نے سجدہ کیا۔ صرف اُمیّہ بن خلف نے سجدہ نہیں کیا۔ اُس نے ایک مٹھی مٹی اُٹھائی اور اس پر سجدہ کیا اور کہا میرے لئے بس یہی کافی ہے۔ انجام کار یہ شخص بحالتِ کفر ہی قتل ہوا۔[1]

مشرکین نے غالباً اِس لئے سجدہ کیا کہ اِس سورت میں تین بتوں کے نام آگئے تھے یا اس لئے کیا کہ ان پر محویت کا عالَم طاری ہو گیا تھا۔

(اسی واقعہ کے بعد) حضرت عثمانؓ وغیرہ حبشہ سے واپس آگئے اور انہیں دوبارہ ہجرت کرنی پڑی۔[2]

نماز سے روکنا اَب کافروں نے مخالفت میں شدّت اختیار کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھنے سے روکنا چاہا۔ ایک دن ابوجہل جو کافروں کا ایک بڑا سردار تھا کہنے لگا "کیا محمدؐ تم لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں۔" لوگوں نے کہا ہاں۔ ابوجہل نے کہا "لات و عُزّٰی کی قسم اگر میں نے اُن کو اس حال میں دیکھ لیا تو اُن کی گردن روند ڈالوں گا اور مُنہ کو مٹی میں دبا دوں گا۔" غرض یہ کہ وہ اِس ارادہ سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ اُس نے آپؐ کی گردن رَوندنے کا ارادہ کیا لیکن پھر وہ پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھ سے کسی چیز سے بچنے کی کوشش کی۔ اُس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا تھا تو کہنے لگا میرے اور محمدؐ کے درمیان آگ کی ایک خندق تھی، بازو تھے اور بڑا ہی ہولناک منظر تھا (اِس لئے میں پیچھے ہٹ گیا) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اُس کی تِکّا بوٹی کر دیتے۔ اِسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝

بے شک انسان سرکش ہو جاتا ہے جب وہ اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔ بے شک اُسے اپنے ربّ کے پاس جانا ہے۔ (اے رسولؐ)

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ نجم عن ابنِ مسعودؓ و ابنِ عباسؓ۔ و صحیح مسلم باب سجود التلاوۃ نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف مسلم میں ہے)

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن عبید اللہ بن عدی عن عثمانؓ۔

عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ○ اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰٓی ○ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ○ اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ○ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ○ کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ ○ نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ ○ فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ ○ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ ○ کَلَّا ط لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ○ {۶ تا آخر}

کیا آپؐ نے اُس شخص کو دیکھا جو بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ اگر یہ راہِ راست پر ہوتا یا تقوے کا حکم دیتا (تو کتنا اچھا ہوتا) اب اگر اُس نے تکذیب کی ہے اور راہِ حق سے مُنہ موڑ لیا ہے تو کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹینگے یعنی جھوٹے، گناہگار کی پیشانی کے بال۔ اُسے چاہیئے کہ اپنی مجلس کو بُلائے اور ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بُلائیں گے (پھر اس کی خیریت نہیں) بہرحال (اے رسولؐ) آپؐ اسکا کہنا ہرگز نہ مانیں۔ آپؐ برابر سجدہ کرتے رہیں اور اللہ کا قُرب حاصل کرتے رہیں۔[1]

قیامت کفّار اپنی سرکشیوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالٰی نے انہیں پھر قیامت سے ڈرایا۔ فرمایا:۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا (جب وہ آئے گی تو) آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اپنے
وَحُقَّتْ ○ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ وَاَلْقَتْ مَا ربّ کا حکم بجالائے گا۔ اور یہی اس کے لئے لازم ہے۔ اور جب
فِیْھَا وَتَخَلَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ ○ یٰٓاَیُّھَا زمین ہموار کر دی جائیگی اور وہ جو کچھ اس میں ہے نکال کر
الْاِنْسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا فَمُلٰقِیْہِ ○ باہر ڈال دیگی اور خالی ہو جائے گی اور وہ بھی اپنے رب کا
حکم مانے گی اور یہی اس کے لئے لازم ہے اور اے انسان تو گھُل گھُل کر آخر کار (مرجائے گا اور پھر) اپنے رب کے
پاس پہنچ جائے گا اور اُس سے مُلاقات کرے گا۔

قیامت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:۔

فَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ {انشقاق ۲۰} انہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے

پھر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُوْعُوْنَ ○ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ {انشقاق ۲۳ و ۲۴} اللہ کو خوب علم ہے جو اعمال یہ اپنے لئے جمع کر رہے ہیں (اے رسولؐ) ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ ان سے صاف صاف کہہ دیجئے کہ)

اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ○ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ ○ {ہود ۲ و ۳}

بے شک میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں۔ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو، اُس کے آگے توبہ کرو۔ وہ تم کو ایک وقتِ مقرر تک متاعِ نیک سے بہرہ مند کریگا اور ہر وہ شخص جو زیادہ نیکی کرے اُس کو زیادہ (ثواب) دیگا اور اگر تم مجھ سے مُنہ موڑو گے تو مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

معجزہ کا مطالبہ کفّار نے پھر معجزہ طلب کیا تو اللہ نے اپنے رسولؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَ آپؐ پر جو وحی کی جا رہی ہے کیا اُس میں سے آپؐ کچھ
ضَآئِقٌ بِہٖ صَدْرُکَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ چھوڑ دیں گے، اور کیا آپؐ کا دل تنگ ہوتا ہے جب کفّار

---

[1] صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ والجنّۃ والنّار عن ابی ہُریرۃ رض۔

عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ { ہود ۱۲ }

یہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اُترا یا کوئی فرشتہ اس کے ساتھ کیوں نہ آیا؟ (اے رسولؐ) آپؐ تو بس ڈرانے والے ہیں (معجزہ کا دکھانا اللہ کے اختیار میں ہے) اور اللہ ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔

چیلنج کافروں نے سرکشی اور ہٹ دھرمی سے کہا:۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ { ہود ۱۳ }

کہ یہ قرآن تو آپؐ نے خود ہی بنالیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اِس کے جواب میں اُنہیں چیلنج دیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ { ہود ۱۳ و ۱۴ }

ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو (کہ یہ کلام الٰہی نہیں ہے بلکہ انسانی کلام ہے) تو ایسی دس سورتیں تم بھی بنالاؤ اور اللہ کے علاوہ جس کو تم (اپنی مدد کے لئے) بلا سکتے ہو بلا لو۔ پھر (اے رسولؐ) اگر وہ آپؐ کی بات نہ مانیں (یعنی چیلنج قبول نہ کریں) تو پھر (ان سے کہئے کہ) اب تو سمجھ جاؤ کہ یہ قرآن اللہ کے علم کے ساتھ (اللہ کی طرف سے) اُترا ہے اور (اس دلیل کی بنا پر) یہ بھی مان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود و کارساز نہیں۔ اور (اے کفّار) کیا (عاجز ہونے کے بعد بھی) تم مسلم بننے کیلئے تیار نہیں؟

کفّارِ مکّہ عاجز ہو گئے لیکن پھر بھی ایمان لانے سے انکار کیا۔ اللہ نے فرمایا:۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ { ہود ۲۲ }

بلاشبہ آخرت میں یہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

دھمکی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر کیا۔ ان کی قوموں کی تباہی اور بربادی کا حال سُنا کر فرمایا کہ:۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝ { ہود ۱۰۰ و ۱۰۱ }

یہ (پرانی) بستیوں کے حالات ہیں جو ہم آپؐ سے بیان کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض بستیاں اب بھی موجود ہیں اور بعض بالکل نیست و نابود ہو گئیں۔ اور ہم نے اُن لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پھر وہ معبود جن کو وہ اللہ کے علاوہ (اپنی حاجت روائی کے لئے) پکارا کرتے تھے ہمارا عذاب پہنچنے کے بعد ان کے کچھ بھی کام نہ آئے بلکہ اُن کی تباہی کا سبب وہی بنے (یعنی اُن کی پوجا کی وجہ سے ہی عذاب آیا)

اللہ تعالیٰ نے پھر کافروں کو متنبّہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ

اور آپؐ کا ربّ جب نافرمان بستیوں کی گرفت کرتا ہے تو اسی طرح گرفت کرتا ہے اور بیشک اس کی گرفت بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے۔ ان واقعات میں اُس کیلئے عبرت ہے، جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ اُس دن سب

مَّشْهُوْدٌ ○ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ○ {ہود ۱۰۴} لوگ اِکھٹّے کئے جائیں گے اور سب حاضر ہو جائیں گے (اور اے کفّار ہم جو عذاب میں تاخیر کر رہے ہیں اُس کی وجہ صرف یہ ہے کہ) ہم نے ایک وقتِ مقرّرہ تک کیلئے اس کو مؤخّر کر دیا ہے (شاید اس مہلت کے زمانہ میں کچھ لوگ ایمان لے آئیں)

انبیاء علیہم السّلام کے قصّے بیان کرنے کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ کافروں کو عبرت ہو۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (اے رسولؐ)

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ {ہود ۱۲۰} ہم نے جو یہ انبیاء علیہم السّلام کے قصّے بیان کئے ہیں وہ اس لئے کہ آپؐ کے دل کو قائم رکھیں (آپؐ کو تسلّی ہو، آپؐ صبر کرتے رہیں) ان قصّوں میں آپؐ کیلئے حق و صداقت کا بیان ہے اور مؤمنین کیلئے وعظ و نصیحت کا سامان ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عذاب کی جلدی کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ :-

وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○ {ہود ۱۲۲} تم بھی انتظار کرو اور ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔

یوسُف علیہ السّلام کے متعلق سوال کفّار نے بطور آزمائش کے ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یوسف علیہ السّلام اور اُن کے بھائیوں کے حالات دریافت کئے، اللہ نے اس کے جواب میں فوراً سورۂ یوسف نازل فرمائی اور فرمایا :-

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ○ {یوسف ۷} بے شک پوچھنے والوں کیلئے یوسف اور اُن کے بھائیوں کے قصّہ میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

دلیل نبوّت پھر نبوّت و رسالت پر مُہرِ تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ○ {یوسف ۱۰۲} یہ اخبارِ غیب ہیں جو ہم آپؐ کی طرف وحی کر رہے ہیں اور جب برادرانِ یوسفؑ نے متّفقہ طور پر ایک سازش کی تھی اُس وقت آپؐ اُن کے پاس نہیں تھے (پھر بھی ان خبروں کا آپؐ کو علم ہونا آپؐ کی نبوّت کی کھُلی دلیل ہے)

یوسف علیہ السّلام کے قصّہ کو ختم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر کفّار کے ضمیر کو جھنجھوڑا۔ فرمایا :-

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ ان کے قصّہ میں عقل والوں کیلئے نصیحت ہے۔ یہ قرآن انہوں نے خود نہیں بنا لیا بلکہ (یہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہے) یہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے اور یہ قرآن مؤمنین کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔

قرآن مجید کا چیلنج تو کفّار نے قبول نہیں کیا۔ ہٹ دھرمی سے یہ کہنے لگے کہ ایک انسان کو رسُول کیسے بنایا گیا ہے۔ یہ بڑے تعجّب کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ یہ کتابِ حکیم کی آیتیں ہیں۔ کیا ان کو یہ تعجّب ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کو حکم بھیجا کہ وہ لوگوں کو ڈرائے

مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ {یونس ۲}

اور مؤمنین کو بشارت دے کہ ان کیلئے ان کے رب کے ہاں سچا درجہ ہے کافر (ان حقائق کے باوجود) یہ کہتے ہیں کہ یہ کھلا ہوا جادوگر ہے۔

اثباتِ توحید پھر اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات اور اپنی قدرتِ کاملہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ {یونس ۵}

اللہ تو وہ ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا۔ چاند کی منازل مقرر کیں تاکہ تم (ماہ و) سال کا شمار اور حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ سب کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ سمجھنے والوں کے لئے اپنی آیتوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے۔

توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو ایک بات یہ بھی سمجھادی کہ اُن کے ماہ وسال کا حساب کتاب قمری ہونا چاہیئے نہ کہ شمسی اور یہی فطری چیز ہے۔

دھمکی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے کفّار:۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ {یونس ۱۳}

تحقیق ہم نے تم سے پہلے کئی قوموں کو اُن کے گناہ کی وجہ سے ہلاک کردیا۔ اُن کے پاس رسُول واضح دلائل کے ساتھ آئے تھے لیکن پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے۔ اور اسی طرح ہم مجرموں کو سزا دیا کرتے ہیں (اگر تم بھی ایمان نہیں لاؤگے تو تم بھی تباہ کردیئے جاؤگے)

قرآن مجید میں شرک اور بُت پرستی کی تردید دیکھ کر کفّارِ مکّہ نے کہا:۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ {یونس ۱۵ و ۱۶}

اس قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب لے آؤ یا اس ہی میں کچھ ردّوبدل کردو۔ (اللہ نے فرمایا کہ اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ میں خود اسے بدل دوں۔ میں تو وحی الٰہی کی پیروی کرتا ہوں۔ اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو مجھے یومِ عظیم کے عذاب کا ڈر ہے (اور اے رسولؐ ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو میں تمہارے سامنے اس کی تلاوت نہ کرتا اور نہ اس سے تمہیں واقف کرتا۔ آخر میں نے زندگی کا بہت بڑا حصّہ (نبوّت سے پہلے) تم لوگوں میں گذارا ہے (کبھی اس قسم کی کوئی بات کہی؟) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

پھر فرمایا (ان پر حیرت ہے کہ)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ {یونس ۱۸}

اللہ کے علاوہ ان ہستیوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔

غیر اللہ کی عبادت کی توجیہ و تاویل اس حیرت واستعجاب کا جواب کافروں نے یہ دیا کہ (ہم ان کو نفع نقصان کا مالک سمجھ کر عبادت نہیں کرتے بلکہ صرف اِس لئے عبادت کرتے ہیں کہ)

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ {یونس ۱۸} یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں (سفارش کر کے ہمارا کام کرا دیتے ہیں)

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدہ کے ساتھ عبادت کرنے کو بھی شرک قرار دیا۔ فرمایا:۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ {یونس ۱۸} اللہ ان کے اس شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی نذر و نیاز، ان کی دُہائی، ان سے فریاد، ان سے استمداد، ان کے سامنے جھکنا ہر قسم کی عبادت کو شرک قرار دیا باوجود اس کے کہ عبادت کرنے والے ان معبودوں کو مالک و مختار نہیں سمجھتے تھے بلکہ محض سفارشی سمجھتے تھے۔

معجزہ کا مطالبہ اس کے بعد کفار کہنے لگے کہ آپؐ پر کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ {یونس ۲۰} (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ غیب کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

درسِ توحید شرک کی مزید مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کفار سے چند سوال کئے اور اُن کے منہ سے کہلوایا کہ مختار تو صرف اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ {یونس ۳۱} ان سے پوچھئے کہ تم کو زمین اور آسمان سے رزق کون دیتا ہے۔ تمہاری آنکھوں اور تمہارے کانوں کا مالک کون ہے کون بے جان سے زندہ کو نکالتا ہے اور کون زندہ سے بے جان کو نکالتا ہے۔ کون ہے جو کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔ یہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ اللہ۔ پھر ان سے پوچھئے کہ (جب تمہیں اس بات کا اقرار ہے) تو ڈرتے کیوں نہیں (کہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہو حالانکہ تمہارے عقیدہ کے مطابق بھی تمام اختیارات صرف اللہ کو حاصل ہیں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ ان سے پوچھئے کہ)

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ {یونس ۳۴} کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پیدا کرے اور پھر (فنا کرنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرے (اے رسولؐ یہ کیا جواب دیں گے) آپ خود ہی ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور دوبارہ بھی وہی پیدا کر سکتا ہے (اور جب یہ قدرت سوائے اللہ کے کسی میں نہیں) تو پھر تم کہاں بھٹکے چلے جا رہے ہو (کہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مدد مانگتے ہو، ان کی نذر و نیاز کرتے ہو)

دوبارہ چیلنج کافروں نے پھر وہی بات دوہرائی کہ یہ قرآن تو انہوں نے خود ہی بنا لیا ہے {یونس ۳۸} اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر واقعی ایسا ہے تو:۔

فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ {یونس ۳۸} تم اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ کے علاوہ جن کو بُلا سکتے ہو بلا لو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو (تو یہ چیلنج قبول کرو اور یہ کام کر کے دکھاؤ)

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرا چیلنج تھا۔ پہلی مرتبہ یہ چیلنج دیا تھا کہ اِس جیسی دس سورتیں بنالاؤ {سورۂ ہود} اب اس میں کمی کر کے یہ کہدیا کہ چلو دس نہ سہی اس جیسی ایک ہی سورت بنالاؤ۔ اس چیلنج کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا سوائے ہٹ دھرمی کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {یونس ۴۱}

اگر (یہ اب بھی) آپؐ کی تکذیب کریں تو آپؐ کہدیجئے کہ میرے عمل میرے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہم میرے عملوں کے جواب دِہ نہیں ہو اور نہ مَیں تمہارے عملوں کا جواب دِہ ہوں (میں تو اپنا فرض ادا کر چکا)

عذاب کا مُطالبہ

کافر کہنے لگے:۔

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {یونس ۴۸}

اچھا تو وہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو (تو عذاب لے آؤ اور ہمیں ہلاک کر ڈالو)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○ {یونس ۴۹}

ان سے کہدیجئے کہ میں تو اپنے نقصان اور نفع کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے (تو پھر بھلا مَیں عذاب کیسے لا سکتا ہوں) ہاں ہر اُمّت کیلئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے (جس کو اللہ ہی جانتا ہے) جب وہ آجاتا ہے تو پھر ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا اچھا یہ تو بتاؤ کہ:۔

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ۭ آٰلْــٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ {یونس ۵۱}

جب وہ عذاب آجائے گا تو اُس وقت ایمان لاؤ گے (اس وقت تو تم سے یہ کہا جائے گا کہ) اب ایمان لائے ہو (ایمان کا وقت تو نکل چکا۔ اب عذاب دیکھنے کے بعد ایمان قبول نہیں ہوتا، اب تم اِس عذاب کا مزا چکھو) جسکی تم بہت جلدی کیا کرتے تھے۔

کفّارِ مکّہ بڑے تعجّب سے پوچھنے لگے کیا واقعی جو آپؐ کہتے ہیں حق ہے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۭ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○ {یونس ۵۳}

(اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے ہاں میرے ربّ کی قسم یہ سچ ہے اور تم (بھاگ کر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

تحلیل و تحریم کا حق صرف اللہ کو ہے

کفارِ مکّہ جس چیز کو چاہتے حلال کر لیتے اور جس چیز کو چاہتے حرام کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○ {یونس ۵۹}

(اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ یہ جو رزق اللہ نے اتارا ہے پھر اس میں سے تم نے کسی کو حرام کر لیا اور کسی کو حلال، کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ پر افتراء کرتے ہو۔

تسلّی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کفّارِ مکّہ کی بار بار کی تضحیک، اعتراضات اور تکذیب سے کچھ ملول ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کی تسلّی کیلئے فرمایا:۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ {یونس ۶۵}

(اے رسولؐ) ان کی باتوں سے آپ غمگین نہ ہوں۔ عزّت تو سب اللہ ہی کی ہے (اُس نے جب آپؐ کو عزّت دی ہے تو ان کی توہین سے آپؐ بے عزّت نہیں ہو سکتے) اللہ (ان کی گستاخیوں کو) سُن رہا ہے اور وہ (ان سے) باخبر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے چند نبیوں کا حال سُنایا پھر اُن کی قوموں کی تباہی کا حال سُنا کر پوچھا

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ {یونس ۱۰۲}

(اے کفّار) کیا تم اسی عذاب کے منتظر ہو جو پہلوں پر آچکا ہے۔

اگر یہی بات ہے تو (اے رسُولؐ ان سے کہہ دیجئے کہ)

فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ {یونس ۱۰۲}

تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں۔

درسِ توحید پھر اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ {یونس ۱۰۷}

اگر اللہ تم کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کو اللہ کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اور اگر اللہ تم سے بھلائی کا ارادہ کرے تو اُس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے تکلیف یا بھلائی پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (یہ اس کا رحم و کرم ہی ہے کہ اب تک تم کو معاف کر رہا ہے اور عذاب میں تاخیر کر رہا ہے)

فہمائش پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو فہمائش کی۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ {یونس ۱۰۹}

آپؐ تو اُسی چیز کی پیروی کرتے رہیئے جو (آپؐ کے ربّ کی طرف سے) آپؐ پر وحی کی جا رہی ہے۔ اور صبر کرتے رہیئے جب تک اللہ فیصلہ نہ کر دے۔ وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تسلّی اور کفّار کی تنبیہ کے لئے فرمایا:۔

كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ {مؤمنون ۴۴}

جب کبھی کسی اُمّت کے پاس اُس کا رسُول آتا تھا تو اُمّت کے لوگ اُسے جھٹلاتے تھے (اور جب ایسا ہوا) تو ہم بھی یکے بعد دیگرے ان قوموں کو ہلاک کرتے رہے اور اُن کو افسانہ بناتے رہے۔ جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن پر لعنت ہی ہوتی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کو ہدایت کی کہ (اے رسولؐ)

فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ {مؤمنون ۵۴ تا ۵۶}

آپؐ انہیں ان کی غفلت میں وقتِ مقررہ تک چھوڑ دیجئے کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں انہیں مال اور بیٹے دیتے ہیں (یہ ان کے حق میں مفید ہے۔ نہیں) بلکہ ہم تو ان کو فائدہ پہنچانے میں جلدی کر رہے ہیں (یعنی دنیا

میں فائدہ پہنچا سکتے ہیں، آخرت میں ان کے لئے کچھ نہیں) لیکن انہیں (ہماری اس مصلحت کا) شعور نہیں۔

درسِ توحید ایمان اور کفر، حق اور باطل، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کفارِ مکہ کے درمیان ایک مسلسل کشمکش جاری تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیغ میں مصروف تھے۔ توحید کی دعوت برابر دے رہے تھے۔ اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۝ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ {فرقان ۱ تا ۳}

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والا کلام نازل فرمایا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو۔ وہ ذات ایسی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں صرف اُسی کی بادشاہت ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اُس کا شریک ہے اُسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا (کتنے بیوقوف ہیں یہ لوگ) جنھوں نے اللہ کے علاوہ ایسے معبود بنا لئے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں (بھلا جو مخلوق ہو وہ معبود کیسے ہو سکتا ہے) یہ معبود (دوسروں کا نفع، نقصان تو بڑی چیز ہے) اپنے بھی نقصان یا نفع کے مالک نہیں۔ ان کے اختیار میں نہ مرنا ہے، نہ جینا ہے۔ نہ مر کر اُٹھنا ہے (ایسے مجبور لوگوں کو بھلا کیسے معبود، حاجت روا اور مشکل کُشا سمجھا جاتا ہے)

شرک کی اِس مدلّل تردید کے بعد کافروں نے کہا:۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ وَقَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ {فرقان ۴ تا ۵}

یہ سب من گھڑت باتیں ہیں جو اس شخص نے بنا لی ہیں اور کچھ لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد بھی کی ہے۔ ان کا یہ کہنا بالکل ظلم اور جھوٹ ہے۔ پھر فرمایا کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جس کو اس نے لکھوا لیا ہے۔ وہی صبح و شام اس کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ {فرقان ۶}

آپؐ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ کلام اُس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے تمام بھیدوں سے واقف ہے۔ وہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی (کہ تمہاری اس گستاخی کو درگذر کر کے تم کو مہلت دے رہا ہے)

کفار کی بدحواسی توحید کے اِن دلائل کا جب کوئی جواب سمجھ میں نہ آیا تو بچکانہ اعتراض کرنے لگے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ۝ اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ

کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازار میں بھی چلتا پھرتا ہے (اگر واقعی یہ رسول ہے تو) کیوں اس پر کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا کہ وہ اس کے ساتھ ڈراتا رہتا یا یہ کہ اس پر کوئی خزانہ اُتارا جاتا یا اس کا کوئی باغ ہوتا

اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○ {فرقان ۸، ۷} کہ اس میں سے کھاتا (اے مؤمنو) تم تو ایک جادو زدہ شخص کی پیروی کر رہے ہو۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ○ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ {فرقان ۹ تا ۱۱}

دیکھئے یہ آپؐ کے متعلق کیسی کیسی باتیں بنا رہے ہیں۔ بس یہ گمراہ ہو گئے ہیں اور راستہ نہیں پا سکتے۔ اللہ کی ذات بہت بابرکت ہے، وہ چاہتا تو آپؐ کیلئے اس سے بہتر چیزیں فراہم کر دیتا مثلاً ایسے باغات فراہم کرتا جن کے دامن میں نہریں جاری ہوتیں یا محلات عطا فرماتا (اے رسولؐ یہ سب شرارتیں انکی اس لئے ہیں کہ) انہوں نے قیامت کو جھٹلایا ہے اور جو شخص بھی قیامت کو جھٹلائے تو اُس کیلئے ہم نے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے مندرجہ بالا بچکانہ اعتراض کا جواب دیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ {فرقان ۲۰}

ہم نے آپؐ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے سب کھانا بھی کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔ ہم نے تمہیں ایک دوسرے کیلئے آزمائش بنایا ہے (پس اے ایمان والو) کیا تم (کفار کی ایذا رسانی پر) صبر نہ کرو گے تمہارا ربّ سب کچھ دیکھ رہا ہے (وہ ان کے کرتوتوں سے غافل نہیں ہے)

انتہائی مضحکہ خیز مطالبہ کفارِ مکہ برابر سرکشی پر اڑے رہے۔ قیامت کا سلسل انکار کرتے رہے۔ طرح طرح کے مطالبے کرتے رہے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ {فرقان ۲۱}

کہ فرشتے ہم پر کیوں نہیں نازل ہوتے (اگر فرشتے ہم پر نازل ہوں تو ہم ایمان لے آئیں) یا یہ کہ ہم اپنی آنکھوں سے اپنے ربّ کو دیکھیں (تو ایمان لے آئیں گے)

اس مضحکہ خیز مطالبہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ○ {فرقان ۲۱}

یہ لوگ اپنے خیال میں بہت اترا رہے ہیں اور بڑی سرکشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ:۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰۗىِٕكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ {فرقان ۲۲}

جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن گناہگاروں کیلئے کوئی خوشخبری کی بات نہیں ہوگی۔ یہ خود فرشتوں سے کہیں گے کہ تم روک لئے جاؤ (تو اچھا ہے کہ عذاب ٹل جائے)

اللہ تعالیٰ نے پھر بطور تہدید کے فرمایا کہ (ڈر جاؤ)

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذِۨ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ

اُس دن بادشاہت صرف اللہ کی ہوگی۔ وہ دن کافروں پر

يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ
عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝
لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۗ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ
يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝
{فرقان ۲۶ تا ۳۰}

بہت سخت ہوگا۔ اُس دن گناہگار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائیگا اور یہ کہے گا اے کاش میں نے رسول کا راستہ اختیار کیا ہوتا اے کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔ اُس نے نصیحت کے آنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا اور شیطان تو انسان کو ذلیل کرنے پر تُلا ہی ہوا ہے۔ اُس وقت رسول بھی کہے گا کہ اے ربّ میری قوم نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا (اس پر ایمان نہیں لائے۔ ایمان لائے تو عمل نہیں کیا)

کفّار کا اعتراض اِدھر سے مسلسل توحید، رسالت اور قیامت کے دلائل دئے جا رہے تھے اور اُدھر کفارِ مکّہ بھی اعتراضات اور سوالات سے باز نہ آتے تھے۔ اب انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ
الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ {فرقان ۳۲}

اس پر پُورا قرآن ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ
تَرْتِيْلًا ۝ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ
وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ {فرقان ۳۲ و ۳۳}

ہم نے اِس کو اِس طرح اِس لئے اُتارا ہے کہ اِس سے آپؐ کے دل کو ثابت رکھیں (ہر اعتراض کا جواب، ہر انکار پر تنبیہ اور ان کی ہر ایذا دہی پر آپؐ کو تسلّی برمحل ہو، تو اس سے یہ ہوگا کہ آپؐ کا دل مضبوط رہے گا، آپ مطمئن رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ برابر میری حمایت میں لگا ہوا ہے) اور اسی واسطے ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر اُتارا ہے اور (اے رسولؐ آپ گھبرائیں نہیں) یہ جو اعتراض بھی آپؐ کے پاس لے کر آئیں گے ہم فوراً اُس کا معقول اور مشرّح جواب دیتے رہیں گے۔

دھمکی پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اقوام کا ذکر، ان کی تکذیبِ رُسُل کی داستان سُنانے کے بعد فرمایا :-

وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ {فرقان ۳۹}

ہم نے ان سب کو نیست و نابود کر دیا (اسی طرح ہم تم کو بھی نیست و نابود کر سکتے ہیں)

کفّار کا استہزاء رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے برابر تبلیغ جاری رکھی، توحید کی دعوت دیتے رہے۔ قیامت کا بیان کرتے رہے لیکن کفار برابر مذاق اُڑاتے رہے۔

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ
اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ
لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ
{فرقان ۴۱ و ۴۲}

جب آپؐ کو دیکھتے تو بطور استہزار کے کہتے کیا یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ نے رسُول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم ثابت قدم نہ رہتے تو اس نے تو ہمیں اپنے معبودوں سے برگشتہ کر ہی دیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس تمسخر کے جواب میں فرمایا :-

وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ
مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ {فرقان ۴۲}

ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا جبکہ یہ خود عذاب کا نظارہ کرینگے کہ کون صحیح راستہ سے بھٹکا ہوا تھا (اور کون صحیح راستہ پر

گامزن تھا)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کا ذکر فرمایا۔ توحید کے دلائل دیئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ:۔

جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ {فرقان ۵۲} (اے رسولؐ) آپ ان کے ساتھ حق و باطل کی کشمکش کو بڑے شدّ و مدّ کے ساتھ جاری رکھیں

اس لئے کہ ہم نے آپؐ کو

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ {فرقان ۵۶} بھیجا ہی اس لئے ہے کہ آپؐ (مسلمین کو) بشارت دیتے رہیں اور (کافروں کو) ڈراتے رہیں۔

اور (اے رسولؐ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ:۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ {فرقان ۵۷} میں تم سے اِس تبلیغ کی کوئی اُجرت طلب نہیں کرتا جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے (اور جو چاہے نہ کرے)

دھمکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں کفارِ مکہ رکاوٹیں کھڑی کرتے تھے۔ آپؐ کا مذاق اُڑاتے تھے تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ لیکن آپؐ برابر تبلیغ میں مشغول رہتے تھے۔ طرح طرح سے کفار کی فہمائش جاری تھی لیکن وہ ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے تھے۔ اس مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبیوں کے حالات سُنائے، اُن کی قوموں کی مخالفت اور تکذیب کا حال سُنایا۔ پھر فرمایا:۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۰} ہم نے ان تمام قوموں کو اُن کے گناہوں کے سبب سے اپنی گرفت میں لے لیا۔ ان میں سے بعض پر پتھروں کی بارش کی۔ بعض کو چنگھاڑ نے آدبوچا۔ بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا۔ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (اے کفارِ مکہ اگر تم نے بھی تکذیب جاری رکھی تو پھر عذابِ الٰہی میں تم بھی گرفتار ہو جاؤ گے۔)

شرک کی تردید ایک مثال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بار بار سمجھایا، گذشتہ اقوام کے انجام سے مطلع کر کے انہیں بار بار ڈرایا۔ شرک کی تردید میں مختلف قسم کے دلائل دیئے۔ طرح طرح کی مثالیں دیکر سمجھایا لیکن کفارِ مکہ کسی طرح نہ مانے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی صبر و تحمّل سے کام لیتے ہوئے فہمائش جاری رکھی۔ شرک کی تردید میں پھر ایک مثال دی۔ فرمایا:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۱} جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو کارساز سمجھ رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ وہ ایک گھر بناتی ہے۔ بے شک اُس کا گھر تمام گھروں کے مقابلہ میں کمزور ترین ہوتا ہے۔ کاش یہ اس بات کو سمجھتے (کہ غیر اللہ کو کارساز سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے مکڑی کا گھر جس میں کوئی مضبوطی نہیں)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ○ {عنکبوت ۴۳} — یہ مثالیں ہم لوگوں کو سمجھانے کیلئے بیان کرتے ہیں اور انہیں تو علم والے ہی سمجھتے ہیں۔

نبوّت کی دلیل پھر اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور نبوّت کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ یہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ)

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ○ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ○ — آپؐ اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے (کہ انہیں یہ شبہ ہو کہ اُسی کتاب کا مضمون ہمیں سُنا دیتے ہیں۔ آپؐ نے کسی کے سامنے زانوئے ادب بھی طے نہیں کیا۔ نہ کوئی کتاب پڑھی۔ نہ آپ پڑھنا جانتے ہیں۔ پھر یہ آپؐ کی تصدیق کرنے میں کیوں تأمل کر رہے ہیں) اور نہ کبھی آپؐ نے اُس کتاب میں سے کچھ لکھا، اگر ایسا ہوتا (کہ آپؐ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے) تو پھر اہلِ باطل کو شک کرنے کا موقع تھا (لیکن بغیر پڑھے لکھے ایسی کتاب پیش کر دینا یقیناً آپؐ کی نبوّت کی کھُلی دلیل ہے۔ تعجّب ہے کہ یہ لوگ پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ یہ تو ایسی روشن آیتیں ہیں کہ (پڑھا لکھا آدمی بھی انہیں بنا نہیں سکتا) اہلِ علم نے انہیں اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار تو وہی لوگ کرتے ہیں جو ناانصاف ہیں۔

معجزہ کا مُطالبہ اتنی واضح دلیل کے بعد بھی ان ظالموں نے نبوّت کی دلیل کیلئے معجزہ طلب کیا۔

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ○ {عنکبوت ۵۰} — کہنے لگے تو پھر آپؐ پر آپؐ کے ربّ کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں نازل ہوتی۔ اللہ نے فرمایا (اے رسُولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ نشانیاں اللہ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف کھُلم کھُلا ڈرانے والا ہوں۔

معجزہ کے مُطالبہ پر معجزۂ وحی کی نشاندہی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (کسی اور معجزہ کی ضرورت ہی کیا ہے) کیا ان کیلئے یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے ان پر ایک کتاب نازل کر دی ہے جو ان کو پڑھ کر سُنائی جا رہی ہے۔ اس میں ایمان والوں کیلئے رحمت اور نصیحت ہے (اور تمام دنیا کیلئے معجزہ ہے کہ دُنیا اس کی مثال سے عاجز ہے۔ پھر بھی یہ کفار کسی اور معجزہ کے طلبگار ہیں۔ اے رسولؐ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ ہر اُس

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○ {عنکبوت ۵۱ و ۵۲}

چیز کو جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اور جو لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں ایسے ہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

عذاب کا مُطالبہ کفارِ مکّہ نے ہٹ دھرمی سے پھر انکار کیا اور تمسخر کے انداز سے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ — عذاب کیلئے جلدی کی۔ اللہ نے فرمایا کہ اگر عذاب کا ایک

مُسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ {عنکبوت ۵۳ تا ۵۴}

وقت معین نہ ہوتا تو عذاب کبھی کا آگیا ہوتا۔ اور عذاب جب کبھی بھی آئیگا ناگہانی طور پر آئیگا اور انہیں خبر بھی نہیں ہوگی (اے رسولؐ) یہ آپ سے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں اور دوزخ (جو عذاب کا گھر ہے وہ) ان کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (یہ اس سے بچکر کہاں جائینگے)

شرک کی تردید | کفارِ مکّہ کسی طرح شرک سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اس کی تردید میں فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۱}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو یہ کہیں گے اللہ نے۔ (ان سے پوچھئے کہ جب ان کو یہ اقرار ہے) تو پھر یہ کیوں اُلٹے چل رہے ہیں (یعنی کیوں اللہ ہی کو نہیں پکارتے۔ کیوں صرف اُسی کی عبادت، نذر و نیاز نہیں کرتے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۳}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد کس نے زندہ کیا۔ کفار جواب دیں گے کہ اللہ نے تو (اے رسولؐ) پھر ان سے کہئے کہ سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے پھر بھی اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

سمندر میں کفار کی خالص توحید | پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کی ایک عجیب غریب حرکت کا ذکر کر کے انہیں ملامت کی فرمایا:۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۵ و ۶۶}

جب یہ جہاز میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ خالص اُسی کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر جب ہم اُنہیں نجات دیکر خشکی میں پہنچا دیتے ہیں تو پھر یہ شرک کرنے لگتے ہیں (کتنے بیوقوف ہیں یہ لوگ کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو اتنا بے بس ہو کہ سمندر میں کام نہیں آسکتا تو بھلا وہ خشکی میں کیسے کام آسکتا ہے) یہ لوگ ہماری نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں تو کریں اور ان سے فائدہ حاصل کرتے رہیں لیکن انہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا (کہ اسکی سزا انہیں کیا ملتی ہے)

عبرتناک عذاب کی یاددہانی | اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (انہیں ہمارے عذاب سے ڈرنا چاہیئے اے رسولؐ)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ {فیل}

کیا آپؐ کو نہیں معلوم کہ آپؐ کے ربّ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا اور کس طرح ان کی تمام تدابیر کو خاک میں ملا دیا۔ اللہ نے اُن پر جُھنڈ کے جُھنڈ پرند بھیجے جنہوں نے ان پر کنکر برسائے اور اُن کو ایسا کر دیا جیسا کھایا ہوا بھوسہ (اگر ہم چاہیں گے تو کفارِ مکّہ کو بھی اُن کی تکذیب کی بناء پر نیست و نابود کر دیں گے)

حرمِ مکّہ کفار کیلئے نعمت ہے | پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک بہت بڑی نعمت یاد دلائی۔ فرمایا:۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ {عنکبوت ۶۷}

کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس مکہ کو حرم اور مقام امن بنادیا (اس مقام پر کسی قسم کی لوٹ مار نہیں ہوتی) اور ان کے گرد و نواح سے تو لوگ اُچک لئے جاتے ہیں (یعنی مکہ کے اطراف میں جان و مال محفوظ نہیں ہے) کیا پھر بھی یہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں (انہیں تو یہ چاہیئے تھا کہ جس نے ان کو یہ امن بخشا اُسی پر ایمان لاتے اور کسی کو اس کا شریک نہ بناتے)

کفارِ مکہ کو نہ صرف مکہ میں امن و امان حاصل تھا بلکہ جہاں کہیں یہ جاتے تھے کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے محفوظ رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس احسان کو یاد دلا کر انہیں توحید کی طرف مائل کیا۔ فرمایا:-

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ {قریش}

ان کفارِ قریش کو جاڑے اور گرمی (غرضکہ ہر موسم کے سفر کی) کیسی چاٹ پڑ گئی ہے (یہ کتنا بے خوف و خطر سفر کرتے ہیں اور تجارتی منافع حاصل کرتے ہیں۔ محض بیت اللہ کے متولی ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی کچھ نہیں کہتا اور جب اس گھر کی وجہ سے ان کو امن و امان میسّر ہے) تو پھر انہیں اس گھر کے مالک ہی کی عبادت کرنی چاہیئے جو انہیں بھوک میں کھانا کھلاتا ہے اور خوف اور خطرہ سے محفوظ رکھتا ہے۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو طرح طرح سے سمجھایا کہ شرک چھوڑ دو، صرف اللہ اکیلے کی عبادت و اطاعت کرو لیکن وہ ہٹ دھرمی سے انکار ہی کرتے رہے۔

ایک پیشین گوئی۔ دلیلِ نبوّت اللہ تعالیٰ توحید کے دلائل بیان کرتا رہا۔ نبوّت کی صداقت پر مختلف قسم کی دلیلیں قائم کیں۔ اس مرتبہ دلیلِ نبوّت کیلئے ایک پیشین گوئی فرمائی۔ فرمایا:-

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ {الروم ۱ تا ۴}

اہلِ رُوم مغلوب ہو گئے اُس سرزمین میں جو قریب ہی واقع ہے۔ مغلوب ہونے کے بعد نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب ہو جائیں گے۔ پہلے بھی اور بعد میں بھی حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے اور اس روز (جس روز وہ غالب ہونگے) مومن بھی خوش ہوں گے۔

چند سال بعد اس پیشین گوئی کا ظہور ہوا لیکن افسوس ہے کہ کفار پھر بھی ایمان نہیں لائے۔

دعوتِ عبرت جب کفارِ مکہ کسی طرح اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر تکذیب کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ {الروم ۹}

کیا یہ روئے زمین کی سیر نہیں کرتے تاکہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا۔ وہ ان سے قوت میں بھی بہت زیادہ تھے۔ انہوں نے زراعت بھی خوب کی تھی اور ان سے زیادہ زمین کو آباد کیا تھا ان کے پاس ان کے رسُول دلائل لے کر آئے تھے (لیکن انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی لہٰذا ان پر عذاب بھیجا گیا)

اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔

اثبات قیامت اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ {۲۶}

آسمانوں میں اور زمین میں جو ہستیاں ہیں وہ سب اللہ کی مملوک ہیں اور سب اُس کی فرمانبردار ہیں (پھر وہ معبود کیسے ہو سکتی ہیں)

پھر فرمایا (کہ قدرت کی نشانیوں کو دیکھنے کے بعد بھی تمہیں یقین نہیں آتا کہ تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے)

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ {۲۷}

وہ اللہ ہی ہے جو پہلی بار پیدا کر چکا ہے اور پھر وہی دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اُس کیلئے بہت آسان ہے (کوئی کام اُسکے لئے مشکل ہے ہی نہیں) آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے۔ وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

شرک کی تردید میں ایک اور مثال شرک کی تردید جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ {۲۸}

اللہ تمہارے لئے تم ہی میں سے ایک مثال دیتا ہے۔ بتاؤ کیا جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں تمہارے غلام بھی تمہارے شریک ہیں (ہرگز نہیں تم اپنے مال کا اپنے کو واحد مالک و مختار سمجھتے ہو تو پھر اللہ کی کائنات میں اللہ کے بندوں کو کیوں شریک کرتے ہو۔ یہ کیسی ناانصافی ہے)

پھر فرمایا:۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ {۴۰}

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تمہیں رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا پھر زندہ کریگا (اے مشرکین مکہ بتاؤ) کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو اِن کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے (نہیں، کوئی نہیں کر سکتا) تو پھر وہ (اللہ) تمہارے شرک سے پاک اور بلند ہے۔

پھر فرمایا (کہ اس شرک کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ اے رسولؐ)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝ {۴۲}

آپؐ ان سے کہئے کہ ذرا مُلک میں سفر کرو پھر دیکھو کہ پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ ان میں زیادہ تر مشرک ہی تھے۔

تسلی کفار کی مسلسل ایذا رسانیوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنین کو تسلی دی۔ فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {۴۷}

ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے رسُول اُن کی قوموں کی طرف مبعوث کئے۔ وہ دلائل بھی لیکر آئے تھے (لیکن اُن قوموں نے رسُولوں کی نافرمانی کی تو) ہم نے ان نافرمانوں سے بدلہ لیا

اور مؤمنین کی مدد ہمارے ذمّہ ہے (پس اے مؤمنو، صبر و استقامت سے کام لو، ہماری مدد ضرور آنے والی ہے)

اثباتِ قیامت کی دندان شکن دلیل کفارِ مکّہ نہ توحید کے قائل تھے نہ دوبارہ زندہ ہونے کے۔ دلائل سُن رہے تھے لیکن ٹس سے مَس نہیں ہوتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے پھر ایک دلیل دی تاکہ اُسے سُننے کے بعد انہیں دوبارہ زندہ ہونے کا یقین آجائے۔ فرمایا:۔

فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ {روم ۵۰}

اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھو، وہ کس طرح زمین کو مُردہ ہوجانے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ اِسی طرح مُردوں کو بھی زندہ کریگا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

صبر کی تلقین اس کے بعد بھی کفارِ مکّہ باز نہیں آئے۔ تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا:۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ۝ {روم ۶۰}

۔آپؐ صبر کرتے رہیئے، اللہ کا وعدہ سچا ہے (عذاب آکر رہے گا) اور ایسا کبھی نہ ہونا چاہیئے کہ بے ایمان لوگ پریشان کر کے آپؐ کو بے صبر بنا دیں۔

قصّہ کہانیوں کے ذریعہ تبلیغ میں رُکاوٹ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ توحید کی دعوت دیتے رہے۔ لیکن کفار برابر مذاق اُڑاتے رہے۔ ان میں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ {لقمٰن ۶ و ۷}

بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بیہودہ باتوں کے خریدار تھے اور ان بیہودہ باتوں (اور قصّہ کہانیوں) کے ذریعہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور بغیر علم کے گمراہ کرتے تھے بلکہ اللہ کے راستے کا مذاق اُڑاتے تھے (اللہ نے فرمایا) ایسے لوگوں کو ذلّت کا عذاب ہوگا۔ ایسے شخص کو جب ہماری آیتیں سُنائی جاتی ہیں تو تکبّر سے مُنہ پھیر لیتا ہے گویا کہ اُس نے اُن کو سُنا ہی نہیں، گویا اُس کے کانوں میں بوجھ ہے پس (اے رسولؐ) ایسے شخص کو عذابِ الیم کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

شرک کی پُرزور تردید شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ {لقمٰن ۱۰ و ۱۱}

اللہ نے آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے پیدا کر دیا جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو اور زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ تم کو لیکر جُھک نہ پڑے اور زمین میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے۔ آسمان سے پانی برسایا اور اس سے ہر قسم کی نفیس چیزیں اُگائیں۔ یہ تو اللہ کی مخلوقات ہے، پس اے کافرو تم مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ کے علاوہ جو تمہارے معبود ہیں انہوں نے کیا کیا پیدا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں (بھلا جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتا وہ کس طرح عبادت، نذر و نیاز اور اطاعت کا مستحق ہو سکتا ہے)

کُفارِ مکّہ کا مقلدانہ جواب اتنی زبردست حقیقت کو تسلیم نہ کرنے کا کفارِ مکّہ کے پاس بس ایک جواب تھا وہ یہ کہ

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ ہم تو بس اُس چیز کی پیروی کرتے ہیں جس پر اپنے باپ
اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ دادا کو پایا۔ بھلا اگر شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف
ہی بُلاتا ہو (جب بھی آباء و اجداد کی بات ہی مانیں گے)

غرض یہ کہ دلائل کے مقابلہ میں جب وہ لاجواب ہو گئے تو تقلید کا سہارا لیا۔ حالانکہ تقلید دلائل کے مقابلہ میں صرف ایک حیلہ اور بہانہ ہے۔ تقلید دراصل اعترافِ شکست ہے اگرچہ مقلّد زبان سے تسلیم نہ کرے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی | شرک کی مدلّل اور پُرزور تردید کے بعد بھی کفار نے ایمان قبول نہیں کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے رنجیدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ {لقمٰن ۲۳}

جو شخص کفر کرتا ہے (تو کفر کرتا رہے) اُس کے کفر سے آپؐ رنجیدہ نہ ہوں۔ ان کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ کیا عمل کرتے تھے بیشک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

پھر فرمایا (کہ اے رسُولؐ)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {لقمٰن ۲۵}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ نے۔ آپؐ کہئے کہ (پھر) سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ جو پیدا کرتا ہے وہی ہر قسم کی تعریف و عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے دوسرے نہیں ہو سکتے)

اِثباتِ قیامت | کفّارِ مکّہ اس بات کو کسی طرح تسلیم نہیں کرتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ ان کے خیال میں یہ چیز بہت مشکل تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ {لقمٰن ۲۸}

تمہارا پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک آدمی کا پیدا کرنا اور پھر دوبارہ زندہ کرنا (ہمارے لئے تو کوئی کام بھی مشکل نہیں) اللہ سُننے والا، دیکھنے والا ہے۔

تردیدِ شرک | شرک کی تردید برابر جاری تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ {لقمٰن ۳۰}

بات یہ ہے کہ اللہ ہی حق ہے اللہ کے علاوہ جن جن کو یہ لوگ پُکارتے ہیں وہ باطل ہیں (ان کا پُکارنا لغو فعل ہے) اور بے شک اللہ عالی مرتبہ اور بڑائی والا ہے۔

خوفِ آخرت | کافروں کی تمام سرکشی کی بنیاد اس عقیدہ پر تھی کہ دوبارہ زندہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ عقیدہ تمام بُرائیوں کی جڑ ہے کیوں کہ جس شخص کو خوفِ آخرت نہ ہو اُس کی زندگی میں عموماً بے راہ روی آجاتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خوفِ آخرت پیدا کرنے کیلئے فرمایا:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور یومِ آخرت سے ڈرو جس دن نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا نہ بیٹا باپ کے۔ بے شک اللہ کا وعدہ سچّا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ {لقمٰن ۳۳}

اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں فریب میں مبتلا کرے (کہ تم بس سب کچھ دنیا کیلئے ہی کرتے رہو، آخرت کو بھول جاؤ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ جاری رکھی۔ قرآن مجید کو کفّار کے سامنے پیش کیا۔ بار بار چیلنج کرنے کے بعد بھی وہ یہی کہتے رہے کہ آپؐ نے خود ہی اس کو بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید میں فرمایا:-

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝

یہ کتاب بلاشبہ ربّ العالمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے کیا کفّار یہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے خود ہی اس کو بنا لیا ہے۔ نہیں بلکہ یہ آپؐ کے ربّ کی طرف سے برحق ہے تاکہ (اے رسولؐ) آپؐ اس قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ (یعنی معبود) تو وہی ہے جس نے آسمانوں کو زمین کو اور ان دونوں کے درمیان تمام چیزوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قرار پکڑا۔ اس کے سوا تمہارا کوئی مددگار ہے نہ نجات دہندہ۔ کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اثباتِ قیامت کافروں نے نہ توحید کو تسلیم کیا نہ دوبارہ زندہ ہونے کو بلکہ ازراہِ تعجّب کہنے لگے "جب ہم زمین میں ملیامیٹ ہو جائیں گے تو کیا ازسرِنو پیدا ہوں گے۔" اللہ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے جانے کے منکر ہیں۔ (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے وہ تمہاری روحیں قبض کرے گا پھر تم اپنے ربّ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝ {سجدہ ۱۰ و ۱۱}

پھر اللہ تعالیٰ نے کفّار کو محشر کی ہولناکیوں سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی یہ سرکشی صرف یہیں تک ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ {سجدہ ۱۲}

وہاں (اے رسولؐ) جب تم ان کو دیکھو گے تو یہ اپنے ربّ کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اُس وقت (حسرت کے ساتھ) کہیں گے اے ہمارے ربّ ہم نے دیکھ لیا اور سُن لیا۔ ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے۔ اب ہم اچھے عمل کریں گے۔ بیشک اب ہمیں یقین آگیا ہے۔

غرض یہ کہ محشر کے عبرتناک منظر کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے کفّار کے سامنے یہیں پیش کر دیا تاکہ وہ راہِ راست قبول کرلیں لیکن انہوں نے پھر بھی ہدایت قبول نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَــَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ {سجدہ ۱۳}

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دیدیتے (لیکن ہم کسی کو راہِ راست پر چلنے کیلئے مجبور نہیں کرتے۔ جو شخص چاہے ہدایت قبول کرے اور جو شخص چاہے قبول نہ کرے، ہاں جو لوگ ہدایت قبول نہیں کریں گے تو) یہ بات طے شدہ ہے کہ میں ایسے جنّات اور انسانوں سے جہنّم کو بھر دوں گا۔

دھمکی پھر اللہ تعالیٰ نے عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:-

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ۝ {سجدہ ۲۶}

کیا اُن کو اِس بات سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا جن کی بستیوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں، بے شک اس میں نشانیاں ہیں۔ پھر کیا (بات ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر بھی) یہ حق بات کو نہیں سُنتے۔

عذاب کی دھمکی سُننے کے بعد کفّار

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ {سجدہ ۲۸}

کہنے لگے یہ فیصلہ (یعنی عذاب) کب آئیگا۔ اگر تم سچّے ہو تو اس کا وقت بتاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ (اے رسُولؐ)

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ۝ {سجدہ ۳۰}

آپؐ انکی بیہودہ باتوں سے اعراض کیجئے اور انتظار کیجئے یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔

تکذیبِ قیامت پر اصرار | اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم توحید کی دعوت دیتے رہے۔ قیامت کے واقع ہونے کے دلائل دیتے رہے، لیکن کافر:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ {سبا ۳}

برابر یہی کہتے رہے کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ) ان سے کہدیجئے کہ کیوں نہیں آئے گی میرے پروردگار کی قسم قیامت تم پر ضرور آکر رہے گی۔ (وہی پروردگار اس کو لائے گا اور وہی اس کا وقت جانتا ہے جو) غیب کا جاننے والا ہے

کفّارِ مکّہ قیامت کے وقوع پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مذاق اُڑاتے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے اِس طرح:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ {سبا ۷، ۸}

کہتے تھے کہ آؤ ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم مَر کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر از سرِ نو تمہیں پیدا کیا جائے گا، یا تو اُس نے اللہ پر افترا کیا ہے یا پھر اُسے جنون ہے۔

دھمکی | کفّار نے قیامت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور دھمکی کے فرمایا کہ:۔

اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ {سبا ۹}

ہم اگر چاہیں تو ان کو (اِس انکارِ قیامت کی سزا میں) زمین میں دھنسا دیں۔ یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں اس میں ہر اُس بندے کیلئے جو رجوع کرنے والا ہے عبرت کا سامان ہے۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السّلام کا ذکر کر کے فرمایا (کہ ان کفّار کو چاہیئے تو یہ تھا کہ داؤد علیہ السّلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اللہ کا شُکر کرتے لیکن یہ حقیقت ہے)

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ {سبا ۱۳}

کہ میرے بندوں میں شُکر گذار تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔

مُلکِ سبا کا حال برائے عبرت اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مُلکِ سبا کا حال سُنایا۔ فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ۝ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۚ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ۝ {۱۵ تا ۱۷ سبا}

اہلِ سبا کیلئے اُن کے مقامِ بود و باش میں ایک نشانی تھی۔ ان کی بستی کے دونوں طرف باغ تھے۔ ایک داہنی طرف دوسرا بائیں طرف (اللہ نے ان سے فرمایا تھا) "اپنے ربّ کے دئے ہوئے رزق میں سے خوب کھاؤ اور اُس کا شکر ادا کرتے رہو تمہیں شہر پاکیزہ دیا گیا ہے اور تمہارا ربّ بخشنے والا ہے (یعنی ہر لحاظ سے تم فائدہ میں ہو)" لیکن انہوں نے شکر گذاری سے مُنہ پھیر لیا تو ہم نے اُن پر ایک زبردست سیلاب بھیجا اور اُن کے باغوں کے عوض ہم نے ان کو ایسے باغ دئے جنکے میوے بدمزا تھے اور جن میں کچھ تو جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ بیریاں تھیں۔ ہم نے اُن کی ناشکری کی اُن کو یہ سزا دی۔ اور ہم ناشکروں ہی کو ایسی سزا دیا کرتے ہیں (اگر کفّارِ مکّہ بھی ناشکری کریں گے تو ہم اُن کو بھی سزا دینگے)

فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ {سبا ۱۹}

پھر ہم نے اہلِ سبا کو مزید سزا یہ دی کہ ان کو نیست و نابود کر کے افسانہ بنا دیا اور اُن کے ٹکڑے اُڑا دئے۔ اس واقعہ میں ہر صابر و شاکر کیلئے نشانیاں ہیں (تاکہ وہ صبر و شکر پر قائم رہے اور اہلِ سبا کی طرح ناشکری کر کے اپنی تباہی و بربادی کو دعوت نہ دے)

شرک کی تردید شرک کی پھر تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۝ {سبا ۲۲}

ان سے کہئے کہ جن کو تم نے اللہ کے علاوہ معبود سمجھ رکھا ہے ان کو بُلاؤ (لیکن یہ سمجھ لو کہ وہ تمہارے کچھ بھی کام نہیں آسکتے کیونکہ) وہ آسمانوں اور زمین میں ذرّہ برابر چیز کے بھی مالک نہیں اور نہ آسمان و زمین کے بنانے میں ان کی شرکت ہے اور نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۙ {سبا ۲۴}

ان سے پوچھئے کہ آسمانوں سے اور زمین سے تم کو رزق کون دیتا ہے پھر (خود ہی) بتا دیجئے کہ اللہ۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ ان سے صاف صاف)

قُلْ لَا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ {سبا ۲۵}

کہہ دیجئے کہ ہمارے گناہوں کی تم سے پرسش نہیں ہوگی اور نہ تمہارے اعمال کی ہم سے باز پُرس ہوگی۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۚ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۝ {سبا ۲۶}

ان سے کہہ دیجئے کہ ہمارا ربّ ہم سب کو جمع کرے گا۔ پھر وہ حق کے ساتھ فیصلہ کریگا اور وہ اچھا فیصلہ کرنیوالا اور

خوب جاننے والا ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ {سبا ۲۷}

ان سے کہئے کہ مجھے ان ہستیوں کو ذرا دکھا تو دو جن کو تم نے شریک بنا کر اللہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز کوئی اسکا شریک نہیں بلکہ وہ اکیلا اللہ ہے اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ آپ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {سبا ۲۸}

ہم نے آپؐ کو تمام انسانوں کیلئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت سے) واقف نہیں۔

عذاب کا مطالبہ | یہ تمام باتیں سُننے کے بعد کفارِ مکّہ کہنے لگے کہ اچھا یہ تو

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ {سبا ۲۹ و ۳۰}

بتاؤ کہ عذاب کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو تو (اس کا وقت بتاؤ) اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ عذاب کا ایک دن مقرر ہے جس سے نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکو گے (یعنی وہ عذاب نہ وقتِ مقررہ سے پہلے آئے گا نہ وقتِ مقررہ کے بعد)

کُفّارِ مکّہ کسی طرح باز نہ آئے بلکہ جب

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ {سبا ۴۳}

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سامنے قرآن مجید کی روشن آیتیں تلاوت کرتے تو آپس میں کہتے کہ یہ شخص تو یہ چاہتا ہے کہ جن کی پرستش تمہارے آباء و اجداد کیا کرتے تھے اُن سے تمہیں روک دے یہ سب محض جھوٹ ہے جو اس نے خود بنا لیا ہے، بلکہ یہ صریح جادو ہے۔

دھمکی | اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ {سبا ۴۵}

ان سے پہلے بھی لوگوں نے جھٹلایا تھا جو کچھ (نعمتیں اور قوتیں) ہم نے اُن کو دی تھیں اُس کے دسویں حصّہ کو بھی یہ نہیں پہنچے۔ جب انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو (پھر دیکھا) میرا عذاب کتنا سخت تھا (اگر یہ نہ مانے تو ان کی تو ہستی ہی کیا ہے کہ یہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو جانچنے کی دعوت | کفارِ مکّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا کرتے تھے، کبھی اور دوسرے القاب بھی دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۛ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ۝ {سبا ۴۶}

ان سے کہئے کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں اللہ کے واسطے تم میں دو دو، ایک ایک آدمی اُٹھ کھڑے ہوں، پھر غور و فکر کریں پھر دیکھیں کہ مجھ میں جنون کا کوئی شائبہ ہے (وہ ہرگز مجھے مجنون نہیں پائیں گے) تو پھر اسکے

سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں عذابِ شدید سے پہلے ڈرانیوالا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانچنے کا کتنا کھلا چیلنج تھا۔ بھلا ایسا شخص جو تمام اوصافِ حمیدہ کا مالک ہو اور ایسا لاثانی کلام پیش کرتا ہو کہیں دیوانہ ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ○ {سبا ۵۰}

ان سے کہدیجئے کہ اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا نقصان مجھ ہی کو ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ وحیِ الٰہی کا فیضان ہے۔ بیشک میرا ربّ سُننے والا ہے اور قریب ہے۔

مشکل کُشا کوئی نہیں سوائے اللہ کے جب کفارِ مکّہ نے نہ شخصیتِ رسول کے چیلنج کو قبول کیا نہ قرآن مجید کا چیلنج قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے شرک کی تردید جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ {فاطر ۲ و ۳}

اگر اللہ اپنی رحمت کا دروازہ کھولدے تو اُسے بند کرنے والا کوئی نہیں اور اگر رحمت کو روک دے تو اُس کو بھیجنے والا کوئی نہیں اور اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اے لوگو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کیا اللہ کے علاوہ کوئی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق فراہم کرتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ (رازق) نہیں، پھر تم کہاں بہکے ہوئے (دوسروں کے آستانوں کی طرف) چلے جا رہے ہو۔

تسلّی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ {فاطر ۴}

اگر یہ آپؐ کو جھٹلا رہے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپؐ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے اور تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں (لہٰذا جھٹلانیوالوں کو اللہ ہی سزا دے گا)

مزید تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ○ {فاطر ۸ و ۹}

ان لوگوں پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپؐ کی جان پر نہ بن جائے (آپؐ فکر نہ کریں بس تبلیغ کئے چلے جائیں) بے شک اللہ کو علم ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔ اللہ ہی ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ بادل کو اُبھارتی ہیں پھر ہم اُس کو بے جان شہر کی طرف چلاتے ہیں پھر ہم زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں، بس اسی طرح مُردے بھی زندہ ہو جائیں گے (اُس دن ہم ان کفار کو ان کی گستاخیوں کی سزا دینگے)

شرک کی واضح تردید پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرت کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۭ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا

جو اِن تمام قُدرتوں کا مالک ہے وہ اللہ ہے۔ وہی تمہارا ربّ ہے۔ اُسی کی بادشاہت ہے (اور جو اِن قُدرتوں کا مالک نہیں وہ معبود و مشکل کُشا کیسے ہو سکتا ہے کہ اُس کے سامنے

مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ {فاطر ۱۳، ۱۴}

سرِ نیاز خم کیا جائے) جن جن کو تم اللہ کے علاوہ مدد کیلئے پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ (اور جو کسی چیز کا بھی مالک نہ ہو اُس سے مانگنا سراسر جہالت ہے) اور اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار کو سُن نہیں سکتے اور اگر (بالفرض محال) سُن بھی لیں تو تمہاری خواہش کو پُورا نہیں کر سکتے۔ قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے (اس لئے کہ انہوں نے شرک کی تعلیم نہیں دی تھی بلکہ یہ تمہاری اپنی ایجاد ہے) اور باخبر ہستی کے مثل تمہیں کوئی خبر نہیں دے سکتا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی اور کافروں کو دھمکی کفّار کی مسلسل سرکشی سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین رہا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ بھی برابر تسلّی دیتا رہتا تھا۔ اب پھر تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاۗءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۡ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝ {فاطر ۲۲ تا ۲۶}

زندہ اور مُردہ برابر نہیں ہو سکتے (یعنی ان کفّار کی مثال مُردوں کی سی ہے۔ یہ کچھ سُنتے ہی نہیں) اللہ تو جس کو چاہے سُنا سکتا ہے لیکن (اے رسُولؐ) تم اہلِ قبور کو نہیں سُنا سکتے (گویا یہ کافر مثل اہل قبور کے ہیں۔ نہ وہ سُنتے ہیں نہ یہ سُنتے ہیں) آپؐ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہم نے حق کے ساتھ آپؐ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے (اسی طرح) ہر اُمّت میں نذیر آئے ہیں۔ اگر یہ آپؐ کو جُھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے بھی لوگوں نے جُھٹلایا تھا، حالانکہ ان کے پاس ان کے رسُول نشانیاں، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے پھر ہم نے کافروں کو پکڑا، پھر دیکھا ہمارا عذاب کیسا رہا۔

شرک کی تردید شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝ {فاطر ۴۰ تا ۴۲}

ان سے کہئے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ کہ جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو اُنہوں نے زمین کی کونسی چیز پیدا کی ہے۔ یا آسمانوں کے بنانے میں اُن کی کوئی شرکت ہے (بس جو خالق نہیں وہ مددگار بھی نہیں) یا اس شرک کے جواز کے لئے ان کے پاس ہماری دی ہوئی کوئی کتاب ہے، جو بطور سند یہ پیش کر سکیں (ان کے پاس کوئی سند نہیں) بس یہ ظالم یوں ہی ایک دوسرے سے وعدے کرتے رہتے ہیں جو محض فریب ہوتا ہے۔ بیشک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں اپنی جگہ سے ٹل نہ جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو اُن کو تھام سکے۔ بے شک اللہ بُردبار ہے اور بخشنے والا ہے (یہ اُس کا تحمّل ہے کہ اُس نے اب تک عذاب نہیں بھیجا) پھر فرمایا (اے رسُولؐ، ان لوگوں کو یاد دلائیے کہ) تم تو قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اگر تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو تم تمام اُمّتوں سے زیادہ

ہدایت پر ہوگے لیکن جب وہ ڈرانے والا آگیا تو اس سے تم کو نفرت زیادہ ہوگئی۔

عذاب کا مطالبہ کافر بار بار عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝ {فاطر ۴۵}

اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے (فوراً) پکڑنے لگے تو روئے زمین پر ایک بھی چلنے والا نہ چھوڑے۔ لیکن اللہ ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دیتا ہے (تاکہ لوگ سنبھل جائیں) لیکن جب ان کا وقت مقررہ آجاتا ہے (تو پھر عذاب نہیں ٹلتا) بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

دھمکی کفارِ مکہ قیامت کے انکار پر برابر اصرار کئے جارہے تھے، اللہ تعالیٰ نے بطور دھمکی کے فرمایا:۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝ {حاقہ ۴}

ثمود اور عاد نے بھی قیامت کو جھٹلایا تھا (پھر ان کا حشر کیا ہوا) وہ ایسے نیست و نابود ہوئے کہ

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝ {حاقہ ۸}

تمہیں ان کا کہیں نام و نشان نہیں ملیگا۔

قرآن مجید کی صداقت کفار کہتے تھے کہ قرآن مجید کو محمدؐ نے خود ہی بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا نہیں بلکہ یہ تو:۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ {حاقہ ۴۰}

مکرم فرشتہ کا پہنچایا ہوا کلام ہے۔

کبھی کفار کہتے تھے کہ یہ شخص شاعر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ {حاقہ ۴۱}

نہیں یہ شاعر کا کلام نہیں ہے۔ لیکن تم بہت ہی کم ایمان لاتے ہو۔

بلکہ

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ {یٰسٓ ۶۹}

ہم نے اپنے رسولؐ کو شعر و شاعری سکھائی ہی نہیں اور نہ یہ اُس کے شایانِ شان ہے۔ یہ نصیحت اور روشن قرآن ہے۔

کفارِ مکہ کبھی کہتے کہ یہ شخص کاہن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {حاقہ ۴۲،۴۳}

نہیں یہ کاہن کا کلام بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ربّ العالمین کی طرف سے نازل شدہ کلام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ {حاقہ ۵۱،۵۲}

یہ کلام حق ہے اور یقیناً حق ہے، پس (اے رسولؐ آپ ان کی تکذیب کی پرواہ نہ کریں بلکہ) اپنے عظمت والے ربّ کی تسبیح پڑھتے رہا کریں۔

کفارِ مکہ کبھی کہتے کہ یہ دیوانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ {قلم ۲}

(اے رسولؐ) آپؐ اپنے ربّ کے فضل و کرم سے مجنون نہیں ہیں۔

غرض یہ کہ مکہ میں کفر و ایمان، شرک و توحید کی ایک زبردست کشمکش جاری تھی۔ کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلّم کو تکلیفیں بھی پہنچاتے تھے اور بُرے بُرے القاب بھی دیا کرتے تھے۔ انہوں نے آپؐ کو شاعر، مجنون، کاہن کذّاب، ساحر، مسحور اور مفتری سب کچھ کہا لیکن آپؐ برابر ثابت قدمی کے ساتھ تبلیغ میں مصروف رہے۔

ضمادؓ کا قبولِ اسلام تقریباً اسی زمانہ میں ضمادؓ مکّہ معظّمہ آئے۔ یہ قبیلہ اَزد شنوءَۃ کے ایک فرد تھے اور آسیب کو جھاڑا کرتے تھے۔ انہوں نے مکّہ معظّمہ کے بے وقوفوں سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ محمدؐ مجنون ہیں۔ ضمادؓ نے کہا ذرا میں بھی اُس شخص کو دیکھوں شاید اللہ میرے ہاتھ سے اس کو شفا عنایت فرمائے۔ پس انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُلاقات کی۔ ضمادؓ نے کہا اے محمدؐ میں آسیب کو جھاڑتا ہوں اور بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے میرے ہاتھ سے شفا عنایت فرماتا ہے۔ تو آپؐ کی کیا مرضی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ ضمادؓ نے کہا ان ہی کلمات کو پھر دوہرا دیجئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کلمات کو تین مرتبہ دوہرایا۔ ضمادؓ نے کہا میں نے کاہنوں کا کلام سُنا ہے، جادوگروں کی باتیں سُنی ہیں، شاعروں کے اشعار سُنے ہیں لیکن میں نے ان کلمات کے مثل کبھی کچھ نہیں سُنا۔ تحقیق یہ کلمات تو سمندر کی تہ تک پہنچ گئے ہیں۔ ضمادؓ نے کہا اپنا ہاتھ لائیے میں آپؐ سے اسلام کی بیعت کروں (آپؐ نے ہاتھ بڑھایا) انہوں نے بیعت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور تمہاری قوم؟ ضمادؓ نے کہا میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں[1]۔

قراءت کے متعلّق ہدایت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب صحابہؓ کو نماز پڑھایا کرتے تھے تو بلند آواز سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ اگرچہ آپؐ پوشیدہ ہوتے تھے مگر آواز مشرکین تک پہنچ جایا کرتی تھی جب مشرکین قرآن مجید سُنتے تو قرآن مجید کو، اُس کے نازل کرنے والے کو اور اس کے لانے والے کو بُرا کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کو ہدایت کی۔ فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ {بنی اسرائیل ۱۱۰}

نہ بہت بلند آواز سے پڑھئے اور نہ بالکل پوشیدہ آواز سے بلکہ ان دونوں کے بیچ کا راستہ اختیار کیجئے[2]۔

حضرت جبریلؑ بحکمِ الٰہی آتے تھے ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ سے کہا "کونسی چیز آپ کو مانع ہے کہ جتنی مرتبہ آپ آتے ہیں اُس سے زیادہ مرتبہ آپ آئیں" اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کی زبان سے کہلوایا کہ:-

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ {مریم ۶۴}

ہم تو آپؐ کے ربّ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں (اپنی مرضی سے نہیں آسکتے) جو کچھ ہمارے آگے ہے، جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اُسی کا ہے اور آپ کا ربّ بھولنے والا نہیں[3]۔

---

[1] ضمادؓ کو اپنی قوم پر اعتماد تھا کہ وہ ان کی بات نہ ٹالیگی یا یہ کہ اُن کو اپنی قوم کے متعلّق حُسنِ ظن تھا کہ حق کو قبول کرنے میں پس و پیش نہیں کریگی اس لئے انہوں نے قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔

[2] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصّلوٰۃ عن ابن عباس رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب التوسّط فی قراءۃ عن ابن عباسؓ۔ صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عبّاس رضؓ۔

اللہ پوشیدہ باتوں کو بھی سُنتا ہے | ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ قریش کے دو آدمی اور اُن کا ایک داماد جو بنو ثقیف میں سے تھا یا بنو ثقیف کے دو شخص اور ان کا داماد جو قرشی تھا ایک مکان میں جمع تھے۔ غالباً وہ آپؐ کے خلاف سازش کرنا چاہتے تھے۔ ان کے پیٹ بڑے تھے اور سمجھ کم تھی۔ ایک نے کہا کیا اللہ تمہاری باتیں سُنتا ہے؟ دوسرے نے کہا ہاں اگر زور سے کہو تو سُنتا ہے ورنہ نہیں سُنتا۔ (ان میں سے) ایک آدمی نے کہا کہ اگر اللہ بعض باتیں سُن لیتا ہے تو وہ ضرور سب باتیں سُنتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ {حٰمٓ سجدہ ۲۲ و ۲۳}

تم (اِس بات کے خوف سے) تو پردہ نہیں کرتے کہ تمہارے کان تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف شہادت دیں گی بلکہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ اللہ کو بھی تمہارے بہت سے اعمال کی خبر نہیں ہوتی، اور اسی خیال نے جو تم اپنے ربّ کے متعلق رکھتے ہو تم کو ہلاک کر دیا اور تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔[1]

تقدیر پر بحث | ایک دن مشرکینِ مکّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تقدیر کے مسئلہ پر بحث کرنے آئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ {قمر ۴۸ و ۴۹}

جس دن گناہگار مُنہ کے بَل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (ان سے کہا جائیگا کہ) اب آگ کا مزا چکھو۔ ہم نے ہر چیز کو ایک اندازہ پر پیدا کیا ہے (یعنی ہر چیز کی تقدیر مقرر کی ہے)[2]

تردیدِ شرک | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل شرک کے خلاف تبلیغ کرتے رہے۔ کافروں کی شدید مخالفت کے باوجود بحکمِ الٰہی آپؐ اعلان فرماتے تھے:۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ○ {صٰفّٰت ۴}

بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

اور وہ وہی ہے جو:۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ○ {صٰفّٰت ۵}

آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اِن دونوں کے درمیان ہے اس کا اور مشارق کا ربّ ہے۔

اثباتِ قیامت | پھر اثباتِ قیامت پر دلائل دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ○ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ○ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ○ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ○ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ اَوَ

ان سے پوچھئے کہ ان کا بنانا زیادہ مشکل ہے یا اس تمام کائنات کا جس کو ہم نے پیدا کیا۔ ان کو تو ہم نے چپکنے والے گارے سے بنایا (بھلا ان کی بھی کوئی حقیقت ہے، اے رسولؐ) آپؐ کو (تو ان کی جہالت پر) تعجّب ہوتا ہے اور یہ تمسخر کرتے ہیں اور نصیحت نہیں مانتے، بلکہ اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس کا بھی مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ مسعودؓ و صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین جلد ۲

[2] صحیح مسلم کتاب القدر باب کلّ شیءٍ بقدر جلد ۲۔

اَبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ {صٰفّٰت ۱۱ تا ۱۸}

ہے، بھلا جب ہم مرگئے اور مٹّی اور ہڈّیاں ہوگئے تو کیا ہم پھر اُٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے باپ دادا بھی اُٹھائے جائیں گے (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ ہاں (تم سب زندہ کئے جاؤ گے) اور پھر تم اُس دن ذلیل و خوار ہوگے۔

کفّار کی ہٹ دھرمی کفّار نے اثباتِ قیامت کے دلائل کا جواب دینے کے بجائے ہٹ دھرمی سے کام لیا کہنے لگے:۔

اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ {صٰفّٰت ۳۶}

کیا ہم اس دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں (یہ نہیں ہوسکتا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ وہ نہ دیوانے ہیں نہ شاعر ہیں)

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ {صٰفّٰت ۳۷ و ۳۸}

بلکہ وہ حق لیکر آئے ہیں اور وہ تمام رسولوں کی تصدیق بھی کرتے ہیں (یہ سچ ہے کہ اگر تمہاری حالت یہی رہی تو) تم کو دردناک عذاب کا مزا چکھنا ہوگا۔

دھمکی اس کے بعد اللہ نے دوزخ کے عذاب کا ذکر کرکے فرمایا کہ (اچھی طرح ہوشیار ہوجاؤ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ {صٰفّٰت ۷۲ و ۷۳}

ہم نے لوگوں میں (پہلے بھی) رسول بھیجے تھے تو پھر دیکھ لو جن کو ڈرایا گیا تھا (وہ نہیں مانے تو) ان کا انجام کیسا ہوا (اگر تم نہیں مانوگے تو ایسا ہی انجام تمہارا بھی ہوگا)

شرک فی الذّات کی تردید کفّار طرح طرح کے شرک میں مبتلا تھے اور جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ جنّات سے اللہ کا رشتہ جوڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مضحکہ خیز شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ {صٰفّٰت ۱۴۹ تا ۱۵۹}

ان سے پوچھئے کہ کیا تم اپنے ربّ کیلئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے (پسند کرتے ہو) اور (اے رسولؐ) کیا جب ہم نے فرشتوں کو مؤنّث بنایا تھا تو یہ موجود تھے۔ بے شک یہ اُن کی بنائی ہوئی بات ہے کہ اللہ کے اولاد ہے۔ بے شک یہ جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا (اے کفّار) تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کس قسم کا فیصلہ کرتے ہو۔ آخر تم غور کیوں نہیں کرتے۔ کیا تمہارے پاس اس کی کوئی صریح دلیل ہے۔ اگر سچّے ہو تو اپنی کتاب پیش کرو اور (اے رسولؐ) انہوں نے تو اللہ اور جنّات کے مابین بھی رشتہ مقرّر کر رکھا ہے۔ حالانکہ جنّات جانتے ہیں کہ وہ سب اللہ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے (وہ بھی دوسرے بندوں کی طرح محکوم ہیں) یہ جو کچھ بیان کرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔

تسلّی اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے رسولؐ کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ گھبرائیں نہیں، ایک وقت آنے والا ہے کہ:۔

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ○ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ○ {صٰفّٰت ۱۷۳ تا ۱۷۵}

ہمارا لشکر ہی غالب ہوگا تو اُس وقت تک کیلئے ان سے اعراض کریں اور انہیں دیکھتے رہیں یہ خود بھی عنقریب (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔

عذاب کا مُطالبہ | یہ سُننے کے بعد کفّار نے عذاب کے سلسلہ میں جلدی کا مطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ○ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ○ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ○ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {صٰفّٰت ۱۷۶ تا ۱۸۲}

کیا یہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جب وہ ان کے میدان میں اُتر آئے گا تو اُن کی صبح بہت بُری ہوگی اور (اے رسولؐ) آپؐ وقتِ مقررہ تک ان سے اعراض کریں اور دیکھتے رہیں، یہ بھی (اپنا انجام) دیکھ لیں گے (بہرحال) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپؐ کا ربّ جو ربّ العزّت ہے ان باتوں سے پاک ہے۔ (وہی) رسولوں پر سلام (بھیجتا ہے) اور سب تعریف اُسی اللہ کیلئے ہے جو ربّ العالمین ہے۔

دھمکی | کافر برابر سرکشی اور ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ○ {صٓ ۲ و ۳}

یہ کافر غرور اور ہٹ دھرمی میں مبتلا ہیں۔ ان سے پہلے ہم نے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا (عذاب دیکھکر) وہ فریاد کرنے لگے لیکن نجات کا وقت نکل چکا تھا۔

تعجّب پر تعجّب | کفّارِ مکّہ کو ایک تو اسی بات پر تعجّب تھا کہ یہ رسول ہم ہی میں سے کیسے آگیا (کوئی فرشتہ آنا چاہیئے تھا) دوسرے اِس بات پر تعجّب تھا کہ اس رسول نے تمام معبودوں کے بجائے ایک معبود بنا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ {صٓ ۴ و ۵}

کیا انہوں نے اِس بات پر تعجّب کیا کہ اُن کے پاس اُن ہی میں سے ڈرانے والا آگیا۔ لہٰذا انہوں نے کہدیا کہ یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

ایک دن کفّارِ مکّہ آپؐ کی مجلس میں آکر بیٹھے لیکن جب اُنہیں توحید کی تعلیم دی گئی تو:۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ { ص ۶ }

ان کے سردار باہر نکل آئے اور کہنے لگے چلو اور اپنے معبودوں اور کارسازوں پر جمے رہو ان کی اس انوکھی تبلیغ کا کوئی خاص مقصد ہے۔

اس کے بعد کہنے لگے:۔

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ○ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۭ {ص ۷ و ۸}

ہم نے تو یہ بات گذشتہ ملّت میں کبھی نہیں سُنی، یہ تو (انکی) من گھڑت بات ہے۔ کیا ہم لوگوں میں بس یہی رہ گئے تھے کہ ان پر کلامِ الٰہی نازل ہو۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ {ص ۹}

کیا یہ آپؐ کے ربِّ غالب اور وہّاب کے خزانوں کے مالک ہیں (کہ جس کو چاہیں نبوّت دیں)

پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں کا ذکر کرنے کے بعد بطور دھمکی فرمایا:۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ {ص ۱۴}

ان سب قوموں نے رسولوں کو جھٹلایا تو پھر ان پر عذاب نازل کر دیا گیا (اگر یہ جھٹلائیں گے تو ان پر بھی عذاب نازل کر دیا جائے گا)

کفّار کہنے لگے:۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ {ص ۱۶}

اے ہمارے ربّ یوم الحساب سے پہلے ہی ہم کو ہمارے (عذاب) کا حصّہ دیدے۔

تلقینِ صبر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ {ص ۱۷}

یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں آپؐ اس پر صبر کیجئے۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ {ص ۲۷}

کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب تیّار ہے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ آپؐ صاف صاف) کہدیجئے:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ {ص ۶۵}

کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں اور (یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اللہ اکیلے قہّار کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں۔

اگر اس کے بعد بھی یہ نہ مانیں تو ان سے:۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝ {ص ۸۶ تا ۸۸}

کہدیجئے کہ میں تم سے تبلیغِ رسالت پر کچھ اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلّف کرنے والوں میں سے ہوں۔ یہ شریعت تمام اہلِ عالم کیلئے نصیحت ہے، (اب بھی اگر انکار کروگے تو) تمہارے اس انکار کی حقیقت تو تمہیں کچھ عرصہ بعد معلوم ہو جائیگی۔

غیر اللہ کی عبادت کی انوکھی دلیل

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ {زمر ۲ و ۳}

ہم نے آپؐ کی طرف حق کے ساتھ شریعت نازل فرمائی ہے پس آپؐ خالص اللہ کی عبادت کرتے رہئے اس طرح کہ دین صرف اُسی کیلئے ہو (یعنی قوانینِ شریعت صرف اُسی کے ملنے جائیں) اور خبردار ہو جایئے کہ دین خالص اللہ ہی کیلئے ہے (دوسرا اس میں دخل نہیں دے سکتا نہ اُس کے خود ساختہ قوانین دین میں داخل ہو سکتے ہیں) اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے (کہ ان کی عبادت کرتے ہیں یا اُن کے اقوال کو شریعت یا دین سمجھتے ہیں یہ سب گمراہ ہیں)

کافروں نے اپنے شرک کی تاویل کی اور کہنے لگے:۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ {زمر ۳}

ہم تو ان کی عبادت اِس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کا مقرّب بنا دیں (یعنی ان کی عبادت محض تقرّب الی اللہ کا

وسیلہ ہے ہم انہیں مختار یا کارساز نہیں مانتے)

قرآن مجید کی ان آیات اور ان کے علاوہ متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارِ مکہ عقیدتاً اپنے معبودوں کو مشکل کُشا نہیں سمجھتے تھے لیکن عملاً وہ ان ہی کو پُکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار اُن کے عملی شرک ہی پر تنبیہہ کی اور اُن کے عقیدہ اور عمل کی دورنگی کو بطور الزام پیش کر کے ان کے عملی شرک کو بھی شرک ہی شمار کیا۔

کفّارِ مکّہ کی مندرجہ بالا تاویل کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ {۳۹}

بے شک اللہ ہی فیصلہ کرے گا جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں (یعنی تقرب اور سفارش کیلئے جو یہ عبادت کر رہے ہیں اس کا فیصلہ اللہ کے ہاں ہوگا)

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ جس تاویل سے یہ ان کی عبادت کر رہے ہیں، کرتے رہیں، آپ ان سے صاف صاف)

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

کہدیجئے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ اللہ کی خالص طور پر عبادت کروں۔ دین صرف اُس کا مانوں، مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلم بنوں۔ اگر میں اپنے ربّ کا حکم نہ مانوں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ میں اپنے دین میں خالص اللہ کی عبادت کرتا ہوں (تم نہیں مانتے تو) جس کی چاہو عبادت کرو۔ نقصان وہی اُٹھائیں گے جنہوں نے خود اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو نقصان میں مبتلا کیا۔ یہی تو صریح نقصان ہے۔

شرک کی تردید ایک مثال کے ذریعہ

شرک کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاۗءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝

اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے (وہ مثال یہ ہے کہ) ایک شخص ہے کہ وہ کئی مختلف المزاج آدمیوں کا غلام ہے اور دوسرا صرف ایک ہی آدمی کا غلام ہے۔ کیا دونوں کی حالت یکساں ہے (کئی آقاؤں کا غلام ہمیشہ پریشان رہے گا) سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (بہرحال اے رسولؐ) آپؐ بھی مرنے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں (مرنے کے بعد آپ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ ہو جائیگا)

کافر کہنے لگے اِس قسم کی باتوں سے باز آجاؤ ورنہ ہمارے یہ بزرگ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا دیں گے تو بتاؤ پھر کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ {۳۶}

کیا اللہ اپنے بندے (کی حفاظت) کیلئے کافی نہیں، یہ کیا آپؐ کو اپنے معبودوں سے ڈراتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ جس کو گمراہ کر دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر ان کافروں سے آپؐ پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے بنایا تو یہ:۔

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ {۳۸}

ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے (جب اللہ ہی خالق ہے

تو نفع و نقصان کا مالک بھی وہی ہے، غیر اللہ سے ڈرنا یا ڈرانا لایعنی ہے)

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ ذرا) ان سے :۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ {۳۸}

یہ تو پوچھئے کہ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو کیا یہ معبود جن کو اللہ کے علاوہ تم پکارتے ہو میری تکلیف دور کر سکتے ہیں، یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ معبود اُس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں (جب یہ معبود ایسا نہیں کر سکتے تو پھر مجھے ان سے کیا خوف ہے) میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ توکّل کرنے والے اُسی پر توکّل کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے :۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ {۳۹ و ۴۰}

کہہ دیجئے کہ تم اپنی جگہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی اپنی جگہ پر عمل کر رہا ہوں۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ رُسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور پھر کس پر باقی رہنے والا عذاب ہوگا۔

غرض یہ کہ کفّارِ مکّہ کسی طرح ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے تھے۔

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ {۴۵}

جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جاتا تو بہت ہی منقبض اور خفا ہوتے لیکن جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا ذکر کیا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے۔

اور یہ صرف اُس زمانہ کی بات نہیں تھی، ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ مشرکین اپنے شُرکاء کے ذکر کو تو پسند کرتے ہیں، اس کیلئے محفلیں اور مجلسیں قائم کرتے ہیں لیکن اللہ اکیلے کے ذکر یا توحیدِ خالص کے لئے کوئی مجلس قائم نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی دوسرا خالص توحید بیان کرے تو منقبض ہوتے ہیں اور توحیدِ خالص کو اپنے بزرگوں کی توہین کے بہانہ سے سُننا پسند نہیں کرتے اور لوگوں کو اسی بہانہ سے ورغلاتے ہیں۔

کفّارِ قریش میں سے بعض کو یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ اِتنے گناہ کرنے کے بعد اب ہمارے گناہ کیسے معاف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ میری طرف سے ان سے)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ {۵۳ و ۵۴}

کہہ دیجئے کہ اے میرے گناہگار بندو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اللہ تعالیٰ (تمہارے) تمام گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ غفور اور رحیم ہے۔ لہٰذا اپنے ربّ کی طرف آؤ اور اسلام قبول کر لو اِس سے پہلے کہ عذاب آئے (اِس لئے کہ اُس وقت معافی کا وقت نکل جائے گا) اور پھر تمہاری کوئی مدد نہ کر سکے گا۔[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عبّاس رضؓ۔

کافر خالص توحید ماننے کیلئے تیار نہیں تھے بلکہ اس کے برعکس وہ باطل معبودوں کی پرستش کی ترغیب دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے :۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ {۳۹:۶۴-۶۶}

کہئے کہ اے نادانو مجھے اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کا حکم دیتے ہو حالانکہ (اے رسولؐ) آپؐ کی طرف اور آپؐ سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں اُن کی طرف یہی وحی بھیجی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال بیکار کر دئے جائیں گے اور تم نقصان پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے (اے رسولؐ آپؐ ان کی باتوں کی پرواہ نہ کریں) بلکہ اللہ ہی کی عبادت کئے جائیں اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جائیں۔ (اللہ کی شکر گزاری یہی ہے کہ اُس کے حقِ عبادت میں دوسروں کو شریک نہ کیا جائے)

پھر اللہ تعالیٰ نے ترغیب ترہیب کے طور پر جنّت، دوزخ اور قیامت کا ذکر کیا پھر فرمایا :۔

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {۳۹:۷۵}

(اُس دن) اُن لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا (اُس دن تکذیبِ رسولؐ کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی) اور کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

توحید پر تقریر کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ {۴۰:۳}

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم، حاجت روا اور معبود نہیں، اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

دُنیوی عیش کی حقیقت کافر مال و دولت کے مالک تھے، مسلم غریب تنگدست، اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

فَلَا يَغُرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ {۴۰:۴}

کافروں کا شہروں میں (بغرض تجارت وغیرہ) آنا جانا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے (یہ چند روزہ متاع ہے۔ یہ چہل پہل فانی ہے پس اے مؤمنو صبر کرو)

پھر اللہ تعالیٰ نے گذشتہ قوموں کا ذکر کر کے فرمایا کہ اُنہوں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی

فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ {۴۰:۵}

تو میں نے اُن کو گرفت میں لے لیا پھر دیکھ لو میرا عذاب کیسا تھا (اگر کفارِ مکّہ تکذیب سے باز نہ آئے تو اُنکا بھی یہی حشر ہوگا)

پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو ہدایت کی۔ فرمایا :۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ {۴۰:۱۴}

بس تم تو خالص اللہ کو پکارو۔ دین کو صرف اللہ ہی کا سمجھو (یعنی دینی معاملات میں کسی اور کی بات، رائے یا فتوٰی نہ مانو) خواہ کافروں کو کتنا ہی بُرا کیوں نہ لگے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۭ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ {۴۰:۱۸}

آپؐ ان کو قریب آنے والے دن یعنی قیامت سے ڈراتے رہیے (وہ ایسا دن ہے کہ) جس دن غم کے باعث دل گلوں تک پہنچ جائیں گے۔ اُس دن ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ

کوئی سفارشی کہ جس کی بات مان لی جائے۔

شرک کی کھلی تردید | شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا :۔

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ {مؤمن ۲۰}

اللہ سچّائی کے ساتھ حکم دیتا ہے اور جن کو یہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی حکم نہیں دے سکتے (اور وہ حکم دینگے بھی کیسے جبکہ اُن کا کوئی محکوم نہیں اور نہ کہیں اُن کی بادشاہت ہے) بے شک اللہ ہی سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

دھمکی | پھر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا کہ :۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ {مؤمن ۲۱ و ۲۲}

یہ زمین میں سفر کیوں نہیں کرتے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا جو قوت اور تمکنت کے لحاظ سے ان لوگوں سے کہیں زیادہ تھے۔ لیکن اللہ نے اُن کے گناہوں کے سبب سے ان کو پکڑ لیا۔ پھر اللہ کے عذاب سے ان کو بچانے والا کوئی نہیں ملا۔ یہ عذاب ان پر اس لئے آیا تھا کہ ان کے پاس رسُول دلائل کے ساتھ آئے تھے لیکن انہوں نے پھر بھی انکار کیا لہٰذا انہیں اللہ نے اپنی گرفت میں لے لیا۔

بے شک وہ قوّت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام اور قوم فرعون کے ایک مردِ مؤمن کا ذکر کر کے فرمایا :۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ {مؤمن ۵۵}

تم بھی صبر کرو (جس طرح اُس مردِ مؤمن نے صبر کیا تھا) بے شک اللہ کا وعدہ سچّا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہا کرو اور صبح و شام اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ تسبیح بھی کرتے رہا کرو۔

دلائلِ توحید | پھر اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کی تخلیق کا ذکر کر کے فرمایا :۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ {مؤمن ۶۲}

تمہارا ربّ تو وہ ہے جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا، اسکے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں۔ پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو (کہ دوسروں کو حاجت روا سمجھتے ہو حالانکہ وہ خالق نہیں اور جب وہ خالق نہیں تو حاجت روا بھی نہیں)

پھر زمین و آسمان اور انسان کی تخلیق کا ذکر کر کے فرمایا :۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ

یہ ہے تمہارا ربّ۔ بابرکت تو اللہ ہی ہے جو ربّ العالمین بھی ہے۔ وہ زندہ ہے (مرتا نہیں) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں پس خالص اُس کو پکارو۔ دین اُسی کا ہو (یعنی جو خالق ہے، زندہ ہے وہی پکارے جانے کے قابل ہے اور جو مر جائے اور پیدا کچھ بھی نہ کر سکے وہ اِس قابل نہیں کہ اُسے پکارا جائے)

مِنْ رَّبِّیْ ۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ {مؤمن ۶۶} اور (اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے تو اللہ کے علاوہ جن کو تم پکارتے ہو اُن کی عبادت (یعنی اُن کو پکارنے) سے منع کر دیا گیا ہے اور (یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے) جبکہ میرے پاس میرے ربّ کی طرف سے دلائل آچکے ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں صرف ربّ العالمین کا تابع بن کر رہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیوں کی طرف توجّہ دلائی۔ دوزخ کے عذاب کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا:۔

فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ○ {مؤمن ۷۶} متکبّرین کا ٹھکانہ بہت ہی بُرا ہے۔

کافروں کو دھمکی دینے کے بعد پھر اپنے رسولؐ کو صبر و استقامت کی تلقین کی۔ فرمایا:۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ج {مؤمن ۷۷} (اے رسولؐ) آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچّا ہے۔

معجزہ کا مُطالبہ کافروں نے معجزہ کا مُطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ ط وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ج فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ ○ {مؤمن ۷۸} ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سے رسُول بھیجے، بعض کا ذکر تو ہم نے آپؐ سے کر دیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن کسی رسُول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ بغیر اللہ کے حکم کے کوئی معجزہ دکھائے پھر جب اللہ کا حکم آپہنچا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اہلِ باطل نقصان اُٹھانے والے ثابت ہوئے۔

درسِ عبرت جب کافر کسی طرح نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ ان کافروں کو چاہیئے کہ مُلک میں سیر و سیاحت کریں اور دیکھیں کہ گذشتہ قوموں کا کیا حشر ہوا۔

فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ○ {مؤمن ۸۲} جو دولت اُنہوں نے کمائی تھی وہ ان کے کچھ کام نہ آئی (یہی حال ان کا بھی ہونے والا ہے)

کفّارِ مکّہ اپنی خود ساختہ شریعت اور آبائی رسم و رواج پر بہت نازاں تھے۔ شریعت حقّہ کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {مؤمن ۸۳} گذشتہ قوموں کے پاس جب ہمارے رسُول کھُلے دلائل لے کر آئے تو وہ اس علم پر جو ان کے پاس تھا فخر کرنے لگے (اور انبیاء کی لائی ہوئی شریعت کے ساتھ تمسخر کرنے لگے۔ عذاب کا مذاق اُڑانے لگے) آخر اسی چیز نے انہیں آگھیرا جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے (اگر کفّارِ مکّہ نے تصدیقِ نبوّت نہیں کی اور خالص توحید کو تسلیم نہ کیا تو ایک دن اُن کا بھی یہی حشر ہونیوالا ہے)

کافروں کی نئی بات تبلیغ برابر جاری رہی۔ کافروں نے ازراہِ تمسخر کہنا شروع کیا:۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ○ {حٰمٓ سجدہ ۵} جس چیز کی طرف تم ہمیں بُلاتے ہو اُس کیلئے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا ہے لہٰذا (ہم تمہاری بات نہ سمجھینگے نہ سُنینگے) تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

ان سے کہدیجئے کہ میں تم ہی جیسا آدمی ہوں مگر ہاں مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے۔ اُسی کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور اُسی سے مغفرت مانگو مشرکین پر افسوس ہے (کہ اتنی سیدھی سادی بات کو نہیں سمجھتے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

اِن سے پوچھئے کیا تم اُس ذات کا انکار کرتے ہو جس ذات نے زمین کو دو دن میں بنایا اور کیا تم دوسروں کو اُس کا شریک بناتے ہو وہ تو سارے جہان کا رب ہے (دوسروں میں یہ بات کہاں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

اگر یہ اب بھی مُنہ موڑیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو تم کو ایسی چنگھاڑ سے ڈرا چکا ہوں جیسی چنگھاڑ عاد اور ثمود پر بھیجی گئی تھی

(اگر تم نے میری بات نہ مانی تو تم پر بھی ایسا ہی عذاب نازل ہوگا جیسا اُن پر ہُوا تھا)

کافروں کی ایک اور نئی سازش کفارِ مکّہ مخالفت سے باز نہیں آئے اور قرآن مجید کے اعجاز کا بھی مقابلہ نہ کر سکے تو آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

کہ اِس قرآن کو سُنا ہی نہ کرو (اس لئے کہ سُننے کے بعد اس سے متاثر نہ ہونا مشکل ہے) بلکہ (ایسا کیا کرو کہ جب قرآن پڑھا جائے تو) شور مچایا کرو تاکہ تم غالب رہو (نہ کوئی اُن کی بات سُنیگا نہ اُن کا گرویدہ ہوگا)

اِس سازش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے اور اُن کے بُرے عملوں کی سزا ان کو دیں گے (یہ ہم سے بچ کر کہاں جا سکتے ہیں)

تسلّی پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ {حٰمٓ سجدہ}

اُس سے اچھی کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بُلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں۔ (یعنی میں اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ پس اے رسولؐ آپ کی دعوت بھی اچھی، آپ کے عمل بھی اچھے لہٰذا آپ سے بہتر کون ہو سکتا ہے) بھلائی اور بُرائی برابر نہیں ہو سکتیں۔ (اے رسولؐ) آپ اُن کی بُرائیوں کا جواب بھلائی سے دیجئے اِس طرح آپؐ کا دشمن بھی آپ کا دوست بن جائے گا۔ اور یہ چیز ان ہی کو مُیسّر ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور جو بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں۔ اور (اے رسولؐ) اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ بھی آئے تو اللہ کی پناہ طلب کر لیا کیجئے، بیشک وہ سُننے والا

جاننے والا ہے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی خوبی، آپؐ کے اعمالِ صالحہ، اطاعتِ الٰہی، صبر و تحمل اور اخلاقِ کریمانہ کی کتنی کھلی شہادت ہے جو اللہ برتر و بالا نے مندرجہ بالا آیات میں دی ہے۔

اِس تسلّی آمیز خطابِ ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ نے کافروں سے فرمایا:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ {حٰمٓ سجدہ ۳}

رات اور دن، سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس تم نہ سُورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس ہستی کو سجدہ کرو جس نے ان کو بنایا اگر واقعی تم اللہ کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

پھر قیامت کی دلیل دیتے ہوئے کافروں سے فرمایا:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ {حٰمٓ سجدہ ۳۹}

اور یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ زمین خشک ہوتی ہے پھر اللہ پانی برساتا ہے تو وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور پھلنے پھولنے لگتی ہے۔ بے شک جو مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے وہی مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو مخاطب کر کے فرمایا (اے رسُولؐ)

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ○ {حٰمٓ سجدہ ۴۳}

آپؐ سے وہی باتیں کہی جا رہی ہیں جو آپ سے پہلے رسُولوں سے کہی گئی ہیں۔ بیشک آپؐ کا پروردگار مغفرت والا بھی ہے اور دردناک عذاب دینے والا بھی ہے (اگر یہ اب بھی توبہ کر لیں تو انہیں معاف کر دیا جائے گا ورنہ پھر ان کیلئے عذاب تیار ہے)

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ {حٰمٓ سجدہ ۵۰}

کافروں میں بعض اِس قسم کا بھی مذاق کرتے تھے کہ اگر کسی تکلیف کے بعد انہیں راحت کا سامان میسّر آتا تو کہتے کہ یہ تو ہمارا حق تھا۔ اس کے بعد کہتے کہ اوّل تو قیامت آئیگی ہی نہیں اور اگر آ بھی گئی اور ہمیں اپنے ربّ کے سامنے حاضر ہونا ہی پڑا تو ہمارے لئے وہاں بھی راحت ہی راحت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے فرمایا:۔

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ {حٰمٓ سجدہ ۵۰}

کافر جو عمل کر رہے ہیں ہم ضرور وہ عمل اُن کو جتائیں گے اور پھر اُنہیں سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ

ان سے کہئے کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو پھر بھی تم اس کا انکار کرو (تو بتاؤ تمہارا کیا حشر ہوگا) کیا اُس سے بھی

بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ
اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝
اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ
بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ {حٰمٓ سجدہ ۵۲ تا ۵۴}

زیادہ کوئی گمراہ ہو سکتا ہے جو قرآن کی اتنی شدید مخالفت کرے (اے رسولؐ) ہم عنقریب ان کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے کہ ان پر یہ ظاہر ہو جائیگا کہ یہ قرآن حق ہے۔ کیا ڈرنے کیلئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب ہر چیز سے باخبر ہے۔ یہ اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے سے شک میں پڑے ہوئے ہیں، خبردار وہ تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے (یہ اُس سے بچ کر کہاں جائینگے؟)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ
حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝
وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ
اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ ؕ
لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝

جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ اپنے کارساز بنا رکھے ہیں وہ اللہ کی نگرانی میں ہیں (اللہ سے بچکر وہ کہیں نہیں جا سکتے) اور آپؐ ان پر داروغہ نہیں ہیں (کہ ان کو مجبور کریں، آپؐ کا کام تو بس اتنا ہے کہ آپؐ پہنچا دیں) اور یہ قرآن ہم نے عربی میں اسی لئے نازل کیا ہے کہ آپ مکہ والوں اور اُس کے اطراف کے لوگوں کو ڈرائیں یعنی قیامت سے ڈرائیں جس دن ایک فریق جنت میں جائیگا اور ایک فریق دوزخ میں جائیگا۔

شرک کی تردید

پھر فرمایا:-

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ
هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {شوریٰ ۹}

کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ کارساز بنا رکھے ہیں بس کارساز تو وہی ہے۔ وہی مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (بھلا جو ہر چیز پر قادر نہیں وہ کارساز و مشکل کُشا کیسے ہو سکتے ہیں)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ {شوریٰ ۱۳}

جس چیز کی طرف آپؐ انہیں بُلا رہے ہیں وہ ان پر بڑی دشوار گذرتی ہے (توحید ان کے لئے ایک بارِ گراں ہے)

لیکن (اے رسولؐ)

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ
وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ
لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ {شوریٰ ۱۵}

آپؐ اسی کی طرف ان کو بُلاتے رہیئے (خواہ انہیں ناگوار ہی کیوں نہ گذرے) اور جو حکم آپ کو دیا گیا ہے اُس پر قائم رہیئے اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے۔ بلکہ ان سے کہئے کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے میں اُس پر ایمان لایا اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تم لوگوں میں انصاف قائم کروں۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہم میں اور تم میں کوئی بحث و تکرار نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع کریگا اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر)

شریعت سازی شرک ہے، کفارِ مکہ جس چیز کو چاہتے حلال کر لیتے اور جس چیز کو چاہتے حرام کر لیتے، مختلف مذہبی رسوم، مسائل و قوانین خود ایجاد کر لئے تھے اور اُن کو شریعت کا درجہ دے رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ {شوریٰ ۱۳} کہ دینی شریعت تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کی ہے (کسی دوسرے کو اختیار ہی کب ہے، کہ وہ شریعت سازی کر سکے)

پھر فرمایا:۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {شوریٰ ۲۱}

کیا اُنہوں نے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دینی شریعت تجویز کر دی ہے حالانکہ اللہ نے تو اس شریعت سازی کی انہیں اجازت نہیں دی، اور اگر فیصلہ کا دن مقرر نہ ہوتا تو اس شرک کی سزا میں کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے،

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ {شوریٰ ۴۷}

(ان سے کہدیجئے) کہ اپنے ربّ کی بات مان لو قبل اس کے کہ وہ دن آئے جو ٹلنے والا نہیں، اُس دن تمہارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی اور نہ تم (اپنے اعمالِ بد کا) انکار ہی کر سکو گے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ {شوریٰ ۴۸}

اگر یہ پھر بھی مُنہ موڑیں تو ہم نے آپؐ کو ان پر نگراں نہیں بنایا ہے آپؐ کے ذمّہ تو صرف اتنا ہے کہ (حق) پہنچا دیں۔

شرک اور بُت پرستی کی شدّت کے ساتھ تردید ہو رہی تھی، ایوانِ کفر میں زلزلہ آ رہا تھا ایک دن کفّار نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ہمیں مخالفت میں کمی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ خوب شدّت کے ساتھ مخالفت جاری رکھنی چاہیئے تاکہ یہ ہم سے نا اُمید ہو جائیں اور شرک کی تردید کرنا ہی چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ {زخرف ۵ تا ۸}

کیا ہم تم کو نصیحت کرنا چھوڑ دیں گے اس لئے کہ تم بدعنوانیوں میں حد سے بڑھ چکے ہو اور ہم نے پہلے لوگوں میں بھی بہت سے رسول بھیجے تھے۔ ہر نبی کے ساتھ تمسخر کیا گیا۔ پھر ہم نے بڑی بڑی طاقت رکھنے والوں کو ہلاک کر دیا اور اُن کو قصّۂ پارینہ بنا دیا۔ (اے کفّارِ مکہ تم تو چیز ہی کیا ہو)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ {زخرف ۹}

اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا تو کفّار ضرور یہ جواب دیں گے کہ غالب اور علم والے اللہ نے (لیکن اِس کے باوجود یہ شرک میں مبتلا ہیں)

کفّارِ مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے {زخرف ۱۵} اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ○ {زخرف ۱۶}

کیا اللہ نے تمام مخلوقات میں سے خود تو بیٹیاں لیں اور تم کو چُن چُن کر بیٹے دئے۔

پھر فرمایا (کتنی مضحکہ خیز یہ بات ہے) کہ :۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ○ {زخرف ۱۹}

انہوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں اللہ کی بیٹیاں مقرر کیا۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے۔ ہم ان کی شہادت لکھ رہے ہیں اور پھر (قیامت کے دن) ان سے باز پُرس کریں گے۔

کافروں کے مضحکہ خیز جوابات

کافر کہنے لگے۔

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ {زخرف ۲۰}

اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○ {زخرف ۲۰}

انہیں اس کا کچھ علم نہیں یہ تو صرف قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ○ {زخرف ۲۱}

کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جس کو یہ بطورِ سند پیش کر سکیں۔

کُفّار نے جواب دیا:۔

اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ {زخرف ۲۲}

ہم نے اپنے باپ دادا کو جس راستہ پر پایا اُسی پر قدم بہ قدم ہم چل رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○ {زخرف ۲۳}

آپؐ سے پہلے جو نبی بھی کسی بستی میں بھیجے گئے تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا تھا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راستہ پر پایا اور ہم اُسی کی پیروی کر رہے ہیں (ہم اپنے باپ دادا کے راستہ کو نہیں چھوڑ سکتے)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ {زخرف ۲۵}

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر دیکھ لو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی سرکشی کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ان پر احسان کیا۔

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ {زخرف ۲۹ و ۳۰}

ان کو، ان کے آباء واجداد کو مال و دولت سے متمتع کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور رسولِ مبین آگیا اور جب وہ حق آیا تو (بوجہ اپنی دولت کے تکبّر کیا اور) کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم

اس کو نہیں مانتے (گویا بجائے ہمارے شکر گذار ہونے کے ناشکرے بنگئے اور ہمارے رسول کا انکار کیا)

کافروں کی عجیب منطق | جب کوئی جواب سمجھ میں نہیں آیا تو کفار کہنے لگے:۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○ {زخرف ۳۱}

کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں[1] کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اُترا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○ {زخرف ۳۲}

کیا یہ لوگ آپؐ کے ربّ کی رحمت کو تقسیم کرنے والے ہیں۔ (یہ تو اللہ کا کام ہے کہ جس کو چاہے نبوّت دے۔ یہ تقسیم کرنیوالے کون ہوتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ مال و دولت کے لحاظ سے نبوّت ملنی چاہیئے تو یہ مال و دولت کی تقسیم بھی ہماری طرف سے ہے اِس میں بھی دُنیا والوں کو کوئی اختیار نہیں) ہم ہی نے ان کے درمیان دنیا کی زندگی میں معیشت کو (کم و بیش) تقسیم کر دیا ہے اور بعض کو بعض پر درجہ کی بلندی عطا کی ہے تاکہ بعض بعض سے خدمت لے[2] اور جو کچھ یہ جمع کر رہے ہیں آپؐ کے ربّ کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے۔

تسلّی | پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ○ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ○ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ○

اگر ہم آپؐ کو لیجائیں تب بھی ہم ان سے انتقام لیں گے یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپؐ کو وہ عذاب دکھا بھی دیں جس کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے اور ہم اس پر قادر ہیں۔ بس آپ تو جو وحی آپؐ کے پاس آرہی ہے اُس کو مضبوطی سے پکڑے رہیئے بیشک آپؐ صراطِ مستقیم پر ہیں اور یہ قرآن آپکے اور آپؐ کی قوم کے لئے نصیحت ہے اور تم سب عنقریب بازپُرس ہوگی (کہ اس قرآن پر تم نے کس حد تک عمل کیا)

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس قسم کی یہ باتیں کہہ رہے ہیں فرعون نے بھی یہی باتیں کہی تھیں۔ وہ کہتا تھا:۔

اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ {زخرف ۵۱}

کیا میں مصر کا بادشاہ نہیں ہوں۔ کیا میرے محلوں کے دامن میں دریا نہیں بہتے۔

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ {زخرف ۵۲}

کیا میں اس بے عزت آدمی سے بہتر نہیں ہوں (پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ نبی بنایا جائے اور مَیں اس سے کمتر قرار دیا جاؤں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کچھ معلوم ہے کہ اس کا اور اس کے ماننے والوں کا کیا انجام ہوا)

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ○ {زخرف ۵۶}

ہم نے اُن کو قصۂ پارینہ بنادیا اور بعد والوں کیلئے عبرت،

---

[1] بستیوں سے مُراد مکّہ معظّمہ اور طائف ہے۔

[2] اگر سب حاکم ہوں تو حکومت نہیں چل سکتی، اگر سب رعیت ہوں اور حاکم کوئی نہ ہو تو مُلکی نظام درہم برہم ہوجائے گا۔ اگر سب کارخانوں کے مالک بن جائیں تو کام کون کرے اور اگر سب مزدور بن جائیں تو کارخانہ کون چلائے۔ غرض یہ کہ مال و دولت اور درجات میں تفاوت مصلحت پر مبنی ہے اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ ان چیزوں میں مساوات غیر فطری ہے اور ناقابلِ عمل بھی۔ اور آج ۲۹ جمادی الآخر ۱۳۹۳ھ / ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ء تک کوئی اس کی مثال پیش نہیں کرسکا۔ دعوے کتنے ہی کئے لیکن ناکام ہی رہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ناکام رہیں گے۔

(اگر کُفّارِ مکّہ مال و دولت اور حکومت کو نبوّت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا بھی یہی انجام ہوگا اور یہ تو فرعون کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے)

دورانِ تبلیغ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بذریعہ وحی مختلف پیغمبروں کے حالات بیان کئے، ان حالات سے مقصد یہ تھا کہ کُفّارِ مکّہ کو عبرت ہو کہ جس طرح ان انبیاء علیہم السّلام کے جُھٹلانے والے ہلاک کر دئے گئے بالکل اُسی طرح کُفّارِ مکّہ بھی ہلاک کر دئے جائیں گے۔ منجملہ ان انبیاء علیہم السّلام کے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا بھی ذکر کیا گیا نصاریٰ ان کو معبود اور اللہ کا بیٹا سمجھتے تھے، اللہ نے اس بات کی تردید کی۔ یہودی عیسٰی علیہ السّلام کو جھوٹا سمجھتے تھے اللہ نے ان کی بھی تردید کی۔ اللہ نے بتایا کہ وہ اللہ کے رسُول تھے اور اللہ کے بندے۔ غرض یہ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے عیسٰی علیہ السّلام کی فضیلت اور محاسن کا ذکر کیا۔ کُفّارِ مکّہ کو یہ ناگوار گذرا اس لئے کہ ان کے معبودوں کی کبھی تعریف نہیں کی گئی۔ محض جھگڑنے کے ارادہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا عیسٰی علیہ السّلام؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ○ وَقَالُوا ءَأَلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ○ {زخرف ۵۷ تا ۵۹}

جب تمہاری قوم کے سامنے ابنِ مریم کا حال بیان کیا جاتا ہے تو کُفّار کو ناگوار گذرتا ہے، کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں یا ابنِ مریم؟ انہوں نے ان کی مثال صرف جھگڑنے کے لئے دی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ہیں ہی جھگڑالو۔ وہ ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا تھا اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا تھا (بھلا اِن کے معبود اُن سے بہتر کیسے ہو سکتے ہیں)

پھر فرمایا:۔

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ○ {زخرف ۶۱}

اور بے شک عیسٰی علیہ السّلام قیامت کی نشانی ہیں (یعنی قیامت کے قریب وہ نازل ہوں گے۔ اُن کے نزول سے معلوم ہو جائے گا کہ اب قیامت قریب ہے،) اس میں کسی قسم کا شک مت کرو (یعنی وہ بے شک قیامت کی علامت ہیں) اور اے لوگو صرف میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ میں مصروف تھے۔ کُفّارِ مکّہ بھی اپنی سازشوں میں مصروف تھے۔ آپؐ کے خلاف خفیہ منصوبے بنایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ○ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ○ {زخرف ۷۹ و ۸۰}

کیا ان کافروں نے کوئی منصوبہ بنایا ہے تو ہم بھی منصوبہ بنانے والے ہیں۔ کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں سُنتے۔ کیوں نہیں؟ ہم سُنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ان کی سب باتوں کو لکھ بھی رہے ہیں۔

کُفّارِ مکّہ بھی اللہ تعالیٰ کی اولاد مانتے تھے، اسی طرح عیسٰی علیہ السّلام کو عیسائیوں نے اللہ کا بیٹا بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ

ان سے کہئے کہ اگر اللہ کے اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے اُسکی

الْعٰبِدِيْنَ ○ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ {زخرف ۸۱ و ۸۲}

عبادت کرتا۔ اور (اے رسولؐ) یہ لوگ، جو کچھ بیان کرتے ہیں آسمانوں اور زمین اور عرش کا مالک اس سے پاک ہے۔

پھر کُفّارِ مکّہ کے ارضی معبودوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ○ {زخرف ۸۴}

اللہ ہی آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہ حکمت والا جاننے والا ہے۔

تسلّی پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○ {زخرف ۸۹}

ان سے درگذر کیجئے اور کہدیجئے کہ ہمارا تم کو سلام ہے (یعنی ہم تم سے بیزار ہیں) پھر ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا (کہ

تکذیبِ رسُول کا انجام کیا ہوتا ہے)

اِدھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم درگذر فرماتے رہتے تھے اُدھر کُفّار کا یہ حال تھا کہ استہزاء سے باز نہ آتے تھے قرآن مجید سُن کر تکبُّر کرتے تھے اور اپنے گناہوں پر اصرار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ {جاثیہ ۷ تا ۱۰}

ہر جھوٹے گناہگار پر افسوس ہے کہ جب اس کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو سُن تو لیتا ہے لیکن تکبُّر کے ساتھ ہٹ دھرمی پر اڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے ان آیات کو سُنا ہی نہیں پس (اے رسُولؐ) اس کو دردناک عذاب کی بشارت دیجئے، اور یہ ایسا شخص ہے کہ جب ہماری آیتوں کا اُسے علم ہوتا ہے تو ان کا مذاق اُڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے ذلّت کا عذاب ہے، دوزخ ان کے پیچھے ہے۔ جو اعمال یہ کر رہے ہیں وہ ان کے کچھ کام نہ آئیں گے اور نہ وہ کارساز کام آئیں گے جو اللہ کے علاوہ انہوں نے بنا رکھے ہیں اور وہاں اُن کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔

پھر فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ○ {جاثیہ ۱۴ و ۱۵}

مُومنین سے کہدیجئے کہ تم بھی ان لوگوں سے درگذر کیا کرو جو اللہ کے عذاب و ثواب کی توقّع نہیں رکھتے تاکہ اللہ تعالےٰ (وقتِ مقرّرہ پر) ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دے۔ جو شخص نیک عمل کریگا تو وہ اپنے لئے کریگا اور جو کوئی بُرا کام کرے گا تو اُس کا وبال اُسی پر ہوگا، پھر تم اپنے ربّ کی طرف لَوٹ کر جاؤگے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا ذکر کیا۔ ان کے اختلافات کو بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ:۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ {جاثیہ ۱۸}

(اے رسُولؐ) پھر ہم نے احکامِ الٰہی کی ایک شریعت پر آپؐ کو مبعوث کیا پس آپؐ اُس شریعت ہی کی پیروی کیجئے اور ان نادانوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

اور (اے رسولؐ)

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ {جاثیہ} — یہ شریعت تمام لوگوں کیلئے باعثِ بصیرت ہے، اور اہل یقین و ایمان کیلئے ہدایت و رحمت ہے۔

کفارِ مکّہ برابر اپنی ضد پر اڑے رہے، انہیں کسی طرح دوبارہ زندہ ہونے اور حساب و کتاب کا یقین نہ آتا تھا بلکہ وہ یہ :-

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ○ {جاثیہ} — کہتے تھے کہ بس یہی دُنیا کی زندگی ہے۔ یہیں مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانہ مارتا ہے (یعنی مرنا جینا یہ تو اسی طرح ہوتا آیا ہے اللہ نے فرمایا) انہیں اسکا کوئی علم نہیں، یہ تو صرف ظن سے کام لے رہے ہیں۔

پھر فرمایا :-

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ {جاثیہ} — اور جب اُن کے سامنے ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں (جن میں دوبارہ زندہ ہونیکے واضح دلائل ہوتے ہیں) تو انکی حُجّت بس یہ ہوتی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرکے دکھاؤ (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے اللہ ہی تمکو زندگی بخشتا ہے وہی تم کو موت دیتا ہے وہی پھر قیامت کے دن تم سب کو جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پھر فرمایا :-

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ {جاثیہ ۳۶ و ۳۷} — سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو آسمانوں کا، زمین کا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں بڑائی صرف اُسی کیلئے ہے۔ وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔

شرک کی زبردست تردید شرک کی تردید برابر جاری تھی، کفارِ مکّہ کسی طرح نہیں مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک مرتبہ ان کو الزام دیتے ہوئے سوال کیا۔ فرمایا (اے رسولؐ) ان سے :-

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ ائْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {احقاف} — پوچھئے کہ اللہ کے علاوہ جن معبودوں کو تم پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ روئے زمین کی چیزوں میں سے کونسی چیز ایسی ہے جو تمہارے ان معبودوں نے بنائی ہے یا آسمانوں کی تخلیق میں کچھ ان کی شرکت ہے۔ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا تعلیماتِ انبیاء سے منقول شدہ کوئی حدیث پیش کرو (کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی دو چیزیں حُجّت ہیں۔ یہی دو چیزیں ماخذ قانون و شریعت ہیں یعنی اللہ کی کتاب اور نبیؐ کی حدیث صرف یہی دو چیزیں ایسی ہیں جو غلط نہیں ہوسکتیں نہ اللہ غلط بات کہہ سکتا ہے نہ اُس کا رسُول، اگر کسی شخص کے پاس بطور دلیل و حجّت نہ آیت ہو نہ حدیث تو پھر اُس کا قول باطِل ہے، شریعت کا اُس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ

اس کو شریعت سمجھنا شرک کُفر ہے کیونکہ ان کافروں کے پاس بطور سند یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں لہٰذا ان کا فعل شرک ہے)

اللہ کے علاوہ کوئی نہیں سُنتا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ {احقاف ۵}

اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارے حالانکہ وہ قیامت تک اُس کو جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ تو ان کی پُکار سے بھی بے خبر ہیں (انہیں خبر ہی نہیں کہ کون پُکار رہا ہے)

کافروں نے اِس کا بس اِتنا جواب دیا:۔

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {احقاف ۷}

کہ یہ کُھلا ہوا جادو ہے۔

یا یہ کہدیا کہ یہ کلام انہوں نے خود گھڑ لیا ہے۔ نہ یہ رسُول ہیں نہ یہ کلام وحی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

کیا یہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپؐ نے اس کو خود بنا لیا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے خود بنا لیا ہے تو پھر تم مجھ کو اللہ سے بچا نہیں سکتے، وہ تمہاری گفتگو سے واقف ہے۔ وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے اور (اے رسولؐ ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں (مجھ سے پہلے بھی پیغمبر آچکے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو صرف اُس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جارہی ہے اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

اِس کے جواب میں:۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ {احقاف ۱۱}

کافروں نے مُومنین سے کہا اگر یہ دین بہتر ہوتا تو پھر تم اس کی طرف ہم پر سبقت نہ لیجاتے (ہم تم سے پہلے اسے قبول کرتے)

بلکہ:۔

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ○ {احقاف ۱۱}

یہ تو وہی پُرانا جھوٹ ہے۔

دھمکی اللہ تعالیٰ نے اس سرکشی پر ان کو دھمکی دی۔ قومِ عاد کا ذکر فرمایا اور اُس کے انجام کا حال سُنایا پھر فرمایا:۔

وَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ {احقاف ۲۵}

(جب انہوں نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی اور اس پہ اڑے رہے تو) ایک وقت وہ آیا کہ ان کے گھروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا (سب برباد کر دئے گئے)

پھر فرمایا اے کُفارِ مکہ:۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○ {احقاف ۲۵}

تمام مجرم قوموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (اگر تم باز

نہ آئے تو ایک دن تم پر بھی عذاب نازل ہوگا پھر تمہارا نام ونشان باقی نہ رہے گا)

پھر فرمایا (کہ قوم عاد ہی پر کیا موقوف ہے)

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ {احقاف ۲۷ و ۲۸}

تمہارے ارد گرد کی بہت سی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر ڈالا اور (ہلاک کرنے سے پہلے ہم نے) بار بار اپنی نشانیاں ظاہر کیں تاکہ وہ لوگ باز آجائیں (لیکن وہ باز نہ آئے) پھر وہ معبود و مشکل کشا کیوں نہ اُن کی مدد کو آئے جن کو وہ اللہ کے علاوہ محض اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے پوجتے تھے بلکہ وہ سب گم ہوگئے اور یہ ان کا جھوٹ تھا (کہ یہ مددگار ہیں) اور وہ یہی افتراء کیا کرتے تھے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ {احقاف ۳۵}

آپؐ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم پیغمبر صبر کرتے رہے اور ان کیلئے عذاب میں جلدی نہ کیجئے (اسی میں مصلحت ہے) جس دن یہ عذاب دیکھیں گے تو ایسا معلوم ہوگا گویا یہ گھڑی بھر دنیا میں رہے تھے، تبلیغ ہو چکی اب جو لوگ ہلاک ہوں گے وہ وہی ہوں گے جو فاسق ہیں۔

کافروں کا پھر وہی تعجب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر توحید کی دعوت دیتے رہے۔ صبر و تحمل سے کام لیتے رہے لیکن ان کی طرف سے وہی دو اعتراض دوہرائے جا رہے تھے۔ پہلا اعتراض یہ تھا کہ رسول ہم ہی میں سے کیسے آسکتا ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوں گے جب کہ ہم مٹی ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اعتراضوں کے سلسلہ میں فرمایا:۔

قٓ ۟ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ ۟ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ {ق ۱ تا ۳}

قرآن مجید کی قسم (بے شک آپؐ رسول ہیں) لیکن ان کو یہ تعجب ہے کہ ڈرانے والا ان ہی میں سے کیسے آگیا کہتے ہیں یہ تو عجیب بات ہے (پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ) بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کیسے ہوں گے) یہ عقل سے بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یہ کونسا مشکل کام ہے)

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ {ق ۴ و ۵}

ہمیں تو یہ بھی علم ہے کہ زمین جسموں کو کھا کھا کر کتنا کم کرتی ہے اور ہمارے پاس محفوظ کرنے والی کتاب بھی موجود ہے اصل بات یہ ہے کہ ان کے پاس دینِ حق آگیا تو بس (حیلہ حوالہ) سے اسکو جھٹلا رہے ہیں اور ایک اُلجھی ہوئی بات میں پڑے ہوئے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا

ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا اور اُس سے باغ اور

بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ {ق ۱۱}

اناج لگائے اور لمبی لمبی تہ بہ تہ گابھے والی کھجوریں اُگائیں۔ یہ سب کچھ بندوں کی روزی کیلئے کیا اور ہم نے مردہ زمین کو بارش سے زندہ کر دیا۔ بس اسی طرح مُردوں کو زندہ کر دینگے۔

دھمکی | پھر فرمایا:۔

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ {ق ۱۴}

گذشتہ قوموں نے رسُولوں کو جُھٹلایا تو ہمارا عذاب بھی آکر رہا (اسی طرح اے کُفّارِ مکّہ اگر تم جُھٹلاؤ گے تو تم بھی ضرور عذاب کی لپیٹ میں آکر رہو گے)

بعث ونشور پر کُفّار سے ایک سوال | پھر فرمایا (اے کُفّارِ مکّہ یہ بتاؤ)

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ {ق ۱۵}

کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے (کہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے) بات یہ ہے کہ (اے رسولؐ) یہ از سرِ نو پیدا کئے جانے کے سلسلہ میں (بلاوجہ) شک کر رہے ہیں۔

پھر ڈراتے ہوئے فرمایا:۔

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ {ق ۱۶}

کہ جو خیالات انسان کے دل میں گذرتے ہیں ہم تو انہیں بھی جانتے ہیں۔

اور صرف جانتے ہی نہیں بلکہ:۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ {ق ۱۸}

جو بات اس کی زبان پر آتی ہے ایک نگہبان اس کے لکھنے کیلئے تیار رہتا ہے (یعنی اے کُفّار تمہارے خیالات اور اقوال ہمارے ہاں سب محفوظ ہیں۔ ان کے متعلق تم سے باز پُرس ہوگی)

دھمکی | پھر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ {ق ۳۶، ۳۷}

اور ہم نے اِن سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کر دیں جو اِن سے بھی زیادہ طاقتور تھیں اور شہر در شہر گشت کرتی پھرتی تھیں (فتح کرتے ہوئے یا تجارت کرتے ہوئے) کیا انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ ملی۔ ان واقعات میں اُس شخص کیلئے نصیحت ہے جو دل رکھتا ہے یا متوجّہ ہو کر سُنتا ہے۔

تلقینِ صبر | کُفّار کی ہمّت شکن مخالفت جاری تھی۔ مذاق اُڑاتے تھے، باتیں بناتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ {ق ۳۹، ۴۰}

جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس پر آپؐ صبر کرتے رہئے اور سُورج کے طلوع وغروب سے پہلے اپنے ربّ کی تحمید وتقدیس کیا کیجئے اور رات کے اوقات میں بھی تسبیح کیجئے اور بعد نماز کے بھی تسبیح پڑھا کیجئے۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ)

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ○ {ق ۴۵}

ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ آپؐ کو کہہ رہے ہیں لیکن آپؐ ان پر زبردستی کرنے والے تو نہیں ہیں (کہ زبردستی مسلم بنائیں)
پس جو ہمارے عذاب سے ڈرتا ہے اُس کو اِس قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہیئے۔

پھر فرمایا کہ اے کُفّارِ مکّہ :۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ○ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ○ {ذاریات ۵ و ۶}

تم سے جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ سچّا ہے۔ انصاف کا دن ضرور قائم ہو کر رہے گا۔

کُفّار کب ماننے والے تھے، اپنے ظن و گمان پر چل کر غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ○ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ○ {ذاریات ۱۲ و ۱۳}

پوچھنے لگے کہ انصاف کا دن کب ہوگا (اے رسولؐ آپ فرما دیجئے) اُس دن ہوگا جس دن یہ آگ میں ڈالدئے جائینگے

پھر فرمایا (یہ لوگ قرآن کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ)

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ○ {ذاریات ۲۳}

آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم وہ اتنا ہی سچ ہے جتنا تم لوگوں کا بات کرنا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السّلام کی گمراہ قوم کا ذکر کیا، اُن کی تباہی و بربادی کا ذکر کیا اور پھر فرمایا:۔

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ {ذاریات}

ہمیں وہاں مسلمین کا کوئی گھر نہ ملا سوائے ایک گھر کے (ہم نے اُس گھر والوں کے علاوہ سب لوگوں کو نیست و نابود کر دیا۔ پس اے کفّار اگر تم انکار کرو گے تو اسی طرح تم بھی نیست و نابود کر دئے جاؤ گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {ذاریات ۵۰ و ۵۱}

(ان سے کہدیجئے کہ) اللہ کی طرف دوڑو۔ میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں (ڈر جاؤ) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود و کارساز نہ بناؤ (اور پھر سُن لو کہ) میں تو تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں (اگر ڈر جاؤ گے تو عذاب سے بچ جاؤ گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ○ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ {ذاریات ۵۴ و ۵۵}

آپؐ ان کی باتوں سے اعراض کیجئے۔ آپؐ کو کسی قسم کی ملامت نہ کی جائے گی۔ ہاں نصیحت جاری رکھئے اس لئے کہ نصیحت مؤمنین کو تو (ضرور) فائدہ دیگی۔

پھر فرمایا:۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○ {ذاریات ۶۰}

جس دن کا وعدہ اِن کافروں سے کیا جا رہا ہے اُسدن اِن کی بڑی خرابی ہے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ {طور ۷ و ۸}

بے شک آپؐ کے ربّ کا عذاب آکر رہے گا، اُسے کوئی روک نہ سکیگا۔

پھر ترغیب کے طور پر جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ کافروں نے کبھی آپؐ کو دیوانہ کہا اور کبھی کاہن۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ○ {طور}

آپؐ نصیحت کرتے رہیے۔ آپؐ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون۔

کافروں نے آپؐ کو شاعر کہنا شروع کیا، کبھی کہتے کہ انتظار کرو، زمانہ خود انہیں ہلاک کر ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ○ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ○ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ {طور تا طور}

کیا یہ آپؐ کو شاعر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس کے حق میں زمانہ کے حوادث کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ (اے رسولؐ) کیا ان کی عقلیں ان کو یہی سکھاتی ہیں یا یہ لوگ ہیں ہی شریر (عقل سے کام نہیں لیتے یا ہٹ دھرمی کرتے ہیں)

کافر کبھی یہ کہتے کہ انہوں نے قرآن کو خود بنا لیا ہے۔ کبھی کہتے کہ شرک و بت پرستی کی تردید میں یہ مضمون خود بنا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے کہ فرشتے بیشک اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ○ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ○ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ○ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ○ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ○ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ○ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۭ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ○ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ○ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن آپؐ نے خود بنا لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ بے ایمان ہیں (لہٰذا جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں) اگر یہ اپنے اس قول میں سچے ہیں تو اس جیسا کلام بنا کر لائیں (حالانکہ ہم نے تو ان کو چیلنج بھی دے رکھا ہے) کیا یہ کسی کے پیدا کئے بغیر خود ہی پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود خالق ہیں (اپنے خالق کو اس طرح کیوں نہیں مانتے جس طرح اس کے ماننے کا حق ہے) کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے (اگر نہیں کیا تو خالق السمٰوٰت والارض کی خالص عبادت کیوں نہیں کرتے) بلکہ انہیں (ہماری توحید کا) یقین ہی نہیں ہے۔ کیا آپؐ کے رب کے خزانے ان کی تحویل میں ہیں (کہ جس کو چاہیں نبوت دیں) یا یہ داروغہ ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر یہ سن آتے ہیں، تو جو سن آتا ہے وہ سند پیش کرے (کہ ان کے یہ معبود سچے اور مشکل کشا ہیں) (اے رسولؐ) ان سے پوچھیے کیا اللہ کی تو بیٹیاں (تم نے بنا رکھی) ہیں اور تم اپنے لئے بیٹے (پسند کرتے ہو) کیا آپؐ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ یہ اس کے بوجھ سے دبے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس علم غیب ہے، کہ یہ اسے

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ {طور ۴۳ تا ۴۹}

لکھ لیتے ہیں (تاکہ اپنے شرک کی سند دے سکیں) کیا یہ کوئی داؤں کرنا چاہتے ہیں تو (خبردار ہو جائیں) یہ خود داؤں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ کیا اللہ کے علاوہ ان کا کوئی معبود ہے (ہرگز نہیں) اللہ ان کے شرک سے مبرّا و منزّہ ہے اور (یہ جو عذاب عذاب کی رَٹ لگا رہے ہیں تو ان کی تو یہ حالت ہے کہ) اگر آسمان سے عذاب کا ٹکڑا گرتے ہوئے دیکھیں تو کہیں گے یہ تو گھنا گھور گھٹا ہے۔ پس (اے رسولؐ) آپؐ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ دن آجائے جس دن یہ بے ہوش ہو جائیں گے۔ اُس دن ان کا کوئی داؤ پیچ اُن کے کچھ کام نہ آئے گا۔ نہ ان کی کوئی مدد کر سکیگا ظالموں کیلئے اس کے علاوہ اور عذاب بھی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور (اے رسولؐ) آپؐ اپنے ربّ کے حکم پر قائم رہئے۔ آپؐ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اور جب آپؐ اُٹھا کریں تو تسبیح و تحمید کیا کیجئے اور رات کے وقت بھی اور ستاروں کے چھپ جانے کے بعد بھی اسکی تسبیح بیان کیا کیجئے۔

پھر تمام کفار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا (کہ یہ قرآن درحقیقت کلامِ الٰہی ہے)

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ {رحمٰن ۱ تا ۹}

وہ رحمٰن ہے جس نے (اپنے رسولؐ کو) قرآن سکھایا (یہ قرآن رسول کا بنایا ہوا نہیں ہے جیسا کہ تم کہتے ہو) اُسی رحمٰن نے انسان کو پیدا کیا۔ اُسی نے بولنا سکھایا، سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے چل رہے ہیں (یہ اُسی کا کرشمہ ہے) اور جڑی بوٹیاں اور درخت سب اُسی ذاتِ واحد کو سجدہ کرتے ہیں۔ اُسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی۔ لہٰذا ترازو (سے تولنے) میں حد سے آگے نہ بڑھو۔ انصاف کے ساتھ ڈنڈی سیدھی رکھو، تول میں کمی نہ کرو۔

پھر فرمایا:-

يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ {رحمٰن ۲۹}

آسمان اور زمین میں جو بھی ہیں سب اُسی سے مانگتے ہیں (تم بھی اُسی سے مانگو) ہر روز اُسکی ایک نرالی شان ہے۔

پھر فرمایا:-

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ط لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ {رحمٰن ۳۳}

اے جنّ و انس کے گروہ اگر تمہیں یہ قدرت ہے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو پھر نکل جاؤ اور (سُن لو کہ) تم نکل نہیں سکتے جب تک تمہارے پاس سلطان نہ ہو (یعنی جب تک ہماری طرف سے تمہیں اجازت و قدرت نہ مل جائے تم نہیں نکل سکتے لہٰذا تمہیں اپنی سرکشی ختم کر دینی چاہیئے، تم ہم سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔)

پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے عذابات کا ذکر کر کے ڈرایا۔ پھر جنّت کی نعمتوں کا ذکر کر کے ترغیب دی اور بار بار فرمایا:-

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ {رحمٰن}

(اے جنّ و انس) تم اپنے ربّ کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

(جنّت کی نعمتیں تو حقیقتاً نعمت ہیں لیکن دوزخ کے عذابات سے ڈرانا بھی اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے کہ لوگ اس سے ڈر کر جنّت کی طرف جانے کی کوشش کریں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ { رحمٰن ۷۸ } — آپؐ کا ربّ جو صاحبِ جلال و اکرام ہے اُسی کا نام بابرکت ہے۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر صبر و استقامت کے ساتھ مصروفِ تبلیغ رہے۔ بار بار توحید کی دعوت دی شرک کی تردید کی۔ نبوّت کے دلائل دیئے۔ وقوعِ قیامت کے لئے براہین پیش کئے لیکن کُفّارِ مکّہ کو کسی طرح قیامت کا یقین نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ { واقعہ ۱ تا ۳ } — جب وہ گھڑی واقع ہوگی اور اُس کے واقع ہونے میں کچھ بھی جھوٹ نہیں تو وہ کسی کو پست کر دے گی اور کسی کو بلند کر دیگی

(بعض لوگ بداعمالی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہوں گے بعض لوگ نیک اعمال کی وجہ سے درجاتِ عالیہ میں عزّت کے ساتھ ہوں گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ۝ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّاۗلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۝ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ { واقعہ ۵۰ تا ۵۶ } — ان سے کہدیجئے کہ بے شک اگلے اور پچھلے سب ایک روز وقتِ مقرّرہ پر جمع کئے جائیں گے، پھر تم اے جُھٹلانے والو، گمراہو! تھوہر کا درخت کھاؤ گے اور اسی سے پیٹ بھرو گے۔ پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے اور اس طرح پیو گے جس طرح پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ جزا کے دن انکی یہ ضیافت ہوگی۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ اِن سے کہدیجئے کہ)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ { واقعہ ۶۲ } — پہلی پیدائش کا تو تم کو علم ہو ہی چکا ہے۔ پھر تم غور کیوں نہیں کرتے (کہ دوسری پیدائش کیا مشکل ہے، وہ بھی اسی طرح ہو جائے گی)

پھر فرمایا:۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَىِٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ { واقعہ ۸۳ تا ۸۷ } — جب رُوح گلے میں آپہنچتی ہے اور تم اُس وقت دیکھتے رہتے ہو (لیکن کر کچھ نہیں سکتے) اور ہم تم سے زیادہ اُس مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم کو نظر نہیں آتے۔ پس اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو یا یہ کہ (تمہارے عقیدہ کے مطابق) تمہارا حساب و کتاب نہیں ہونا ہے تو پھر اس رُوح کو واپس لے آؤ اگر تم سچّے ہو (رُوح تو جا اسی لئے رہی ہے کہ اللہ کے سامنے اُسے حساب و کتاب کیلئے پیش ہونا ہے)

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○ {واقعہ ۹۶} آپؐ تو اپنے عظمت والے ربّ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہیے۔

قیامت کے عقیدہ پر پھر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ○ {ملک ۱۵}

اللہ ہی نے تمہارے لئے زمین کو نرم (وہموار) کر دیا تو (اب) تم اس کی راہوں پر چلو اور اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پھر تم کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہاں ان نعمتوں کے متعلق پُوچھا جائے گا)

عذاب کی دھمکی پھر عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ○ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ○ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ {ملک ۱۶ تا ۱۸}

کیا تم اُس ہستی سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے اور پھر وہ جھکولے کھاتی رہے۔ کیا تم اُس ہستی سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو جو (اگر چاہے تو) تم پر پتھر برسا دے، پھر تمہیں معلوم ہو جائے کہ ڈرانا کیسا ہوتا ہے اور (اے رسولؐ) ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا، پھر دیکھا میرا عذاب کتنا سخت تھا (اگر یہ باز نہ آئے تو اِن پر بھی ایسا ہی عذاب بھیجا جائیگا)

شرک کی تردید پھر شرک کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ اے کُفّار:۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ○ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ؕ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ○ {ملک ۲۰ و ۲۱}

بتاؤ اللہ کے علاوہ وہ کون ہے جو تمہاری فوج بنکر تمہاری مدد کر سکے، بتاؤ اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو کون ہے جو تم کو رزق دے (یعنی اللہ کے علاوہ سب مجبور ہیں کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتے۔ پھر کیوں ان سے مدد مانگتے ہو) بات یہ ہے کہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں (اسی لئے اتنی صاف اور سیدھی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ {ملک ۲۴}

ان سے کہدیجئے کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا دیا ہے اور اُسی کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے (لہٰذا اب تو کُفر سے باز آجاؤ)

کافروں کا سوال۔ قیامت کب ہوگی؟ لاجواب ہو کر کافروں نے پھر وہی سوال کیا:۔

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {ملک ۲۵}

کہ آخر یہ وعدۂ قیامت کب پُورا ہوگا، اگر سچے ہو تو بتاؤ۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاِنَّمَآ اَنَا

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ {مُلک ۲۶} صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ○ {ملک ۲۸ تا ۳۰}

ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ مجھے اور میرے اصحاب کو ہلاک کردے یا ہم پر رحمت نازل فرمائے تو آخر کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا (تمہیں تو ہر حال میں عذاب کا مزا چکھنا ہے خواہ مؤمنین مرجائیں یا زندہ رہیں) پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے وہ رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لائے، اسی پر ہم نے بھروسہ کیا اور تمہیں عنقریب معلوم ہوجائیگا کہ کون صریح گمراہی میں مبتلا تھا۔ پھر (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی پوچھئے کہ بتاؤ کہ اگر تمہارا پانی خشک ہوجائے تو تمہارے لئے کون میٹھا پانی لائے گا (یعنی اللہ کے علاوہ کسی میں کوئی قدرت نہیں کہ کچھ کرسکے)

کافروں کا ڈھیلا ہوجانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر بے خوف ہوکر تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ شرک کی تردید، بت پرستی کی مذمت شد و مد سے جاری تھی۔ کافر مجبور ہوکر مصالحت و مفاہمت پر آمادہ ہوگئے۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ○ {قلم ۹} انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ذرا نرمی اختیار کریں تو ہم بھی نرمی اختیار کریں گے (آپؐ شرک کی تردید میں کچھ نرم ہوجائیں تو ہم بھی مخالفت میں نرم ہوجائینگے)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ {قلم ۸} آپ ان جھٹلانے والوں کا کہنا ہرگز نہ ماننا (سختی سے شرک کی تردید کرتے رہنا)

دین میں سمجھوتہ نہیں اِن ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ○ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ○ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ○ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ○ {کافرون}

ان سے کہدیجئے کہ اے کافرو، جن کو تم پوجتے ہو، میں انکو نہیں پوجتا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں تم اُس کی عبادت نہیں کرتے اور آئندہ بھی میں ان کی عبادت نہیں کروں گا جن کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرتے (معلوم ہوتے) ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ بس تمہارے لئے تمہارا دین، میرے لئے میرا دین (دین کے معاملہ میں کوئی سمجھوتہ نہیں ہوسکتا)

دھمکی پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ۭ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ○ {قلم ۴۴ و ۴۵}

مجھے اور اِس کلام کو جھٹلانے والوں کو چھوڑ دیجئے میں انکو آہستہ آہستہ ایسے طریق سے پکڑوں گا کہ اُن کو خبر بھی نہ ہوگی میں تو (فی الحال) ان کو مہلت دے رہا ہوں میری تدبیر بڑی قوی ہوتی ہے (جب میں انہیں پکڑوں گا تو میری گرفت سے نکل کر یہ کہاں جائیں گے)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ آپ ذرا ان سے ہوشیار رہیں)

وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ ○ وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (ن ۵ تا ۵۲)

یہ لوگ جب نصیحت سُنتے ہیں تو آپ کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ آپؐ کو (ڈرا کر) راہِ راست سے ہٹا دیں گے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے حالانکہ (جو کچھ آپؐ انہیں سُنا رہے ہیں وہ دیوانگی کی باتیں نہیں ہیں بلکہ) وہ تو تمام عالم کے لئے نصیحت ہے۔

عذاب کا مُطالبہ اور جواب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ کافروں کو مہلت دی جارہی تھی۔ کافروں نے اس مہلت کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھا، یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے

سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ○ {معارج ۱} اُس واقع ہونے والے عذاب کا مُطالبہ کر دیا۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا :۔

لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ ○ {معارج ۲} وہ عذاب (جب آجائے گا تو اُس کو) کافروں سے کوئی ٹال نہ سکے گا۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ○ اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا ○ وَّنَرٰىہُ قَرِیْبًا ○ یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُھْلِ ○ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ ○ وَلَا یَسْئَلُ حَمِیْمٌ حَّمِیْمًا ○ {معارج ۵ تا ۱۰}

آپؐ صبرِ جمیل سے کام لیجئے۔ وہ عذاب ان لوگوں کی نگاہ سے دور ہے اور ہماری نظر میں نزدیک ہے۔ اُس دن آسمان ایسا ہو جائے گا جیسا پگھلا ہوا تانبا اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے (دُھنکی ہوئی) اُون۔ اُس دن کوئی دوست اپنے دوست کا پُرسانِ حال نہ ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اُس عذاب کا ذکر کیا جس سے کافروں کو سابقہ پڑیگا۔ فرمایا :۔

اِنَّھَا لَظٰی ○ نَزَّاعَۃً لِّلشَّوٰی ○ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی ○ وَجَمَعَ فَاَوْعٰی ○ {معارج ۱۵ تا ۱۸}

وہ عذاب بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ وہ کھال اُدھیڑنے والی ہے۔ وہ ان لوگوں کو بُلائیگی جنہوں نے دینِ حق سے مُنہ موڑ لیا اور مال جمع کر کر کے رکھّا اور اسے خرچ نہ کیا۔

مال کے گھمنڈ میں یہ لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مُومنین کو مُنہ در مُنہ بھی بُرا بھلا کہہ دیتے تھے۔ طعنے دیتے تھے اور پیٹھ پیچھے بُرائیاں بھی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ ○ اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَہٗ ○ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَہٗٓ اَخْلَدَہٗ ○ کَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَۃِ ○ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا الْحُطَمَۃُ ○ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ ○ اَلَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ ○ اِنَّھَا عَلَیْھِمْ مُّؤْصَدَۃٌ ○ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ ○ {ہُمزۃ}

ہر مُنہ در مُنہ بُرا کہنے والے اور پیٹھ پیچھے بُرائی کرنے والے کی خرابی ہے (یہ باتیں خاص طور پر ایسے شخص میں پائی جاتی ہیں) جو مال جمع کرتا رہتا ہے اور اُسے گِنتا رہتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ یہ مال اُسے حیاتِ جاوداں بخشیگا ہرگز نہیں (یہ عارضی دولت ہے جو کام نہ آئے گی) بلکہ ایسا شخص حُطَمہ میں ڈالا جائے گا اور آپؐ کو کیا معلوم کہ حُطَمہ کیا چیز ہے۔ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک کی خبر لے گی۔ وہ ان پر لمبے لمبے ستونوں کے درمیان

بند کر دی جائے گی (آگ کی لپٹ بھی باہر نہ نکلے گی کہ عذاب میں تخفیف ہو)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ○ {معارج ۴۲}

ان کو باطل میں پڑا رہنے دیجئے اور کھیلنے دیجئے یہانتک کہ وہ دن آجائے جس دن کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا حال سنایا۔ اُن کی قوم نے اُن کی تکذیب کی۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیجا اور وہ سب :-

مِمَّا خَطِيٰٓـٔتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْصَارًا ○ {نوح ۲۵}

اپنے گناہوں کی سزا میں غرق کر دئے گئے۔ پھر آگ میں ڈالدئے گئے۔ انہیں اللہ کے علاوہ کوئی مددگار نہ ملا۔

(اگر کفارِ مکہ باز نہ آئے تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا)

کافروں کا بار بار یہ مطالبہ تھا کہ آخر وہ قیامت کب آئے گی۔ ہم بھی تو دیکھیں قیامت کیسی ہوتی ہے۔ یا یہ یونہی بناوٹی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ○ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ○ عَلَى الْكٰفِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ○ {مدثر ۸ تا ۱۰}

(قیامت اُس وقت آئے گی) جب صور پھونکا جائے گا وہ دن بڑی مصیبت کا دن ہوگا۔ کافروں پر کبھی آسان نہ ہوگا (آخر ایسے دن کا وہ کیوں مطالبہ کر رہے ہیں)

بعض کافر اپنی دولت اور اولاد کی کثرت پر بہت مغرور تھے۔ ان میں سے جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو بڑے ناز و نخرے کے ساتھ اِتراتا اور مُنہ پھیر لیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تو کلامِ الٰہی نہیں ہے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ○ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ○ وَبَنِينَ شُهُودًا ○ وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ○ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ○ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ○ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ○ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ○ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ○ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ○ ثُمَّ نَظَرَ ○ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ○ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ○ فَقَالَ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ○ إِنْ هٰذَآ إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ○ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ○ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ○ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ○ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ○ {مدثر ۱۱ تا ۲۹}

مجھے اس شخص سے سمجھ لینے دیجئے جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا تھا (پیدائش کے وقت نہ اس کے اولاد تھی نہ دولت) پھر میں نے ہی اسکو مالِ کثیر دیا اور حاضر رہنے والے بیٹے عنایت کئے اور خوب سامانِ راحت دیا اور ابھی اُسے خواہش ہے کہ ہم اُسے اور زیادہ دیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے۔ ہم اُسے جہنم کے پہاڑ پر چڑھائیں گے۔ اُس نے غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا (کہ یہ انسانی کلام ہے) افسوس پر افسوس اُس نے کیسا فیصلہ کیا۔ مزید برآں اُس نے خوب دیکھا، تیوری چڑھائی اور مُنہ بگاڑ لیا۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل دیا۔ اُس نے گھمنڈ کیا اور کہنے لگا یہ تو کچھ نہیں بس جادو ہے جو یوں ہی چلا آتا ہے۔ یہ کچھ نہیں انسانی کلام ہے۔ ہم (اس کی سزا میں) عنقریب اُسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور آپؐ کو معلوم ہے دوزخ کیسی ہے۔ وہ نہ باقی رکھے گی نہ کسی کو چھوڑیگی۔ بدن کو جھلسا کر سیاہ کر دے گی۔

پھر فرمایا:-

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝ {مدثر ۳۵، ۳۶}

وہ دوزخ ایک بہت بڑی آفت ہے۔ بنی آدم کے لئے موجبِ خوف ہے۔

پھر فرمایا:-

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ {قیامۃ ۳ و ۴}

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ (اس کے مرنے کے بعد) ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کر سکیں گے۔ کیوں نہیں ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔

پھر قیامت کے دن کی سختی کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ ۝ {قیامۃ ۱۰ تا ۱۲}

اُس دن انسان کہیگا اب کہاں بھاگ کر جاؤں۔ بے شک کہیں پناہ نہیں ملے گی اُس روز تو آپؐ کے ربّ کے پاس ہی ٹھہرنا ہوگا۔

اثباتِ قیامت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:-

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝ {قیامۃ ۳۶ تا ۴۰}

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اُسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ پانی کا ایک قطرہ نہیں تھا۔ پھر لوتھڑا ہوا، پھر اللہ نے اُسے بنایا۔ پھر درست کیا۔ پھر اس کی دو قسمیں بنائیں۔ مرد اور عورت، تو کیا ایسے خالق کو یہ قدرت نہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کر دے (کیوں نہیں، وہ کر سکتا ہے۔ افسوس کہ کافروں کو کسی طرح یقین نہیں آتا)

کُفّار برابر اس بات پر تعجّب کا اظہار کرتے رہے کہ مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ {دھر ۱}

کیا انسان پر ایسا وقت نہیں آیا ہے کہ جب کہیں اسکا ذکر و فکر نہیں تھا (یعنی پیدا ہونے سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جب ہم نے ایسی حالت میں اُسے پیدا کر دیا تو پھر دوبارہ پیدا کرنا تو اور بھی آسان ہے۔ افسوس ہے کہ کُفّار کی سمجھ میں اتنی معمولی بات بھی نہیں آتی)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی قیامت کے انکار کے ساتھ قرآن مجید کا انکار بھی کیا جا رہا تھا۔ اِس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ

یہ قرآن ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے۔ پس آپؐ اپنے ربّ کے حکم پر جمے رہیے اور کسی گناہگار ناشکرے کا کہنا نہ مانیے۔ صبح و شام اپنے ربّ کے نام کا ذکر کیا کیجئے۔ رات کو اُس کے سامنے سجدہ ریز ہو جایا کیجئے اور بڑی دیر تک اُس کی پاکی بیان کیا کیجئے۔ یہ لوگ دنیا سے محبّت کرتے ہیں۔ اور ایک بھاری دن

وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ {دھر ۲۳ تا ۳۱}

کو انہوں نے پسِ پُشت ڈال دیا ہے۔ ہم نے ان کو پیدا کیا ان کے جوڑوں کو مضبوط بنایا اور ہم جب چاہیں گے انکی جگہ ان ہی جیسے اور لوگ لے آئیں گے۔ یہ تو نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے ربّ کی طرف پہنچنے کا راستہ اختیار کرے اور اے لوگو تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر اتنا ہی جتنا اللہ کو منظور ہو، بے شک اللہ علیم اور حکیم ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اور ظالموں کیلئے اُس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

معجزہ کا مُطالبہ کُفّار نے پھر معجزہ کا مُطالبہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۝ {طٰہٰ ۱۳۳ تا ۱۳۵}

کافر کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر اپنے ربّ کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔ کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی نشانی نہیں آئی (یعنی قرآن وہی باتیں بتاتا ہے جو پہلی کتابوں میں موجود تھیں، پھر گذشتہ قوموں کی تباہی کی داستان بھی سناتا ہے) اور اگر ہم ان کو رسول کے بھیجنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیتے تو پھر یہ فریاد کرتے کہ ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام کی پیروی کرتے (اب رسول آگیا تو پھر پیروی کیوں نہیں کرتے) (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ سب منتظر ہیں تم بھی منتظر رہو۔ عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھے راستہ پر چلنے والے ہیں اور ہدایت یاب ہیں۔

نماز میں آپؐ پر اوجھڑی خالص توحید کی تعلیم اور شرک کی بے لاگ تردید سے ایوانہائے کفر میں زلزلہ آگیا۔ وہ جواب تو کچھ دے نہ سکے تنگ آکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور غریب مؤمنین کو مزید تکلیفیں پہنچانے لگے۔

ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے سایہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور قریش کے کچھ لوگ وہاں موجود تھے۔ ابوجہل نے کہا کہ اس ریاکار کو دیکھا (نعوذ باللہ)۔

اُس دن مکہ معظمہ میں ایک اونٹ نحر کیا گیا تھا۔ ابوجہل نے کہا کون ہے جو آلِ فلاں کے اونٹ کی طرف جائے اور وہاں سے اُس کا گوبر، خون اور اوجھڑی لے آئے۔ پھر ٹھہر جائے یہاں تک کہ جب یہ سجدہ کرے تو اس کے کندھوں پر ان چیزوں کو ڈال دے۔ پس انہوں نے کچھ لوگوں کو اس طرف روانہ کیا۔ وہ گئے اور اوجھڑی اُٹھا لائے۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ بدبخت تھا یعنی عقبہ بن ابی معیط وہ کھڑا ہوا اور جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سجدہ کیا اُس نے وہ اوجھڑی آپؐ کے کندھوں پر رکھ دی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے کُفّارِ قریش ہنستے رہے حتّٰی کہ ایک دوسرے پر ہنسی کے سبب سے جُھک جاتا تھا۔

ایک شخص نے جاکر حضرت فاطمہؓ کو خبر دی۔ وہ ابھی لڑکی ہی تھیں، دَوڑتی ہوئی آئیں۔ آپؐ ابھی تک سجدہ ہی میں تھے۔ اُنہوں نے اوجھڑی کو آپؐ پر سے ہٹایا اور کافروں کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ

وسلّم نے نماز ختم کی تو آپؐ نے دُعا کی کہ اللہ قریش کو پکڑ لے، اے اللہ قریش کو پکڑ لے، اے اللہ قریش کو پکڑ لے۔ یہ بد دعا، قریش پر بہت شاق گذری کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے جب انہوں نے یہ بد دعا سُنی تو ہنسنا بند کر دیا اور خوفزدہ ہو گئے۔ پھر آپؐ نے ایک ایک کے نام لئے۔ آپؐ نے کہا اے اللہ عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابی معیط۔ اُمیّہ بن خلف اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے۔

جن جن لوگوں کے آپؐ نے نام لئے یہ سب جنگِ بدر میں قتل ہوئے (اور اس طرح عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوئے)[1] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ذات پر ہونے والے مظالم کے خلاف بد دُعا نہیں کی لیکن جب آپکو اللہ کی عبادت سے روکا گیا یا اللہ کے دِین کے نفاذ میں کُفّار سدِّ راہ ہوئے تو محض اللہ کی خاطر بد دعا کے الفاظ زبان پر آ گئے۔

مُومنین پر آزمائش کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دن جبکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے سایہ میں چادر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ صحابہؓ نے عرض کیا "آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں مانگتے؟ آپ ہمارے لئے اللہ سے دُعا کیوں نہیں کرتے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سیدھے بیٹھ گئے، آپؐ کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا "تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں اُن میں سے مسلم شخص کے لئے گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس میں اس کو کھڑا کر دیا جاتا تھا، پھر آرا اُس کے سر کی مانگ پر رکھ کر اُس کے دو حصّے کر دئے جاتے تھے اور یہ بات بھی اُس کو اُس کے دین سے باز نہیں رکھتی تھی اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ مسلم کے بدن پر لوہے کی کنگھیوں سے گوشت کے نیچے ہڈّی اور پٹھے پر کنگھی کی جاتی تھی اور یہ بات بھی اُس کو اُس کے دین سے باز نہیں رکھتی تھی اور اللہ کی قسم اللہ اس دین کو ضرور پُورا کریگا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک جائے گا اس حال میں کہ اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا اور نہ بکریوں کیلئے سوائے بھیڑیے کے اور کسی کا خوف ہوگا، مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو"[2]۔

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ {بقرہ ۲۱۴}	کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت میں یوں ہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم پر ابھی ویسی مصیبتیں نہیں آئیں جیسی تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھیں، اُن کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہِلا ہِلا دئے گئے یہاں تک کہ رسُول اور مُومن جو اُن کے ساتھ تھے پُکار اُٹھے کہ اے اللہ مدد کب آئیگی۔ (اللہ نے فرمایا) خبردار اللہ کی مدد بہت قریب ہے، (آنے ہی والی ہے)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعاء علی المشرکین عن ابن مسعودؓ وکتاب الصلوٰۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلّی شیئًا من الاذی وکتاب الوضوء باب اذا القی علی ظہر المصلی قذر وکتاب احادیث الانبیاء باب ما لقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب ما لقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من اذی المنافقین نحوہٗ۔ اوجھڑی ڈالنے کی ترغیب دینے والے کا نام (ابوجہل) صرف صحیح مسلم میں ہے۔ صحیح بخاری میں نام کی صراحت نہیں ہے۔ خط کشیدہ عبارت صرف مسلم میں ہے۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن خبابؓ وباب ما لقی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ من المشرکین۔ آپکی یہ پیشین گوئی کہ مکمل امن و امان ہو جائیگا حرف بحرف پوری ہوئی جیسا کہ اسکا ذکر آگے آرہا ہے

پھر فرمایا:۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ○ اَلَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ○ {۱ تا ۲ علق}

(اے رسولؐ) اپنے جلیل القدر ربّ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہیئے (اُس ربّ کی) جس نے انسان کو بنایا پھر اُس کے اعضاء کو درست کیا۔

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ○ وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ○ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ○ سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ○ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ○ اَلَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ○ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ○ {۷ تا ۱۳ علق}

وہ ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور پوشیدہ بات کو بھی جانتا ہے (اُسے معلوم ہے کہ آپؐ کو کیا کیا تکلیفیں پہنچائی جارہی ہیں) ہم آپؐ کیلئے آسانی فراہم کرنے والے ہیں۔ آپؐ نصیحت کئے جائیے اگر نصیحت نفع دے۔ جو ڈرتا ہے وہ تو نصیحت حاصل کریگا۔ اور جو بدبخت ہے وہی اس سے پہلوتہی کریگا پھر وہ بڑی آگ میں ڈالدیا جائے گا۔ وہاں اُسے نہ موت آئیگی نہ (اچھی حالت میں) زندہ ہی رہیگا۔

تسلّی برائے جماعت المسلمین | پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمین کی تسلّی اور ہمّت افزائی کیلئے خندق والوں کا حال سُنایا۔ فرمایا:۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ○ اَلنَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ○ اِذْ هُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌ ○ وَّهُمْ عَلٰى مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُهُوْدٌ ○ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ○ اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ {۴ تا ۹ بروج}

خندق کھودنے والے ہلاک کردیئے گئے یعنی وہ خندق جس میں ایندھن ڈال کر خوب آگ سُلگائی گئی تھی (اور وہ وقت یاد کرو) جبکہ وہ لوگ خندق کے کنارے بیٹھے ہوئے جو کچھ وہ مُومنوں کے ساتھ کررہے تھے اُس کا تماشہ دیکھ رہے تھے (انہوں نے تمام ایمان والوں کو صرف اس بات پر آگ میں جلادیا کہ) انہیں مُومنین کی یہ بات بُری معلوم ہوتی تھی کہ وہ اللہ غالب، تعریف والے پر ایمان لائے تھے۔ وہ اللہ جس کی بادشاہت آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی ہے اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (یعنی مُومنین کو محض ایمان کی وجہ سے آگ میں جلایا گیا تھا، انہوں نے صبر کیا، اے ایمان والو تم بھی صبر کرو، استقامت سے کام لو اور تمام تکالیف کو برداشت کرتے رہو)

کافروں کو دھمکی | پھر کافروں کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ○ {بروج ۱۰}

جن لوگوں نے مُومن مَردوں اور مُومن عورتوں کو تکلیف پہنچائی پھر توبہ نہیں کی تو اُن کیلئے دوزخ کا عذاب ہے، اُن کو آگ میں جلایا جائے گا۔

پھر فرمایا:۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ○ {بروج ۱۲}

بے شک آپؐ کے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

پھر فرمایا:۔

بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ○ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ○ {۱۸ و ۱۹ بروج}

کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں گرفتار ہیں اور اللہ بھی انہیں گھیرے ہوئے ہے (یعنی اے ایمان والو، گھبراؤ نہیں، اللہ

تعالیٰ سے بچ کر یہ کہیں نہیں جا سکتے۔ ہاں کچھ دن صبر کی ضرورت ہے۔ عذاب وقتِ مقررہ پر ہی آئے گا)

مؤمنین سے خطاب، آزمائش ضرور ہوگی پھر فرمایا:۔

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ {عنکبوت ۱ تا ۳}

کیا لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ وہ صرف یہ کہہ دینے کے بعد چھوڑ دئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہیں ہوگی۔ ہم نے اِن سے پہلے بھی لوگوں کو آزمایا تھا (اِنکو بھی آزمائیں گے) اور اللہ ضرور ظاہر کرے گا کہ کون سچّے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

کافروں سے خطاب، عذاب ضرور آئے گا پھر فرمایا:۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴}

کیا وہ لوگ جو بُرے کام کر رہے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے۔ ان کا یہ خیال بُرا ہے۔

جب کُفّار کی طرف سے ایذاؤں کا سلسلہ شدّت اختیار کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ {شوریٰ ۲۳}

(اے رسُولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے اجرِ رسالت طلب نہیں کرتا مگر ہاں تمہیں رشتہ داری کی محبّت کا حق تو ادا کرنا چاہیئے (یعنی میرے اور تمہارے درمیان رشتہ ہے اس کا تو کچھ لحاظ کیا کرو[1])

کُفّارِ مکّہ نے رشتہ داری کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا، تکلیف پہنچانے کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی دعوتِ رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا، عذابِ الٰہی سے بار بار ڈرایا لیکن وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔

عذاب کیلئے دُعاء ایک دن ابوجہل نے اِس طرح دُعاء کی کہ "اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہمیں کسی دردناک عذاب میں مبتلا کر دے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {انفال ۳۳ و ۳۴}

اللہ ایسا نہیں کر سکتا کہ آپؐ ان میں موجود ہوں اور ان پر عذاب بھیجدے اور نہ اللہ ان کو اس وقت تک عذاب دے گا جب تک (ان میں سے بعض) معافی مانگ کر مسلم ہوتے رہیں اور ویسے تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ انکو عذاب میں مُبتلا نہ کرے حالانکہ وہ مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ اس کے متولّی ہونے کے اہل بھی نہیں ہیں۔ اس کے متولّی تو صرف وہ ہو سکتے ہیں جو متقی ہوں، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ تولیتِ کعبہ کس کا حق ہے[2])

جماعت المسلمین سے مقاطعہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تکلیفوں کے باوجود شدّت کے ساتھ تبلیغ کو جاری رکھا تو کفّارِ مکّہ نے خیف بنی کنانہ میں کُفر پر جمے رہنے کی قسمیں کھائیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ شوریٰ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سُورۂ انفال و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ

وسلّم، بنو ہاشم اور بنو مطلب سے مقاطعہ کا فیصلہ کیا۔ اس مقاطعہ میں قریش اور کنانہ دونوں شریک تھے۔ کفّار نے طے کیا کہ نہ ان لوگوں سے نکاح کیا جائے اور نہ ان سے خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کیا جائے جب تک یہ لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان کے حوالہ نہ کر دیں[1]۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات مقاطعہ ختم ہوا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبلیغ جاری رکھی۔ ان ہی ایام میں یعنی ۳ سنہ قبل ہجرت آپؐ کی زوجۂ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا[2]۔

یہی وہ زوجہ محترمہ ہیں جن کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کثرت سے کیا کرتے تھے۔ ان کی سہیلیوں کو تحفے بھیجتے تھے۔ اللہ نے ان کو سلام کہلوایا تھا اور جنّت میں موتی کے ایک محل کی بشارت دی تھی[3]۔

ابوطالبؓ کی وفات تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنکے پاس تشریف لے گئے اُس وقت اُنکے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن اُمیّہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے چچا لا الٰہ الّا اللہ پڑھ لو، اِس کلمہ کی بنیاد پر میں اللہ کے ہاں آپ کے لئے حُجّت پیش کر سکوں گا۔" ابوجہل اور عبداللہ بن اُمیّہ نے کہا "اے ابوطالب! عبدالمطلب کی ملّت سے مُنہ موڑتے ہو؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے باوجود بھی ان پر کلمہ پیش کرتے رہے اور وہ دونوں برابر انہیں روکتے رہے[4]۔

ابوطالب نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اگر قریش مجھے اس بات کی عار نہ دیتے کہ وہ یہ کہیں گے کہ ابوطالب نے مَوت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا تو میں ضرور تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیتا[5]۔" غرض یہ کہ ابوطالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ "میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ضرور تمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرتا رہوں گا جب تک مجھے منع نہ کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپؐ کو دُعائے مغفرت سے روک دیا۔ فرمایا:-

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ نبی کو اور مؤمنین کو یہ جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے دُعائے مغفرت کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اس بات کے ظاہر ہونے کے بعد کہ مشرکین دوزخ ہی میں رہیں گے (ان کی بخشش ناممکن ہے)

پھر اللہ تعالیٰ نے بطور تسلّی کے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ آپؐ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جس کو چاہے ہدایت دے سکتا ہے اور وہ ہدایت پانیوالوں کو خوب جانتا ہے[6]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب نزول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مکۃ عن ابی ہریرہؓ۔ وصحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب النزول بالمحصب۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشۃؓ عن عائشہؓ

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خدیجہؓ۔

[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ ابی طالب عن مسیبؓ۔

[5] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اوّل الایمان قول لا الٰہ الّا اللہ عن ابی ہریرہؓ۔

[6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ ابی طالب و کتاب الجنائز باب اذا قال المشرک عند الموت لا الٰہ الّا اللہ و کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الایمان باب اوّل الایمان قول لا الٰہ الّا اللہ نحوہٗ۔

حضرت عباسؓ نے پوچھا کہ اے رسولؐ آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا وہ تو آپؐ کی نصرت وحمایت کرتے تھے اور آپ کیلئے (کُفّارِ مکّہ پر) غیظ وغضب کا اظہار کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ دوزخ کے اُوپر کے حصّہ میں ہیں، اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نیچے کے حصّہ میں ہوتے[1]۔ ان کو تمام دوزخیوں کے مقابلہ میں سب سے کم عذاب ہے۔ ان کو آگ کی دو جوتیاں پہنادی گئی ہیں جن سے ان کا دماغ کھول رہا ہے[2]۔

طائف میں تبلیغ حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کی وفات سے ظاہر ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہت صدمہ ہوا ہوگا۔ نہ مونس وغمخوار بیوی رہیں نہ حمایت کرنے والا چچا باقی رہا۔ ایسے موقع پر فطری طور پر ہمّتیں پَست ہوجاتی ہیں، حَوصلے ٹوٹ جاتے ہیں، پائے استقامت میں تزلزل واقع ہوتا ہے لیکن اللہ کا رسول تو آخر اللہ کا رسُول ہوتا ہے۔ اُس کے منصب پر ان حوادث کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ اولوالعزم ہوتا ہے۔ ہمّت نہیں ہارتا۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اب میدانِ تبلیغ میں اور وُسعت دیدی۔ اللہ اکیلے پر بھروسہ رکھتے ہوئے آپؐ اکیلے مکّہ سے وادیِ طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ نہ کوئی یار ساتھ ہے نہ مددگار۔ اللہ کی معیّت میں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خاندان کو چھوڑ کر غیروں میں تبلیغ کیلئے نکل جاتے ہیں۔ نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی ہراس۔ نہ مایوس ہیں نہ درماندہ۔ عُلُوِّ ہمّتی کے ساتھ آپؐ تبلیغ کیلئے ایک نیا میدان تلاش کرتے ہیں۔

طائف پہنچ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابن عبد یالیل کے پاس پہنچے لیکن اُس نے دعوتِ اسلام قبول نہیں کی۔ اہلِ طائف نے آپؐ کو سخت تکلیف پہنچائی۔ وہ ایسی تکلیف تھی کہ پُوری زندگی میں اس سے زیادہ تکلیف آپؐ کو نہیں پہنچی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے نہایت رنجیدہ واپس ہوئے۔ اس تکلیف سے آپؐ کو پُوری طرح ہوش نہ آیا تھا کہ آپؐ مقام قرن الثعالب پہنچے۔ آپؐ نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ابر کا ٹکڑا آپؐ پر سایہ فگن ہے۔ اس ابر میں آپؐ کو حضرت جبریلؑ نظر آئے۔ انہوں نے آپؐ کو آواز دی (اور کہا) کہ اللہ نے آپؐ کی قوم کی گفتگو سُن لی ہے اور جو جواب انہوں نے آپ کو دیا ہے وہ بھی سُن لیا ہے۔ اللہ نے آپؐ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے۔ آپؐ اِس فرشتہ کو کافروں کے متعلق جو چاہیں حُکم دیں (یہ آپؐ کے حکم کی تعمیل کرے گا) پھر اُس فرشتہ نے آپؐ کو آواز دی اور سلام کیا پھر کہا اے محمدؐ! بے شک اللہ نے اس جواب کو سُن لیا جو آپؐ کی قوم نے آپؐ کو دیا ہے میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ آپؐ کے ربّ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ اگر آپؐ چاہیں تو اخشبین نامی دونوں پہاڑ ان پر رکھ (کر ان کو کچل) دوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں مجھے اُمید ہے کہ ان کی پُشت سے اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے[3]۔"

تسلّی طائف سے آنے کے بعد بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبلیغ جاری رکھی۔ وحی اُترتی رہی اور بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلّی آمیز آیتیں نازل ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا (اے رسُولؐ) کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں کیا۔ کیا ہم نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قصّۃ ابی طالب وصحیح مسلم باب شفاعۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لابی طالب جلد اوّل، یہاں دونوں کی روایتوں کے مجموعی الفاظ ذکر کئے گئے ہیں۔ نصرت کا لفظ صرف مسلم میں ہے اور یغضب صرف بخاری میں ہے

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذابا عن ابن عبّاسؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اذی المشرکین۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔

عَنْكَ وِزْرَكَ ○ اَلَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ○ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ○ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ○ {انشراح}

آپؐ کا بوجھ آپؐ سے ہٹا نہیں دیا جس بوجھ سے آپؐ کی کمر ٹوٹی جارہی تھی (اب آپؐ کو تبلیغ کا بوجھ محسوس نہیں ہوتا) اور (آپ خوش ہوجائیں کہ) ہم نے آپؐ کی خاطر آپ کے ذکر کو رفعت و بلندی عطا فرمائی۔ بے شک سختی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ بے شک سختی کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ پس جب آپؐ تبلیغ سے فارغ ہوں تو کوشش کریں اور اپنے رب کی طرف پوری طرح متوجہ ہوجایا کریں۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ○ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ○ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ○ {قدر}

ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اُتارا اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور رُوح الامین اپنے ربّ کے حکم سے تمام احکامِ الٰہی کو لیکر اُترتے ہیں۔ اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے یہاں تک کہ صبح ہوجائے۔

پھر فرمایا:۔

لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ○ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ○ {بینہ ۱ تا ۴}

جو لوگ کافر ہیں خواہ وہ اہلِ کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے وہ کُفر سے کب باز آنے والے تھے جب تک کہ اُن کے پاس کُھلی دلیل نہ آتی (اب وہ دلیل آچکی) یعنی اللہ کا رسُول جو پاک صحیفے پڑھتا ہے جن میں مستحکم مضامین ہیں (لیکن افسوس، یہ اب بھی ایمان قبول نہیں کرتے) اور اہلِ کتاب کا تو یہ حال ہے کہ پہلے بھی یہ متفرق رہے باوجود اس کے کہ اُن کے پاس کُھلی دلیل آچکی تھی (لہٰذا ان کا اب بھی کُھلی دلیل کو نہ ماننا کوئی تعجّب کی بات نہیں)

شرک کی تردید کُفّارِ مکّہ کی مشرکانہ رسموں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ[۲] وَّلَا وَصِیْلَةٍ[۳] وَّلَا حَامٍ[۴] وَّلٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ {مائدہ ۱۰۳}

اللہ نے نہ بحیرہ[۱] کا حکم دیا نہ سائبہ[۲] کا، نہ وصیلہ[۳] کا اور نہ حام[۴] کا۔ البتّہ کافروں نے اللہ پر افترا کیا ہے (کہ کہتے ہیں کہ یہ اونٹ اللہ نے حرام کردئے ہیں۔ ان پر سواری نہیں کی جاسکتی نہ یہ باربرداری کے کام آسکتے ہیں) اور ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے (کہ اس قسم کی لغو حرکتیں کرتے ہیں)

۱؎ بحیرہ اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو (کان چیر کر) بُتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے کوئی اُس کا دودھ نہ پیتا تھا (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۂ مائدہ)

۲؎ سائبہ اُس جانور کو کہتے ہیں جو بُتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا، پھر اُس کو باربرداری کے کام میں نہیں لایا جاتا تھا (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

۳؎ وصیلہ اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو اوّل عمر میں اُوپر تلے دو مادہ بچے دیتی۔ ایسی اونٹنی کو بھی بتوں کی نذر کردیتے تھے (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

۴؎ حام اُس اُونٹ کو کہتے ہیں جس کی نسل سے چند بچے لیکر بتوں کی نذر کردیا جائے پھر نہ اُس پر سواری کیجائے نہ اُسے اور کسی کام میں لایا جائے (ماخوذ از صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

تقلید کی آڑ | توحید کی دعوت دیتے ہوئے پھر اللہ نے فرمایا کہ جو احکام اللہ نے نازل فرمائے ہیں اُن کی طرف اور رسولؐ کی طرف آؤ { مائدہ ۱۰۴ } کافروں نے جواب دیا کہ :-

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا بس وہی ہمارے
كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ لئے کافی ہے (اللہ نے فرمایا) خواہ اُن کے آباؤ اجداد نہ
کسی چیز کا علم رکھتے ہوں نہ ہدایت پر ہوں (کیا پھر بھی یہ لوگ انہی کے راستہ پر چلتے رہیں گے ایسا کام تو بے عقلوں کے سوا
کوئی نہیں کرتا)

تسلّی | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

الٓمّٓصٓ ۝ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ یہ کتاب ہم نے آپؐ کی طرف نازل کی ہے۔ آپ اس کی تبلیغ
فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى میں دل کو فکر سے خالی رکھئے۔ یہ اس لئے نازل کی گئی ہے کہ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ { اعراف ۱ و ۲ } آپؐ اس کے ذریعہ ڈرائیں (اب اگر کوئی نہیں مانتا تو آپؐ کو
فکر کی ضرورت نہیں) مومنین کیلئے تو (بے شک) یہ نصیحت ہے۔

پھر تمام دُنیا کے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے لوگو!)

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا جو شریعت تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے بس
تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُس کی پیروی کرو (یعنی صرف قرآن وحدیث کی پیروی کرو)
اور اس کے علاوہ ولیوں (کے قیاس اور رائے) کی پیروی نہ کرو مگر (افسوس) تم نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو۔

دھمکی | پھر کفّار کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا :-

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَاۗءَهَا بَاْسُنَا كتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر ڈالیں جن پر ہمارا عذاب یا تو
بَيَاتًا اَوْهُمْ قَاۗىِٕلُوْنَ ۝ { اعراف ۴ } رات کو آیا یا (دوپہر کو) جب وہ قیلولہ کرتے ہوتے تھے (پس
اے کفّارِ مکّہ اگر تم نے تکذیب جاری رکھی تو اسی قسم کا عذاب تم پر بھی نازل کر دیا جائے گا)

کفّارِ مکّہ بہت سے بے حیائی کے کام بھی کیا کرتے تھے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ ان کاموں سے بچو تو کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادا بھی ایسا ہی کرتے تھے اور اللہ نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں
عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ { اعراف ۲۸ } دیتا۔ کیا تم اللہ کی نسبت ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں
کچھ بھی علم نہیں۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ ان سے کہدیجئے کہ اللہ جن باتوں کا حکم دیتا ہے وہ تو یہ ہیں۔
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ انصاف کیا کرو۔ ہر نماز کے وقت اپنے چہروں کو خالص اللہ
كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ { اعراف ۲۹ } کی طرف رکھو، اُسی کو پکارو، دین خالص اسی کیلئے ہو (ورنہ
یاد رکھو) جس طرح تم کو ابتداء میں پیدا کیا تھا اُسی طرح تم پھر پیدا ہو گے (اور پھر تمہیں تمہارے اعمال کی سزا ملجائیگی)

توحید کی دعوت دیتے ہوئے پھر فرمایا :-

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (اعراف ۵۴)

بے شک تمہارا ربّ تو اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر جلوہ گر ہوا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے گویا کہ دن اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ سورج، چاند اور تاروں کو بھی اُسی نے پیدا کیا اور یہ سب اُسی کے حکم سے اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ پیدا کرنا اُسی کیلئے خاص ہے اور حکم بھی اُسی کیلئے مخصوص ہے (اس کے بندوں پر اُسی کا حکم چلتا ہے دوسرے کا حکم نہیں چل سکتا) اللہ ربّ العالمین بڑی برکت والا ہے۔

پھر دھمکی دیتے ہوئے بطور عبرت چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا جب ان کی قوموں نے ان کی تکذیب کی تو اُن قوموں کو تباہ کر دیا گیا، اور اُن ہی پر کیا موقوف ہے :۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ۝ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ {اعراف ۹۴، ۹۵}

ہم نے جس بستی میں بھی نبی بھیجا تو پہلے وہاں کے لوگوں کو (معمولی) تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں (اور سنبھل جائیں) پھر تکلیف کو آسودگی سے بدل دیا یہاں تک کہ جب وہ مال و اولاد کے لحاظ سے خوب بڑھ گئے تو کہنے لگے اِس طرح کی تکلیف اور راحت ہمارے آباء واجداد کو بھی پہنچتی رہی ہے (یعنی ایسا ہوتا ہی رہتا ہے) پھر ہم نے ان کو یکایک پکڑ لیا اور اُنہیں خبر بھی نہیں ہوئی۔

عذابِ الٰہی کی دھمکی دیتے ہوئے پھر فرمایا :۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓی اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًی وَّهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ج فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ {اعراف ۹۷، ۹۹}

کیا بستیوں کے رہنے والے اِس بات سے بے خوف ہیں کہ اُن پر ہمارا عذاب رات کو آجائے اور وہ بے خبر سو رہے ہوں اور کیا بستیوں والے اِس بات سے بے خوف ہیں کہ اُن پر ہمارا عذاب دن چڑھے آجائے اور وہ کھیل کود میں مصروف ہوں۔ کیا یہ اللہ کی تدبیروں سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ اللہ کی تدبیروں سے وہی بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہیں۔

پھر گذشتہ اقوام کے بُرے انجام کا حال سُنا کر فرمایا :۔

سَآءَ مَثَلًا ن الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا یَظْلِمُوْنَ ۝ {اعراف ۱۷۷}

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اُن کی مثال بہت بُری ہے۔ اُنہوں نے (ہمارا کیا بگاڑا) اپنا ہی نقصان کیا۔

پھر فرمایا :۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاُمْلِیْ لَهُمْ ط اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۝ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا ز مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ط اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ {اعراف ۱۸۲ تا ۱۸۴}

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم اُن کو بتدریج ایسے طریقہ سے پکڑیں گے کہ اُن کو محسوس بھی نہ ہوگا اور (اے رسولؐ) میں تو اُن کو مُہلت دے رہا ہوں۔ میری تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے آخر وہ غور کیوں نہیں کرتے کہ اُن کے رسول کو کسی طرح کا جنون نہیں ہے۔ وہ تو صاف صاف ڈرانے والے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝ {اعراف ۱۸۵}

کیا اُنہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں اُن پر نظر نہیں کی اور (نہ اس بات پر غور کیا کہ) شاید اُن کی موت کا وقت آپہنچا ہو تو اس کے بعد وہ پھر اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔

کافر کہنے لگے کہ آخر وہ قیامت جس کی آپ دھمکی دیا کرتے ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ {اعراف ۱۸۷}

کب آئیگی (اے رسولؐ) آپ کہدیجئے کہ اُس کا علم تو میرے ربّ ہی کو ہے۔ وہی اس کے وقتِ مقررہ پر اس کو ظاہر کریگا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ایک بھاری آفت ہوگی اور ناگہاں تم پر آجائے گی۔ (اے رسولؐ) یہ آپ سے اِس طرح سوال کرتے ہیں گویا آپؐ اس سے بخوبی واقف ہیں آپؐ پھر کہدیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

کُفّارِ مکّہ برابر قیامت اور عذاب کا مُطالبہ کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۭ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ {اعراف ۱۸۸}

(اے رسولؐ) آپ کہدیجئے کہ مجھے تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں (لہٰذا عذاب کے ذریعہ تمہیں نقصان پہنچانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) بس جو اللہ چاہے (وہی ہوتا ہے) اور (اے رسولؐ آپ یہ بھی کہدیجئے کہ میں غیب کی باتیں بھی نہیں جانتا) اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے حاصل کرلیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف ڈرانے والا اور مؤمنین کو خوشخبری سُنانے والا ہوں۔

شرک کی تردید

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ ان سے پوچھئے)

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ {اعراف ۱۹۱ تا ۱۹۵}

کیا وہ ایسوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں (یعنی جو مخلوق ہو وہ کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا کہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے۔ لہٰذا ایسے شخص کو پکارنا بیکار ہے) پس جن کو یہ پکارتے ہیں وہ اُن کی مدد نہیں کرسکتے اور (ان کی مدد تو کجا) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔ (پھر فرمایا، اے مؤمنو!) اگر تم مشرکین کو راہِ راست کی دعوت دو تو یہ تمہارا کہنا نہیں مانینگے تمہارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم ان کو راہ راست کی دعوت دو یا راہِ راست کی دعوت نہ دو (یہ نہیں مانیں گے) پھر

فرمایا کہ (اے مشرکو) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے تھے۔ اچھا تم اُنہیں پکارو (پھ دیکھو کہ وہ تمہاری مدد کرتے ہیں یا نہیں)۔ اگر تم اس دعوٰی میں سچے ہو (کہ یہ تمہاری مدد کرتے ہیں) تو پھر انہیں تمہاری پکار پر لبّیک کہنا چاہیئے۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سُنیں (مرنے کے بعد تو کچھ نہیں رہا سب قوتیں ختم ہوگئیں)

چیلنج پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ○ اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○ {اعراف ۱۹۵-۱۹۶}

ان سے کہدیجئے کہ اپنے شریکوں کو بُلاؤ اور میرے خلاف جو تدبیر کرنی ہو کرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو۔ میرا مددگار تو اللہ ہے جس نے شریعت نازل کی ہے اور وہی نیک لوگوں کا مددگار ہے۔

یہاں پہنچکر تاریخِ اسلام دوسری طرف مڑ جاتی ہے۔ ہمدرد و حامی چچا مر چکے ہیں۔ غمگسار بیوی داغِ مفارقت دے چکی ہیں لیکن اللہ کا رسولؐ ہراساں نہیں ہے۔ اب تک جو کچھ ہوا ہوا۔ کافروں نے تکلیفیں دیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر صبر کرتے رہے، طرح طرح سے سمجھاتے رہے۔ مقابلہ کی دعوت کبھی نہیں دی۔ لیکن اب وہ موقع آچکا ہے کہ کافروں کو علی الاعلان چیلنج دیا جاتا ہے کہ آؤ تم اور تمہارے شریک سب ملکر میرے خلاف کوئی تدبیر کرو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب تک اللہ نے کافروں کو اختیار دے رکھا تھا کہ جو چاہیں کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شخصیت، صبر، استقامت و استقلال، جرأت و شجاعت غرض یہ کہ ہر چیز کی آزمائش کریں لیکن اب کافروں کے رحم و کرم پر چھوڑنے کے بجائے اللہ تعالٰی اپنے رسولؐ کو اپنی مدد کی خوشخبری سُناتا ہے اور کافروں سے کہتا ہے کہ آؤ مُقابلہ پر۔ پھر دیکھو کس کی فتح ہوتی ہے۔

پھر فرمایا:-

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ {اعراف ۱۹۷-۱۹۸}

جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کیا کرینگے وہ تو اپنی ہی مدد نہیں کر سکتے اور (اے مُومنو) اگر تم ان کافروں کو سیدھے راستہ کی طرف بُلاؤ تو وہ تمہاری بات نہ سُنیں گے۔ اے رسولؐ، آپؐ سمجھتے ہیں کہ وہ آپؐ کی طرف دیکھ رہے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے (وہ تو صرف دھوکا دیتے ہیں)

پھر فرمایا:-

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○ {اعراف ۱۹۹}

(اے رسولؐ) آپ درگذر سے کام لیجئے۔ نیک کام کرنیکا حکم دیتے رہیئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے (اُنکی سزا کا وقت قریب ہے)

توحید اور شرک میں ایک مسلسل کشمکش جاری تھی۔ کفّار کے سوالات کے جوابات میں پیہم آیاتِ قرآنی کا نزول ہو رہا تھا، اگر ذرا دیر ہو جاتی تھی تو یہ بھی کُفّار کیلئے باعثِ اعتراض بن جاتی تھی۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:-

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ

اور جب آپؐ ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتے تو کہتے ہیں کہ آپ اپنی ہی طرف سے کیوں نہیں بنا لیتے۔ (اے رسولؐ) آپؐ فرمادیجئے کہ میں تو اُسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میرے

يُؤْمِنُوْنَ ○ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ {اعراف ۲۰۳-۲۰۴}

ربّ کی طرف سے میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ یہ قرآن تمہارے ربّ کی طرف سے بصیرت ہے، ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے اور (اے مؤمنو) جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اسے توجّہ سے سُنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ اے رسُولؐ کسی آیت کا لانا یا غیب کی خبر بتانا آپؐ کا کام نہیں) اور

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ○ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ز وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ○ {کہف ۲۳ و ۲۴}

کسی کام کی نسبت یہ بھی نہ کہا کیجئے کہ یہ کام مَیں کل کرونگا جب تک آپؐ انشاء اللہ نہ کہہ لیں۔ اور اگر آپ اللہ کا نام لینا بھول جائیں تو جس وقت یاد آجائے اُسی وقت لے لیا کریں اور کہہ دیجئے کہ مجھے اُمّید ہے کہ میرا ربّ مجھے اس سے زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے۔

مذکورۂ بالا آیتیں اصحابِ کہف کے قصّہ کے ضمن میں بیان ہوئی ہیں۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اصحابِ کہف کے متعلّق سوال کیا گیا تھا اور اسی سوال کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے اصحابِ کہف کا قصّہ بیان کیا۔ یہ گویا نبوّت کی تصدیق کیلئے ایک امتحان تھا لیکن افسوس کہ کُفّارِ مکّہ اب بھی ایمان نہ لائے۔ ان میں سے کسی نے کہا ان غریب مؤمنین کو آپؐ اپنی مجلس سے ہٹا دیں تو ہم آپ کی باتیں سُنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○ {کہف ۲۸}

جو لوگ صبح و شام اپنے ربّ کو پُکارتے ہیں اور اُسکی خوشنودی کے طالب ہیں آپؐ اپنی نشست و برخاست اُنہیں کے ساتھ رکھیں۔ ان کی طرف سے توجّہ نہ ہٹائیں (کافر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں) ایسا نہ ہو کہ آپؐ دنیا کی زندگی کے طلبگار بن جائیں (یعنی کوئی کافر کیسا ہی دولت مند کیوں نہ ہو اُس کے ایمان کی خواہش میں غریب مؤمنین سے تغافل نہ برتیں) اور جس شخص کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ چُکا ہے اس کا کہنا ہرگز نہ مانیں (کہ اس کے کہنے میں آکر غریب مؤمنین کو اپنے سے دور کر دیں۔ انکی خوشامد نہ کریں خواہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں)

پھر فرمایا (اے رسُولؐ)

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ز فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ {کہف ۲۹}

کہہ دیجئے کہ یہ حق تمہارے ربّ کی طرف سے ہے پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

پھر دنیا کے مادّی ساز و سامان پر ناز کرنے والوں کی عبرت کے لئے دو آدمیوں کا قصّہ سُنایا۔ ان میں سے ایک کے پاس باغات تھے، کھیت تھے، مال و دولت، اولاد اور ملازمین کے لحاظ سے وہ بہت ممتاز تھا۔ دوسرا شخص غریب تھا۔ مالدار شخص کو اپنی دولت پر ناز تھا۔ اُس کی ذہنیت مادّہ پرستانہ تھی۔ اللہ نے اُسکے مال و دولت پر عذاب نازل کر کے اُسے نیست و نابود کر دیا۔ اُس نے جب اپنی تباہی کا نقشہ اپنی آنکھوں سے

دیکھا تو اپنی مادّہ پرستی پر نادم ہوا اور کہنے لگا:۔

یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا ○ {کہف ۴۲} اے کاش میں نے اپنے ربّ کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا (یعنی مادّہ پرستی نہ کرتا بلکہ خالص اللہ ہی پر بھروسہ کرتا)

وہ اب سمجھا کہ مادّہ پرستی (یعنی وسائل پر کُلّیتہً بھروسہ کرلینا) شرک ہے۔ لیکن اب کیا ہوسکتا تھا۔ عذاب آنے کے بعد توبہ کیسی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ○ {کہف ۴۳} اللہ کے مقابلہ میں کوئی جماعت اس کی مدد نہ کرسکی اور نہ وہ (اللہ سے) بدلہ لے سکا۔

غرض یہ کہ کُفّارِ مکّہ کو بار بار سمجھایا جارہا تھا کہ اپنی سرکشی سے باز آجاؤ۔ نہ تمہاری یہ اولیاء پرستی کام آئے گی نہ مادّہ پرستی کام آئے گی۔ کام آسکتا ہے تو صرف اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ {کہف ۴۴} اس قصّہ سے ثابت ہوا کہ مشکل کُشائی صرف اللہ ہی کیلئے حق ہے

دھمکی | پھر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا (اے رسولؐ)

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ○ {کہف ۵۸} آپ کا ربّ بخشنے والا ہے۔ رحمت والا ہے۔ اگر ان کے کرتوتوں پر ان کی گرفت کرے تو ان پر فوراً عذاب بھیج دے (نہیں دیتا یہ اس کی رحمت ہے) مگر ہاں ان کے لئے عذاب کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس سے انہیں کہیں پناہ نہ ملیگی۔

اصحابِ کہف کے بعد کُفّار نے بطور امتحان کے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ {کہف ۸۳} ذوالقرنین کا قصّہ دریافت کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ○ {کہف ۸۳} کہدیجئے کہ میں اس کا بھی کچھ ذکر تمہیں سُناتا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کا حال سُنایا۔ غرض یہ کہ کُفّارِ مکّہ جو سوال کرتے تھے اللہ تعالیٰ اُس کا جواب دیتا چلا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ کفر پر اڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ○ {کہف ۱۰۲} کیا کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے جو میرے علاوہ میرے بندوں کو کارساز بنا رکھا ہے (تو بس کام چل جائے گا وہ کارسازی کریں گے۔ نہیں) بلکہ ہم نے ان کافروں کی مہمانی کے لئے جہنّم تیار کر رکھی ہے (جہاں ان کے وہ کارساز کچھ کام نہ آسکینگے)

پھر اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السّلام کا ذکر بطور عبرت کُفّار کو سُنایا اور پھر دوبارہ زندہ ہونے پر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ○ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ○ {مریم ۶۶-۶۷} انسان یہ کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ کیا اُسے یاد نہیں کہ ہم نے اُس کو پہلے بھی تو پیدا کیا تھا اور جب تو وہ کوئی چیز بھی نہ تھا۔

مسلمین سے تمسخر | مسلمین کی غربت دیکھکر کافروں نے مسلمین سے کہا :۔

قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا ۝ {مریم ۷۳}

بتاؤ ہم دونوں میں سے مقام کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور کس کی مجلسیں زیادہ شاندار ہیں۔

اس مادّہ پرستانہ ذہنیت کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَکَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْیًا ۝ {مریم ۷۴}

ہم نے ان سے پہلے بہت سی اُمّتوں کو ہلاک کر دیا حالانکہ وہ شان و شوکت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں (ان کی مادّی قوّت ان کے کچھ کام نہ آئی۔ اسی طرح اے کفّارِ مکّہ تم کو بھی نیست و نابود کر دیا جائے گا یہ جاہ و حشمت تمہارے کچھ کام نہیں آئے گی)

فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝ {مریم ۷۵}

اُس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ مکان کس کا بُرا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے۔

تسلّی | پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

فَلَا تَعْجَلْ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ {مریم ۸۴}

آپؐ ان کیلئے عذاب کی جلدی نہ کیجئے۔ بس ہم ان کے (دن) شمار کر رہے ہیں (عذاب آنے ہی والا ہے)

شرک فی الذّات کی تردید | کُفّارِ مکّہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے۔ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السّلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ شرک فی الذّات کم و بیش تمام قوموں میں پایا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَیْئًا اِدًّا ۝ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَکُلُّهُمْ اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ۝ {مریم ۸۸ تا ۹۵}

کافر کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے (اے کافرو) یہ بہت بڑی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو۔ قریب ہے، کہ اس بات سے آسمان پھٹ جائیں۔ زمین شق ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو جائیں (کیا) تم اللہ کیلئے اولاد تجویز کرتے ہو۔ یہ اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ کسی کو اولاد بنائے۔ آسمانوں اور زمین کے تمام لوگ اُس کے سامنے بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ اُس نے سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور سب قیامت کے دن فرداً فرداً اس کے سامنے پیش ہوں گے۔

دھمکی | پھر فرمایا کہ (شرک کی اتنی زبردست تردید کے باوجود اگر یہ لوگ اپنے شرک پر اڑے رہے تو سُن لیں کہ)

وَکَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِکْزًا ۝ {مریم ۹۸}

ہم نے ان سے پہلے کئی اُمّتوں کو ہلاک کر دیا (اے کافرو) کیا تم ان میں سے کسی کو کہیں دیکھتے ہو یا تمہیں کہیں انکی بھنک سُنائی دیتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کا ذکر فرمایا۔ ان کی قوموں کی تکذیب اور تباہی کا حال سُنایا اور ہر نبی کے ذکر کے بعد فرمایا:۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں لیکن اکثر لوگ [illegible]

مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ایمان نہیں لاتے اور (اے رسولؐ) بے شک آپؐ کا رب زبردست ہے، رحمت والا ہے (عذاب میں ڈھیل اُس کی رحمت کا تقاضہ ہے ورنہ اب تک کبھی کا عذاب آگیا ہوتا)

تصدیقِ نبوّت پھر اللہ تعالیٰ نے نبوّت کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ○ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○ {شعراء ۱۹۲}

بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے۔ اُس نے آپؐ کے دل پر اس کو القا کیا ہے تاکہ آپ (اسکے ذریعہ) لوگوں کو ڈرائیں یہ قرآن فصیح عربی زبان میں ہے (جس کا مقابلہ کرنے سے کفار عاجز ہیں) اور اس کی خبر پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ کیا ان کے لئے یہ چیز سند نہیں کہ علمائے بنی اسرائیل اس قرآن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

عذاب کا مُطالبہ کفّار نے پھر عذاب کا مُطالبہ دوہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ○ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝

کیا یہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی کر رہے ہیں اگر ہم ان کو چند سال اور دُنیوی فائدہ اُٹھانے بھی دیں (تو کیا ہوگا) جب وہ عذابِ موعود آجائیگا تو یہ فائدہ ان کے کس کام آئیگا۔

(یہ مادّی طاقتیں ان کو ہمارے عذاب سے بچا نہ سکیں گی)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {شعراء ۲۱۶}

اگر یہ اب بھی آپؐ کی نافرمانی کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے اعمال سے بیزار و بے تعلق ہوں۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○ {شعراء ۲۲۷}

اور عنقریب ان ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس جگہ یہ لوٹ کر جانے والے ہیں۔

شرک کی تردید شرک کی تردید برابر جاری رہی۔ کُفّارِ مکّہ کی سمجھ میں کسی طرح نہ آتا تھا کہ شرک میں کیا بُرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر سمجھایا۔ فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے:۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَاۗىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ○ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ اُس کے برگزیدہ نبیوں پر سلام ہو۔ کیا اللہ بہتر ہے یا ان کے شریک (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ کس نے آسمان سے پانی برسایا (ان کے کسی شریک نے یہ کام نہیں کئے بلکہ ہم ہی نے یہ سب کچھ کیا) اور (پانی برسانے کے بعد) ہم ہی نے اس کے ذریعہ سرسبز باغ اُگائے۔ تمہارے بس کی یہ بات نہ تھی کہ باغوں میں درختوں کو اُگاتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ (نہیں) مگر یہی (ناسمجھ) لوگ ہیں کہ (ناحق) کجروی کرتے ہیں

لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ {نمل ۵۹ تا ۶۵}

(اے رسولؐ) پھر ان سے پوچھئے کہ کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا؟ کس نے اس میں ندّی نالے بہائے؟ کس نے اس میں پہاڑوں کو نصب کیا اور کس نے (میٹھے اور کھاری) دو دریاؤں میں حدِّ فاصل رکھی، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (جو یہ کام کر سکے) لیکن ان میں سے اکثر لوگ (اتنی موٹی بات بھی) نہیں سمجھتے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ کون بے قرار کی فریاد کو سُنتا اور قبول کرتا ہے اور اُس کی مشکل کُشائی کرتا ہے۔ اور کون زمین میں تمہیں حکومت دیتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود (یا مشکل کُشا) ہے (نہیں کوئی مشکل کُشا نہیں ہے) مگر تم لوگ بہت کم غور کرتے ہو۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ بحر و برّ کی تاریکیوں میں کون تمہیں راستہ بتاتا ہے اور کون بارانِ رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہوائیں چلاتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود (اور راہبر) ہے (نہیں اللہ کے ساتھ کوئی معبود اور راہبر نہیں) اور اللہ ان کے شرک سے بہت بلند و بالا ہے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ بتاؤ کس نے پہلی بار پیدا کیا اور کون دوبارہ پیدا کریگا اور کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود (اور رازق) ہے (نہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ شرک پر اڑے ہوئے ہیں، تو اے رسولؐ ان سے) کہئے کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچّے ہو تو اس شرک کی کوئی دلیل پیش کرو۔ پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بھی ایسا نہیں جو غیب جانتا ہو سوائے اللہ کے اور ان (بزرگوں) کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ انہیں کب زندہ کیا جائے گا۔

کافر کہنے لگے کہ :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ○ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ {نمل ۶۷ و ۶۸}

جب ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر زندہ کئے جائیں گے۔ یہ وعدہ تو ہم سے اور ہمارے آباء و اجداد سے یونہی ہوتا آیا ہے۔ یہ تو بس قصّے کہانیاں ہیں، (حقیقت کچھ بھی نہیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○ {نمل ۶۹}

ان سے کہدیجئے کہ ذرا زمین میں سیر کر کے دیکھو کہ مجرمین کا کیا انجام ہوا (پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تکذیبِ قیامت کا کیا انجام ہوتا ہے)

اور (اے رسولؐ)

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا

آپؐ ان کے حال پر رنج نہ کریں اور نہ ان کی سازشوں سے

يَمْكُرُوْنَ ○ {نمل}

آزردہ ہوں۔

کافر کہنے لگے:۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {نمل} اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ (عذاب) کب پورا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ {نمل ع ۱۲}

آپ کہہ دیجئے کہ جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو کہیں وہ قریب ہی نہ ہو اور (اے رسولؐ) بے شک آپکا رب لوگوں پر فضل کرنے والا ہے (ورنہ عذاب جلدی بھیج دیتا، یہ اُس کا فضل و کرم ہے کہ عذاب میں تاخیر کر رہا ہے) لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

پھر فرمایا (کہ اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ:۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {نمل ۹۱ تا ۹۳}

مجھے یہی حکم ملا ہے کہ اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم بنایا۔ سب چیزیں اُسی کی ہیں۔ مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ میں مسلمین میں سے ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتا رہوں۔ پس جو شخص ہدایت قبول کریگا تو اُسکا ہی بھلا ہے اور جو گمراہی اختیار کریگا تو (اے رسولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ میں تو بس ڈرانے والا ہوں (میرا فرض تو بس اتنا ہی ہے کہ تمہیں ڈرا دوں) اور یہ بھی کہدیجئے کہ سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے۔ عنقریب وہ اپنی نشانیاں تم کو دکھائے گا اور تم ان کو پہچان لوگے (کہ وہ وعدہ کے مطابق رونما ہوئی ہیں) اور (اے رسولؐ) آپؐ کا رب ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے (وہ وقتِ مقررہ پر انکو انکے اعمال کی سزا دیگا)

دلائلِ نبوّت | پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام کا قصّہ بہت تفصیل سے سُنایا اور فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ {قصص ۴۴ تا ۴۶}

جب ہم نے موسیٰؑ کو رسالت سے سرفراز فرمایا تو آپؐ (طور کے) مغربی جانب (جہاں موسیٰؑ کو رسالت ملی تھی) موجود نہیں تھے اور (یہ ایک حقیقت ہے) کہ آپؐ اسے دیکھنے والوں میں سے نہیں ہیں اور ہم نے کئی اُمّتوں کو پیدا کیا پھر ان پر طویل مُدّتیں گذریں اور آپؐ مدین میں بھی نہیں تھے کہ انکو ہماری آیتیں پڑھکر سُناتے (بلکہ یہ ہمارا ہی کام ہے کہ) رسول بنا کر بھیجتے رہتے ہیں۔ اور جب ہم نے موسیٰؑ کو آواز دی تو اُس وقت بھی آپؐ طور کے کنارے پر کہیں موجود نہ تھے۔ مگر ہاں یہ اللہ کی رحمت ہے (کہ ان حالات سے آپؐ کو مطلع کیا) تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپؐ سے پہلے (ماضی قریب میں) کوئی رسُول نہیں آیا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

شرک کی تردید | رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ فرماتے رہے۔ شرک کی تردید بڑے شدّ و مدّ سے جاری

تھی۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۗ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۗ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

اور آپؐ کا ربّ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ اختیار رکھتا ہے۔ ان کے معبودوں کو کسی قسم کا اختیار نہیں (افسوس ہے کہ یہ پھر بھی انہیں پکارتے ہیں) اللہ ان کے شرک سے منزّہ و بلند و بالا ہے۔ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں اللہ سب کو جانتا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں۔ دنیا اور آخرت میں اُسی کی تعریف ہے۔ حکم اسی کا چلتا ہے اور اُسی کی طرف تم سب لوٹ کر جاؤ گے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت تک رات کر دے تو اللہ کے علاوہ کون معبود ہے جو روشنی کو لے آئے۔ کیا تم سُنتے نہیں (کہ تم سے کیا کہا جا رہا ہے) اور (اے رسولؐ) ان سے یہ پوچھئے کہ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن کر دے تو اللہ کے علاوہ کونسا معبود ہے جو رات لے آئے جس میں تم آرام کر سکو۔ کیا تم دیکھتے نہیں (کہ اللہ کے علاوہ سب مجبور ہیں تو پھر ان کو پکارنا، ان کی نذر و نیاز مضحکہ خیز چیز نہیں تو اور کیا ہے)

حضرت ابوبکرؓ اور ہجرتِ حبشہ توحید کی تبلیغ برابر جاری تھی۔ مؤمنین پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صبح و شام حضرت ابوبکرؓ کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ جب کُفّار نے مؤمنین کو طرح طرح کی تکلیفوں میں مُبتلا کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ مکّہ سے نکل کر حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ برکِ غماد میں پہنچے تو ان کو ابنِ دغنہ ملا جو قبیلۂ قارہ کا سردار تھا۔ کہنے لگا اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے تو میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ زمین میں سفر کروں اور اپنے ربّ کی عبادت کروں۔" ابنِ دغنہ نے کہا اے ابوبکر تم جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ تم ناداروں کے لئے کماتے ہو، صلۂ رحمی کرتے ہو۔ معاشرہ پر جو لوگ بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتے ہو۔ مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہو۔ حق کے کاموں میں مدد کرتے ہو۔ لہٰذا میں تم کو پناہ دیتا ہوں، واپس چلو اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ حضرت ابوبکرؓ واپس آ گئے۔ ابن دغنہ بھی ان کے ساتھ ہی آ گیا۔ شام کو ابنِ دغنہ اشرافِ قریش کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو ناداروں کیلئے کماتا ہے، صلۂ رحمی کرتا ہے۔ جو لوگ معاشرہ پر بار ہیں اُن کا بوجھ اُٹھاتا ہے مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے، حق کے کاموں میں مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابنِ دغنہ کی امان کو مسترد نہیں کیا۔ انہوں نے ابنِ دغنہ سے کہا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے ربّ کی عبادت اپنے گھر کے اندر کریں، اُسی میں نماز پڑھیں اور جو چاہیں پڑھیں لیکن ہمیں اپنی قرأت سے تکلیف نہ دیں۔ بلند آواز سے قرأت نہ کریں کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور ہماری اولاد فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائے۔ ابنِ دغنہ نے یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ

سے کہدیں۔ حضرت ابوبکرؓ کچھ عرصہ تک ان شرائط پر قائم رہے۔ اپنے گھر ہی میں عبادت کرتے، اپنی نماز میں بلند آواز سے قرأت نہ کرتے اور نہ اپنے گھر کے علاوہ کسی اور مقام پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ پھر ایک دن انکو یہ سُوجھی کہ اپنے گھر کے باہر میدان میں انہوں نے مسجد بنالی۔ اُس میں نماز پڑھنے لگے اور قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ مشرکین کی عورتوں اور بچّوں کا ان کے پاس ہجوم ہوجاتا تھا۔ وہ ان کی قرأت کو پسند کرتے اور انکی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بہت رونے والے آدمی تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہتا تھا۔ مشرکین میں سے اشرافِ قریش اس بات سے خوف زدہ ہوئے۔ انہوں نے ابنِ دغنہ کو بُلوایا۔ ابنِ دغنہ اُن کے پاس گیا۔ اشرافِ قریش نے اس سے کہا کہ ہم نے تمہاری امان پر ابوبکر کو پناہ دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے ربّ کی عبادت کریں، لیکن انہوں نے اس شرط کی خلاف ورزی کی۔ باہر میدان میں انہوں نے مسجد بنالی اور علی الاعلان نماز اور قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچّے فتنہ میں مُبتلا نہ ہوجائیں، لہٰذا تم انہیں منع کرو۔ اگر وہ صرف اپنے گھر کے اندر رہ کر اپنے ربّ کی عبادت کرسکتے ہیں تو کریں اور اگر وہ نہ مانیں اور علی الاعلان ہی نماز اور قرآن پڑھنے پر اصرار کریں تو ان سے کہو کہ تمہارا ذمّہ تمہیں واپس کر دیں، کیونکہ ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہاری امان کی توہین کریں۔ ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ ابوبکر کے اس اعلان کو برقرار نہ رہنے دیں گے۔ ابنِ دغنہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا "تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کس شرط پر تم سے معاہدہ کیا تھا۔ پس اگر تم اس پر قائم رہو تو ٹھیک ہے ورنہ میرا ذمّہ واپس کر دو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ اہلِ عرب یہ بات سُنیں کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن میری امان ضائع کر دی گئی"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں تمہاری امان واپس کرتا ہوں اور اللہ عزّ وجلّ کی امان سے راضی ہوں۔[1]

حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خواب میں حضرت عائشہؓ سے نکاح

ان ہی ایّام میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خواب میں دو مرتبہ دیکھا۔ اس طرح کہ وہ ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی تھیں اور کوئی اُن کو گود میں اُٹھا کر یہ کہتا تھا کہ یہ آپؐ کی زوجہ (مُطہّرہ) ہیں۔ آپؐ مُنہ کھول کر دیکھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ عائشہؓ ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو ایسا ہوجائے گا۔[2]

(اللہ تعالیٰ کے اِس اشارہ پر) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میں تو آپؐ کا بھائی ہوں"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اللہ کے دین اور اُس کی شریعت میں میرے بھائی ہو (یعنی دینی بھائی ہو حقیقی بھائی نہیں) اور وہ میرے لئے حلال ہیں"۔[3]

غرض یہ کہ ۲ سنہ قبل ہجرت ماہ شوّال میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نکاح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہوگیا۔[4] حضرت عائشہؓ ہی وہ واحد زوجۂ مُطہّرہ ہیں جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شادی کے وقت کنواری تھیں۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ وکتاب الاجارہ باب جوار ابی بکرؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ وکتاب النکاح باب نکاح الابکار۔

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج الصغار من الکبار۔

[4] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔ صحیح مسلم کتاب النکاح (شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)

[5] صحیح بخاری کتاب النکاح باب نکاح الابکار۔

نکاح کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ سال تھی[1]۔ مہر پانچ سو درہم مقرر ہوا[2]۔ نکاح تو ہو گیا لیکن اُس وقت حضرت عائشہؓ کو وداع نہیں کیا گیا[3]۔

طفیل بن عمر دوسی کی آمد تقریباً اسی زمانہ میں حضرت طفیل بن عمر دوسیؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اگر آپؐ کو مضبوط قلعہ کی ضرورت ہے تو ہمارے ہاں تشریف لے چلئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ درخواست قبول نہیں فرمائی[4]۔

معجزۂ شقّ القمر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل تبلیغ میں مصروف رہے۔ نبوّت کے دلائل بھی دیتے رہے، مثلاً :-

① نبوّت سے پہلے کسی کے سامنے زانوئے ادب طے نہ کرنا۔ لکھنا پڑھنا نہ آنا۔
② قرآن مجید کے مقابلہ کے لئے چیلنج۔
③ اخبارِ غیب مثلاً انبیاء علیہم السّلام کے حالات بیان کرنا۔
④ کُفّارِ مکّہ کے مطلوبہ قصّوں کی تفصیل بیان کرنا مثلاً یوسُف علیہ السّلام کا قصّہ، ذوالقرنین، اصحابِ کہف وغیرہ کے قصّے۔
⑤ ایک ہی واقعہ کو مختلف انداز اور الفاظ سے بیان کرنا۔
⑥ اپنی شخصیت کو پیش کرنا۔
⑦ کُفّار کو چیلنج کہ وہ جو تدبیر آپؐ کے خلاف کرنا چاہیں کریں اور آپؐ کو مہلت نہ دیں۔

لیکن کُفّارِ مکّہ کسی اور معجزہ کے خواہاں تھے۔ وہ کسی مادّی نشانی کے طلبگار تھے۔ مندرجہ بالا معجزات کی حقیقت ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ انہوں نے پھر کسی مادّی معجزہ کا مطالبہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت مع چند صحابہؓ کے منیٰ میں تھے۔ کُفّار کی درخواست پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں شقّ القمر کا معجزہ دکھایا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا حراء پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا حراء پہاڑ کے دامن میں تھا اور حراء پہاڑ دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "گواہ رہو، گواہ رہو"[5]۔

کُفّارِ مکّہ اس معجزہ کو دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے اور اس کو جادو بتانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ○ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ○ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ○ {القمر}

عذاب کی گھڑی قریب آپہنچی۔ چاند شق ہو گیا۔ اور یہ کافر جب کبھی کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جادو تو ہوتا ہی آیا ہے (یہ بھی جادو ہے) انہوں نے معجزہ کو جُھٹلایا۔ اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ (ہمارے ہاں) ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے (بس اب وہ وقت قریب

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔
[2] صحیح مسلم باب الصداق عن عائشہؓ
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب انکاح الرجل ولدہ الصغار۔
[4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب قاتل نفسہ لایکفر عن جابرؓ
[5] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ قمر عن ابنِ مسعودؓ و ابنِ عباسؓ و انسؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و باب انشقاق القمر (مذکورہ بالا بیان تمام روایتوں کا مجموعی بیان ہے)
صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ والجنّۃ والنّار باب انشقاق القمر عن ابن مسعودؓ و ابن عمرؓ و ابنِ عباسؓ و انسؓ نحوہ

صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سینۂ مبارک ہنسلی سے لیکر پیٹ تک چاک کیا گیا، پھر سینہ اور شکم مبارک کو آبِ زمزم سے دھویا گیا، پھر ان کو حکمت و ایمان سے پُر کر دیا گیا۔ دل کو بھی دھویا گیا اور اُسے بھی ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک سفید طویل جانور لایا گیا جو خچّر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جس کو بُراق کہا جاتا ہے۔ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پڑتی تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس پر سوار کیا گیا۔ جبریل علیہ السّلام بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک سُرخ ٹیلہ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو دیکھا، وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیت المقدس پہنچے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بُراق کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السّلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجدِ اقصےٰ میں داخل ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام نماز پڑھ رہے ہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر نماز (باجماعت) قائم ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انبیاء علیہم السّلام کی امامت کی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کہنے والے نے کہا کہ "اے محمدؐ یہ مالک ہیں جو دوزخ کے داروغہ ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کی طرف متوجّہ ہوئے تو مالک نے پہلے سلام کیا۔

بیت المقدس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے دو پیالے لائے گئے۔ ایک میں شراب تھی دوسرے میں دودھ تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو دیکھا اور دودھ کے پیالے کو لے لیا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا اللہ ہی کیلئے سب تعریف ہے (اسی کا شکر ہے کہ) جس نے آپؐ کو فطرت کی ہدایت کی، اگر آپؐ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپؐ کی (ساری) اُمّت گمراہ ہو جاتی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہلے آسمان پر | پھر حضرت جبریلؑ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو لے کر اُوپر چلے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آسمانِ دُنیا پر پہنچے تو حضرت جبریلؑ نے دربان سے کہا "دروازہ کھولو" دربان نے پوچھا "کون ہے؟" اُنہوں نے جواب دیا کہ "جبریل"۔ دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمدؐ ہیں۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا ہاں، بُلائے گئے ہیں۔ دربان نے کہا مرحبا۔ خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھول دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت آدم علیہ السّلام کے پاس پہنچے۔ حضرت آدم علیہ السّلام بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے باپ آدم علیہ السّلام ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا، حضرت آدم علیہ السّلام نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا مرحبا اے صالح بیٹے! اے صالح نبی۔ آدم علیہ السّلام کے داہنی طرف کچھ اشخاص تھے اور بائیں طرف بھی کچھ اشخاص تھے۔ وہ جب اپنی داہنی طرف دیکھتے تھے تو ہنس دیتے تھے اور جب بائیں طرف دیکھتے تھے تو رو دیتے تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ داہنے اور بائیں اُن کی اولاد کی رُوحیں ہیں۔ داہنی طرف والے جنّتی ہیں، بائیں طرف والے دوزخی ہیں، اسی لئے دائیں طرف دیکھکر ہنس دیتے ہیں اور بائیں طرف دیکھکر رو دیتے ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دوسرے آسمان پر | پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دوسرے آسمان پر پہنچے۔

آگیا ہے) ان کو ایسے واقعات کا علم ہو چکا ہے جن میں سراسر عبرت ہے۔ ان کے پاس کامل دانائی کی بات بھی آچکی ہے۔ لیکن (پھر بھی ہمارا) ڈرانا ان کے لئے مفید ثابت نہیں ہوا (لہٰذا جس طرح گذشتہ قوموں پر عذاب نازل ہوا اسی طرح ان پر بھی عذاب نازل ہونیوالا ہے)

پھر فرمایا کہ (دُنیوی عذاب کے بعد ایک عذاب اور بھی ہے اور وہ اُس دن واقع ہوگا)

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ {قمر} جس دن ایک بُلانے والا ایک ایسی چیز کی طرف بُلائے گا جس سے (ان کے ذہن بھی) آشنا نہیں۔

دھمکی | پھر اللہ تعالیٰ نے چند انبیاء علیہم السّلام کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ ان کی قوموں نے معجزات آنے کے بعد بھی انبیاء علیہم السّلام کو جُھٹلایا تھا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ {قمر} پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا (اسی طرح اے کُفّار تم بھی عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ)

پھر فرمایا (اے کافرو!)

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ {قمر} کیا تمہارے (زمانہ کے) کافران گذشتہ اُمّتوں کے کُفّار سے برتر ہیں یا تمہارے لئے پہلی کتابوں میں کوئی تحریری ضمانت ہے کہ (اس تحریری ضمانت کی بناء پر) تم عذاب سے محفوظ رہو گے۔

کُفّار نے کہا:۔

يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ۝ {قمر} ہماری جماعت بڑی مضبوط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ {قمر} عنقریب یہ جماعت (جس پر ان کو ناز ہے) شکست کھائیگی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

پھر فرمایا (کہ غور سے سُنو اور عبرت حاصِل کرو)

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ {قمر ۵۱ تا ۵۳} تحقیق ہم تم جیسے منکرین کی کئی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ پھر ہے کوئی جو عبرت حاصِل کرے؟ ان لوگوں نے جو کچھ اعمال کئے تھے سب ان کے اعمالناموں میں محفوظ ہیں۔ ہر چھوٹا اور بڑا عمل ان میں محفوظ کر دیا گیا ہے (ان کے تمام اعمال کا بدلہ انہیں قیامت کے روز مل جائیگا)

معراج | تقریباً ان ہی ایّام میں اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ نبوّت سے قبل خواب میں جو معراج رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہوئی تھی اب اُس کی تعبیر کا وقت آپہنچا تھا جسدِ مبارک کے ساتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عالمِ بیداری میں آسمانوں پر تشریف لے گئے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

"رات کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کی چھت پھٹی۔ جبریل علیہ السّلام تشریف لائے (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مسجد لے گئے) پھر اس حالت میں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیتُ اللہ کے قریب حطیم میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں لیٹے ہوئے تھے (یعنی ابھی نیند کے اثرات زائل نہیں ہوئے تھے) کہ رسُول اللہ

دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا "جبریل" دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا محمدؐ ہیں۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں، بُلائے گئے ہیں۔" دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھول دیا۔ وہاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُلاقات حضرت عیسٰی علیہ السّلام اور حضرت یحییٰ علیہ السّلام سے ہوئی۔ عیسٰی علیہ السّلام متوسّط قد، متوسّط اعضاء، سُرخ و سفید رنگ کے سیدھے بال والے آدمی تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ ابھی نہا کر حمّام سے نکلے ہیں۔ عیسٰی علیہ السّلام اور یحییٰ علیہ السّلام خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ عیسٰیؑ اور یحییٰؑ ہیں ان کو سلام کیجیے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا، پھر فرمایا مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی!

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیسرے آسمان پر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیسرے آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے۔ جواب دیا "جبریل" دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "محمدؐ ہیں" دربان نے پوچھا "کیا بُلائے گئے ہیں؟" حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں، بُلائے گئے ہیں۔" دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھول دیا۔ وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ملاقات حضرت یوسُف علیہ السّلام سے ہوئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اُنہیں حُسن و جمال کا ایک وافر حصّہ عطا ہوا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ یوسُفؑ ہیں، انہیں سلام کیجیے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ حضرت یوسُف علیہ السّلام نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چوتھے آسمان پر پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چوتھے آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا "جبریل"۔ دربان نے پوچھا "تمہارے ساتھ کون ہے؟" حضرت جبریلؑ نے جواب دیا "محمدؐ ہیں"۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں، بُلائے گئے ہیں"۔ دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ پھر دروازہ کھولدیا۔ وہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُلاقات حضرت ادریس علیہ السّلام سے ہوئی۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ ادریسؑ ہیں، اِنہیں سلام کیجیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا "مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی"۔ یہی وہ نبی ہیں جن کے متعلق اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے "وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا" ہم نے ادریس کو ایک بلند مقام پر اُٹھالیا۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پانچویں آسمان پر پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پانچویں آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا "کون ہے؟" حضرت جبریلؑ نے جواب دیا کہ "جبریل"۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "محمدؐ ہیں" دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا "ہاں بُلائے گئے ہیں"۔ دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مُلاقات حضرت ہارون علیہ السّلام سے ہوئی۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ ہارون ہیں، اِنہیں سلام کیجیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام کیا۔ اُنہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا "مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چھٹے آسمان پر پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ دربان نے پوچھا کون ہے؟ اُنہوں نے کہا "جبریل"۔ دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "محمدؐ ہیں"۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ حضرت جبریلؑ نے کہا "ہاں بُلائے گئے ہیں"۔

دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ، دراز قامت، پیچدار بال والے آدمی تھے۔ وہ قبیلۂ شنوءہ کے مردوں کے مشابہ معلوم ہوتے تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "یہ موسیٰؑ ہیں۔ انہیں سلام کیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا مرحبا اے صالح بھائی! اے صالح نبی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ "اے رب یہ لڑکا میرے بعد نبی بنایا گیا۔ اس کی اُمت کے لوگ میری اُمت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے (اس لئے فرطِ انبساط سے مجھے رونا آگیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں آسمان پر پہنچے (دروازہ کھلوایا گیا) دربان نے پوچھا کون ہے؟ جواب دیا "جبریل"۔ دربان نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ حضرت جبریلؑ نے جواب دیا کہ "محمدؐ ہیں"۔ دربان نے پوچھا کیا بُلائے گئے ہیں؟ جواب دیا "ہاں بُلائے گئے ہیں"۔ دربان نے کہا مرحبا، خوش آمدید۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور وہ صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ حضرت جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے باپ (ابراہیمؑ) ہیں۔ انہیں سلام کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا مرحبا اے صالح بیٹے، اے صالح نبی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیت المعمور کو بلند کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا "یہ کیا ہے؟" حضرت جبریلؑ نے کہا یہ بیت المعمور ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب وہ نکل جاتے ہیں تو واپس کبھی نہیں لوٹتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے، یہاں پہنچکر زمین والے رُک جاتے ہیں اور اُن سے جو لینا ہوتا ہے وہ لے لیا جاتا ہے۔ اور جو اوپر سے اُترتے ہیں وہ یہاں آکر رُک جاتے ہیں اور ان سے جو لینا ہوتا ہے وہ لے لیا جاتا ہے۔ اس بیری کے بیر ہجر کے مٹکوں کے برابر اور پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے۔ اللہ کے حکم سے اس کو جس چیز نے ڈھانک لیا تھا ڈھانک لیا تھا۔ مخلوق میں سے کسی کو طاقت نہیں کہ اس کے حُسن کو بیان کرسکے۔ اس بیری کی جڑ میں سے چار نہریں نکلتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان میں سے دو نہریں (دنیا والوں سے) پوشیدہ رکھی گئیں اور دو نہریں (دنیا والوں پر) ظاہر کر دی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا (کہ یہ نہریں کیسی ہیں؟) حضرت جبریلؑ نے کہا "پوشیدہ نہریں جنت میں ہیں اور ظاہر نہریں نیل اور فرات ہیں[۱]"۔

---

[۱] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً یہ دونوں دریا سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے نکالے گئے اور پھر ان کو زمین پر منتقل کر دیا گیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان دونوں دریاؤں کا تعلق سدرۃ المنتہیٰ سے اب بھی باقی ہو۔ اس تعلق کا سمجھنا انسانی عقل سے بالاتر ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ریڈیو کے ذریعہ ہزاروں میل دور سے آواز سُنائی دیتی ہے لیکن بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ راکٹ کے ذریعہ چاند پر جانیوالوں کا تعلق زمین پر بدستور اُن لوگوں سے قائم رہتا ہے جو اُن کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر کوئی تعلق نظر نہیں آتا جب انسان مخلوق ہو کر ایسے محیر العقول کارنامے انجام دیسکتا ہے تو خالق، قادرِ مطلق کیلئے کیا مشکل ہے کہ وہ عقل سے بالاتر کام انجام دے۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم اس کی قدرت کے رازہائے سربستہ کو سمجھ نہیں سکتے إلّا ماشاءاللہ (زرونکی یہ توجیہ صرف سمجھانے کے لئے ہے حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے)

پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تین گلاس لائے گئے، ایک میں شراب، دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ کا گلاس لے لیا حضرت جبریلؑ نے کہا یہی وہ فطرت ہے جس پر آپؐ ہیں اور آپؐ کی اُمّت۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سدرۃ المنتہٰی سے آگے | پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور اُوپر لیجایا گیا۔ یہاں تک کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک ہموار مقام پر پہنچے۔ وہاں پہنچکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قلموں کے چلنے کی آواز آنے لگی۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے واپس ہوئے تو موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی۔ موسیٰ علیہ السّلام نے پوچھا "آپؐ کو کیا حکم ملا؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھ پر ایک دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔" موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا "میں لوگوں کو آپؐ سے زیادہ جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کیا ہے اور بے شک آپؐ کی اُمّت ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپؐ واپس جائیں اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کریں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے گئے۔ اوپر پہنچکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تخفیف کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے دس کم کر کے چالیس کر دیں پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوئے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سدرۃ المنتہٰی پہنچے تو آپنے حضرت جبریلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھا۔ اُن کے چھ سو پَر تھے۔ وہ سبز رفرف یعنی سبز جوڑا پہنے ہوئے تھے جس کے پھیلاؤ سے سارا اُفق بھر گیا تھا۔

واپسی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر موسیٰ علیہ السّلام کے پاس سے گذرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے پھر اُسی قسم کی گفتگو ہوئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اُوپر تشریف لے گئے۔ اللہ سے تخفیف کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر کے تیس کر دیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوئے۔ پھر موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی، پھر اُسی قسم کی باتیں ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اُوپر گئے۔ اللہ سے تخفیف کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے دس اور کم کر کے بیس کر دیں۔ وہاں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر واپس ہوئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی، پھر وہی باتیں ہوئیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی، اللہ عزّوجلّ نے دس اور کم کر کے دس نمازیں مقرر کر دیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں سے واپس ہوئے۔ موسیٰ علیہ السّلام سے پھر مُلاقات ہوئی اور پھر وہی باتیں ہوئیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر اوپر تشریف لے گئے۔ اللہ سے تخفیف کی درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے پانچ اور کم کر کے پانچ نمازیں مقرر کر دیں۔ واپسی میں پھر موسیٰ علیہ السّلام سے مُلاقات ہوئی۔ اُنہوں نے پوچھا کیا حکم مِلا؟ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔" موسیٰ علیہ السّلام نے کہا "آپؐ کی اُمّت ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کا خوب تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کی خوب جانچ کی ہے۔ آپؐ اپنے ربّ کے پاس جائیے اور اپنی اُمّت کیلئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کئی مرتبہ درخواست کر چکا ہوں، اب تو مجھے شرم آتی ہے۔ بس اب تو میں راضی ہوں اور (پانچ نمازوں کو) تسلیم کرتا ہوں۔"

واپسی | جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس ہوئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجلّ نے آپؐ کو پکارا اور کہا "میں نے اپنا

فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کر دی۔ میں ایک نیکی کا بدلہ دس نیکی دونگا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس ارادہ پر عمل نہیں کیا تو اُس کیلئے ایک نیکی لکھ دوں گا۔ اور جس نے بُرائی کا ارادہ کیا لیکن اس ارادہ پر عمل نہیں کیا تو وہ بُرائی نہیں لکھی جائے گی۔ اگر اس بُرائی پر عمل کر لیا تو (صرف) ایک بُرائی لکھی جائے گی۔ یہ اگرچہ پانچ نمازیں ہیں، لیکن ہر نماز دس نمازوں کے برابر ہے، اِس طرح پانچ نمازیں پچاس کے برابر ہوں گی۔ میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی (یعنی حساب و کتاب میں پچاس ہی رہیں گی اگرچہ ادا کرنے میں پانچ ہی کیوں نہ ہوں) پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُورۂ بقرہ کی آخری آیتوں کی بشارت دی گئی اور آپؐ کی اُمّت کے بڑے بڑے گناہوں کی بخشش کا مُژدہ سنایا گیا اُن لوگوں کیلئے جو شرک نہ کریں۔

اب پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سدرۃ المنتہٰے کی سیر کرائی گئی۔ اس پر ایسے رنگ چھا رہے تھے کہ آپؐ بیان نہ کر سکے کہ وہ کیا ہیں۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جنّت میں لیجایا گیا۔ اُس میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے موتی کے گنبد دیکھے۔ جنّت کی مٹّی کو دیکھا، وہ مُشک تھی۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالک داروغۂ جہنّم کو دیکھا۔ دجّال کو دیکھا۔ اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سی نشانیاں دیکھیں[1]۔

واپس آکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ واقعہ کفارِ قریش سے بیان کیا۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جُھٹلایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامِ ہجر میں کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے بیت المقدس کے متعلق پوچھنا شروع کیا (معراج کے واقعہ سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کبھی بیت المقدس تشریف نہیں لے گئے تھے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ان سوالات سے اتنا صدمہ ہوا کہ ایسا صدمہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اُسی وقت اللہ تعالےٰ نے بیت المقدس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے دیکھتے جاتے تھے اور کُفّار کو اُن کے سوالات کا جواب دیتے جاتے تھے[2]۔

معراج کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا گیا "کیا آپؐ نے اپنے ربّ کو دیکھا تھا؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے ایک نور دیکھا تھا، اُس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں[3]"۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس کا حجاب بھی نور ہے۔ اگر اُسے کھول دے تو اس کے چہرہ کی شعاعیں جہاں تک نظر جاتی ہے وہاں تک کی ہر چیز کو جلا کر بھسم کر دیں[4]۔

اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ میں یہ آیتیں نازل فرمائیں:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ عن مالک بن صعصعہؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب المعراج عن مالک بن صعصعہؓ وکتاب الصلوٰۃ عن ابی ذرؓ وکتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ عن ابنِ عباسؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم وکتاب التفسیر عن عائشہؓ وابنِ مسعودؓ تفسیر سورۂ نجم وکتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ عن عائشہؓ وابنِ مسعودؓ وکتاب التفسیر سورۂ بنی اسرائیل عن ابی ہریرہؓ۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء وذکر سدرۃ المنتہٰی وکتاب الفضائل باب موسیٰ علیہ السلام وکتاب الایمان باب ذکر المسیح بن مریم میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے، (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الاسراء وکتاب التفسیر سورۂ بنی اسرائیل عن جابرؓ۔ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح ابن مریمؑ عن جابرؓ وابی ہریرۃؓ نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ نورٌ انّی اراہٗ عن ابی ذرؓ

[4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ ان اللہ لا ینام عن ابی موسیٰؓ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○ {بنی اسرائیل}

وہ (اللہ) عجز و درماندگی کے عیب سے پاک ہے، جو اپنے بندے کو رات کے کچھ حصّہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصٰے تک لے گیا۔ جس کے اردگرد کے علاقہ کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اُس بندے کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں (یعنی آسمان وغیرہ کی سیر کرائیں)۔ بیشک اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے۔

معراج بحالتِ بیداری ہوئی اِس آیت میں لفظ "سُبحان" جس کے معنٰی ہیں کہ اللہ تمام کمزوریوں، مجبوریوں اور عیبوں سے پاک ہے، اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس سلسلہ میں جو بات بیان کی جا رہی ہے وہ بہت ہی عجیب و غریب ہے اگرچہ اللہ تعالٰی کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ وہ عجیب چیز معراج کا بیداری میں واقع ہونا ہے۔ اور یہی چیز درحقیقت تعجّب خیز ہے جس کو دور کرنے کیلئے لفظ 'سُبحان' استعمال ہوا۔ ورنہ خواب میں دیکھنا تو عجیب چیز نہیں کہ اس کے لئے لفظ 'سُبحان' استعمال کیا جائے۔

آیتِ مذکورہ بالا میں ذرا سا بھی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ یہ واقعہ خواب میں ہوا۔ لہٰذا بلاوجہ اس کو خواب پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ خواب پر محمول کرنے کیلئے دلیل چاہیئے اور وہ مفقود ہے۔

اگر یہ واقعہ خواب میں ہوا ہوتا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے کہ میں نے خواب میں اِس اِس طرح دیکھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی خواب کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ مزید برآں خواب کے واقعہ کو جُھٹلانے کی کُفّار کو کیا ضرورت تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی کُفّار سے یہ خواب بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کُفّار نے اسکی تصدیق کیلئے بطور آزمائش چند سوال کئے تھے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ کہہ سکتے تھے کہ میں نے تو ایک خواب دیکھا ہے اس میں تصدیق کی کیا ضرورت ہے۔ خواب کی تفصیلات کس کو یاد رہتی ہیں بلکہ بیداری میں دیکھنے والا بھی کسی عمارت کا تفصیلی نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔ اگر یہ خواب ہوتا تو کُفّار کے سوالات قابلِ وقعت نہ ہوتے اور نہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صدمہ ہوتا۔ کیونکہ یہ پورا واقعہ ایک معجزہ اور دلیلِ نبوّت کے طور پر واقع ہوا تھا لہٰذا کُفّار کے ہر قسم کے سوالات کے جوابات کیلئے بیت المقدس کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کر دیا گیا۔

معراج کے سلسلہ میں اللہ تعالٰی نے سُورۂ نجم کی آیات بھی نازل کیں۔ سلسلۂ کلام سے پہلے اللہ تعالٰی نے نبوّت کے دلائل دیتے ہوئے فرمایا:۔

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی ○ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ○ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ○ ذُوْ مِرَّۃٍ ؕ فَاسْتَوٰی ○ وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ○ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ○ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی ○ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ○ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ○ {النجم ۱ تا ۱۲}

تارے کی قسم جب بلند ہو۔ تمہارے ساتھی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ رستہ بھُولے ہیں نہ بھٹکے ہیں۔ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔ وہ وہی بات کہتے ہیں جو اُن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ ان کو نہایت قوّت والے (فرشتہ) نے تعلیم دی ہے۔ وہ بڑی طاقت والا ہے۔ اور جس وقت وہ (آسمان کی) ایک طرف اُونچی جگہ میں تھا تو اپنی (اصلی صورت میں) سارے کا سارا (پیغمبر کے سامنے) آ کھڑا ہوا۔ پھر قریب ہوا اور ان کی طرف اِتنا جُھکا کہ (دونوں میں) دو کمان کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اُس وقت

اللہ نے اپنے بندے پر جو وحی بھیجنی تھی بھیجی۔ جو کچھ رسُول نے دیکھا دل نے اُسے جھوٹ نہ جانا (یعنی حقیقت سمجھا خواب نہیں سمجھا) تو کیا جو کچھ وہ دیکھتے ہیں تم اس بارے میں ان سے جھگڑتے ہو۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ کو دو مرتبہ اُن کی اپنی اصلی شکل میں دیکھا جیسا کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ ایک مرتبہ اصلی صورت میں دیکھنے کا ذکر اُوپر کی آیتوں میں ہے۔ آیاتِ بالا کا تقاضہ یہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ دیکھا بیداری میں دیکھا۔ خواب کا کوئی شائبہ تک ان آیات سے مترشح نہیں ہوتا۔ خواب میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے دل اُس کی تصدیق نہیں کرتا۔ مندرجہ بالا آیتوں میں سے ایک آیت میں صاف صاف یہ مذکور ہے کہ جو کچھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا دل نے اُس کی تکذیب نہیں کی۔ اور یہی اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ آیاتِ بالا میں جس دیکھنے کا ذکر ہے وہ ظاہری آنکھوں سے بحالتِ بیداری دیکھنا ہے۔ ورنہ حضرت جبریلؑ کا آنا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب ہونا۔ آپؐ کو تعلیم دینا پھر وحی کرنا سب خواب و خیال کی باتیں ہو جائیں گی۔ اور نبوّت مشکوک ہو جائے گی۔ غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبریلؑ کو بحالت بیداری دیکھا۔ کُفّارِ مکّہ نے تکذیب کی اور جھگڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا جھگڑتے ہو، ایک دفعہ نہیں

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ○ {نجم ۱۳ تا ۱۵}

بلکہ اُنہوں نے ایک مرتبہ اور جبریل کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا ہے یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اُسی کے پاس جنّت الماوٰے ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ پہلی مرتبہ کا دیکھنا بیداری میں تھا تو لازماً دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس حضرت جبریلؑ کو دیکھنا بھی بیداری میں تھا۔ یعنی جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سدرۃ المنتہیٰ پہنچے ہیں تو آپ بیدار تھے نہ یہ کہ آپؐ خواب دیکھ رہے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ وہ منظر بھی عجب پُر کیف تھا)

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ○ مَا زَاغَ الْبَصَرُ جب بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ رسُول کی آنکھ نہ تو وَمَا طَغٰى ○ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ○ اور کسی طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ رسُول نے (اس موقع پر) اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات کا مشاہدہ کیا۔

ان آیات میں بھی خواب کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا۔ جو کچھ ذکر ہے وہ آنکھ کے متعلّق ہے۔ اور بڑے شد و مد سے یہ بات ثابت کی جا رہی ہے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھیں ہی تھیں جنہوں نے عجائبات کی نیرنگیوں کا مشاہدہ کیا۔ اور بڑے انہماک سے کیا۔

تصدیقِ نبوّت کیلئے معنوی معجزوں کے علاوہ شقّ القمر کے بعد یہ دوسرا صوری و ظاہری معجزہ تھا۔ لیکن افسوس کہ کُفّارِ مکّہ اب بھی اپنی ضد پہ اَڑے رہے۔ بیت المقدس کے متعلّق اپنے تمام سوالات کا تسلّی بخش جواب سُننے کے بعد بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے۔

نماز کا طریقہ اور اوقات دن و رات میں پانچ نمازیں فرض ہو چکی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے نماز کی رکعتیں مقرر کیں اور طریقہ اور اوقات کی تعلیم کا اہتمام کیا۔ ابتداء میں نماز کی دو دو رکعتیں مقرر کی گئیں[1]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرض الصلوٰۃ فی الاسراء عن عائشہ صدیقہؓ۔

اَوقات اور نماز کا طریقہ سکھانے کیلئے حضرت جبریلؑ ہر نماز کے وقت نازل ہوتے تھے۔ حضرت جبریلؑ امامت کرتے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے ساتھ اُن کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے۔[1]

عاشورہ کا روزہ رمضان کے روزے ابھی تک فرض نہیں ہوئے تھے لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے[2] اور مسلمین بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔[3]

کُفّار کی سرکشی کُفّار ابھی تک اپنی سرکشی میں مُبتلا تھے۔ شقّ القمر اور اسراء کے معجزات دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ {ابراہیم ۲۸ و ۲۹}

کیا آپؐ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت (یعنی بعثتِ رسُول) کو کُفر اور ناشُکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جا اُتارا۔ وہ گھر دوزخ ہے۔ یہ کافر اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے

قیامت، حشر و نشر اور جنّت و دوزخ کے بیانات سُن کر کُفّار کو عبرت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اُلٹا مذاق اُڑاتے تھے ایک دن :-

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ {طٰہٰ ۱۰۵}

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ (قیامت آئیگی تو) پہاڑوں کا کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۝ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝ {طٰہٰ ۱۰۵ تا ۱۰۹}

ان سے کہدیجئے کہ اللہ ان کو اُڑا کر بکھیر دیگا اور ان کو ہموار زمین میں تبدیل کر دیگا (وہ ایسی ہموار زمین ہوگی کہ) جس میں تم نہ کجی دیکھو گے نہ ٹیلا۔ اُس دن یہ لوگ ایک پُکارنے والے کے پیچھے چلینگے۔ اس کی پیروی سے انحراف نہیں کریں گے۔ اللہ کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی تو تو اُس وقت تمہیں سوائے خفی آواز کے کوئی اور آواز سُنائی نہ دیگی۔ اُس روز کسی کی سفارش کام نہ آئیگی سوائے اس کی سفارش کے جس کو رحمٰن اجازت دے اور اُس کی بات کو پسند فرمائے۔

پھر فرمایا :-

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ {طٰہٰ ۱۱۱}

اُس دن حیّ و قیّوم اللہ کے سامنے سب کے چہرے جُھک جائینگے اور وہی شخص نامُراد ہوگا جس نے ظلم کا بوجھ اُٹھایا ہو۔

پھر فرمایا :-

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب مواقیت الصّلوٰۃ وکتاب بدء الخلق ذکر الملائکۃ عن ابی مسعودؓ۔ وصحیح مسلم باب اوقات الصلوات الخمس۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ایّام الجاھلیۃ عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتابُ الصّوم باب صوم یوم عاشوراء۔

[3] صحیح مسلم کتاب الصّوم باب صوم یوم عاشوراء عن ابن عمرؓ۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ {طٰہٰ ۱۱۳}

اور ہم نے اِس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور مختلف الفاظ و انداز سے ڈرا بھی دیا ہے تاکہ یہ لوگ ڈر جائیں یا اللہ ان میں نصیحت (کو قبول کرنے کی صلاحیت) پیدا کر دے۔

دھمکی اس کے بعد پھر بطور دھمکی کے فرمایا کہ:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ {طٰہٰ ۱۲۴}

جو شخص ہماری نصیحت سے مُنہ موڑے گا ہم اُس کی معیشت میں بے چینی پیدا کر دیں گے (یہ تو دُنیا کا عذاب ہوا) اور قیامت کے روز اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔

پھر فرمایا:۔

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝ {طٰہٰ ۱۲۸}

کیا اس بات سے انہیں نصیحت نہیں ہوتی کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جن کے گھروں میں یہ آباد ہیں۔ عقل والوں کے لئے اس میں عبرت کی نشانیاں ہیں۔

عذاب کا مُطالبہ اور اس کا جواب کافروں نے پھر عذاب کا مُطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ {طٰہٰ ۱۲۹}

اگر آپؐ کے ربّ کی طرف سے عذاب کا وقت پہلے سے مقرر نہ ہوتا تو عذاب کبھی کا آچکا ہوتا۔

تسلّی اس جواب کا بھی اُنہوں نے مذاق اُڑایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ {طٰہٰ ۱۳۰ تا ۱۳۱}

جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپؐ اس پر صبر کیجئے اور طلوع و غروب آفتاب سے قبل اور کچھ رات کی ساعتوں میں اور دن کے اطراف میں اللہ کی تسبیح کرتے رہئے تاکہ (آپؐ کفار کی ایذا رسانیوں کو بھول جائیں اور) آپؐ کو خوشی و سکونِ قلب نصیب ہو اور دُنیوی زندگی کی جو نعمتیں ہم نے ان کفّار کو دے رکھی ہیں اُن کی طرف نظر نہ کیجئے، (یہ تو اس لئے ہے کہ) ہم انکی آزمائش کریں اور آپؐ کے ربّ کا دیا ہوا رزق بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے (یعنی آپؐ کیلئے جنّت ہے، جہاں کا رزق دنیا کے رزق سے بدرجہا بہتر ہے)

پھر مسلمین کو تسلّی اور تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {بقرہ ۲۸۴}

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (ایک وقت آئیگا کہ ہم زمین و آسمان کی نعمتوں سے تمہیں سرفراز فرمائینگے لیکن تمہارے دل میں کسی قسم کا شک یا تذبذب نہیں آنا چاہیئے ورنہ یاد رکھو کہ) اپنے دل کی جو باتیں تم ظاہر کرو گے اور جو چھپاؤ گے اللہ تم سے ان سب کا حساب لیگا۔ پھر جس کو چاہے گا معاف کر دیگا اور جس کو چاہے گا سزا دیگا (اللہ سب کچھ کر سکتا ہے، بے شک) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرامؓ پر سخت گراں گذری۔ ان کے دل اتنے خوف زدہ ہوئے کہ کسی دوسری چیز سے اتنے خوف زدہ نہیں ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا کہ اب تک ہمیں ایسے اعمال کا مکلف ٹھہرایا گیا تھا جن کی ادائیگی کی ہم میں طاقت ہے (یعنی) نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، لیکن اس آیت میں جو بات کہی گئی ہے اُس کی ہم میں طاقت نہیں ہے (خیالات پر ہم کیسے قابو رکھ سکتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسی بات کہنا چاہتے ہو جیسی تم سے پہلے اہلِ کتاب نے کہی تھی کہ "ہم نے سُن لیا لیکن نافرمانی کریں گے" بلکہ تم اس طرح کہو کہ "ہم نے سُنا، اطاعت کی اور تسلیم کر لیا۔ اے ہمارے ربّ ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور تجھ ہی سے معافی کے خواستگار ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بموجب صحابہ کرامؓ نے ان کلمات کو ادا کیا۔[1]

نزولِ سورۂ فاتحہ ایک دن حضرت جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں اُنہوں نے اُوپر سے آنے والی ایک آواز سُنی۔ اُنہوں نے اپنے سر کو اٹھایا۔ پھر فرمایا کہ "آسمان کا یہ دروازہ آج کھُلا ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں کھُلا۔" اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا یہ فرشتہ جو زمین کی طرف نازل ہوا ہے آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ فرشتہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ (اے رسولؐ) آپؐ کو خوشخبری ہو، دو نور آپؐ کو دئے گئے ہیں جو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دئے گئے۔ ایک نور سورۂ فاتحہ اور دوسرا نور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک حرف بھی اگر آپؐ پڑھیں گے تو آپؐ کو (آپؐ کی مطلوبہ چیز) دی جائے گی۔[2]

سورۂ بقرہ کی آخری آیتوں کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دیدی گئی تھی اور اب انکو نازل کیا گیا۔

جب دلوں کے وسوسہ اور خیالات کے متعلق آیت (بقرہ ۲۸۴) نازل ہوئی تھی تو اُس وقت صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق چند کلمات ادا کئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر فرما کر صحابہؓ کی تعریف و توصیف میں فرمایا:-

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ {بقرہ ۲۸۵}	جو چیز اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے اُس پر رسولؐ بھی ایمان لائے اور مؤمنین بھی (اور یہی نہیں بلکہ وہ تو) سب کے سب اللہ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں کہ) ہم رسولوں میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے (اور ہماری آیتیں سُن کر اِس طرح کہتے ہیں کہ) ہم نے تیرا حکم سُنا اور قبول کیا۔ ہم اطاعت کریں گے۔ اور اے ہمارے ربّ ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور ہم تجھ ہی سے معافی کے خواستگار ہیں۔

اس تعریف و توصیف کے بعد صحابہؓ کا خوف و ہراس دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان قولہ "ان تبدوا ما فی انفسکم" عن ابی ہریرۃؓ و ابن عباسؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب المساجد باب فضل سورۃ الفاتحہ عن ابنِ عباسؓ۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ ۚ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اللہ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اگر کوئی شخص اچھے کام کریگا تو اُس کا اجر اُسے ملیگا۔ بُرے کام کریگا تو اُس کی سزا پائے گا، اور (اے مؤمنو! تم اِس طرح دُعا کیا کرو کہ) اے ہمارے رب اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو اور اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کے ہم متحمّل نہ ہو سکیں ہمارے گناہوں کو معاف کر دے، ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے۔ کافروں کے مُقابلہ میں ہماری مدد فرما۔[1]

نماز میں سُورۂ فاتحہ کی فرضیّت | سُورۂ فاتحہ نازل ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز میں اسکا پڑھنا فرض کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ بغیر سُورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔[2]

نماز اور نماز کے اوقات و ارکان کی تاکید کی گئی۔ فرمایا:۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ {ماعون ۴ تا ۷}

اُن نمازیوں کی بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ جو رِیاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیز عاریتًا نہیں دیتے۔

گویا نمازیوں کے لئے تین چیزوں کو لازم کر دیا گیا:۔

① نماز کے اَوقات و ارکان کی حفاظت۔

② نماز خالِص اللہ کے لئے پڑھنا۔ کِسی کو دکھانے کے لئے نہیں۔ اللہ نے فرمایا "میں شرک سے بہت مستغنی ہوں جو کوئی ایسا عمل کریگا کہ اُس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کریگا میں اُس کو بھی چھوڑ دونگا اور اُس کے شرک کو بھی چھوڑ دونگا۔"[3]

③ نمازی کو با اخلاق ہونا چاہیئے کہ برتنے کی چیز کو عاریتًا دینے سے انکار نہ کرے۔ یعنی خالی نماز پڑھ لینا کافی نہیں۔

پھر نماز میں قرأت کو لازمی قرار دیا گیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۵}

جو کتاب آپؐ کی طرف وحی کی جا رہی ہے اُس کو پڑھا کیجئے اور نماز کو قائم کیجئے بیشک نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بڑا ہی اچھا کام ہے (اِسی میں بھلائی ہے اور خبردار) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے جانتا ہے۔

منصبِ نبوّت اور کتبِ سابقہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صفات | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان قولہ "ان تبدوا ما فی انفسکم" عن ابی ہریرۃؓ و ابن عباسؓ

[2] صحیح بخاری، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن عُبادہ بن صامتؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الزُّھد عن ابی ہریرۃؓ۔

برابر تبلیغ میں مصروف تھے۔ اللہ تعالیٰ بھی مسلسل گذشتہ اقوام کی سرگذشت سنا کر کفّار کو بار بار ڈرا رہا تھا۔ اب پھر موسیٰ علیہ السّلام کا پورا قصّہ سنا کر کافروں اور ایمان والوں دونوں کو متنبّہ کیا کہ رحمت کے حقدار کون لوگ ہیں۔ فرمایا:۔

عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ۫ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اعراف ۱۵۶، ۱۵۷)

میں اپنے عذاب کو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں (یعنی عذاب کا نزول قوانینِ الٰہیہ کے مطابق ہوتا ہے) اور رہی میری رحمت تو اُس نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے (اور یہ رحمت اگرچہ بڑی وسیع ہے لیکن) میں اس کو ان ہی لوگوں کیلئے لکھونگا جو متّقی ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں یعنی وہ لوگ جو اس رسُول نبیِّ اُمّی کی پیروی کرتے ہیں جس کے اوصافِ حمیدہ کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں بھی لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کاموں کا حکم دیتا ہے، بُرے کاموں سے روکتا ہے۔ پاک چیزیں ان کے لئے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اور ان پر سے (توہمات، رسوم اور خود ساختہ پابندیوں کے) بوجھ اور طوق جو ان پر پڑے ہوئے تھے اُتارتا ہے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لائے، اس کا ادب و احترام کیا، اس کو مدد دی اور جو نور (ہدایت) اس کے ساتھ نازل ہوا ہے اسکی پیروی کی وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اعلانِ نبوّتِ عامّہ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (اعراف ۱۵۸)

آپؐ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسُول بنکر آیا ہوں۔ اُس اللہ کا (رسُول) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود و حاکم نہیں، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، پس (اس) اللہ پر ایمان لاؤ اور اُس کے رسُول نبی اُمّی پر ایمان لاؤ جو خود بھی اللہ پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت یاب ہو جاؤ۔

ان ہی ایّام میں رات کے وقت مدینہ منوّرہ کے چند آدمیوں نے ایک گھاٹی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں کو مدینہ منوّرہ میں نقیب مقرر کیا، ان میں حضرت عبادہ بن صامتؓ بھی شامل تھے۔[1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر تبلیغ میں مصروف رہے۔ قیامت کے وقوع پر برابر زور دیا جا رہا تھا۔ اِسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

بیشک یہ قرآن ہی سیدھی راہ بتاتا ہے اور مؤمنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب وفود الانصار۔

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ {بنی اسرائیل ۹ و ۱۰}

ہے اور (یہ بھی بتاتا ہے کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کیلئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دھمکی | پھر عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ {بنی اسرائیل ۱۲}

نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم نے کئی اُمتوں کو نیست و نابود کر دیا اور (اے رسولؐ) آپکا ربّ اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے اور دیکھنے کیلئے کافی ہے (اگر کفّارِ مکّہ ایمان نہیں لائے تو انکا بھی وہی حشر ہوگا جو دوسری قوموں کا ہوا)

احکام کا نزول | توحید کے ساتھ اب اللہ تعالیٰ نے احکام نازل کرنے کا سلسلہ بھی جاری کر دیا۔ فرمایا:۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود و کارساز نہ بناؤ ورنہ مذموم اور ملامت زدہ ہو جاؤ گے۔ اور (اے رسولؐ) آپؐ کے ربّ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ عبادت صرف اُسی کی کرو۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہو۔ نہ جھڑکی دو بلکہ ان سے ادب سے بات کرو اور عجز و نیاز کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہو اور ان کیلئے اِس طرح دُعا کرتے رہو کہ اے ربّ ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں (رحم و شفقت کے ساتھ) پرورش کیا۔ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔ اگر تم نیک ہوگے تو پھر اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کیلئے اللہ بڑی بخشش کرنے والا ہے اور (اے مؤمنو) رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دیدیا کرو اور فضول خرچی نہ کیا کرو بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا بڑا ناشکرا ہے۔ اور اگر تم کو اپنے ربّ کی رحمت کی اُمید میں اُن کی طرف سے (مجبوری) رُوگردانی کرنی پڑے تو اُن کو نرمی سے سمجھا دو اور (اے رسولؐ) نہ اپنے ہاتھ کو بالکل تنگ کر لو اور نہ بالکل کھول ہی دو اور پھر ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ بے شک تمہارا ربّ جس کیلئے چاہتا ہے رزق کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔ اور (اے مؤمنو) اپنی اولاد کو مُفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ان کو بھی اور تم کو

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي
الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ
اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ
مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ
تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ
عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ
اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ
الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى
فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ {۲۲ تا ۳۹}

بھی ہم ہی کھلائیں گے۔ ان کا قتل کر دینا بڑا گناہ ہے۔ اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُری راہ ہے اور جس کا قتل کر دینا اللہ نے حرام کر دیا ہے اُسے قتل نہ کرو مگر ہاں حق کے ساتھ۔ اور جو شخص مظلوماً قتل کیا جائے تو ہم نے اُس کے ولی کو اختیار دیا ہے (کہ وہ ظالم سے بدلہ لے لے) لیکن اُس کے قتل میں زیادتی نہ کرے۔ بیشک (زیادتی کی صورت میں) اس کی مدد کی جائے گی۔ اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اچھے طریق سے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے۔ اور عہد کو پورا کیا کرو بے شک عہد کے متعلق باز پُرس ہوگی۔ اور (اے مومنو) ناپ کر دو تو پورا ناپ کر دو اور تولتے وقت ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔ اور جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اُس کے پیچھے نہ پڑو۔ بے شک کان، آنکھ اور دل سب سے باز پُرس ہوگی اور (اے مومنو) زمین پر اکڑ کر نہ چلو، تم زمین کو پھاڑ نہیں سکتے اور نہ تن کر پہاڑ کی بلندی تک پہنچ سکتے ہو۔ یہ تمام باتیں اللہ کو ناپسند ہیں۔ اور یہ بہت بُری باتیں ہیں۔ اور (اے رسولؐ) یہ حکمت کی باتیں آپؐ کے ربّ کی طرف سے آپؐ کی طرف وحی کی جا رہی ہیں۔ اور (اے رسولؐ) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود و حاکم نہ بنانا ورنہ تم ملامت زدہ اور راندۂ درگاہ بنا کر جہنّم میں ڈال دئے جاؤ گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اخلاق کی بھی تعلیم دی، سیاست اور تمدّن کے گُر بھی سکھائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب جلد ہی اسلامی ریاست قائم ہونے والی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ریاست کا ایک مختصر آئین نازل فرما کر صحابہؓ کو تربیت دینی شروع کر دی۔

شرک کی تردید ان احکام کے نزول کے بعد پھر کُفّارِ مکّہ سے سوال کیا گیا:۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ
الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ {۴۰ اسرا}

کیا اللہ نے تمہیں تو لڑکے دئے اور خود فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنایا۔ بے شک تم بڑی (نامعقول) بات کہتے ہو۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا
لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَ
تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ {۴۲ و ۴۳ اسرا}

ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ہوتے جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو وہ ضرور عرش والے کے پاس پہنچنے کا راستہ تلاش کر لیتے۔ اللہ ان مشرکین کی ان باتوں سے پاک ہے اور بہت بلند و بالا ہے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ ان کی تو یہ حالت ہے کہ)

وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ○ {۱۷/۴۶}

جب آپؐ قرآن میں اپنے پروردگارِ یکتا (و بے ہمتا) کا ذکر کرتے ہیں تو یہ نفرت کے ساتھ پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

اور (اے رسولؐ) ہمیں خوب معلوم ہے کہ :-

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ○ {۱۷/۴۷-۴۸}

جب یہ آپؐ کی باتیں سُنتے ہیں تو کس لئے سُنتے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں تو کہتے ہیں تم تو ایک ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہوئے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے (اے رسولؐ) آپؐ دیکھئے یہ آپؐ کیلئے کیسی کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ گمراہ ہو گئے ہیں لہٰذا سیدھے راستہ پر نہیں آسکتے۔

اور جب قیامت کا ذکر کیا گیا۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○ {۱۷/۴۹}

تو کہنے لگے کہ جب ہم مر کر ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا پھر از سرِ نو پیدا کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○ {۱۷/۵۰-۵۱}

آپؐ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا تمہارے خیال میں جو چیز ان سے بھی زیادہ سخت ہو وہ بن جاؤ (تم ضرور دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے) کافر کہنے لگے کہ ہمیں دوبارہ کون پیدا کر سکتا ہے اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ وہ پیدا کریگا جس نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا۔ یہ سُنکر اُنہوں نے سر جھکا دیا (اس دلیل کا انکار نہ کر سکے۔ لاجواب ہو کر یہ سوال کیا کہ آخر) یہ کب ہوگا۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ عجب نہیں عنقریب ہی ایسا ہو جائے۔

اخلاقی تعلیم | مؤمنین کو اخلاقی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ○ {۱۷/۵۳}

میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ خوبصورتی سے بات کیا کریں۔ (بد اخلاقی سے) شیطان فساد ڈلوا دیتا ہے اور وہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے کافرو)

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ○ {۱۷/۵۴}

تمہارا ربّ تم سے خوب واقف ہے۔ وہ اگر چاہے تو تم پر رحم کرے (اور ہدایت کی توفیق دے) اور چاہے تو تم کو عذاب دے (اس لئے کہ فی الحال تم اسی کے مستحق ہو) اور (اے رسولؐ) آپؐ ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجے گئے (کہ ان کو راہِ راست پر لانا آپؐ کی ذمہ داری ہو، آپؐ کا کام تو بس پہنچا دینا ہے)

اَولیاء اللہ کی خشیت | بعض آدمی بعض جنّات کی عبادت کرتے تھے۔ جنّات تو مُسلم ہو گئے لیکن وہ لوگ

پھر بھی لاعلمی میں ان کی عبادت کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں[1]۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ {بنی اسرائیل}

(اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے علاوہ معبود و مشکل کشا سمجھتے ہو انہیں پکارو (لیکن یاد رکھو) وہ تم سے تکلیف دور کرنے یا اس کو بدلنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اور (اے رسولؐ) جن کو یہ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے ہاں ذریعۂ تقرب تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں اللہ کا زیادہ مقرب ہے اور (اے رسولؐ) یہ مقربانِ خاص تو خود اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (اے رسولؐ) بے شک آپؐ کے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔

آیاتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے مقربانِ خاص (یعنی اولیاء اللہ) کو پکارنے کے سلسلہ میں ہدایت کی کہ وہ اگرچہ ولی ہوتے ہیں لیکن اُن کے اختیار میں یہ نہیں ہوتا کہ کسی کی تکلیف کو دُور کر دیں یا اس کو بدل ہی دیں لہٰذا ان کو پُکارنا بے سُود ہے۔ مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے اور بس۔

پھر شرک کی مزید تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے کافرو! یہ تمہارا عجیب رویّہ ہے کہ)

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝ {بنی اسرائیل}

جب تم کو سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو سوائے اللہ کے اور سب معبود گم ہو جاتے ہیں اور جب اللہ تمہیں نجات دیکر خشکی میں لے آتا ہے تو تم پھر اُس سے مُنہ موڑ لیتے ہو۔ (بات درحقیقت یہ ہے کہ) انسان بڑا ہی ناشُکرا ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے کافرو! اچھا یہ بتاؤ کہ خشکی پر آنے کے بعد)

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝ {بنی اسرائیل}

کیا تم محفوظ و مامون ہو جاتے ہو۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ خشکی ہی میں تمہیں دھنسا دے یا تم پر پتھروں کی بارش کر دے اور پھر تمہیں کوئی کارساز و مشکل کشا نہ ملے۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ دوبارہ تمہیں سمندر میں لے جائے اور پھر تیز آندھی چلا کر تمہارے کُفر کی سزا میں تمہیں ڈبو دے۔ پھر تمہیں کوئی ہم سے بدلہ لینے والا نہ ملے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ڈگمگا دینے کی کوشش

اس سے پہلے کُفّارِ مکّہ یہ کہہ چکے تھے کہ اِس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن آپؐ لے آئیں یا اس میں کچھ تبدیلی کر لیں تو ہم مان لیں گے۔ وہ اب بھی اسی کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اتنا مجبور کریں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شرک کی تردید میں نرم ہو جائیں یا شرک کی طرف سے چشم پوشی اختیار کر لیں۔ کچھ ایسی باتیں بھی کہہ یا کر دیں جس سے ہماری اشک شوئی ہو جائے۔ دل آزاری نہ ہو۔ ان تمام کوششوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

---

[1] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابنِ مسعود رضؓ۔

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

یہ کافر تو اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ آپؐ کو اُس وحی سے جو ہم آپؐ کی طرف بھیج رہے ہیں ڈگمگا دیں تاکہ آپؐ اسکے علاوہ کوئی اور وحی خود گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دیں تو پھر یہ آپ کو اپنا دوست بنا لیں۔ اور اگر ہم آپؐ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو پھر اس بات کا امکان ہو سکتا تھا کہ آپؐ کچھ اُن کی طرف جُھک جاتے (ثابت قدمی اللہ کے فضل اور توفیق سے ہوتی ہے۔ نبی کو یہ توفیق بدرجۂ اتم حاصل ہوتی ہے لہٰذا کیسا ہی خطرناک موقع کیوں نہ آئے اس کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی) اور اگر (بفرض محال) ایسا ہو جاتا (کہ آپؐ اُن کی طرف جُھک جاتے) تو ہم آپؐ کو زندگی میں بھی دوگنا عذاب دیتے اور مرنے پر بھی دوگنا عذاب دیتے۔ پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے (نبی تو ثابت قدم ہوتا ہی ہے۔ یہاں دراصل نبی کو خطاب کر کے مؤمنین کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ثابت قدم رہیں اور شرک کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کریں)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ {۱۷/۷۶-۷۷}

یہ کافر اس کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح آپؐ کو اس سرزمین (مکّہ) سے نکال دیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر یہ بھی آپؐ کے جانے کے بعد زیادہ عرصہ وہاں نہ رہ سکیں گے (قتل ہو جائیں گے یا مقہور و مغلوب) آپؐ سے پہلے جتنے رسُول ہم نے بھیجے ان کے بارے میں ہمارا دستور یہی رہا ہے اور آپؐ ہمارے دستور میں تغیّر و تبدّل نہیں پائینگے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

سورج ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازوں کو (بدستور) قائم رکھئے اور صبح (کی نماز میں) قرآن (زیادہ) پڑھا کیجئے۔ بیشک صبح کو قرآن کی تلاوت کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات کے وقت بیدار ہو کر کچھ دیر تہجّد کی نماز پڑھا کیجئے۔ یہ نماز آپؐ کے لئے زائد ہے۔ عنقریب اللہ آپؐ کو مقامِ محمود میں کھڑا کرے گا (یعنی میدانِ محشر میں شفاعتِ کبریٰ کا رُتبہ عطا فرمائیگا)

پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ جَاۗءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ {۱۷/۸۱}

آپ کہہ دیجئے کہ حق آگیا ہے۔ باطل جانے والا ہے اور بیشک باطل تو معدوم ہونے والا ہی ہوتا ہے (وہ حق کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتا)

کُفّار کہتے تھے کہ یہ قرآن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود گھڑ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝

کہ (اے رسولؐ، گھڑنا تو کُجا) اگر ہم اس وحی کو جو آپؐ کی طرف بھیجی گئی ہے محو کر دیں تو پھر آپؐ اس کے لئے ہمارے

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿بنی اسرائیل ۸۶ و ۸۷﴾

مقابلہ میں کوئی مددگار نہیں پائیں گے (یعنی وہ وحی جو ایک مرتبہ آچکی ہے محو ہو جائے تو اس کو بھی آپؐ نہیں بنا سکتے پھر جبکہ ابتداءً گھڑنا) اس وحی کا نزول اور بقاء یہ سب آپؐ کے ربّ کی رحمت ہے۔ بیشک آپؐ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

پھر فرمایا کہ (کافروں کا یہ کہنا غلط ہے کہ یہ قرآن آپؐ نے خود گھڑ لیا ہے) آپؐ ان سے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝

کہئے کہ اگر تمام انسان اور تمام جنات بھی اس کام پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا کلام بنائیں تو وہ ہرگز ایسا کلام نہ بنا سکیں گے، اگرچہ وہ سب مل کر ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔

پھر فرمایا کہ:۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

ہم نے قرآن میں لوگوں کیلئے سب ہی قسم کی مثالیں طرح طرح سے بدل بدل کر بیان کر دی ہیں (ہے کوئی جو اس طرح مختلف انداز و متنوّع الفاظ میں اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک ہی چیز کو بیان کر سکے) پھر بھی اکثر لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔

بار بار چیلنج دیا جا رہا تھا کہ لاؤ اس قرآن جیسا کوئی مضمون لاؤ لیکن کسی میں جرأت نہیں ہوئی کہ اس کی مثال پیش کرتا۔ لاجواب ہو کر پھر معجزہ کا مطالبہ کیا:۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ ﴿بنی اسرائیل ۹۰ تا ۹۳﴾

کہنے لگے کہ ہم آپؐ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ۱۔ آپ ہمارے لئے اِس زمین میں چشمہ نہ جاری کر دیں یا ۲۔ آپ کا کوئی کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو کہ جس کے بیچ میں آپ نہریں جاری کر دیں یا ۳۔ ہم پر آسمان گرا دیں جیسا کہ آپ اکثر کہا کرتے ہیں یا ۴۔ ہمارے سامنے اللہ کو اور فرشتوں کو لے آئیں یا ۵۔ آپ کا مکان سونے کا بنا ہوا ہو یا ۶۔ آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم ہرگز آپ کے چڑھنے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ وہاں سے کوئی کتاب لیکر آئیں جس کو ہم بھی پڑھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان تمام مطالبات کا جواب بہت جامع اور مختصر انداز میں دیا۔ فرمایا:۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ ﴿بنی اسرائیل ۹۳﴾

(اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ میرا ربّ تمام کمزوریوں سے پاک ہے (وہ ان تمام مطالبات کو پورا کرنے کی قدرت رکھتا ہے) لیکن میں تو ایک انسان ہوں جس کو اللہ نے رسول بنا دیا ہے (مجھ میں یہ قوّت نہیں کہ تمہارے مطالبات کو پورا کر سکوں)

کافر کہنے لگے کہ اگر آپؐ انسان ہیں جیسا کہ آپؐ کہہ رہے ہیں تو پھر انسان کو تو ہم رسُول نہیں مانتے۔ کوئی فرشتہ رسُول بنا کر بھیجا جاتا تو ہم اس کو تسلیم کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ {۱۷/۹۴-۹۵}

لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو وہ اس کو قبول کرنے سے صرف اس لئے انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے انسان کو رسُول کیوں بنایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان کے ساتھ رہتے ہوتے تو ہم فرشتے ہی کو رسُول بنا کر بھیجتے۔

پھر فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝ {۱۷/۹۶}

آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ (میری صداقت کیلئے کسی معجزہ کی ضرورت نہیں) بس میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی کافی گواہ ہے۔ وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

مطلوبہ معجزوں کی مذکورہ بالا طویل فہرست کے سلسلہ میں فرمایا کہ:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَاۗىِٕرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۝ {۱۷/۱۰۱-۱۰۳}

بیشک ہم نے موسیٰؑ کو نو معجزے دئے تھے۔ بنی اسرائیل سے پُوچھ کر (تصدیق کر لو) جب موسیٰؑ ان معجزات کے ظہور کے بعد کافروں کے پاس گئے تو فرعون نے کہا اے موسیٰؑ میں سمجھتا ہوں کہ تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ موسیٰؑ نے کہا یہ معجزے آسمانوں اور زمین کے ربّ کے علاوہ کسی نے نازل نہیں کئے۔ تمہارے سمجھانے کیلئے (یہ نازل کئے گئے ہیں) اور اے فرعون میں سمجھتا ہوں تو عنقریب ہلاک ہو جائے گا۔ پس فرعون نے موسیٰؑ کو نکالنے کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا (لہٰذا اس کی کیا ضمانت ہے کہ مطلوبہ معجزہ دکھانے کے بعد یہ ایمان لے آئیں گے۔ جبکہ گذشتہ قوموں کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہٹ دھرم لوگوں کیلئے معجزہ بیکار ثابت ہوتا ہے)

پھر فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ {۱۷/۱۰۵}

ہم نے اس کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ حق کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ اور ہم نے تو آپؐ کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے (یہ نہیں مانتے تو نہ مانیں)

ہجرت گاہ کے متعلق خواب اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ مکّہ سے کھجوروں کی زمین کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ وہ جگہ یمامہ ہے یا ہجر[1]

مسلمین کی ہجرت ۱۳ سنہ نبوی اس خواب کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب اور دیکھا جس میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و صحیح مسلم باب رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی موسیٰؓ۔

آپؐ کو پھر ہجرت گاہ بتائی گئی۔ وہ ایسی بستی تھی جس میں کھجور بہت تھے اور دو سنگستانوں کے درمیان واقع تھی۔ (اب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمجھ گئے کہ ہجرت گاہ مدینہ منوّرہ ہے) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس خواب کو صحابہؓ سے بیان کیا (اور ہجرت کی اجازت دی) سب سے پہلے حضرت مصعب بن عُمیرؓ اور حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے ہجرت کی۔ یہ دونوں مدینہ منوّرہ کے مسلمین کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان کے بعد حضرت عمّارؓ اور حضرت بلالؓ نے ہجرت کی، ان کے بعد بیس صحابہؓ اور چلے گئے جن میں حضرت عمرؓ بھی شامل تھے۔ غرض یہ کہ بہت سے صحابہؓ نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔ اس خبر کو سُن کر بہت سے لوگ جو ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے مدینہ منوّرہ چلے آئے۔[1]

اقتصادی، سیاسی اور اخلاقی ہدایات کا خلاصہ اسلامی آئین کے سلسلہ میں احکامِ الٰہی کا خلاصہ نازل ہو چکا تھا۔ اب پھر اللہ تعالیٰ نے بطور تتمّہ کے چند مزید ہدایات نازل فرمائیں۔ فرمایا:۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ {فرقان ۶۳ تا ۶۷}

رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے الجھتے ہیں تو سلام کہتے (ہوئے گذر جاتے) ہیں اور جو اپنے ربّ کے سامنے سجدہ و قیام میں رات گذارتے ہیں، جو اس طرح دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھ، بیشک اُس کا عذاب بڑی تکلیف دِہ چیز ہے۔ اور بیشک وہ بہت ہی بُری قیامگاہ اور بہت ہی بُری رہائش گاہ ہے اور (رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں) کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا خرچ کرتے ہیں اور نہ بُخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کسی نے سوال کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ حالانکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے بچّہ کو اس خیال سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگا۔" اُس نے پوچھا پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ (پھر سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ) تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ نے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ {فرقان ۶۸ و ۶۹}

(رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اُس جان کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر ہاں اس صورت میں کہ اس کا قتل کرنا از روئے شرع حق ہو، اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کام کریگا وہ سخت گناہ میں مُبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اُس کو دردناک عذاب ہوگا اور وہ ذلّت کیساتھ اس میں ہمیشہ رہیگا۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن عائشۃ صدیقہؓ و باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن براءؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفرقان، و صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الشرک اقبح الذنوب عن ابنِ مسعودؓ۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو کفارِ مکہ نے کہا ہم نے تو اللہ کے ساتھ (صفات میں) دوسروں کو برابری کا درجہ دیا، اُس جان کو قتل کیا جس کو اللہ نے حرام کیا تھا اور ہم نے فحش کام بھی کئے اور یہ کام بڑی کثرت سے کئے، اور اے محمدؐ تم جو کہتے ہو اور جس بات کی دعوت دیتے ہو وہ اچھی تو ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہم نے اب تک جو کام کئے ہیں اُن کا کفارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ {فرقان ۷۰، ۷۱}

جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور پھر اچھے کام کرتا رہا تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ تو بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے اور (یہ سمجھ لو کہ) جو شخص توبہ کر کے نیک عمل کرتا ہے وہی درحقیقت اللہ سے توبہ کرتا ہے[1]۔

اِسلامی وقار۔ اللہ کے بندوں کے مزید اَوصاف پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے کچھ اور اَوصاف بیان کئے۔ فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ {فرقان ۷۲ تا ۷۴}

(رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور اور جب بے ہودہ مشاغل اور تماشوں کے پاس سے انکا گذر ہوتا ہے تو بڑے وقار سے گذر جاتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان کو ان کے ربّ کے احکام یاد دلائے جاتے ہیں تو وہ ان پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سُن کر عمل کرتے ہیں) اور وہ لوگ جو اس طرح دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا پیشوا بنا۔

غرض یہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر تبلیغ کرتے رہے۔ کُفّار کے ہر اعتراض کا جواب دیتے رہے۔ ایمان لانے کے بعد تمام گناہوں کی مغفرت کی خوشخبری بھی سُنائی لیکن وہ ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسُولؐ)

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ {فرقان ۷۷}

ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو نہیں پکارتے تو اللہ کو بھی تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ تم جھٹلا چکے (اور کسی طرح نہیں مانتے تو) بس عنقریب تمہارے لئے سزا لازمی ہوگئی۔

یہ سزا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں دی تھی جنگِ بدر میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے کُفّار کی سخت گرفت کی[2]۔ (اور ان کی قوّت کو پامال کر دیا)

تسلّی کُفّارِ مکّہ کو الٹی میٹم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلّی کیلئے فرمایا:۔

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ

قرآنِ حکیم کی قسم بے شک آپؐ رسُولوں میں سے ہیں۔ آپؐ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۃ الزمر۔ وصحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابنِ عباس رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۃ الروم عن ابنِ مسعود رضؓ۔

الْمُرْسَلِيْنَ ○ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ تَنْزِيْلَ
الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ
فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ
فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ
اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○
وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ
خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○
وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ {یٰسٓ ۱ تا ۱۰}

سیدھے راستہ پر ہیں۔ یہ قرآن اللہ غالب اور مہربان نے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا کو (ماضی قریب میں) ڈرایا نہیں گیا تھا اور اس لئے وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے (لہٰذا آپ فکر نہ کریں) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں جس میں وہ ٹھوڑیوں تک پھنسے ہوئے ہیں، ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دی ہے اور پیچھے بھی۔ پھر ہم نے ان پر پردہ ڈال دیا ہے، لہٰذا انہیں کچھ نظر نہیں آتا (یعنی ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے ان کیلئے رکاوٹ ہی رکاوٹ ہے) آپ ان کو نصیحت کریں یا نہ کریں وہ ایمان نہیں لائینگے۔

پھر فرمایا:۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ {یٰسٓ ۳۰}

بندوں پر افسوس ہے کہ ان کے پاس جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے اس کا مذاق ہی اڑایا۔

دھمکی پھر فرمایا:۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ
الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ وَاِنْ
كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○ {یٰسٓ ۳۱ و ۳۲}

کیا کفارِ مکہ کو یہ نہیں معلوم کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا اور اب وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آسکتے یہ اور وہ سب کے سب ہمارے روبرو حاضر کئے جائیں گے۔

پھر فرمایا:۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا
هُمْ يُنْقَذُوْنَ ○ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى
حِيْنٍ ○ {یٰسٓ ۴۳ و ۴۴}

اگر ہم چاہیں تو انہیں فوراً غرق کر دیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ ان کو رہائی ملے۔ مگر یہ ہماری رحمت ہے کہ ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کیلئے ہم نے انہیں چھوڑ دیا ہے (تاکہ یہ مہلت کے زمانہ میں سنبھل جائیں اور اگر نہ سنبھلیں تو ہماری طرف سے حجت پوری ہو جائے)

جب کافروں سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو اور صرف اللہ کے راستہ میں اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے فقراء اور مساکین کی مدد کرو تو اس کا مذاق اڑاتے تھے اور مؤمنین سے کہتے تھے (یٰسٓ ۴۷)

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ
اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ {یٰسٓ ۴۷}

کہ کیا ہم ان لوگوں کو کھانا کھلائیں کہ جن کو اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا (اللہ ہی چاہتا ہے کہ یہ بھوکے مریں، تنگ حال رہیں) تم تو صریح غلطی میں ہو (کہ انکو کھلاتے ہو جنکو اللہ کھلانا نہیں چاہتا)

عذاب کا تقاضہ کفار نے پھر عذاب کا تقاضہ کیا۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ○ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً

کہنے لگے وہ وعدہ قیامت کب پورا ہوگا، اگر سچے ہو تو بتاؤ اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ بس ایک چنگھاڑ کے منتظر ہیں جو انکو

نَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ { یٰسٓ ۴۹ } اس حال میں یکایک پکڑ لیگی کہ وہ آپسمیں جھگڑ ہی رہے ہونگے۔

عذاب کا نہائیہ (ULTIMATUM) کُفّار کو سُنا دیا گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○ { یٰسٓ ۷۴، ۷۵ } کہ انہوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں۔ (اس خیال سے) کہ شاید وہ ان کی مدد کر سکیں، لیکن وہ اِن کی مدد کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے (ہمارا عذاب جو عنقریب آنے والا ہے اُس سے وہ ان کو نہیں بچا سکتے) بلکہ وہ سب ان کی (مخالف یا موافق) جماعت بن کر اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے (پھر وہ یا تو ان لوگوں کی شکایت کر کے بری الذّمّہ ہو جائیں گے یا اگر انہوں نے ہی اس شرک کی انہیں تعلیم دی تھی تو پھر ان ہی کے ساتھ وہ بھی پابجولاں ہوں گے)

تسلّی کُفّارِ مکّہ کے طرح طرح کے اعتراضات، تمسخر اور بے ہودہ باتوں سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم آزردہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ کو تسلّی دی۔ فرمایا (اے رسُولؐ)

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ { یٰسٓ ۷۶ } آپؐ ان لوگوں کی باتوں سے ملول نہ ہوں۔ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں ہمیں سب معلوم ہے۔

پھر فرمایا:۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ { یٰسٓ ۸۳ } وہ ذات پاک اور بے عیب ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے

(یہ کُفّار بھی ہم سے بھاگ کر کہاں جائیں گے، آخر ہمارے پاس آئیں گے پھر اپنے اعمال کی سزا بھگتینگے۔

کُفّار کی سازش جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی طرح توحید کی تبلیغ اور شرک کی مذمّت سے نہ رُکے نہ کسی قسم کے سمجھوتے کیلئے تیار ہوئے تو کُفّارِ مکّہ نے تنگ آکر

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○ { الانفال ۳۰ } متفقہ طور پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سازشیں کرنی شروع کر دیں کہ یا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا مکّہ سے نکال دیں۔ (اللہ فرماتا ہے کہ) وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنیوالا ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت ۱ھ

ہجرت گاہ کے متعلق جو خواب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا تھا اُس خواب کے اشارہ پر صحابۂ کرامؓ نے ہجرت شروع کر دی تھی۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع چند رفقاء کے مکّہ معظّمہ میں رہ گئے تھے۔ اگرچہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی جانے کی تیاری میں مصروف تھے لیکن حکمِ الٰہی کا انتظار تھا۔ اُدھر کُفّار اپنی سازشوں میں مصروف تھے۔ ایسے موقع پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تقریباً تمام رفقاء کو مدینہ منوّرہ روانہ کر دینا اور خود کافروں کے نرغہ میں رہ جانا آپؐ کے کمالِ شجاعت پر دالّ ہے۔

خوشخبری | ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے عین ایسے عالم میں جبکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کُفّار کے نرغہ میں تھے۔ ہر طرف سازشیں ہی سازشیں تھیں اللہ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوشخبری سُنائی۔ فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ مَن جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ {قصص ۸۵}

(اے رسُولؐ) جس اللہ نے آپ پر قرآن (کی تبلیغ اور اُس پر عمل کو) فرض کیا ہے وہ بیشک آپؐ کو واپس مکّہ لائیگا[1] اور (اے رسُولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ اُس شخص کو جانتا ہے جو ہدایت یاب ہے، اور اُس شخص کو بھی جانتا ہے جو صریح گمراہی میں ہے۔

جب کُفّارِ مکّہ کی ایذا رسانیاں کسی طرح ختم نہ ہوئیں تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی مدینہ منوّرہ جانیکی تیاری کی اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روانہ ہونے کی اجازت طلب کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم ابھی ٹھہرو۔ مجھے اُمّید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر قُربان ہو جائیں، کیا آپؐ کو بھی (مستقبل قریب میں) اجازت ملنے کی اُمّید ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں۔ پس حضرت ابوبکرؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رفاقت کی خاطر رُک گئے۔ اِس اثناء میں انہوں نے چار مہینہ تک دو اونٹنیوں کو درخت سمر کے پتّے خوب کھلائے[2] (تاکہ اونٹنیاں فربہ ہو جائیں)

کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی ہجرت کی اجازت مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا ۝ {بنی اسرائیل ۸۰}

آپؐ (روانہ ہوتے وقت) یہ دُعاء پڑھیں "اے میرے ربّ مجھے (مدینہ میں) اچھّی طرح داخل کر اور (مکّہ سے) اچھی طرح نکال اور اپنی طرف سے زور و قوت کو میرا مددگار بنا"

نبوّت کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں تیرہ سال تک رہے۔ پھر آپؐ کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔ حکم ملتے ہی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سفرِ ہجرت کا اہتمام شروع کر دیا[3]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ القصص عن ابن عباسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن عائشہ رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کم اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ والمدینۃ نحوہ۔

ایک دن ٹھیک دوپہر کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سر پر کپڑا باندھے ہوئے ایسے وقت تشریف لا رہے ہیں کہ اس سے پہلے اس وقت کبھی تشریف نہیں لائے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، اللہ کی قسم اِس وقت جو آپؐ تشریف لائے ہیں تو ضرور کوئی اہم کام ہے۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت طلب کی۔ آپؐ کو اجازت دی گئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لائے۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا "یہاں جو لوگ موجود ہیں اُنہیں باہر کر دو"۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ پر میرا باپ قربان ہو جائے یہ تو آپؐ ہی کے گھر والے ہیں۔ یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ عائشہؓ اور اسمارؓ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے یہاں سے جانے کا حکم مل گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسُولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے مجھے اپنی رفاقت میں لے لیجئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا" پھر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے اِن اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی آپؐ لے لیجئے میں نے ان کو سفر ہی کیلئے تیار کیا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قیمتاً لونگا"۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ وغیرھا نے جلدی سے سامانِ سفر تیار کیا۔ کچھ کھانا ایک چمڑے کے تھیلے میں رکھدیا۔ حضرت اسماءؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا "میرے پاس تھیلے کو باندھنے کیلئے سوائے میرے ازاربند کے اور کچھ نہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اس کے دو ٹکڑے کر لو"۔ حضرت اسماءؓ نے اپنے ازاربند کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک سے مشکیزہ اور تھیلے کا منہ باندھ دیا اور دوسرے ٹکڑے سے اپنے ازار کو باندھ لیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین (دو کمربند والی) ہو گیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اپنی سواریوں پر روانہ ہو گئے اور غارِ ثور میں جا کر چھپ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ تین رات اس غار میں رہے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ بھی رات غار ہی میں گذارتے تھے اور وہ اس زمانہ میں ایک سمجھدار اور ذہین نوجوان تھے۔ صبح کے وقت وہ وہاں سے چلے جاتے تھے اور مکّہ میں قریش کے ساتھ اس طرح صبح کرتے تھے گویا کہ رات کو بھی وہیں رہے ہوں، پس جو بات ان دونوں کے خلاف وہ مکّہ میں سُنتے تھے اُس کو محفوظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اندھیرا ہو جانے کے بعد آکر وہ بات ان دونوں کو پہنچا دیا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہؓ غار کے قریب بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب کچھ رات گذر جاتی تو وہ ان بکریوں کو ان کے پاس لیجاتے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ رات کو انہی بکریوں کا دودھ پی لیا کرتے تھے۔ صبح کو اندھیرے ہی میں عامرؓ بکریوں کو ہانک کر لیجایا کرتے تھے۔ تینوں راتوں میں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کی اس بات سے دوسرا کوئی چرواہا واقف نہ تھا۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ بنو دِیل میں سے ایک شخص کو اُجرت پر ملازم رکھ لیا تھا۔ یہ شخص بنو عبد بن عدی کے گھرانے کا ایک فرد تھا اور راستہ بتانے میں بڑا ماہر تھا۔ یہ شخص عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا۔ اور ابھی تک کُفّارِ قریش کے دین پر تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ نے اُسے اپنا امین بنایا (غارِ ثور پہنچکر) دونوں اونٹنیاں اُس کے حوالہ کر دیں اور اُس سے تین رات کے بعد بوقت صبح اونٹنیاں لانے کا وعدہ لے لیا۔

قریش کو معلوم ہوا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ روانہ ہو گئے ہیں تو اُنہوں نے ان دونوں کی تلاش کیلئے آدمی مقرر کیئے۔ یہ آدمی تلاش کرتے کرتے غارِ ثور کے مُنہ تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اوپر دیکھا تو اُن آدمیوں کے قدم نظر آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی، اگر ان میں سے کوئی اپنی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ لیگا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ، خاموش رہو، اُن دو آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔" پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اے ابوبکر)

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج { توبہ } — ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ { توبہ } — پھر اللہ نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو نظر نہ آتے تھے۔ اللہ نے کافروں کی بات کو پست کر دیا (اُن کی تدبیریں اُن کے کام نہ آئیں) اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے۔ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

تین رات کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ اندھیرے ہی میں غارِ ثور سے روانہ ہوئے۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی ساتھ تھے۔ اُس رہبر نے اِن لوگوں کو ساحل کے راستہ پر لگا دیا۔ یہ لوگ چلتے رہے۔ رات کو بھی سفر جاری رہا۔ دوسرے دن دوپہر تک جاگتے رہے (اور سفر کرتے رہے) اِسی اثنار میں راستہ میں ایک پتھر دکھائی دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے قریب گئے۔ پتھر کے دامن میں کچھ سایہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس جگہ صاف کیا اور وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیٹنے کیلئے ایک پوستین جس کو وہ اپنے ساتھ لیکر چلے تھے بچھا دیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پر لیٹ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ (نہیں لیٹے بلکہ) اُس پتھر سے دور جاکر یہ دیکھتے رہے کہ پکڑنے والوں میں سے تو کوئی اِس طرف نہیں آرہا۔ اتفاق سے انہیں ایک چرواہا نظر آیا جو کچھ بکریاں لئے ہوئے اُسی پتھر کی طرف سایہ حاصِل کرنے کیلئے چلا آرہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "تم کس کے غلام ہو؟" اُس نے کہا "میں فلاں شخص کا غلام ہوں" حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کیا تم دودھ دو ہو گے۔ اُس نے کہا "ہاں"[1]۔ پھر اس غلام نے ایک بکری پکڑی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اس کے تھن صاف کرو۔ اُس نے ایک ہانڈی بھر کے دودھ دوہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ظرف میں سے اس میں پانی ملایا، یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ دودھ لے کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا اور پلا کر بہت خوش ہوئے۔

اُس مقام سے پھر یہ لوگ روانہ ہوئے۔ سواری پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکرؓ پیچھے۔ حضرت ابوبکرؓ بوڑھے معلوم ہوتے تھے اور لوگ اُنہیں پہچانتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جوان (معلوم ہوتے) تھے اور کوئی آپؐ کو پہچانتا نہ تھا۔ مکّہ والوں نے جو آدمی آپؐ کے تعاقب میں روانہ کیئے تھے وہ (جب ان دونوں کے قریب پہنچتے تو) حضرت ابوبکرؓ سے پوچھتے تھے کہ یہ تمہارے آگے کون ہے[2]۔ حضرت ابوبکرؓ یہ جواب دیتے تھے کہ یہ ایک شخص ہے جو مجھے راستہ بتاتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی مُراد راستہ سے راہِ خیر ہوتی تھی اور وہ لوگ راہِ سفر سمجھ کر واپس ہو جاتے تھے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مالک کی طرف سے اس بات کا اختیار تھا کہ مسافر وغیرہ کو قیمتاً یا بلا قیمت دودھ پلا دے۔

[2] ان لوگوں کو یہ علم نہیں تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کو بھی پکڑ کر لانا ہے اور نہ اُنہیں یہ علم تھا کہ وہ جن کو گرفتار کرنا ہے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفر کر رہے ہیں۔

سُراقہ کا تعاقب اسی اثنار میں کُفّارِ قریش کے قاصد سُراقہ بن مالک بن جُعشَم کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ قریش نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکرؓ کو گرفتار کرکے لانے یا قتل کر دینے کی صورت میں ہر ایک کے عوض سَو اُونٹ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سُراقہ اُس وقت اپنی قوم بنو مُدلج کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان قاصدوں میں سے ایک اور شخص آیا اور اس مجلس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا اے سُراقہ بے شک میں نے ابھی چند لوگوں کو سَاحِل پر دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمدؐ اور ان کے اصحاب ہیں۔ سُراقہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ تو گیا کہ وہ وہی ہیں لیکن میں نے اُس سے کہدیا کہ وہ نہیں ہیں بلکہ تم نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا۔ وہ ابھی ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذرے ہیں۔ پھر سُراقہ کچھ دیر اور مجلس میں بیٹھے رہے۔ پھر وہاں سے اُٹھے۔ اپنے مکان میں داخل ہوئے، اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ اُن کا گھوڑا لے کر باہر جائے اور ٹیلے کے پیچھے اُسے لیکر کھڑی ہو جائے۔ پھر سُراقہ نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کی چھت پر چڑھے، نیزہ کی نوک زمین پر ٹکا دی اور اُس کے اوپر کا حصّہ جُھکا دیا اور (اُس کے ذریعہ) نیچے اُتر گئے۔ پھر وہ اپنے گھوڑے کے پاس پہنچے۔ اس پر سوار ہو کر اُسے بہت تیز دوڑایا تاکہ وہ جلدی سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچ جائیں (تھوڑی ہی دیر میں) وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے (قریب پہنچنا ہی تھا کہ) اُن کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس پر سے گر پڑے۔ پھر اُٹھے اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا۔ اس میں سے تیر نکالے اور ان سے فال نکالی۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھیوں کو نقصان پہنچائیں یا نہیں۔ فال میں وہ بات نکلی جس کو اُنہوں نے پسند نہیں کیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو گئے اور فال کی پرواہ نہ کی۔ اب اُن کا گھوڑا اُن کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اتنا قریب پہنچ گیا کہ اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قرأت سُنائی دینے لگی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے تھے، حضرت ابوبکرؓ کثرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے جا رہے تھے۔ اتنے میں اُن کو سُراقہ نظر آئے۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسُولؐ یہ سوار ہمارے قریب آگیا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈرو نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُڑ کر دیکھا اور دُعا کی کہ اللہ اسے گرا دے (دُعا کرتے ہی) سُراقہ کے گھوڑے کے اگلے پیر گھُٹنوں تک زمین میں دھنس گئے اور وہ اس پر سے پھر گر پڑے۔ سُراقہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ میرے لئے دُعا فرمائیں۔ میں آپؐ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی۔ آپؐ کی دُعا کی برکت سے انہیں نجات ملی۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے گھوڑے کو ڈانٹا تو بڑی مشکل سے اُس کے پیر باہر نکلے۔ جب گھوڑا سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کی وجہ سے بہت سا غُبار دھوئیں کے مثل آسمان تک بلند ہو گیا۔ گھوڑا ہنہنانے لگا۔ سُراقہ نے پھر تیروں سے فال نکالی اور پھر وہی چیز نکلی جس کو وہ پسند نہیں کرتے تھے لہٰذا اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ کو امان کے ساتھ پُکارا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھی ٹھہر گئے۔ سُراقہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اُن کے پاس پہنچ گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے ان تک پہنچنے میں جو دِقّت پیش آئی تو میں سمجھ گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کام (یعنی دین) غالب ہو جائے گا۔ سُراقہ نے عرض کیا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کیلئے انعام مقرر کیا ہے اور وہ آپؐ کے ساتھ ایسا ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر سُراقہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زادِ راہ اور کچھ سامان پیش کیا

لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ نہیں لیا اور نہ خود ہی کچھ طلب کیا۔ سُراقہ نے عرض کیا کہ آپؐ جو چاہیں مجھے حکم دیجئے (میں تعمیل کروں گا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم ابھی یہیں ٹھہرو اور کسی کو ہم تک نہ آنے دو۔ ہمارے حال کو چُھپاؤ (کسی پر ظاہر نہ کرو) سُراقہ نے عرض کیا "میرے لئے ایک پروانۂ امن لکھ دیا جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عامر بن فہیرہؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے (آپؐ کے حکم کی تعمیل میں) چمڑے کے ایک رقعہ میں تحریرِ امن لکھ دی۔ غرض یہ کہ سُراقہ جو دن کے اوّل حصّہ میں دشمن تھے آخر حصّہ میں دوست بن گئے۔ جو شخص بھی انہیں ملتا اُس سے کہتے کہ میں تمہارے لئے کافی ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِدھر نہیں ہیں۔ اس طرح وہ تمام تلاش کرنے والوں کو واپس کرتے رہے۔

وہاں سے روانہ ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کو پیاس محسُوس ہوئی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے ایک چرواہا گذرا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک پیالہ میں دودھ دوہا۔ اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پی لیا۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کو دودھ پلا کر بہت خوش ہوئے۔

مدینہ منوّرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آمد کا غلغلہ اثنائے راہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت زبیرؓ مع چند مسلم تاجروں کے ملک شام سے آتے ہوئے ملے۔ حضرت زبیرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید کپڑے پہننے کیلئے پیش کئے (ان دونوں نے وہ کپڑے پہن لئے)۔

مدینہ منوّرہ کے مسلمین نے جب مکّہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روانگی کی خبر سُنی تو وہ ہر روز صبح کو مقامِ حرّہ تک استقبال کیلئے آتے اور وہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ اُنہیں دوپہر کی گرمی واپس کرتی تھی۔ ایک دن وہ کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد جب لَوٹ کر واپس گھر پہنچے تو ایک یہودی مدینہ منوّرہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر کسی کام سے چڑھا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید لباس میں ملبوس مدینہ منوّرہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ ان کی (سفیدی اور چمک دمک کی) وجہ سے سراب غائب ہو گیا تھا۔ وہ یہودی بے ساختہ چیخنے لگا کہ اے گروہِ عرب وہ تمہارا مقصود آ پہنچا جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ یہ سُنتے ہی تمام مؤمنین ہتھیار لے کر اُمنڈ پڑے اور مقامِ حرّہ پہنچ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا استقبال کیا۔ وہاں سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم داہنی طرف مُڑ گئے، یہاں تک کہ چلتے چلتے آپؐ مدینہ کی ایک مرتفع (مضافاتی بستی یعنی) بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں جا کر اُترے۔ وہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا۔ حضرت ابوبکرؓ لوگوں سے ملاقات کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آتے تھے (اور اُنکو اللہ کا رسُول سمجھ رہے تھے) یہاں تک کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر دھوپ آگئی تو ابوبکرؓ نے (آپؐ کے پاس) کھڑے ہو کر آپؐ کے اوپر اپنی چادر سے سایہ کر لیا۔ اب لوگوں نے سمجھا کہ اللہ کے رسُولؐ یہ ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں چودہ دن قیام فرمایا۔ آپؐ نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ یعنی اس مسجد کی بنیاد ڈالی جس کی بنیاد تقوٰے پر ہے۔ اس مسجد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک دن آپؐ نے انصارِ مدینہ کو بُلوایا۔ انصار حاضرِ خدمت ہوئے۔ انصار نے سلام کیا پھر عرض کیا کہ آپ

دونوں اطمینان کے ساتھ مدینہ منوّرہ چلئے، ہم آپؐ کی اطاعت کریں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر سوار ہوگئے اور مدینہ منوّرہ کی طرف چلے۔ لوگ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چل رہے تھے۔ انصار نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ کو ہتھیاروں سے گھیر رکھا تھا۔ مدینہ منوّرہ میں ہر طرف یہی چرچا تھا کہ اللہ کے نبیؐ آرہے ہیں۔ لوگ بلندیوں پر چڑھ کر نظارہ کر رہے تھے۔ بہت سے مرد و عورت گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ لڑکے اور خادم راستوں میں پھیل گئے۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے یا محمدؐ یا رسُولَ اللہ، یا محمدؐ، یا رسُولَ اللہ (فرطِ خوشی سے) لوگ بار بار کہہ رہے تھے اللہ کے نبیؐ آگئے، اللہ کے نبیؐ آگئے۔ اہلِ مدینہ ایسے خوش تھے کہ اس سے پہلے ایسے خوش کبھی نہیں ہوئے تھے (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیام کے سلسلہ میں) جھگڑ رہے تھے، ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میرے ہاں قیام فرمائیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں عبدالمطلب کی ننھیال یعنی بنو نجار کے ہاں قیام کروں گا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر چلتے رہے، یہاں تک کہ اونٹنی اُس جگہ جا کر بیٹھ گئی جہاں بعد میں مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انشاءاللہ یہی ہماری منزل ہے۔ الغرض آپ اپنی ننھیال میں حضرت ابوایوبؓ کے مکان کے ایک جانب اُتر گئے۔ اور اُن کے گھر والوں سے باتیں کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا اسلام قبول کرنا

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منوّرہ تشریف لانے کی خبر ہوئی (خبر سنتے ہی انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آنیکا قصد کیا) اس وقت وہ اپنے باغ میں کھجوریں توڑ رہے تھے۔ انہوں نے جلدی سے کھجوریں رکھدیں اور کچھ کھجوریں ساتھ لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کچھ دیر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی باتیں سُنیں اور واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہمارے آدمیوں میں سے کس کا گھر (یہاں سے) سب سے زیادہ قریب ہے۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا "یا رسُولَ اللہ، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اچھا تم جاؤ اور ہمارے لیٹنے کا انتظام کرو۔ حضرت ابوایوبؓ نے کہا "آپ دونوں اللہ کی برکت کے ساتھ اُٹھئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (وہاں سے اُٹھے اور ابھی) ان کے مکان میں پہنچے ہی تھے کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ پھر حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا "میں آپؐ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جن کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ایک تو یہ کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ دوسری یہ کہ جنّتی سب سے پہلے کیا کھائیں گے؟ تیسری یہ کہ بچّہ اپنے ماں باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے ان باتوں کی خبر ابھی ابھی جبریلؑ دے کر گئے ہیں۔ انہوں نے کہا "کیا جبریلؑ فرشتہ نے آپؐ کو خبر دی ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں۔ اُنہوں نے کہا وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○ {بقرہ}

جو شخص جبریل کا دشمن ہے (اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ) تحقیق اُسی نے اللہ کے حکم سے یہ کتاب آپؐ کے قلب پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے،

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کی (سب سے پہلی) علامت یہ ہے کہ ایک آگ نکلیگی جو

لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگائیگی۔ جنّتیوں کا پہلا کھانا مچھلی کی کلیجی ہوگی۔ اور بچّہ اُس کے مشابہ ہوتا ہے جس کی منی رحم میں سبقت کرے اور غالب رہے۔ اگر ماں کی غالب رہے تو ماں کے مشابہ ہوگا اور اگر باپ کی غالب رہے تو باپ کے مُشابہ ہوگا"۔ یہ سُنتے ہی عبداللہ بن سَلامؓ نے اسلام قبول کرلیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں۔ آپؐ حق کے ساتھ آئے ہیں۔ پھر عرض کیا کہ "تمام یہودی جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں، ان کے سردار کا بیٹا ہوں۔ ان سب سے زیادہ عالم ہوں اور ان سب سے زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہوں۔ پس آپؐ یہودیوں کو بُلوائیے، وہ بہت جھوٹے اور بہتان لگانے والے ہیں۔ اُن سے قبل اِس کے کہ اُن کو میرے اسلام لانے کی خبر ہو میرا حال دریافت کیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بُلوایا۔ وہ حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن سَلامؓ گھر کے اندر چھپ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے گروہِ یہود، تمہاری خرابی ہو، اُس اللہ سے ڈرو جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچّا رسُولؐ ہوں اور تمہارے پاس حق کے ساتھ آیا ہوں، پس تم لوگ مسلم ہوجاؤ"۔ یہودیوں نے کہا ہم یہ بات ہرگز نہیں جانتے۔ تین مرتبہ انہوں نے یہی بات کہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا یہ بتاؤ کہ عبداللہ بن سَلام تم لوگوں میں کیسا آدمی ہے؟" اُنہوں نے کہا وہ ہمارا سردار ہے، ہمارے سردار کا بیٹا ہے، وہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور ہم سب سے زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہے۔ وہ ہم سب سے بہتر ہے اور ہم سب سے بہتر کا بیٹا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا بتاؤ اگر وہ مُسلم ہوجائے؟" کہنے لگے حاشا للہ وہ ہرگز مسلم نہیں ہوگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "اگر وہ مُسلم ہوجائے؟" یہودی کہنے لگے حاشا للہ وہ ہرگز مسلم نہیں ہوگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر پوچھا "بتاؤ اگر وہ مُسلم ہوجائے" کہنے لگے وہ ہرگز مُسلم نہیں ہوگا۔ اللہ اُسے اِس سے بچائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابن سلام باہر آؤ"۔ عبداللہ بن سلامؓ باہر آئے اور کہا "اے گروہِ یہود اللہ سے ڈرو کیونکہ قسم اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسُول ہیں اور حق کے ساتھ آئے ہیں"۔ یہودی کہنے لگے "تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم سب سے بدتر اور سب سے بدتر کے بیٹے ہو"۔ پھر بہت کچھ اُن کے (خودساختہ) عیوب بیان کرنے لگے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو باہر نکلوا دیا۔ عبداللہ بن سلامؓ نے عرض کیا "یا رسُولَ اللہ میں اِسی بات سے ڈرتا تھا"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ {احقاف ۱۰}

ان لوگوں سے کہدیجئے کہ اچھا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور باوجود اس بات کے کہ بنی اسرائیل کے ایک گواہ نے اس جیسی کتاب کے نازل ہونے کی گواہی دیدی ہے اور وہ ایمان بھی لے آیا ہے تم اس کا انکار کر بیٹھے اور تکبّر کرنے لگے (تو اس صورت میں تمہارا انجام کیا ہوگا) بے شک اللہ ہٹ دھرم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

پھر فرمایا:۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ

اور اس قرآن سے پہلے موسیٰ کی کتاب آچکی ہے جو پیشوا اور ہدایت تھی اور یہ قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ عربی زبان

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قف وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ○ {۱۲} میں نازل ہوا ہے تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکی کرنیوالوں کو خوشخبری دے (پھر بھی افسوس ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے)

مسجدِ نبوی کی تعمیر جہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنی بیٹھی تھی وہاں پہلے سے کچھ مُسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہ زمین دو یتیم لڑکوں سہیلؓ و سہلؓ کے کھجوروں کی کھلیان تھی، یہ لڑکے اسعد بن زرارہ کی تربیت میں تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں لڑکوں کو بُلوایا اور اُس زمین کی قیمت پوچھی تاکہ اُسے خرید کر مسجد بنائی جائے۔ ان دونوں لڑکوں نے کہا کہ ہم قیمت نہیں لیں گے بلکہ اے اللہ کے رسُولؐ ہم اس کو ویسے ہی ہبہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو منظور نہیں فرمایا اور ان سے زمین خرید لی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں مسجد بنائی۔ صحابۂ کرامؓ اینٹیں اور پتھر اُٹھا کر لا رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَہ	اے اللہ بھلائی تو بس آخرت کی بھلائی ہے
فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ	پس اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مدد فرما

جس جگہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی وہاں مشرکین کی قبریں تھیں، کھنڈرات تھے۔ کچھ کھجور کے درخت تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے مشرکین کی قبروں کو اُکھاڑ دیا گیا۔ کھنڈرات کو برابر کر دیا گیا۔ کھجور کے درخت کاٹ دئے گئے اور اُن کو مسجد کے قبلہ کی طرف لگا دیا گیا۔ پھر ان کے دونوں طرف پتھر لگا دئے گئے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی صحابۂ کرامؓ کے ساتھ اینٹیں اور پتھر اُٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ یہ بوجھ اُٹھانا باعثِ ثواب ہے نہ کہ خیبر میں (اُجرت کیلئے چھوہاروں وغیرہ کا) بوجھ اُٹھانا۔ اے ہمارے ربّ یہ نہایت ثواب کا اور پاکیزہ کام ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ بھی پڑھ رہے تھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَہ	اے اللہ بے شک اجر تو آخرت ہی کا اجر ہے
فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ	پس تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما[1]

تمام صحابہؓ تو ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنھیں دیکھا تو اُن کے سر سے مٹّی جھاڑنے لگے اور فرمایا افسوس عمّار پر کہ ان کو ایک باغی جماعت (یعنی سبائی پارٹی) قتل کریگی۔ یہ اُن کو اللہ کی طرف بُلا رہے ہوں گے اور وہ اِن کو دوزخ کی طرف بُلا رہے ہونگے[2]۔ غرض یہ کہ مسجد تعمیر ہوگئی۔ اس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور ستون کھجور کے تنے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں مسجد کی یہی کیفیت رہی[3]۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بالاخانہ میں قیام کچھ دن تک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نیچے کی منزل میں رہے۔ حضرت ابو ایوبؓ اوپر کی منزل میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات کو انہیں خیال آیا "ہم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر پر چلتے پھرتے

---

[1] ہجرت سے لیکر یہاں تک کا یہ سارا واقعہ اُن تمام احادیث کا مجموعی بیان ہے جن کا حوالہ یہ ہے۔ صحیح بخاری باب الصلاۃ من الایمان و باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃؓ و ابی بکرؓ و اسماءؓ و براءؓ و انسؓ و باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ و براءؓ و باب خلق آدمؑ و ذریتہ عن عبد اللہ بن سلامؓ و باب علامات النبوۃ فی الاسلام و کتاب الصلوٰۃ عن انسؓ و کتاب البیوع باب اذا اشتری طعاما فوضعہ عن البائع عن عائشۃؓ و کتاب التفسیر باب من کان عدوا لجبریل عن انسؓ و کتاب احادیث الانبیاء باب مناقب المہاجرین عن ابی بکرؓ و باب مناقب عبد اللہ بن سلامؓ و کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع عن عائشۃؓ۔ و کتاب الاطعمۃ۔ صحیح مسلم میں بھی یہ واقعات جستہ جستہ بیان ہوئے ہیں مثلاً غار ثور میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان "ان دو آدمیوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے"۔ (باب من فضائل ابی بکرؓ عن انسؓ) سُراقہ کے جانے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا دودھ پلانا (باب شرب اللبن) سُراقہ کے ملنے سے پہلے پتھر کے سایہ میں آرام کرنا۔ حضرت ابو بکرؓ کا دودھ پلانا۔ پھر سُراقہ کا حملہ کرنا (باب حدیث الہجرۃ) مدینہ میں داخلہ کا منظر۔ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) (باب حدیث الہجرۃ و باب ذکر کذاب ثقیف)

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التعاون فی بناء المسجد عن ابی سعید و کتاب الجہاد باب مسح الغبار۔ صحیح مسلم میں صرف یہ فرمان ہے تقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ (کتاب الفتن باب لا تقوم الساعۃ حتی ام سلمہؓ)

[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب بنیان المسجد عن ابن عمرؓ۔

ہیں" یہ خیال آتے ہی وہ ایک کونہ میں ہو گئے اور وہیں رات گذاری۔ پھر اُنہوں نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپؐ نے فرمایا "نیچے سہولت ہے"۔ حضرت ابو ایوبؓ نے عرض کیا "میں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپؐ ہوں"۔ الغرض وہ نیچے آگئے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر چلے گئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا حضرت ابو ایوبؓ کے ہاں سے ہی آیا کرتا تھا۔[1]

ہجرتِ اشعریین رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منوّرہ تشریف لیجانے کی خبر جب حضرت ابو موسیٰؓ وغیرہ کو ہوئی تو یہ لوگ یمن میں تھے۔ اُنہوں نے بھی مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ ۵۲ یا ۵۳ آدمی تھے۔ وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی اتفاق سے ساحلِ حبشہ پر جا کر رکی (یہ تمام وہاں اُتر گئے اور) شاہ نجاشی کے پاس چلے گئے۔ وہیں ان کی مُلاقات حضرت جعفر بن ابی طالبؓ سے ہوئی۔ حضرت جعفرؓ نے کہا ہمیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھیجا ہے اور یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا تم بھی ہمارے ساتھ یہاں قیام کرو۔ غرض یہ کہ یہ لوگ بھی ان ہی کے ساتھ وہاں ٹھہر گئے اور ایک عرصہ کے بعد سب نے مل کر مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔[2]

مواخات مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کیا۔ یہ اتنا قوی بھائی چارہ تھا کہ مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا۔[3] مواخات کی کارروائی حضرت انسؓ کے گھر میں ہوئی۔ حضرت انسؓ کے والد حضرت ابو طلحہؓ کے مہاجر بھائی حضرت ابو عبیدہؓ تھے۔[4]

عدیم النظیر واقعۂ ایثار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت سعد بن ربیعؓ بھائی بھائی قرار دئے گئے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا "میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میں اپنے مال کے دو حصّے کرتا ہوں ایک تم لے لو، اور میری دو بیویاں ہیں۔ آپ دیکھیں جو آپ کو پسند ہو میں اُسے طلاق دیدوں پھر جب اُس کی عدّت پوری ہو جائے تو آپ اُس سے نکاح کر لیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "اللہ تمہیں تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے تو بس یہ بتا دو کہ بازار کہاں ہے؟" حضرت سعدؓ نے ان کو بنو قینقاع کے بازار کا راستہ بتا دیا۔ جب حضرتِ عبدالرحمٰنؓ بازار سے واپس ہوئے تو اُن کے پاس کچھ پنیر اور گھی تھا۔ اس کے بعد وہ برابر صبح کو بازار جایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان پر کچھ زردی لگی ہوئی تھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ کیا ہے؟" حضرت عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا "میں نے نکاح کیا ہے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم نے مہر کیا دیا۔ عرض کیا ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سہی"۔[5]

عام انصار کا ایثار اسی طرح تمام انصار نے ایثار کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ انصار نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "ہمارے کھجوروں کے درختوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجرین بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیجئے"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" انصار نے عرض کیا "اچھا تو وہ محنت کریں اور کھجوروں میں ہمارے شریک ہو جائیں"۔ مہاجرین نے کہا "یہ ہمیں منظور ہے"۔[6]

دنیا داروں کی ہجرت بعض لوگ مُسلم ہو کر مدینہ منوّرہ آتے تھے۔ اگر اُن کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا اور اُن کی گھوڑیاں بیاہتیں تو کہتے کہ یہ دین اچھا ہے۔ اگر اُن کے ہاں بچّہ پیدا نہ ہوتا اور نہ گھوڑیاں بیاہتیں تو کہتے کہ یہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اباحۃ اکل الثوم۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن ابی موسیٰؓ صحیح مسلم باب من فضائل جعفر [illegible] کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء عن ابن عباسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مؤاخاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[5] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن سعدؓ و انسؓ و باب کیف اخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ و کتاب البیوع عن سعدؓ و انسؓ۔ [6] صحیح بخاری باب مناقب الانصار عن ابی ہریرۃؓ و کتاب الشروط و کتاب المزارعۃ۔

دین بُرا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝ {ج}

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ایک کنارہ پر رہ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی فائدہ پہنچے تو مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی آفت آجائے تو اپنے مُنہ کے بل واپس ہو جاتے ہیں (یعنی کافر ہو جاتے ہیں) اُنہوں نے دُنیا میں بھی نقصان اُٹھایا اور آخرت میں بھی نقصان اُٹھائیں گے اور یہ صریح نقصان ہے۔[1]

ہجرت کیلئے خلوصِ نیّت تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہجرت کیلئے خلوصِ نیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا "تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور بے شک ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اُس نے نیت کی۔ پس جس شخص نے اللہ اور رسُولؐ کیلئے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت اللہ اور رسُولؐ کیلئے ہوگی۔ اور جس نے دُنیا حاصل کرنے کیلئے، ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہجرت کی تو اُس کی ہجرت اُسی کیلئے شمار ہوگی جس کی طرف اُس نے ہجرت[2] کی۔" رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت وہ عظیم الشان واقعہ تھا کہ بعد میں اسی سے سنہ ہجری کا آغاز کیا گیا۔[3]

مسجدِ نبوی کی کیفیّت مسجدِ نبوی کی تعمیر بہت ہی معمولی طریقہ سے ہوئی تھی۔ چھت وغیرہ کا صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے زمین گرم ہو جایا کرتی تھی۔ صحابہ کرامؓ سجدہ کے مقام پر کپڑے کا دامن بچھا لیا کرتے تھے۔[4]

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ بنو سلمہ کے مکان مسجد سے بہت دور تھے۔ جب مسجد کے اطراف میں جگہ خالی ہوئی تو قبیلہ بنو سلمہ نے اپنے مکان بیچ کر مسجد کے قریب آنا چاہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "اپنے مکانوں میں رہو، تمہارے قدم بھی لکھے جاتے ہیں۔"[5] آپؐ نے اِس بات کو ناپسند فرمایا کہ مدینہ (کا کوئی حصّہ) خالی کر دیا جائے۔[6]

مسجدِ عُصبہ قباء میں ایک مقام ہے جس کو عصبہ کہا جاتا تھا۔ وہاں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجرت سے پہلے ہی مہاجرینِ اوّلین نماز باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ سالم مولیٰ ابوحُذیفہؓ امامت کرتے تھے اور وہ ان سب سے زیادہ قرآن مجید کے حافظ تھے۔[7]

حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات حضرت اُمّ علاء انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ جب مہاجرین کیلئے انکے رہنے کے سلسلہ میں قرعہ اندازی ہوئی تو حضرت عثمان بن مظعونؓ کا قُرعہ ہمارے مکان میں رہنے کا نکلا اور وہ ہمارے ہاں رہنے لگے۔ چند دن کے بعد حضرت عثمان بن مظعونؓ بیمار ہو گئے۔ ہم نے اُن کی تیمارداری کی یہاں تک کہ انہوں نے وفات پائی۔ ہم نے اُنہیں اُن کے کپڑوں میں رکھ دیا۔ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ میں نے کہا "اے ابوسائب تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تمہیں بزرگی دی ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے انہیں بزرگی دی ہے۔" حضرت اُمّ علاء نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں اگر یہ بزرگ نہ ہوں گے تو پھر کون ہوگا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سُورۃ الحج عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن عمرؓ و کتاب الایمان باب ماجاء ان الاعمال بالنیّۃ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الثوب عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل کثرۃ الخطا عن جابرؓ و صحیح بخاری کتاب الحج عن انسؓ نحوہ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک ابواب المدینۃ عن انسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ العبد عن ابن عمرؓ و ابواب ہجرۃ النبیؐ باب اقامۃ المہاجر بمکۃ بعد قضاء نسکہ

"عثمان کو موت آچکی ہے اور میں ان کیلئے بہتری کی اُمید رکھتا ہوں، مگر اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا"۔ حضرت اُمِّ علاءؓ نے عرض کیا "اللہ کی قسم اب میں کسی کی پاکی بیان نہ کرونگی" وہ کہتی ہیں مجھے اس بات سے کافی صدمہ ہوا (ایک دن) مجھے خواب میں عثمان کی ایک نہر دکھائی گئی جو بہہ رہی تھی۔ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئی۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خواب بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (نہر) ان کا عمل ہے"۔[1]

مدینہ منوّرہ میں اسلام کیلئے سازگار حالات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منوّرہ تشریف لانے سے پہلے مدینہ والوں میں ایک جنگ ہوئی تھی جسے جنگِ بعاث کہتے ہیں۔ اس جنگ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے پہلے ہی سے سازگار حالات پیدا کردئے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو ان کی جماعتیں متفرّق ہوچکی تھیں۔ ان کے سردار قتل ہوچکے تھے یا مجروح ہوگئے تھے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے دخولِ اسلام کے لئے پہلے ہی سے سازگار حالات پیدا کردئے (آپس کی دشمنی اور جنگ جدال کا علاج انہیں اسلام ہی میں نظر آیا۔ سرداروں کے قتل ہوجانے سے اسلام قبول کرنیوالوں کیلئے مزاحمت و مخالفت کا اندیشہ باقی نہ رہا[2])

نماز کی رکعات میں اضافہ ہجرت سے پہلے دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں۔ ہجرت کے بعد (ظہر و عصر اور عشاء کی نمازوں میں) چار چار رکعت فرض کردی گئیں[3]۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی ولادت حضرت اسماءؓ نے جب ہجرت کی تو وہ حاملہ تھیں اور مُدّتِ حمل پوری ہوچکی تھی۔ جب وہ مدینہ منوّرہ پہنچیں تو پہلے قباء میں قیام کیا۔ وہیں اُن کے بچّہ تولّد ہوا۔ وہ اس بچّہ کو لیکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں۔ بچّہ کو انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی گود میں دیدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کھجور منگائی پھر اُس کو چبا کر اُس بچّہ کے مُنہ میں ڈالدیا۔ پس سب سے پہلی چیز جو اس بچّہ کے پیٹ میں گئی وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لُعابِ دہن تھا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس بچّہ کے تالو میں کھجور لگادی۔ پھر اس کیلئے دُعا کی اور اللہ سے برکت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بچّہ کا نام عبداللہ رکھا اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ یہ پہلا بچّہ تھا جو اسلام میں (بعد ہجرت) پیدا ہوا۔ اس بچّہ کی پیدائش سے مسلمین بہت خوش ہوئے اس لئے کہ یہ کہا جارہا تھا کہ یہودیوں نے جادو کردیا ہے لہٰذا مسلمین کے ہاں کوئی بچّہ پیدا نہیں ہوگا[4]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خادم جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو آپؐ کا کوئی خادم نہیں تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوطلحہؓ سے کہا کوئی لڑکا تلاش کرو جو میری خدمت کردیا کرے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے حضرت انسؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور اُن کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں لے گئے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ یہ لڑکا بڑا عقلمند ہے۔ یہ آپؐ کی خدمت کیا کریگا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن اُمِّ علاء وکتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات۔

[2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم المدینۃ عن عائشہؓ وباب مناقب الانصارؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب التاریخ عن عائشۃ صدیقہؓ

[4] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب الہجرۃ عن اسماءؓ وکتاب العقیقۃ۔ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم کتاب الآداب باب تحنیک المولود میں ہے۔ غیر خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے۔

پس حضرت انسؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کی۔ سفر میں بھی حضر میں بھی۔ لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کسی کام کے متعلق جو اُنہوں نے کیا یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اور جس کام کو نہیں کیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی اس کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا۔ غرض یہ کہ حضرت انسؓ نے دس سال تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کی، وہ کہتے ہیں کہ اس پوری مُدّت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی مجھے اُف بھی نہیں کہا۔[1]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا۔ میں نے کہا میں نہیں جاتا۔ دل میں خیال تھا کہ جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور بازار میں بچّوں کا کھیل دیکھنے لگا۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی وہاں پہنچ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم ابھی اس کام کیلئے نہیں گئے۔ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف دیکھا۔ آپؐ مُسکرا رہے تھے۔ میں نے کہا ابھی جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں سے زیادہ خلیق تھے۔[2]

ایک یہودی لڑکا بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کے لئے لایا گیا۔ اُس نے ایک عرصہ تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کی۔[3]

تبلیغ کیلئے آپؐ کا عبداللہ بن اُبیّ کے گھر تشریف لیجانا ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا گیا کاش آپؐ عبداللہ بن اُبیّ کے پاس تشریف لے چلیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک گدھے پر سوار ہوئے اور اُسکے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ صحابہؓ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے (جہاں سے آپؐ گذر رہے تھے) وہ ایک شور زمین تھی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عبداللہ کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا تم مجھ سے دور رہو۔ اللہ کی قسم تمہارے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ ایک انصاری نے کہا اللہ کی قسم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گدھے کی بو تیری بو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس بات پر عبداللہ کی قوم کے ایک شخص کو غصّہ آگیا اور دونوں میں باہم سخت کلامی ہوئی۔ پھر دونوں طرف کے آدمیوں کو غصّہ آگیا اور چھڑیوں، جوتیوں اور ہاتھوں سے خوب مار پیٹ ہوئی۔[4]

اذان کی ابتداء جب مہاجرین مدینہ منوّرہ آئے تو وقت کا اندازہ کر کے نماز کے لئے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اذان نہیں دی جاتی تھی۔ جب مسلمین کی تعداد زیادہ ہوگئی تو اس بات کی ضرورت محسُوس ہوئی کہ کوئی ایسی چیز ہونی چاہیئے جس سے وقت معلوم ہو جایا کرے۔ لہٰذا ایک دن لوگوں نے اِس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ بعض نے کہا نصاریٰ کے ناقوس کے مثل ناقوس بنا لو۔ بعض نے کہا نہیں یہودیوں کے سنکھ کی طرح ایک سنکھ بنا لو۔ بعض نے کہا آگ جلا دیا کرو۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی کیوں نہ مقرر کر دیا جائے جو اذان دے دیا کرے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے بلال اُٹھو اور نماز کے لئے اذان دو، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو حکم دیا کہ اذان کے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الوصایا باب استخدام الیتیم عن انسؓ وکتابُ الاطعمۃ بابُ الحیس وکتابُ الادب باب حسن الخلق صحیح مسلم کتابُ الحج باب فضل المدینہ) میں صرف خط کشیدہ الفاظ ہیں۔

[2] صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن انس رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المرضی عن انسؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الصّلح باب ما جآء فی الاصلاح بین النّاس عن انس رضؓ۔

کلمات دوہرے ادا کریں اور اقامت کے کلمات سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے اکہرے ادا کریں[1]۔

اذان کے جاری ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان سننے والوں کو حکم دیا کہ جب اذان سنو تو تم بھی مؤذن کے مثل کہتے رہو[2]۔ حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کرتے تھے[3]۔

حضرت عمرو بن عبسہؓ کی آمد | حضرت عمرو بن عبسہ سلمیؓ مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور پھر زمانہ کے پُر آشوب ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے گھر واپس چلے گئے تھے۔ وہ اپنے وطن ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ ان ایام میں وہ برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبریں معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایک دن مدینہ منورہ کے چند لوگ ان کے پاس پہنچے۔ حضرت عمرو بن عبسہؓ نے دریافت کیا کہ مدینہ منورہ آنے کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ ان لوگوں نے بتایا کہ اب لوگ تیزی سے اُن پر ایمان لا رہے ہیں۔ اُن کی قوم نے اُن کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ آپؐ کو قتل نہ کر سکے۔ یہ سُن کر حضرت عمروؓ مدینہ منورہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عمروؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں تم وہی ہو جو مکہ میں مجھ سے ملے تھے۔" عمروؓ نے کہا جی ہاں۔ پھر حضرت عمروؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، جو اللہ نے آپؐ کو سکھایا ہے مجھے بھی بتا دیجئے۔ نماز کے متعلق بھی مجھے تعلیم دیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز پڑھو پھر جب تک سورج بلند نہ ہو جائے نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اُس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر تم نماز پڑھ سکتے ہو، بے شک نماز مشہود و محضور ہوتی ہے (یعنی اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں) اور تم اُس وقت تک نماز پڑھ سکتے ہو جب تک سایہ نیزے کے برابر نہ ہو جائے۔ پھر نماز سے رُک جاؤ کیونکہ اُس وقت جہنّم کو دہکایا جاتا ہے۔ پھر جب سایہ آگے بڑھنا شروع ہو تو نماز پڑھ سکتے ہو، بے شک نماز مشہود و محضور ہوتی ہے۔ پھر جب تم عصر کی نماز پڑھ لو تو نماز سے رُک جاؤ جب تک سورج غروب نہ ہو جائے، کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ اُس وقت کفار اس کو سجدہ کرتے ہیں[4]۔

اذانِ جمعہ | جمعہ کی نماز فرض ہو چکی تھی، پانچوں نمازوں کی اذانیں اپنے اپنے وقت پر ہو رہی تھیں لیکن نمازِ جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کیلئے آکر بیٹھ جایا کرتے تھے[5]۔

جمعہ کی نماز کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس دن کی نماز یہود و نصاریٰ پر بھی فرض کی گئی تھی لیکن انہوں نے اختلاف کیا۔ پھر اللہ نے ہمیں جمعہ کی توفیق و ہدایت بخشی"[6]۔

منبر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ پھر

---

[1] صحیح بخاری ابواب الاذان باب بدء الاذان عن ابن عمرؓ و باب الاذان مثنیٰ عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بدء الاذان عن ابن عمرؓ و انسؓ۔

[2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الاذان عن ابی سعید رضؓ۔

[3] صحیح مسلم کتاب الاذان عن عمرؓ۔

[4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اسلام عمرو بن عبسہؓ عن ابی امامہؓ۔

[5] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ عن سائبؓ۔

[6] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن ابی ہریرۃؓ۔

کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے تھے[1]

خطبہ دیتے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کھجور کے تنہ کے قریب کھڑے ہو جایا کرتے تھے[2]

ایک دن ایک انصاری خاتون نے کہا کہ میرا غلام بڑھئی ہے۔ کیا میں آپؐ کیلئے منبر بنوا دوں کہ آپؐ اُس پہ بیٹھ جایا کریں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تم چاہو تو بنوا دو[3]

کچھ دن بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بطور یاددہانی کے اُس خاتون سے کہلوایا کہ وہ اپنے غلام کو حکم دے کہ وہ میرے لئے (جلدی سے) منبر بنا دے جس پر بیٹھ کر میں لوگوں سے کلام کروں۔ اُس عورت نے غلام کو حکم دیا غلام نے مقام غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے ایک منبر بنایا۔ پھر وہ اُس کو لیکر اُس خاتون کے پاس آیا۔ اُس خاتون نے اُس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجدیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے وہ اُس کی جگہ پر رکھدیا گیا[4]

نماز کی تعلیم منبر پر | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پہ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ آپؐ نے منبر پر ہی اللہ اکبر کہا قرأت کی اور رکوع کیا۔ لوگوں نے بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رکوع کیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُلٹے پاؤں منبر سے اُترے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا۔ (سجدوں کے بعد) پھر منبر پر تشریف لے گئے اور اسی طرح کیا (جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا) پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف مُنہ کیا اور فرمایا اے لوگو! میں نے یہ کام صرف اس لئے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری نماز سیکھ لو[5]

کھجور کے تنہ کا رونا | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اب تک ایک کھجور کے تنہ کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس پر خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے۔ اُس تنہ سے ایسی آواز آئی جیسی حاملہ اونٹنی کی آواز ہوتی ہے یا جیسے بچّہ روتا ہے۔ اُس کی ایسی حالت ہو گئی کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر سے اُترے اور اُس تنہ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اُسے اپنے سے چمٹا لیا، وہ تنہ اِس طرح رو رہا تھا جس طرح روتا ہوا بچّہ چُپ کیا جائے (کچھ دیر بعد) وہ تنہ خاموش ہو گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ یہ اس لئے رو رہا تھا کہ (پہلے) یہ ذکر سُنتا تھا (اور اب اس سے محروم ہو گیا[6])

زکوٰۃ کا فرض ہونا | تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مُومنین پر زکوٰۃ فرض کر دی۔ فرمایا:۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ {نور} (اے مُومنو!) نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور رسُولؐ کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

تجارتی قافلہ کی آمد | ایک دفعہ ایسا ہوا کہ جمعہ کے دن اُس وقت جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے شام سے غلّہ کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ منوّرہ آیا۔ لوگ اُس کی طرف چلے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا[7]:۔

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ عن ابنِ عُمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ بابُ الخطبۃ علی المنبر عن جابرؓ۔

[3] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ وکتاب البیوع باب النجّار عن جابرؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ بابُ الصّلوٰۃ علی السّطوح وبابُ الخطبۃ علی المنبر و صحیح مسلم باب جواز الخطوۃ فی الصّلوٰۃ عن سہلؓ۔

[5] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ بابُ الصّلوٰۃ علی السّطوح وبابُ الخطبۃ علی المنبر و صحیح مسلم باب جواز الخطوۃ فی الصّلوٰۃ عن سہل بن سعدؓ۔

[6] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ عن جابرؓ وباب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن ابنِ عمرؓ وجابرؓ وکتابُ البیوع بابُ النجّار۔

[7] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ وکتابُ البیوع وکتابُ التّفسیر سُورۃ الجمعۃ عن جابرؓ و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ
مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا
فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا
اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً
اَوْ لَهْوَا ِۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ
مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (پ ۲۸ ع ۱۱)

اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز کے لئے اذان ہو جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کے لئے چلدیا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو تمہارے لئے یہی بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو پھر جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو اور اللہ کا فضل (یعنی روزی وغیرہ) تلاش کیا کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور (اے رسولؐ یہ کیسے لوگ ہیں کہ) جب انہوں نے تجارت یا تماشہ دیکھا تو اس کی طرف چلے گئے اور آپؐ کو کھڑا چھوڑ گئے (اے رسولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تماشہ اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ ہی بہترین رزق دینے والا ہے۔

احکامِ جمعہ ان آیات سے ثابت ہوا کہ:۔

① جُمعہ کی نماز اور خطبہ اس واقعہ سے پہلے فرض ہو چکا تھا۔
② جُمعہ کی اذان بھی جاری ہو چکی تھی۔

(لیکن ان دونوں کی فرضیت کا ذکر قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی احکامِ الٰہی نازل ہوتے تھے)

③ خُطبہ کی اذان ہونے کے بعد خرید و فروخت حرام ہے۔ فوراً خُطبہ سُننے کیلئے مسجد روانہ ہو جانا چاہیئے۔
④ نمازِ جُمعہ ختم ہونے کے بعد تجارت کر سکتے ہیں لیکن اس حال میں بھی کثرت سے اللہ کو یاد رکھنا ضروری ہے (یعنی کسی کام میں اللہ کی نافرمانی نہیں ہونی چاہیئے)
⑤ خُطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہیئے۔

مندرجہ بالا قرآنی احکام کے علاوہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جُمعہ اور خُطبہ کے متعلق مزید احکام صادر فرمائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

① جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت آئے کہ امام خُطبہ دے رہا ہو تو اُسے دو رکعت پڑھنی چاہئیں لیکن ان دونوں رکعتوں کو مختصر ادا کرے[1]۔
② نماز میں طول دو اور خطبہ مختصر دو[2]۔
③ جب خطیب خُطبہ دے رہا ہو تو کسی سے یہ بھی نہ کہو کہ چُپ رہو۔ جس نے ایسا کیا اُس نے لغو کام کیا[3] (یعنی چُپ کہنا بھی حرام ہے چہ جائیکہ بات کرنا)

احکامِ تجارت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تجارت کے متعلق بھی بہت سے احکام صادر فرمائے۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا:۔

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابر رض۔
[2] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابر رض۔
[3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ۔

① کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی بیع پر بیع نہ کرے[1]۔ (یعنی جب ایک شخص کسی چیز کا سودا کر رہا ہو تو اُسوقت اُس چیز کا سودا نہ کرے)

② غلہ وغیرہ کو اندازہ سے نہ بیچے۔ نہ اُسی جگہ بیچے (جہاں خریدا ہے) بلکہ پہلے اپنی جگہ پر منتقل کرے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے ایسے لوگوں کو مارا جاتا تھا جو اس کی خلاف ورزی کرتے تھے[2]۔

③ (نیلام میں) قیمت بڑھانیکی نیت سے بولی نہ لگائے ہاں جب خود خریدنا ہو تو بولی لگائے[3]۔

④ کوئی شہری کسی دیہاتی کی طرف سے نہ بیچے[4] (یعنی دیہاتی کو شہر کے بازار کا نرخ معلوم نہ ہو اور شہری اُسے کم قیمت دیتا ہے)

⑤ تجارتی قافلوں سے شہر کے باہر جاکر سودا نہ کرے بلکہ اُنہیں بازار پہنچ جانے دے[5] (تاکہ انہیں بازار کا بھاؤ معلوم ہو جائے)

مسلمین کا کاروبار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں اکثر مہاجرین بازار میں خرید و فروخت کرتے تھے۔ انصار کھیتی وغیرہ کرتے تھے[6]۔

بال اور مانگ مشرکین بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے اور اہلِ کتاب بالوں کو پیچھے موڑ دیا کرتے تھے۔ (ابتداء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند کیا کرتے تھے تاوقتیکہ اس معاملہ میں آپؐ کو کوئی حکم دیا جائے۔ لہٰذا پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی (مانگ نہ نکالتے تھے بلکہ) بالوں کو پیچھے موڑ دیا کرتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالوں میں مانگ نکالنے لگے[7] (یعنی مانگ نکالنے کا حکم ملا تو موافقتِ اہلِ کتاب ترک کر دی) بلکہ پھر آپؐ نے یہاں تک فرمادیا کہ "یہود و نصاریٰ بال نہیں رنگتے تم اُنکی مخالفت کیا کرو[8]۔

حضرت عائشہؓ کی بیماری حضرت عائشہ صدّیقہؓ ہجرت کے بعد بنو حارث بن خزرج کے محلّہ میں اُتریں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ایک ماہ بخار آیا۔ حضرت ابوبکرؓ گھر میں داخل ہوتے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ لیٹی ہوتی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے رخسار پر پیار کرتے تھے۔ پھر پوچھتے تھے اے بیٹی، تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ (بخار کے بعد وہ صحتیاب ہوئیں لیکن) اس بیماری میں ان کے تمام بال جھڑ گئے[9]۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا وداع شوّال ۱۱ھ حضرت عائشہ صدّیقہؓ جب بیماری سے صحتیاب ہوگئیں تو پھر کثرت سے بال آگئے۔ غرض یہ کہ جب وہ بالکل اچھی ہوگئیں تو ایک دن ماہِ شوّال میں اُن کی والدہ اُمِّ رومانؓ اُن کے پاس آئیں۔ اُس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل میں مشغول تھیں کہ اتنے میں حضرت اُمِّ رومانؓ نے اُنہیں پکارا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اُن کے پاس چلی گئی، مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ مجھے کیوں بُلا رہی ہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عمرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عمرؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عبّاسؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابنِ عباسؓ و ابن عمرؓ۔
[6] صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم عن ابی ہریرۃؓ۔
[7] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب اِتیان الیہود حین قدم النبیؐ المدینۃ عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔
[8] صحیح بخاری کتاب اللباس باب الخضاب عن ابی ہریرۃ رضؓ۔
[9] صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن براءؓ و باب تزویج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ عن عائشہؓ۔ (صحیح مسلم کتاب النکاح میں ایک ماہ بخار آنے کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری میں مدت نہیں ہے)

حضرت اُمِّ رومانؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا ہاتھ پکڑا اور اُنہیں ایک مکان کے دروازہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ اس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا سانس پھول رہا تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو اُنہوں نے کچھ پانی لیکر اپنے چہرہ اور سر پر ڈالا۔ ان کی والدہ نے انہیں مکان کے اندر داخل کر دیا۔ اُس مکان میں چند انصاری خواتین تھیں۔ ان خواتین نے کہا خیر و برکت اور فالِ نیک کے ساتھ آؤ۔ پھر ان کی والدہ نے انہیں ان خواتین کے حوالہ کر دیا۔ ان خواتین نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا بناؤ سنگھار کیا۔ پھر صبح کے وقت جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی والدہ نے اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کر دیا۔ اس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی عمر نو سال تھی۔[1]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ اب بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ گڑیاں کھیلا کرتی تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لاتے تو وہ سہیلیاں چُھپ جایا کرتی تھیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (کہیں اِدھر اُدھر ہو جاتے اور) اُن سہیلیوں کو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس بھیجدیا کرتے تھے اور وہ ان کے ساتھ کھیلتی تھیں۔[2]

حضرت جبریلؑ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو سلام کرتے تھے حضرت جبریلؑ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشؓ، یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا وعلیہ السّلام ورحمۃُ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت جبریلؑ نظر آتے تھے اور ہم لوگوں کو نظر نہ آتے تھے۔[3]

حضرت جبریلؑ کا دیر سے آنا ایک دن حضرت جبریلؑ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک مقررہ وقت پر آنے کا وعدہ کیا جس وقت کہ وہ عموماً آیا کرتے تھے۔ وقت مقررہ آگیا لیکن حضرت جبریلؑ نہیں آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک عصا تھا۔ آپؐ نے اُسے نیچے ڈالدیا پھر فرمایا "اللہ اور اُس کے فرشتے وعدہ خلافی نہیں کرتے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُڑ کر دیکھا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پِلّا اور ایک کُتّا پلنگ کے نیچے بیٹھے ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہ یہ کُتّا یہاں کب آیا؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "اللہ کی قسم مجھے تو معلوم نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (ان کو نکالنے کا) حکم دیا۔ وہ دونوں نکالدئے گئے۔ پھر حضرت جبریلؑ آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ میں تمہارے انتظار میں بیٹھا رہا۔ لیکن تم وقتِ مقررہ پر نہیں آئے"۔ حضرت جبریلؑ نے کہا "مجھے اس کُتّے نے روکدیا جو آپکے گھر میں تھا۔ ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کُتّا یا تصویر ہو۔"[4]

مدینہ منوّرہ میں بُخار کی وبا مدینہ میں آکر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کو بھی بخار آنے لگا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ ان کی عیادت کیا کرتی تھیں۔[5] جب حضرت ابوبکرؓ کو بخار چڑھتا تو وہ یہ شعر پڑھتے:۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي اَهْلِهٖ	ہر شخص اپنے اہل و عیال میں صبح کرتا ہے حالانکہ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ	مَوت اُسکی جوتی کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عائشہؓ و صحیح مسلم نحوہٗ (ماہِ شوّال کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتابُ الادب بابُ الانبساط الی النّاس عن عائشہ رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفا و کتاب الفضائل۔
[4] صحیح مسلم کتاب اللّباس عن عائشہؓ۔ [5] پردہ کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔

حضرت بلالؓ کو جب افاقہ ہوتا تو آواز کو بلند کرتے اور یہ دو شعر پڑھتے :۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً	کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں اب پھر کسی شب اُس
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ	وادی میں رہونگا جہاں میرے گرد اذخر اور جلیل نامی
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ	گھاس ہونگی اور کیا میں کبھی مجنّہ نامی چشمہ پر پہنچوں گا
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ	اور کیا مجھے شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں دکھائی دینگی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جاکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی کہ "اے اللہ ہمیں مدینہ کی ایسی ہی محبت دے جیسی مکّہ کی بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور اس کی آب ہوا کو اچھّا کر دے اور ہمارے لئے مدینہ کے صَاع اور مُدّ میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بُخار کو مقام جُحفہ میں منتقل کر دے[1]۔"

اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خواب دیکھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ ایک سیاہ فام عورت جس کے بال پراگندہ ہیں مدینہ سے نکل کر مہیعہ میں منتقل ہو گئی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے اسکی یہ تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ میں منتقل ہو گئی ہے۔ پھر فرمایا مہیعہ جُحفہ ہی کو کہتے ہیں[2]۔

یہودیوں میں تبلیغ یہودی بھی کُفّار مکّہ کی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کا انکار کرتے تھے۔ یہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذکرِ جلیل اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے تھے لیکن پھر بھی ہٹ دھرمی سے تکذیب کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ جیسے متبحّر عالم کے ایمان لانے سے بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ اُن کو بھی بُرا بھلا کہنے لگے۔ یہودیوں نے محض ہٹ دھرمی سے کہا :۔

مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط {انعام ۹۱}	اللہ نے کسی انسان پر کچھ نہیں اُتارا

اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ج وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا أَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ط قُلِ اللّٰهُ لا ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ○ {انعام ۹۱}	ان سے پوچھئے کہ جو کتاب موسیٰؑ لے کر آئے تھے اُسے کس نے نازل کیا تھا۔ وہ کتاب لوگوں کیلئے نور اور ہدایت تھی۔ اور تم نے جسے علیحدہ علیحدہ اوراق پر نقل کر رکھا ہے۔ بعض اوراق کو ظاہر کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔ اور تم کو وہ باتیں سکھائی گئی تھیں جن کو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا (اے رسُولؐ) ان سے کہدیجئے کہ وہ کتاب اللہ ہی نے اُتاری تھی (تو اللہ اب بھی اُتار سکتا ہے) پھر (اے رسُولؐ) ان کو چھوڑ دیجئے کہ وہ اپنی بیہودہ بکواس میں کھیلتے رہیں۔

پھر فرمایا (اے رسُولؐ)

وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ط {انعام ۹۲}	اور اس کتاب کو بھی ہم ہی نے نازل کیا ہے۔ یہ برکت والی کتاب ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے تاکہ (اس کے ذریعہ) آپؐ مکّہ اور اس کے تمام اطراف کے لوگوں کو ڈرائیں

کُفّار چاہتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی باتوں کو تسلیم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

---

[1] صحیح بخاری باب مقدم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم المدینۃ عن عائشۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التعبیر باب المرأۃ السوداء عن ابن عمر رضؓ۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ {انعام ۱۱۴}

(اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کیا میں اللہ کے علاوہ کسی اور حاکم کو تلاش کروں، حالانکہ اُس نے تمہاری طرف علیحدہ علیحدہ احکامِ شریعت نازل کردئے ہیں (تاکہ سمجھنے میں التباس نہو) اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی تھی وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کتاب تمہارے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ پس تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

فرقہ بندی کی مذمّت اہلِ کتاب مختلف فرقوں میں بٹ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ {انعام ۱۵۹}

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور کئی فرقے بنا ڈالے آپؐ کو ان سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کا کام اللہ کے حوالہ ہے پھر وہی ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے۔

اِذنِ قتال مؤمنین پر اب تک ظلم ہوتا رہا۔ ظلم ہی کی وجہ سے انہیں ہجرت کرنی پڑی، جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ {نحل ۴۱}

جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کیلئے ہجرت کی ہم انکو دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش وہ اِس بات کو جانتے۔

مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی جنگ کی اجازت دی۔ فرمایا:۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰي نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُۨ ۝ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ {حج ۳۹۔۴۰}

جن مؤمنین سے لڑائی کی جارہی ہے ان کو اجازت ہے کہ وہ بھی لڑیں کیونکہ ان پر ظلم ہورہا ہے (ظلم کو مٹانا ضروری ہے) اور اللہ یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ لوگ بے قصور اپنے گھر سے نکالے گئے صرف اِس بات پر کہ اُنہوں نے کہا ہمارا ربّ (صرف) اللہ ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ {حج ۵۸و۵۹}

جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مرگئے اللہ اُن کو اچھی روزی دیگا اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے اور اللہ اُن کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے۔ اور بے شک اللہ علیم اور حلیم ہے۔

مزید احکام کا نزول اب تک نماز میں باتیں کرنیکی اجازت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرماکر نماز میں خاموش (و باادب) رہنے کا حکم دیا۔ فرمایا:۔

حٰفِظُوْا عَلَي الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝ {بقرہ ۲۳۸}

نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے باادب کھڑے رہا کرو۔[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن زید بن ارقم رض۔

پھر فرمایا:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ○ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ {المؤمنون ۱ تا ۱۱}

بے شک وہ ایمان والے فلاح پائیں گے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں، جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جو شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے بیویوں اور لونڈیوں کے کہ ان سے صحبت کرنے میں کوئی ملامت نہیں اور جو ان کے علاوہ کسی اور عورت کا طالب ہو تو ایسے لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو امانتوں اور عہد و پیمان کی نگرانی کرتے ہیں۔ اور جو نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنّت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

تقریباً اسی زمانہ میں مسلمین کا ایک قافلہ حبشہ سے مدینہ منوّرہ پہنچا۔ ان میں حضرت ابنِ مسعودؓ بھی شامل تھے۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس حال میں سلام کیا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب نہیں دیا حالانکہ پہلے آپ جواب دیا کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے سلام کا جواب نہ دینے کی وجہ دریافت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک نماز میں شغل ہوتا ہے[1]"۔ (یعنی نمازی اللہ سے سرگوشی کرنے میں مشغول ہوتا ہے، اُسے کسی اور سے بات نہ کرنی چاہیئے)

یہودیوں کا وہم | یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر بیوی کے پاس پیچھے سے آئے تو بچّہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس غلط عقیدہ کو دور کرنے کیلئے فرمایا:۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ {بقرہ ۲۲۳}

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، پس تم اپنی کھیتیوں (یعنی قُبُل) میں جس طرح چاہو آؤ[2]

یہودیوں کو دعوت | یہودیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ○ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ○ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ○ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○ وَمَآ اَنْتَ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے ان باتوں کی وضاحت کرتا ہے جن میں وہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں اور بے شک یہ مؤمنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ اور (اے رسُولؐ) بے شک قیامت کے دن اللہ اپنے حکم سے ان میں فیصلہ کرے گا اور وہ غالب اور علم والا ہے۔ (اے رسُولؐ) آپؐ (صرف) اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ بے شک آپؐ حق مبین پر ہیں (اگر یہ نہیں سُنتے تو آپؐ غمگین نہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ہجرۃ الحبشۃ عن ابنِ مسعودؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الطلاق۔

بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ ہوں) کیوں کہ آپؐ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے (یہ بھی روحانی
اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ {النمل ۸۰ تا ۸۱} طور پر مُردہ ہو چکے ہیں) اور نہ آپؐ بہروں کو سُنا سکتے ہیں۔
(خصوصًا) جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں اور نہ آپؐ اندھوں کو راستہ بتا سکتے ہیں۔ آپؐ تو اُن ہی کو سُنا سکتے ہیں
جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور مسلم بن جاتے ہیں۔

اہلِ کتاب سے مُباحثہ پھر فرمایا کہ (ہمیں معلوم ہے کہ اہلِ کتاب آپؐ سے بحث و مباحثہ کرتے ہیں اگر ایسی صورت پیش آئے تو اے رسولؐ)

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۶ و ۴۷}

آپؐ ان سے بڑی خوبصورتی سے بحث کریں، یہ ضرور ہے کہ جو ان میں ظلم کریں (وہ سختی کے مستحق ہیں) اور اے مؤمنو! اہلِ کتاب سے کہدو کہ ہم اُس کتاب پر بھی جو ہم پر نازل ہوئی اور اُن کتابوں پر بھی جو تم پر نازل ہوئیں ایمان لاتے ہیں ہمارا تمہارا حاکم صرف ایک ہے اور ہم صرف اُسی کے مسلم ہیں (اور اے رسولؐ جس طرح ہم پہلے انبیاء پر کتابیں نازل کر چکے ہیں) اسی طرح ہم نے یہ کتاب آپؐ پر نازل کی ہے۔ پس جن لوگوں کو ہم نے (آپؐ سے پہلے) کتاب دی تھی (ان میں سے جو حق پرست ہیں) وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان (مشرکینِ عرب) میں سے بھی بعض لوگ ایمان لے آتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ جو ہٹ دھرم ہیں وہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

ہجرت نہ کرنے والوں کو سرزنش اکثر مُسلم ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آ چکے تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے دُنیوی مفاد کی خاطر ہجرت نہیں کی وطن ہی میں رہے۔ ان لوگوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ {توبہ ۲۳ و ۲۴}

اے ایمان والو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلہ میں کُفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ گنہگار ہوں گے (اور اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ اگر تمہیں تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار اور جو مال تم کماتے ہو اور تجارت جس کے مندا ہو جانے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکان جن کو تم پسند کرتے ہو اللہ، اُس کے رسولؐ اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (یعنی وہ اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے فطرتًا ہدایت سے محروم رہتے ہیں)

کتابتِ قرآن مجید مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی کتابت کا باقاعدہ

انتظام فرمایا۔ اِس کام پر حضرت زید بن ثابتؓ مقرر کئے گئے۔[1]

قرآن مجید کی سات قرأتیں قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔ مختلف لب لہجہ کے لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک طرز سے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار التجا کرتے رہے کہ مزید طرز سے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؐ کو سات طریقوں سے پڑھنے کی اجازت مل گئی۔[2]

اس اجازت کے بعد مسلمین مختلف لب لہجہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ہشام بن حکیمؓ کو نماز میں سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا۔ وہ ایسے طریقہ سے تلاوت کر رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس طریقہ سے پڑھنے کی تعلیم نہیں دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی نماز ختم ہونے تک صبر کیا نماز کے بعد اُن سے پوچھا کہ تم کو اِس طرح کس نے پڑھایا ہے۔ حضرت ہشامؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس طریقہ سے پڑھایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم غلط کہتے ہو (یہ کہکر) وہ اُنہیں کھینچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے سورۂ فرقان سُنی اور ہر ایک کی قرأت پر یہی فرمایا کہ اس طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا کہ بے شک قرآن سات قرأتوں (ولہجوں) پر نازل ہوا ہے لہٰذا تم جس طریقہ سے بآسانی پڑھ سکتے ہو پڑھو۔[3]

حضرت سعد بن معاذؓ کا سفرِ مکّہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشین گوئی اسی زمانہ میں حضرت سعد بن معاذؓ بغرضِ عمرہ مکّہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ اُمیّہ بن خلف کے دوست تھے۔ اُمیّہ جب مدینہ منوّرہ آتا تھا تو اُن کے ہاں ٹھہرتا تھا۔ اور یہ جب مکّہ معظّمہ جاتے تھے تو اس کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ اِس مرتبہ بھی حضرت سعدؓ اُمیّہ کے ہاں ہی ٹھہرے۔ حضرت سعدؓ نے اُمیّہ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا تنہائی کا وقت بتاؤ کہ میں اُسوقت جاکر بیتُ اللہ کا طواف کرسکوں۔ اُمیّہ حضرت سعدؓ کو دوپہر کے وقت لے کر گھر سے چلا۔ بیتُ اللہ میں ابوجہل سے اسکی ملاقات ہوئی۔ ابوجہل نے کہا اے ابوصفوان یہ تمہارے ساتھ کون ہے۔ اُمیّہ نے کہا یہ سعدؓ ہیں۔ ابوجہل نے حضرت سعدؓ سے کہا "کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم مکّہ میں امن کے ساتھ طواف کر رہے ہو حالانکہ تم نے بے دینوں کو پناہ دے رکھی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم اُن کی مدد کروگے۔ اللہ کی قسم اگر تم ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو کبھی اپنے گھر صحیح سلامت نہ جاتے۔" حضرت سعدؓ نے اپنی آواز کو اُس کی آواز پر بلند کیا اور کہا ہاں۔ دونوں کی آپس میں سخت کلامی ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اللہ کی قسم اگر تو مجھے یہاں آنے سے روکیگا تو میں ضرور تجھے ایسی جگہ جانے سے روکونگا کہ وہ روکنا تیرے لئے اس سے زیادہ بُرا ہوگا۔ میں تجھ پر مدینہ ہوکر شام جانے کا تجارتی راستہ بند کردوں گا۔" اُمیّہ نے بار بار حضرت سعدؓ سے کہا "اے سعدؓ وادیٔ مکّہ کے سردار ابوالحکم پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔" اُمیّہ نے ان کو بلند آواز کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت سعدؓ کو غصّہ آگیا۔ کہنے لگے "اے اُمیّہ رہنے دے اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپؐ فرماتے تھے کہ بیشک مسلم تجھ کو قتل کرینگے" اُمیّہ نے پوچھا "کیا مجھے قتل کریں گے؟" حضرت سعدؓ نے کہا ہاں۔ اُس نے پوچھا "کیا مکّہ میں قتل کریں گے؟" حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کاتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن زید بن ثابتؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن ابن عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بیان ان القرآن علیٰ سبعۃ احرف نحوہٗ۔

سعدؓ نے کہا "یہ مجھے نہیں معلوم" اُمیّہ یہ سُن کر بہت خوفزدہ ہوا۔ کہنے لگا "واللہ محمدؐ جھوٹ نہیں بولتے"۔ پھر جب وہ اپنی بیوی کے پاس آیا تو کہنے لگا "اے اُمِّ صفوان، تم نے سُنا سعدؓ نے میرے متعلق کیا کہا ہے"۔ بیوی نے کہا "میں نے نہیں سُنا، تم بتاؤ کہ کیا کہا ہے؟" اُمیّہ نے کہا کہ سعدؓ نے یہ کہا ہے کہ انہیں محمدؐ نے یہ خبر دی ہے کہ مسلم مجھے قتل کریں گے۔ میں نے سعدؓ سے پوچھا کہ مکہ میں قتل کریں گے یا کہیں اور، تو اُنہوں نے جواب دیا کہ "مجھے نہیں معلوم"۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم محمدؐ غلط بات نہیں کہتے۔ اُمیّہ نے کہا اللہ کی قسم میں کبھی مکہ سے باہر نہیں جاؤں گا۔[1]

جمعہ کے دن غسل کی ابتداء جمعہ کے دن لوگ اپنی منزلوں اور مدینہ کے بالائی علاقوں سے آیا کرتے تھے۔ ان پر گرد و غبار پڑتا پھر پسینہ آتا، پسینہ سے بدبو آنے لگتی (اسی حالت میں) ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بدبو محسُوس ہوئی) آپؐ نے فرمایا "کاش تم آج کے دن نہا دھو کر آتے![2]"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ کلمات گویا غسل کی ایک ترغیب تھی۔ فوراً آپؐ نے غسل کو فرض نہیں کیا، کیونکہ تمام احکام کا نفاذ تدریجاً ہی ہوا، یہی صورت یہاں بھی اختیار کی گئی۔

(پھر کچھ عرصہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب پاک و صاف ہو کر تیل اور خوشبو لگا کر مسجد آئے، دو آدمیوں میں تفریق نہ کرے۔ پھر جتنی اُس کی تقدیر میں ہو نماز پڑھے پھر جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے تو ایسے شخص کے وہ گُناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہوں مُعاف کر دئے جاتے ہیں[3]"۔

(پھر کچھ عرصہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کی نماز کو آئے اُسے غسل کر لینا چاہیئے[4]"۔

(پھر کچھ عرصہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر فرض ہے۔ اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا بھی فرض ہے بشرطیکہ خوشبو میسّر ہو[5]"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب ذکر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من یُقتل ببدر عن ابنِ مسعودؓ و باب علامات النبوّۃ (اُمیّہ جنگِ بدر میں شریک ہوا اور مسلمین کے ہاتھوں سے قتل ہوا جیسا کہ آگے آئے گا)

[2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ عن سلمانؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ عن ابنِ عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ۔ [5] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الجمعۃ عن ابی سعیدؓ۔

سنہ ۲ھ

۱۰ محرم یعنی عاشورہ کا روزہ یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین مکہ معظمہ میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ یہودی بھی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے دریافت کیا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ یہودیوں نے کہا یہ ایک بڑا دن ہے۔ اس دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر فتح دی تھی لہٰذا ہم اس کی تعظیم میں روزہ رکھتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی بطور شکریہ روزہ رکھا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم موسیٰؑ کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ پھر آپؐ نے عاشورہ کے روزہ کا حکم دیدیا[1]۔ عاشورہ کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بستیوں میں اعلان کروا دیا کہ جس نے ایسی حالت میں صبح کی کہ اس کا روزہ نہ ہو تو وہ بقیہ دن روزہ رکھے اور جس نے روزہ کی حالت میں صبح کی ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے[2]۔ پھر صحابہ کرامؓ صحابیاتؓ اور ان کے بچوں نے روزہ رکھا۔ بچوں کیلئے انہوں نے اون کے کھلونے بنا رکھے تھے۔ جب کوئی بچہ روتا تو وہ کھلونے اس کو دیدئے جاتے۔ افطار تک ایسا ہی ہوتا رہا[3]۔

قصاص کا وجوب بنی اسرائیل میں قصاص تو تھا لیکن دیت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمین پر فضل و کرم کرتے ہوئے دیت کا حکم بھی نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۷۸ و ۱۷۹}

اے ایمان والو تم پر قصاص کو فرض کیا جاتا ہے۔ آزاد کے بدلہ آزاد، غلام کے بدلہ غلام، عورت کے بدلہ عورت (یعنی جو شخص بھی قاتل ہوگا وہ قتل کیا جائے گا) اگر مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کر دیں تو معروف کے مطابق دیت ادا کی جائے اور بطریق احسن ادا کی جائے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی اور مہربانی ہے۔ دیت لینے کے بعد جو شخص زیادتی کرے تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے، اور اے عقل والو قصاص میں تمہارے لئے زندگی (کا تحفظ) ہے، اسی طرح تم تقویٰ حاصل کر سکتے ہو (یعنی خونریزی سے بچ سکتے ہو)[4]

---

[1] صحیح بخاری باب اتیان الیہود النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینۃ عن ابن عباسؓ وابی موسیٰؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب وھل اتاک حدیث موسیٰ عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم الصبیان عن ربیع بنت معوذ وباب صوم یوم عاشوراء عن سلمہ بن اکوعؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔

[3] صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم الصبیان عن ربیع وصحیح مسلم کتاب الصوم۔ [4] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ۔

جنگوں کا آغاز

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کی اجازت مل چکی تھی لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفّار کی قوّت کو پامال کرنے اور ان کی مسلسل دشمنی کا خاتمہ کرنے کی غرض سے مکّہ معظّمہ کی ناکہ بندی کے انتظامات شروع کیے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی جھڑپ عشیرہ کے مقام پر ہوئی۔ اسی لئے اس جنگ کا نام غزوۂ عشیرہ ہے[1]۔

کیونکہ اب باقاعدہ جنگوں کا آغاز ہو رہا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {۱۱۱ تو ۱۱۲}

بے شک اللہ نے مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنّت کے عوض میں خرید لئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں (کافروں کو) قتل بھی کرتے ہیں اور (کافروں کے ہاتھ سے) قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ توریت، انجیل اور قرآن کا سچّا وعدہ ہے (کہ ایسے لوگوں کے لئے جنّت ہے) اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے لہٰذا (اے مؤمنو!) جو سودا تم نے اللہ سے کیا ہے اُس پر خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے (یہ مجاہد در اصل) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کاموں کا حکم دینے والے، بُری باتوں سے روکنے والے اور حدود اللہ کی حفاظت کرنے والے ہوتے ہیں (یعنی نیک عمل کرتے ہیں اور پھر جہاد کرتے ہیں) اور (اے رسولؐ) ایسے مؤمنین کو (جنّت کی) خوشخبری سُنا دیجئے۔

چھت گیری اور دیوار گیری کی ممانعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کیلئے تشریف لے گئے حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ العشیرۃ عن زید بن ارقم رضہ۔

عائشہ صدیقہؓ نے طاق کے دروازہ پر ایک تصویر دار کپڑا لٹکا دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور پردہ دیکھا تو چہرہ مبارک متغیّر ہوگیا، آپؐ نے پردہ کو کھینچکر پھاڑ دیا اور فرمایا "اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹّی کو کپڑا پہنائیں (یعنی طاق پر پردہ لٹکانا مٹّی کو کپڑا پہنانا ہے اور یہ چیز بالکل غیر ضروری ہے) اور اے عائشہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اُس کو ہوگا جو اللہ کی (جاندار) مخلوق کی تصویر بنائے"۔ پھر حضرت عائشہؓ نے اس پردہ کو قطع و بُرید کر کے دو تکئے بنالئے، ان میں کھجور کی چھال بھری۔ آپؐ نے انکو تکئے بنانے پر کوئی ملامت نہیں کی، ان تکیوں پر آپؐ تکیہ لگایا کرتے تھے[1]۔

گھروں میں تصویر رکھنے کی ممانعت مندرجہ بالا حدیث میں تصویر بنانے کی وعید کا بیان کر دیا گیا تھا لیکن تصویروں کو گھر میں رکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کی گئی تھی، اسی بنا پر کچھ عرصہ بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک گدّا خریدا۔ گدّے میں چند تصاویر تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف لائے، آپؐ نے اس گدّے کو دیکھا اور دروازے پر کھڑے ہوگئے، اندر داخل نہیں ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے۔ کہنے لگیں میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ میں نے کیا قصور کیا؟ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ گدّا کیسا ہے؟ عرض کیا میں نے اسے آپؐ کیلئے خریدا ہے تاکہ آپؐ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اسے زندہ کرو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اُس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویریں ہوں[2]۔"

حضرت ابو اُسیدؓ کی شادی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت حضرت ابو اُسیدؓ کی شادی ہوئی تو اُنہوں نے ولیمہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ کو دعوت دی۔ حضرت ابو اسیدؓ کی دلہن ہی نے کھانا تیار کیا اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اُنہوں نے رات کو پتھر کے ایک برتن میں کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھانے سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے آپؐ کو کھجور کا شربت پلایا[3]۔ (نوٹ:- پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا)

چغلی اور پیشاب پر عذاب ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دو قبروں کے پاس سے گذرے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے۔ ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک تر ٹہنی منگائی، اس کو چیر کر دو حصّے کئے اور ایک ایک حصّہ کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف ہو[4]۔ (عذاب میں تخفیف کا سبب ٹہنی کا تر ہونا اور اُس کا تسبیح پڑھنا نہیں ہے، کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ہر خشک و تر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ تخفیف کا سبب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعا تھی کہ جب تک یہ ٹہنیاں تر رہیں کم از کم اتنی دیر تو ان پر عذاب میں کمی ہو جائے جیسا کہ

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب اللباس باب التصاویر۔ [2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب هل یرجع اذا رأی منکرا عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب اللباس۔
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قیام المرأة علی الرجال فی العرس عن سهلؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الادب باب الغیبة عن ابن عباسؓ۔

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ کی روایت کردہ طویل حدیث میں مذکور ہے)

تعریف کی مذمت ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے اُس کی بہت تعریف کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی (یعنی وہ سُنے گا تو اس پر فخر کریگا اور فخر کرنے سے اُس کے اعمال ضائع ہوجائیں گے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بات کئی مرتبہ فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو لامحالہ کسی کی تعریف کرنی ہی ہو تو اِس طرح کہے کہ "میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ایسا ہے، ایسا ہے"، بشرطیکہ وہ یہ سمجھتا ہو کہ واقعی وہ ایسا ہے۔ اصلی حساب لینے والا تو اللہ ہی ہے (وہی جانتا ہے کہ کون اچھا ہے اور کون بُرا ہے) لہٰذا اللہ کے سامنے کسی کا تزکیہ نہ کیا کرو۔[1]

نزولِ سُورۂ کوثر ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابۂ کرامؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کو کچھ غنودگی سی ہوئی (جب افاقہ ہوا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا سر اُٹھایا۔ آپؐ اُس وقت مسکرا رہے تھے۔ صحابہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کو کس چیز نے ہنسایا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابھی ایک سُورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپؐ نے وہ سُورت تلاوت فرمائی:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○ {کوثر}

اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے (اے رسُولؐ) بے شک ہم نے آپؐ کو کوثر دی۔ پس آپؐ اپنے رب کیلئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ بیشک آپؐ کا دشمن ہی نامُراد ہے۔

تلاوت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم جانتے ہو، کوثر کیا چیز ہے؟ صحابہؓ نے کہا اللہ اور اس کا رسُولؐ زیادہ جانتا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ ایک نہر ہے جس کا میرے ربّ عزّوجلّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اُس پر خیرِ کثیر ہے۔ وہ (مثل) ایک حوض کے ہے۔ اس کے کُلاس گنتی میں تاروں کے برابر ہیں۔ قیامت کے دن میری اُمّت کے لوگ اس پر وارد ہوں گے۔ ان میں سے کسی شخص کو اس حوض سے علیحدہ کر دیا جائیگا۔ میں کہونگا اے ربّ یہ تو میری اُمّت میں سے ہے۔ اللہ فرمائے گا آپؐ نہیں جانتے اس نے آپؐ کے بعد کیسی کیسی بدعتیں نکالی تھیں۔[2]"

حُسنِ تعلیم و حُسنِ صلوٰۃ معاویہ بن الحکم کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص کو چھینک آئی، میں نے (حسبِ دستور) یرحمک اللہ کہا۔ لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا "میری ماں مجھ پر روئے، تم لوگ کیوں مجھے گھور رہے ہو"۔ لوگوں نے اپنے ہاتھ رانوں پر مارے۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں میں نے آپؐ سے بہتر تعلیم دینے والا نہ آپؐ سے پہلے دیکھا نہ آپؐ کے بعد دیکھا۔ اللہ کی قسم نہ آپؐ نے مجھے دھمکایا، نہ مارا، نہ بُرا بھلا کہا بلکہ یہ فرمایا "بے شک یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس میں لوگوں سے گفتگو جائز نہیں، نماز تو بس تسبیح، تکبیر اور قرأۃ قرآن کیلئے ہے"۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ، میں جاہلیّت سے ابھی ابھی نکلا ہوں، اور اب اللہ نے اسلام کو قائم کر دیا ہے (لیکن اسلام

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب عن ابی بکرۃ رض۔

[2] صحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب حجۃ من قال البسملۃ آیۃ عن انسؓ۔

کے احکام سے میں واقف نہیں ہوں) ہم میں سے بہت سے آدمی کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے (کیا اب بھی ہم اُن کے پاس جا سکتے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان کے پاس نہ جانا۔ میں نے کہا "ہم میں سے بعض لوگ بدشگونی لیتے ہیں (اس کا کیا حکم ہے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بدشگونی کا وہم لوگوں کے دلوں میں آجایا کرتا ہے لیکن یہ وہم اُن کیلئے کسی کام سے رُک جانے کا سبب نہ بنے (بدشگونی کا خیال بھی آئے تو اُس عمل کو ترک نہ کرے)" میں نے کہا "ہم لوگوں میں بعض آدمی لکیریں کھینچتے ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نبیوں میں سے ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے، پس جس کی لکیریں ان کے موافق ہیں وہ ٹھیک ہے۔" معاویہؓ کہتے ہیں میری ایک لونڈی تھی وہ اُحد اور جوانیہ کے سامنے بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لے گیا۔ میں بھی آخر آدمی ہوں، مجھے اس کا صدمہ ہوا جیسے تمام آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے لونڈی کے ایک طمانچہ مار دیا پھر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ (میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا) آپؐ نے اس کو بہت بڑا (گناہ) خیال کیا۔ میں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا میں اُسے آزاد نہ کردوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کو میرے پاس لے آؤ"۔ میں اُس کو لیکر آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے پوچھا "اللہ کہاں ہے؟" اُس نے کہا "آسمان میں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "میں کون ہوں؟" اُس نے کہا آپؐ اللہ کے رسُول ہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ مؤمنہ ہے"[1]۔

عبداللہ بن اُبیّ کو تبلیغ اور اُس کی گستاخی تقریباً اسی زمانہ میں حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔ آپؐ ایک گدھے پر سوار تھے جس کے پالان پر فدک کی چادر پڑی ہوئی تھی۔ حضرت اُسامہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گذر ایک مجلس پر سے ہوا جس میں عبداللہ بن اُبیّ بن سلول بیٹھا ہوا تھا اور یہ ابھی بظاہر بھی مسلم نہیں ہوا تھا۔ مجلس میں مسلم، بُت پرست مشرک اور یہودی سب مِلے جُلے بیٹھے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجلس کے قریب پہنچے تو آپؐ کے گدھے کے چلنے سے جو خاک اُڑی اُس نے مجلس کو ڈھانک لیا۔ عبداللہ بن اُبیّ نے اپنی ناک کو چادر سے ڈھانک لیا اور کہا "ہم پر خاک نہ اُڑاؤ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رُک گئے۔ آپؐ نے سلام کیا اور اپنی سواری سے اُتر گئے۔ پھر آپؐ نے ان کو دعوت الی اللہ دی۔ قرآن مجید سُنایا۔ عبداللہ بن اُبیّ نے کہا "اے شخص، تم جو کچھ کہتے ہو یہ اچھی چیز نہیں، اگر یہ حق ہو تو بھی ہماری مجلس میں آکر ہمیں تکلیف نہ دو اور اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ ہم میں سے جو شخص تمہارے پاس آئے اُسے نصیحت کرو"۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا "ہاں یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہماری مجلس میں آکر ہمیں غبار آلود کیجئے، ہم اس کو پسند کرتے ہیں"۔ اس بات پر مسلمین نے اور مشرکین اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا یہاں تک کہ قریب تھا کہ جنگ و جدال ہو جائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں خاموش کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب خاموش ہو گئے۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے کہا "اے سعد کیا تم نے نہیں سُنا کہ ابو حباب (یعنی عبداللہ بن اُبیّ) نے کیا کہا" حضرت سعدؓ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ عن معاویہ بن حکمؓ۔

نے عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو جائے آپؐ اس کو معاف کر دیجئے۔ درگذر فرمائیے قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ پر کتاب نازل کی ہے بے شک اللہ نے جو کتاب آپؐ پر نازل کی ہے وہ حق کے ساتھ نازل کی ہے۔ اور جو مرتبہ اللہ نے آپؐ کو دیا ہے وہ (آپؐ کا حق ہے جو آپؐ کو) دیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس شہر کے لوگوں نے یہ اتفاق کر لیا تھا کہ عبداللہ بن اُبیّ کو تاج پہنا کر دستار باندھ دیں لیکن ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حقِ سیادت آپؐ کو عطا فرما دیا اور اُس فیصلہ پر عمل نہ ہو سکا، اِس وجہ سے اُسے حسد پیدا ہو گیا اور اُس نے یہ بات کہی جو آپؐ نے دیکھی"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف کر دیا (اور اُسے ہی کیا معاف کر دیا بلکہ) آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ مشرکین اور اہلِ کتاب کو معاف کرتے ہی رہتے تھے اور اُن کی ایذا رسانیوں پر صبر کرتے ہی رہتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:-

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (آل عمران ۱۸۶)

تم ضرور اہلِ کتاب اور مشرکین سے دل آزار باتیں سنو گے اگر تم صبر کرتے رہو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تو یہ بڑی عزیمت کی بات ہے۔

اور (اے مؤمنو!)

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {بقرہ ۱۰۹}

اہلِ کتاب میں سے بہت سے لوگ محض حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد پھر کافر بنا دیں، حالانکہ ان پر حق واضح ہو چکا ہے۔ پس تم انہیں معاف کرتے رہا کرو۔ درگذر کرتے رہا کرو۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

غرض یہ کہ اس حکم کی تعمیل میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ معاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ میں (سختی کی) اجازت دی۔[1]

کُفّار پر سختی کرنے کی اجازت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدافعانہ جنگ کی اجازت مل چکی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے مدافعانہ جنگ کی ترغیب کے ساتھ کفّار پر مناسب سختی کرنے کی اجازت دی۔ فرمایا:-

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ

جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو لیکن زیادتی نہ کرو۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (بحالت جنگ) اُن کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے تم بھی انہیں نکال دو۔ فتنہ قتل سے زیادہ بُرا ہے اور ان سے مسجد حرام کے قریب نہ لڑو جب تک وہ نہ لڑیں پھر اگر وہ لڑیں تو انہیں قتل کر دو، کافروں کی یہی سزا ہے۔ اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے! اور (اے مؤمنو!) ان سے اس وقت تک لڑو جب تک فتنہ و فساد نیست و نابود نہ ہو جائے اور (ہر جگہ) اللہ اکیلے کا قانون نافذ ہو جائے اگر وہ فساد سے باز آ جائیں تو ظالموں کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المرضیٰ و کتاب الادب باب کنیۃ المشرک و کتاب التفسیر سورۃ آلِ عمران عن اُسامہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ نحوہ

اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ {بقرہ: ۱۹۰ تا ۱۹۵}

علاوہ کسی پر زیادتی نہ کرو۔ حُرمت کا مہینہ حُرمت کے مہینہ کے ساتھ مشروط ہے۔ (یعنی اگر کُفّار اس کی حُرمت کو ملحوظ رکھیں تو تم بھی ملحوظ رکھو) اور (اسی میں کیا ہر معاملہ میں) حُرمت حُرمت کے بدلہ میں ملحوظ رکھی جائے گی۔ پس جو شخص تم پر زیادتی کرے تم بھی اُسی کے مثل اُس پر زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ متّقیوں کے ساتھ ہے۔ اور (اے مؤمنو) اللہ کے راستہ میں مال بھی خرچ کیا کرو (مال روک کر جہاد کی تیّاری کیسے کر سکتے ہو، جہاد کی تیّاری نہ ہوگی تو کافروں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ ان کی حوصلہ افزائی نہ کرو) اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، نیکی کرتے رہا کرو، بے شک اللہ نیکی کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

جہاد کی ترغیب جہاد پر مزید زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ {بقرہ: ۲۱۴}

(اے مؤمنو!) کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنّت میں یوں ہی داخل ہو جاؤ گے۔ ابھی تو تم کو ویسی مشکلیں پیش نہیں آئیں جیسی کہ تم سے پہلے لوگوں کو پیش آئی تھیں۔ ان کو بڑی بڑی سختیاں اور مصیبتیں پہنچیں۔ خوب جھنجھوڑے گئے یہانتک کہ رسول اور اُن کے ساتھ جو مؤمن تھے پکار اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ خبردار ہو جاؤ اللہ کی مدد تو قریب ہی ہے (لیکن بغیر قربانیوں کے نہ جنّت مل سکتی ہے نہ اللہ کی نصرت حاصل ہو سکتی ہے)

اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے متعلّق سوال صحابہؓ نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ اللہ کے راستہ میں کس طرح خرچ کریں (کیا سب کچھ جہاد میں خرچ کر دیا جائے یا اوروں کو بھی دیا جائے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ: ۲۱۶}

ان سے کہدیجئے کہ والدین، اقرباء، یتامٰی، مساکین اور مسافر کو بھی تم دے سکتے ہو اور جو بھلائی تم کروگے اللہ اسے جانتا ہے (اور جہاد میں خرچ کرنا بہرحال بہت ضروری ہے کیونکہ) تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا ہے خواہ وہ تمہیں ناگوار ہی کیوں نہ گذرے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تم کو اچھی معلوم ہو اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔ اس کو اللہ ہی جانتا ہے، تم نہیں جانتے (کہ کونسی چیز تمہارے حق میں اچھی ہے اور کونسی بُری)

ماہِ حرام میں جنگ کے متعلق سوال جب جہاد فرض کر دیا گیا تو لوگوں نے سوال کیا کہ ماہِ حرام میں لڑنا کیسا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ان سے کہہ دیجئے کہ ماہِ حرام میں لڑنا بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کے راستہ سے روکنا، اللہ کے ساتھ کفر کرنا، مسجدِ حرام سے روکنا اور اہلِ مسجد کو مسجد میں سے نکال دینا یہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑے گناہ ہیں۔ فتنہ انگیزی، خوں ریزی سے بھی بدتر ہے اور (اے مؤمنو!) یہ لوگ تو تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر انہیں قدرت ہوئی تو تمہیں دین سے برگشتہ کر دیں گے اور جو شخص اپنے دین (اسلام) سے ارتداد (وبغاوت) کرے اور بحالتِ کفر ہی مرجائے تو اُس کے اعمال دُنیا اور آخرت میں برباد کر دیئے جائیں گے۔ یہی لوگ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے پھر اُنہوں نے اللہ کے راستہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا تو ایسے ہی لوگ اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہو سکتے ہیں۔ اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

شراب اور جوئے کے متعلق سوال تقریباً اسی زمانہ میں صحابہؓ نے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ {بقرہ ۲۱۹}

ان سے کہہ دیجئے کہ ان میں بڑے بڑے نقصانات ہیں اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں۔ لیکن نقصانات فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوئے کے متعلق بس اتنی بات کہہ کر خاموشی اختیار کی۔ ان دونوں چیزوں کو ابھی حرام نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو بھی جو معاشرہ میں کثرت سے رائج تھی فوری طور پر حرام نہیں کیا بلکہ بتدریج حرام کیا تاکہ کسی پر بار نہ گذرے اور نہ کوئی شخص شریعتِ الٰہیہ سے متنفر ہو۔

مال کے متعلق پھر سوال مال کے خرچ کرنے کے متعلق صحابہؓ نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ لیکن سوال کی نوعیت اب دوسری تھی۔ سوال کا منشاء اب وہ نہیں تھا جو پہلے تھا۔ اللہ تعالیٰ کیونکہ ان کی منشاء سے واقف تھا اس لیے ان کی منشار کے مطابق جواب دیا۔ فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ {بقرہ ۲۱۹ و ۲۲۰}

ان سے کہہ دیجئے کہ جو مال پسندیدہ اور عمدہ ہو اُسے خرچ کرتے رہا کرو، اللہ اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کر رہا ہے تاکہ تم دنیا و آخرت دونوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے غور و فکر کرو۔

یتیموں کے متعلق سوال اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو رہی تھی۔ مسلمین کو مختلف مسائل پیش آرہے تھے۔ سوالات کا سلسلہ جاری تھا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یتیموں کے مال کے متعلق سوال کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۰}

آپ کہدیجئے کہ یتیموں (کی حالت) کی اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان کا خرچ اپنے خرچ کے ساتھ شامل کرلو تو وہ تمہارے بھائی ہیں (ان کی خیر خواہی کرتے رہو اگر خیر خواہی نہ کروگے تو) اللہ کو تو علم ہے کہ مفسد کون ہے اور مصلح کون ہے (یہ اللہ کی طرف سے آسانی ہے) اگر اللہ چاہتا تو تم کو تکلیف میں مبتلا کر دیتا (یعنی ان کا خرچ علیحدہ رکھنے کا حکم دیتا تو تم کو بڑی مشکل پیش آتی) بیشک اللہ زبردست، حکمت والا ہے۔

اذیّتِ ماہانہ کے متعلق سوال | مسلمین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی اذیّتِ ماہانہ کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ {بقرہ ۲۲۲}

ان سے کہدیجئے کہ یہ ایک قسم کی اذیّت ہے، لہٰذا اذیّت کے زمانہ میں بیویوں سے علیحدہ رہا کرو۔ اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں اُن سے قربت نہ کرو۔ پھر جب وہ بالکل پاک صاف ہوجائیں تو جس طریقہ سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اُنکے پاس جاؤ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں کو پسند کرتا ہے۔

لغو قسمیں | بعض لوگ نیکی کا کام نہ کرنے پر بے ارادہ قسمیں کھا لیا کرتے تھے اور پھر اس قسم کی وجہ سے نیکی کرنے سے باز رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:-

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۵}

اللہ ایسی لغو (یعنی بے ارادہ) قسموں کا تم سے مواخذہ نہیں کریگا۔ البتہ جو قسمیں ارادتاً کھاؤگے اُن پر تم سے مواخذہ کریگا۔ اللہ بخشنے والا اور بُردبار ہے (یہ اُس کی بُردباری ہی ہے کہ بے ساختہ مُنہ سے نکل جانے والی قسموں پر گرفت نہیں کرتا)

ایّامِ جاہلیّت میں عورتوں پر ظلم | ایّامِ جاہلیّت میں لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیا کرتے تھے۔ اور قسم کی کوئی میعاد مقرر نہ کرتے تھے۔ عورتیں اس رویّہ سے بہت پریشان ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظلم کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَاۗءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۶ و ۲۲۷}

جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں تو انہیں چار مہینہ کی مہلت ہے۔ اگر اس عرصہ میں رجوع کرلیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ارادہ کرلیں تو اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

اس حکم نے مَردوں کو پابند کر دیا، اب کسی شوہر کو اختیار نہیں رہا کہ وہ قسم کی بنیاد پر اپنی بیوی کو چار مہینہ سے زیادہ چھوڑ دے۔ یا تو اُسے رجوع کرنا پڑے گا یا طلاق دینی ہوگی۔

طلاق کے سلسلہ میں مزید احکام | اُوپر طلاق کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے طلاق کے سلسلہ میں مزید

احکام نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {بقرہ ۲۲۸}

مطلّقہ عورتیں تین اذیّتوں تک عدّت میں بیٹھیں اور اگر وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو اُن کے لئے حلال نہیں کہ حمل کو چھپائیں (یعنی حالتِ حمل ہی میں نکاح نہ کرلیں) عدّت کے زمانہ میں اگر شوہر موافقت چاہیں تو وہ ان کو پھر اپنی زوجیت میں لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیویوں کے شوہروں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے شوہروں کے حقوق بیویوں پر، اگرچہ مَردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے۔ اللہ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔

ایّامِ جاہلیّت میں عورتوں پر مختلف قسم کے مظالم کا رواج تھا۔ طلاقوں کی کوئی گنتی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان مظالم کا خاتمہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـــًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۲۹}

طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہو سکتی ہے۔ دو طلاقوں کے بعد معروف کے مُطابق (بیوی کو اپنی) زوجیت میں رکھ سکتے ہو ورنہ (تیسری طلاق دے کر) خوبصورتی سے رخصت کردو اور جو مہر تم ان مطلّقہ عورتوں کو دے چکے ہو اُس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو سوائے اس صورت کے کہ تم کو اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکنے کا اندیشہ ہو۔ اگر ایسا اندیشہ ہو (اور عورت خلع کی خواہش کرے) تو وہ خود اگر شوہر سے رہائی پانے کے لئے کچھ دیدے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔

پھر مَردوں کو تیسری طلاق کے عواقب سے ڈراتے ہوئے فرمایا:۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۳۰}

اگر شوہر (تیسری) طلاق بھی دیدے تو اب وہ عورت اُس شوہر کیلئے حلال نہیں جب تک وہ کسی دوسرے مَرد سے نکاح نہ کرلے۔ اگر دوسرا شوہر طلاق دیدے اور پھر وہ دونوں رجوع کرلیں تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، جن کو اللہ علم والوں کے لئے بیان کر رہا ہے۔

عورتوں پر سے مظالم کو ختم کرنے کے سلسلہ میں مزید فرمایا:۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠

اور (اے مؤمنو) جب تم عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور عدّت ختم ہو جائے تو ان کو حُسنِ سلوک کے ساتھ (دوبارہ

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {البقرہ ۲۳۱}

نکاح کرکے) اپنی زوجیت میں رکھ لو یا بطریقِ شائستہ اُنہیں رخصت کر دو۔ ان پر زیادتی کرنے کے لئے (زبردستی) اُن کو مت روکے رکھو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اللہ کے احکام کا مذاق نہ اُڑاؤ (یعنی حیلے نہ کرو) اور اللہ نے جو نعمتیں تم کو دی ہیں اور تم پر کتاب و حکمت کی جو باتیں نازل کی ہیں جن کے ذریعہ اللہ نے تم کو نصیحت کی ہے اُنہیں یاد رکھو، اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے (اگر تم خلاف ورزی کروگے تو اس کی سزا بھگتو گے)

اسی زمانہ میں ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ حضرت معقِل بن یسارؓ نے اپنی بہن کا نکاح کسی شخص سے کر دیا تھا، اُس شخص نے طلاق (رجعی) دیدی۔ جب عدّت گذر گئی تو اُس نے پھر نکاح کے لئے پیغام بھیجا۔ حضرت معقِلؓ نے کہا "میں نے تم سے شادی کی، تمہیں بچھونا دیا، تم کو عزّت دی، پھر تم نے طلاق دیدی اور اب پھر پیغام بھیج رہے ہو۔ اللہ کی قسم اب وہ تمہارے پاس کبھی واپس نہیں ہوگی"۔ وہ آدمی اچھا تھا، وہ عورت بھی اس کے پاس جانا چاہتی تھی (لیکن حضرت معقِلؓ نے مزاحمت کی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ {البقرہ ۲۳۲}

جب تم میں سے بعض لوگ اپنی بیویوں کو طلاق (رجعی) دیں اور عدّت گذر جائے تو ان عورتوں کو اپنے شوہروں سے دوبارہ نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ دونوں معروف کے مُطابق (دوبارہ نکاح کرنے پر) رضامند ہوں۔ یہ اُس شخص کیلئے نصیحت ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ بات (کہ وہ دوبارہ نکاح کرلیں) تمہارے لئے بہت اچھی اور پاکیزہ ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (کہ اس میں کیا مصلحت ہے)

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت معقلؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں نکاح کرنے کیلئے تیار ہوں"۔ غرض یہ کہ اُنہوں نے اپنی بہن کا نکاح اُس شخص سے دوبارہ کر دیا۔[1]

طلاق کے بعد شیر خوار بچّہ کو دودھ پلانے کے سلسلہ میں بھی دونوں طرف سے زیادتی ہوتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل احکام بھیجکر ان تمام زیادتیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۭ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَاۗرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ

(مطلّقہ) مائیں اپنے بچّوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ اُس کے لئے ہے جو مُدّتِ رضاعت کو پورا ہی کرنا چاہے۔ (ورنہ اس سے کم مُدّت میں بھی دودھ چھُڑایا جاسکتا ہے) ایّامِ رضاعت میں مُطلّقہ بیویوں کو معروف کے مُطابق کھانے پہننے کا خرچ بچّہ کے باپ کو دینا ہوگا۔ کسی شخص کو اُس کی طاقت

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب لانکاح الا بولی عن معقلؓ۔

مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ
أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۗ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ
بَصِيرٌ ۝ {بقرہ ۲۳۳}

سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ بچّہ کی وجہ سے نہ ماں کو تکلیف پہنچائی جائے نہ باپ کو (اگر باپ نہ ہو تو) یہ خرچ وارث کے ذمّہ ہوگا۔ اگر ماں اور باپ باہمی رضامندی اور مشورہ سے (دو سال سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اور (اے مؤمنو) اگر تم (ماں کے علاوہ) کسی اور عورت سے دودھ پلوانا چاہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق دودھ پلانے والی عورتوں کو پوری پوری اُجرت دیدو، اور (دیکھو) اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے (وہ زیادتی کرنیوالوں کو مناسب سزا دیگا)

بیوہ کی عدّت اب تک بیوہ کی عدّت کے سلسلہ میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اب اللہ نے بیوہ کی عدّت بھی مقرر فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ
أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّ
عَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ {بقرہ ۲۳۴}

شوہر اگر مر جائیں تو اُن کی بیویاں چار مہینے دس دن عدّت میں بیٹھیں۔ جب یہ مُدّت پوری ہوجائے تو پھر اگر وہ اپنے دوسرے نکاح کے سلسلہ میں کچھ کریں تو کوئی حرج نہیں اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے (وہ ظلم و زیادتی کی سزا ضرور دے گا)

ایّامِ عدّت میں نکاح کے لئے پیغام ایّامِ عدّت میں نکاح کا پیغام بھیجنے پر پابندی عائد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ
خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ
عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا
تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ
وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ
أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ
فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ {بقرہ ۲۳۵}

کہ اگر کنایۃً کوئی بات کہدو تو مضائقہ نہیں یا دلوں میں مخفی رکھو (تو بھی کوئی حرج نہیں) یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ ان کا ذکر تمہاری زبان پر آئے گا لیکن عدّت کے زمانہ میں خفیہ طور پر ان سے کوئی عہد و پیمان نہ لو سوائے اس کے کہ کوئی معروف بات کہدو (یعنی کنایۃً کچھ کہدو جیسا کہ تم سے پہلے کہا گیا ہے) اور (دیکھو) جب تک عدّت پوری نہ ہوجائے نکاح کا عزم نہ کرو اور یہ سمجھ لو کہ اللہ تمہارے دلوں کی بات بھی جانتا ہے (اُس سے تم کوئی بات چھپا نہیں سکتے) پس اُس سے ڈرتے رہو اور یہ بھی ذہن نشین کرلو کہ (اگر تم ڈرتے رہے) تو اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے (وہ تمہاری غلطیوں کو مُعاف کر دے گا)

قربت سے پہلے طلاق طلاق اور مہر کے سلسلہ میں مزید ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ
مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۖ
وَّمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ

(اے مؤمنو) تم پر قربت سے پہلے طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، اگر مہر مُقرر نہ کیا ہو تو حسبِ حیثیت دستور کے مطابق ضرور کچھ دیدو اور اگر مہر مقرر کر دیا ہے تو پھر نصف مہر ادا کرو۔

قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ہاں اگر عورتیں مہر معاف کر دیں یا وہ ولی جن کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے معاف کر دیں (تو پھر مہر نہ دینے میں کوئی حرج نہیں) اور (اے مؤمنو) ایسی صورت میں اگر تم مہر معاف کر دیا کرو تو یہ تقوے کی بات ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنے کو نہ بھولو، بے شک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے (اگر تم احسان کرو گے تو اللہ اس کا اجر تمہیں دے گا اور اگر زیادتی کرو گے تو تمہیں سزا دے گا)

تحویلِ قبلہ رجب ۲ھ ہجرت کے بعد سے سترہ اٹھارہ مہینے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ بیت المقدس یہودیوں کا بھی قبلہ تھا۔ یہودیوں کو مسلمین کا بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا بہت اچھا معلوم ہوتا تھا[1]۔

ابتداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت مشرکین کے اہلِ کتاب کی موافقت کو زیادہ پسند فرماتے تھے اس وجہ سے بھی کہ ان کے پاس آسمانی کتاب تھی اور اس وجہ سے بھی کہ ان کی تالیفِ قلوب ہو لیکن اہلِ کتاب نے ہٹ دھرمی کی اور مسلم نہیں ہوئے تو آہستہ آہستہ ان کی مخالفت شروع ہوئی جیسا کہ مانگ نکالنے کے سلسلہ میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ منجملہ اور وجوہ کے مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہودی اہلِ علم، متمدن اور مالدار تھے۔ اندیشہ تھا کہ کہیں مسلمین میں احساسِ کمتری نہ پیدا ہو جائے اور دوسری قوموں کی نقالی کی عادت نہ پڑ جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمین کیلئے تمام اصول وضوابط علیحدہ کر دئے تاکہ مسلمین میں احساسِ برتری پیدا ہو۔ وہ یہ سمجھیں کہ وہ ایک علیحدہ قوم ہیں اور اپنی زندگی میں کسی دوسری قوم اور ان کے قواعد کے قطعاً محتاج نہیں بلکہ ان کے پاس تمام قوموں کے قواعد اور ضوابط سے بہتر قواعد اور ضوابط ہیں۔ ان کی تہذیب اور اصولِ تمدن دوسروں کی تہذیب اور اصولِ تمدن سے برتر ہیں۔ اگر کسی مرحلہ پر کسی مسلم کے دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ کسی دوسری قوم کے پاس اسلامی اصول وفروع سے بہتر اصول وفروع ہیں تو یہ کفر کی علامت ہے۔ اس خیال سے اسلامی معاشرہ کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔

اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سترہ اٹھارہ مہینے تک بحکمِ الٰہی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، لیکن آپؐ کی خواہش یہ تھی کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ آپؐ کی اس خواہش کی طرف اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ {بقرہ ۱۴۴} (اے رسولؐ) ہم دیکھتے ہیں کہ آپؐ بار بار چہرہ کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں (اس انتظار اور خواہش میں کہ کب تحویلِ قبلہ کا حکم نازل ہو[2])

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ {بقرہ ۱۴۴} ہم ضرور آپؐ کا منہ اُدھر پھیر دیں گے جدھر منہ کرنے کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب الصلوٰۃ من الایمان عن براءؓ وکتاب الصلوٰۃ باب التوجہ وکتاب التفسیر سورۃ البقرۃ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التوجہ عن براءؓ وکتاب الایمان وکتاب التفسیر صحیح مسلم نحوہٗ (کتاب المساجد)

آپؐ کو خواہش ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے رسولؐ کو خوشخبری سُنائی پھر حکم دیا کہ (اے رسولؐ)

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ○ {بقرہ ۱۴۴}

بس اب آپؐ اپنا مُنہ مسجدِ حرام کی طرف کرلیا کریں۔ اور (اے مؤمنو) جہاں کہیں بھی تم ہو تم بھی اپنا مُنہ مسجدِ حرام کی طرف کرلیا کرو۔ اور بے شک اہلِ کتاب کو معلوم ہے کہ یہ تحویل ان کے ربّ کی طرف سے حق ہے (لیکن افسوس کہ اس کے باوجود ایمان نہیں لاتے، خیر) جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

اہلِ کتاب کو اس تحویلِ قبلہ کا اپنی کتابوں کے ذریعہ پہلے سے علم تھا۔ یہ تحویل گویا صداقتِ نبوّت کی ایک دلیل تھی، لیکن بجائے ایمان لانے کے۔

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ {بقرہ ۱۴۲}

(ان بے وقوفوں نے طرح طرح کے اعتراض کئے) کہنے لگے کہ جس قبلہ کی طرف یہ مُنہ کرتے تھے اب اُس سے کیوں مُنہ موڑ لیا[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ {بقرہ ۱۴۲}

ان سے کہدیجئے کہ مشرق و مغرب (غرض یہ کہ تمام سمتیں) سب اللہ کی ہیں (وہ جدھر چاہے منہ کرنے کا حکم دیدے) وہ جس کو چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔

پھر اس تحویلِ قبلہ کا مقصد بھی بیان کیا۔ فرمایا (اے رسولؐ)

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ {بقرہ ۱۴۳}

جس قبلہ کی طرف آپؐ اب تک مُنہ کرتے تھے اُس کو ہم نے اس لئے مقرر کیا تھا کہ ہم جانچ کریں کہ کون رسولؐ کا مُتّبع رہتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں کُفر کی طرف واپس چلا جاتا ہے۔ بے شک اتباعِ رسولؐ لوگوں کو گراں تو گذرتی ہے لیکن اُن لوگوں کو نہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

① قبلۂ اوّل کی طرف مُنہ کرنے کا حکم اللہ نے دیا تھا، لیکن یہ حکم قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔

② اِتّباعِ رسولؐ بہت ضروری چیز ہے۔ اتّباعِ رسولؐ ایمان کی جانچ ہے۔ جو لوگ اتّباعِ رسولؐ کے لئے عقل اور مصلحت کو معیار بنائیں وہ ایمان بالرّسول سے خارج ہیں۔ بلکہ ان کا ایمان عقل پر ہے۔ ایمان بالرّسولؐ کا تقاضہ یہ ہے کہ رسولؐ کی پیروی کرے، خواہ بظاہر فعل رسولؐ عقل اور مصلحت کے خلاف ہی کیوں نہ نظر آئے۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب التوجہ عن براءؓ وکتاب الایمان وکتابُ التفسیر وصحیح مسلم نحوہٗ (کتابُ المساجد)

صحابہ کرامؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جو لوگ تحویلِ قبلہ سے پہلے قتل ہو گئے (آخرت میں) اُن کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۴۳}

اللہ ایسا نہیں کریگا کہ تم لوگوں کے ایمان کو ضائع کر دے (تحویلِ قبلہ سے پہلے جو لوگ مر گئے وہ بھی مؤمن ہیں کیونکہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں اتباعِ رسولؐ سے انحراف نہیں کیا) اور اللہ تو لوگوں پر بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔

تحویلِ قبلہ اہلِ کتاب کے لئے نبوّت کی ایک زبردست دلیل تھی لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ {بقرہ ۱۴۵}

اگر آپؐ اہلِ کتاب کے پاس ہر قسم کی نشانیاں لے آئیں تب بھی یہ آپؐ کے قبلہ کی طرف منہ نہیں کریں گے۔

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ:۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۶}

اہلِ کتاب اس (تحویلِ قبلہ) کو اِس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو، لیکن پھر بھی ان میں سے ایک فریق جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۷}

یہ تحویلِ قبلہ آپؐ کے ربّ کی طرف سے حق ہے، پس آپؐ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔

پھر فرمایا:۔

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ {بقرہ ۱۴۹}

اور بے شک یہ آپؐ کے ربّ کی طرف سے حق ہے۔

پھر مسلمین کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۙ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۵۰، ۱۵۱}

اِن (دشمنانِ اسلام) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ ہی سے ڈرو تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کر دوں اور تم ہدایت پر چلتے رہو۔ اور یہ بھی ہماری ایک نعمت ہے کہ تم ہی میں سے تم لوگوں کیلئے ایک رسول بھیجدیا جو تم کو ہماری آیات سُناتا ہے، تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ایسی ایسی باتیں سکھاتا ہے جن سے تم قطعی لاعلم تھے۔

مسجدِ نبوی میں تحویلِ قبلہ کے بعد پہلی نماز | تحویلِ قبلہ کے بعد سب سے پہلی نماز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی وہ عصر کی نماز تھی[1]

ایک اور مسجد میں تحویلِ قبلہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے مسجدِ نبوی میں نماز ادا کی اور پھر وہ انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گذرا۔ یہ لوگ (اپنے محلّہ کی) مسجد میں نمازِ عصر پڑھ رہے تھے جس وقت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب الصلوٰۃ من الایمان۔

وہ شخص اُن لوگوں کے پاس پہنچا تو یہ لوگ رکوع میں تھے اور مُنہ بیت المقدس کی طرف تھا۔ اُس شخص نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھی ہے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی ہے۔" یہ سُنتے ہی تمام نمازیوں نے کعبہ کی طرف مُنہ کر لیا۔[1]

مسجدِ قُبا میں تحویلِ قبلہ مسجدِ قُبا ذرا مدینہ سے دور تھی، اس لئے وہاں تحویلِ قبلہ کی خبر دوسرے دن صبح کو ہوئی۔ مسجدِ قُبا میں لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ "کل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن اُترا ہے اور آپؐ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کریں۔" نمازیوں کے مُنہ شام کی طرف تھے لیکن یہ خبر سُنتے ہی تمام لوگوں نے نماز ہی میں گھُوم کر کعبہ کی طرف مُنہ کر لیا۔[2]

تحویلِ قبلہ پر اعتراض اور اس کا جواب تحویلِ قبلہ پر جب بار بار اعتراض کیا گیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ○ {بقرہ}

نیکی یہی نہیں کہ مشرق یا مغرب کی طرف مُنہ کرلے۔ بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ اللہ پر، آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔ مال کو محبوب رکھتے ہوئے اس کو اقارب، یتامیٰ، مساکین، مُسافر سائلین اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، عہد کو پورا کرے۔ سختی، تکلیف اور معرکۂ کارزار میں ثابت قدم رہے۔ ایسے ہی لوگ سچّے ہیں۔ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

وصیّت کی فرضیّت تقریباً ان ہی ایّام میں اللہ تعالیٰ نے وصیّت کو فرض قرار دیا۔ فرمایا (اے مُومنو)

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ○ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ {بقرہ}

تم پر یہ بات فرض کی جاتی ہے کہ تم میں سے جب کسی کو موت آئے اور وہ کچھ مال چھوڑ کر دُنیا سے رخصت ہو رہا ہو تو والدین اور رشتہ داروں کے لئے دستور کے مُطابق وصیّت کرے۔ یہ متقیوں پر ضروری ہے۔ پھر جو شخص وصیّت سُننے کے بعد اُسے بدل ڈالے تو بدلنے والوں پر گناہ ہوگا۔ بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے ہاں اگر کسی کو وصیّت کرنے والے کی طرف سے حق تلفی یا گُناہ کا اندیشہ ہو تو وہ اگر وارثوں میں صلح صفائی کرا دے تو اس میں کوئی حرج نہیں، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان وکتاب الصلوٰۃ باب التوجہ عن براء وکتاب التفسیر سورۃ البقرۃ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ نحوہٗ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی القبلۃ عن ابن عمرؓ وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ نحوہٗ۔

روزوں کی فرضیّت | ان ہی ایّام میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیّت کا حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۸۳ و ۱۸۴}

اے ایمان والو، تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ یہ گنتی کے چند دن ہیں (جن میں تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے) ہاں جو شخص مریض ہو یا مُسافر ہو تو وہ بعد میں روزوں کی مقررہ تعداد کو پورا کر لے۔ اور جو لوگ باوجود قوّت کے روزہ نہ رکھیں یا ایسے لوگ کہ روزہ رکھنا ان کی استطاعت سے باہر ہو یا بمشکل ہی رکھ سکیں تو وہ روزوں کے بدلِ مساکین کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اُس کے حق میں اچّھا ہے اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔

باوجود قوّت کے روزہ نہ رکھنے اور اس کے بدلِ فدیہ دینے کی رعایت کو کچھ عرصہ بعد منسُوخ کر دیا گیا[1]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۸۵}

رمضان کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا۔ جس میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے (اور نہ صرف ہدایت بلکہ) ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کے کھُلے دلائل ہیں۔ لہٰذا جو شخص بھی اس مہینہ کو پائے اُسے چاہیئے کہ اس مہینہ کے روزے رکھے (قوّت ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھنے اور فدیہ دینے کی اب اجازت نہیں) البتّہ جو شخص مریض ہو یا مُسافر ہو تو وہ بعد میں گنتی پوری کر لے (یہ اس لئے کہ) اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ تمہیں سختی میں مُبتلا کرنا نہیں چاہتا (لیکن آسانی کا یہ مطلب نہیں کہ روزے چھوڑ ہی دئے جائیں، نہیں بلکہ) گنتی بہرحال پوری کرو اور اس احسان کے بدلِ میں کہ اُس نے تم کو ہدایت دی تم (عید کے دن) اللہ کی کبریائی بیان کرو اور اس کا شُکر ادا کرو۔

فدیہ کی رعایت جس کا اوپر ذکر ہوا بوڑھے مَرد اور عورت کے لئے باقی رہی۔ یعنی ایسے بوڑھے مَرد اور بوڑھی عورتیں جنھیں روزہ رکھنے کی قوّت نہ ہو وہ ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں[2]۔

جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو مسلمین کو اس بات کی اجازت نہیں تھی کہ رات کو کھائیں پئیں یا اپنی بیویوں کے پاس جائیں۔ بلکہ اگر کوئی شخص افطار سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر وہ دوسرے دن مغرب تک نہ کھا سکتا تھا نہ پی سکتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ قیس بن صِرمہؓ کو افطار کے وقت کھانے کے لئے کچھ نہ ملا۔ ان کی بیوی کھانے کی تلاش میں کہیں چلی گئیں۔ جب وہ واپس آئیں تو قیسؓ سو چکے تھے۔ (انہوں نے بغیر کھائے پئے دوسرا روزہ رکھ لیا)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّوم بابُ وعلی الّذین یطیقونہٗ، عن ابنِ عمرؓ وکتابُ التفسیر سُورۃ البقرۃ عن ابنِ عمرو سلمہؓ بن اکوع۔

[2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابنِ عبّاسؓ۔

جب دوپہر ہوئی تو وہ (نقاہت کی وجہ سے) بے ہوش ہو گئے۔

بعض لوگوں سے رمضان کی راتوں میں کچھ اور بھی غلطی ہو گئی (اس قسم کے واقعات پیش آئے تو) اللہ تعالےٰ نے تخفیف نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا[1]:۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ (مِنَ الْفَجْرِ ۖ) ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ {بقرہ ۱۸۷}

روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے بیویوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا۔ وہ تمہاری پوشاک ہیں، تم ان کی پوشاک ہو (یعنی شوہر و بیوی ایک دوسرے کی عصمت کے محافظ ہیں) اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر زیادتی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم و کرم کیا اور تمہاری غلطی کو معاف کر دیا، اب تم (رات کے وقت) اپنی بیویوں کے پاس جا سکتے ہو۔ اور جو اولاد اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دی ہے اُسے طلب کر سکتے ہو، اور (رات کے وقت) تم کھا بھی سکتے ہو، پی بھی سکتے ہو۔ یہاں تک کہ سفید تاگہ سیاہ تاگہ سے ممتاز نظر آئے۔ پھر تم (روزہ رکھو اور) رات تک روزہ کو پورا کرو۔ البتہ حالتِ اعتکاف میں (اب بھی) بیویوں کے پاس نہ جایا کرو۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے تاکہ وہ متقی بن جائیں۔

پہلے اس آیت میں "من الفجر" کے الفاظ نہیں تھے لہٰذا بعض لوگوں نے اپنے پیروں میں سفید اور سیاہ تاگے باندھ لئے (وہ ان تاگوں کو دیکھتے رہتے) اور اُس وقت تک کھاتے رہتے جب تک وہ تاگے ایک دوسرے سے ممتاز نہ نظر آئیں (اس طرح وہ صبح صادق ہو جانے کے بعد بھی کھاتے پیتے رہتے تھے، اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے) اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کے الفاظ نازل فرمائے۔ اب لوگ سمجھ گئے کہ تاگوں میں امتیاز سے رات اور دن کا امتیاز مُراد ہے[2]۔

مندرجۂ بالا واقعہ پر تبصرہ | اللہ تعالیٰ کو تو پہلے سے معلوم تھا کہ بعض بندے اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کریں گے تاہم اس نے وضاحت کو مؤخر کر دیا اور اس میں ضرور کوئی مصلحت تھی۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کی مثالیں قرآن مجید میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکے کو حضرت خضرؑ کے ذریعہ قتل کرا دیا اگرچہ اللہ تعالیٰ کو اس کی پیدائش سے پہلے معلوم تھا کہ وہ لڑکا بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کو گمراہ کریگا تاہم اُسے پیدا کیا اور پھر قتل کرایا۔ اس پیدائش میں بھی ضرور کوئی مصلحت تھی۔ وضاحت میں تاخیر قرآن مجید کی آیت "ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ" سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

سحری کا حکم | جب رمضان کی راتوں میں کھانے پینے کی اجازت مل گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سحری کھانا لازم کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا:۔

---

[1] ماخوذ از قرآن مجید و صحیح بخاری کتاب التفسیر عن براء رضؓ و کتاب الصّوم عن براء رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن سہل رضؓ و کتاب الصّوم و صحیح مسلم کتاب الصّوم۔

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے[1]۔

رات کو کھانے پینے کی اجازت نے مُسلمین کے روزوں کو اہلِ کتاب کے روزوں سے ممتاز کر دیا اور کیونکہ اہلِ کتاب کی مخالفت اسلام کا مطمح نظر بن چکا تھا لہٰذا رات کے وقت کھانے اور پینے کو محض اجازت پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سحری کا حکم دے کر اس کو لازم کر دیا، بلکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں تک فرما دیا کہ "ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں وجہِ امتیاز سحری ہے"۔ (یعنی سحری ضرور کھایا کرو تاکہ ان سے مشابہت نہ ہو[2])

صبحِ صادق | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز کی اذان کے لئے دو مؤذن مقرر کئے تھے۔ حضرت بلالؓ وقت سے پہلے اذان دیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن اُمِّ مکتومؓ نمازِ فجر کا وقت شروع ہونے پر اذان دیا کرتے تھے (کیونکہ حضرت بلالؓ کی اذان سے رمضان کی راتوں میں غلط فہمی کا اندیشہ تھا) لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بلال کی اذان تم میں سے کسی کو سحری سے باز نہ رکھے کیونکہ وہ تو اس لئے اذان دیتے ہیں کہ نماز پڑھنے والا لوٹ آئے (یعنی تہجّد ختم کر دے) اور جو سو رہا ہو وہ متنبہ ہو جائے (یعنی جاگ جائے)۔ بلال تو رات کو اذان دیتے ہیں (یعنی صبح صادق سے پہلے اذان دیتے ہیں) لہٰذا (ان کی اذان کے بعد بھی) کھا سکتے ہو، پی سکتے ہو (البتہ کھانا پینا اُس وقت ترک کر دو) جب ابنِ اُمِّ مکتومؓ اذان دیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ پہلے اُن کو اوپر کی طرف اُٹھایا اور پھر نیچے کی طرف جُھکایا۔ پھر فرمایا (ایسی حالت میں) کوئی شخص یہ نہ کہے کہ صبح ہو گئی (یہ تو صبحِ کاذب ہے) پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی شہادت کی انگلیاں ایک دوسرے کے اوپر رکھیں پھر ان دونوں کو دائیں جانب اور بائیں جانب پھیلایا پھر فرمایا کہ (کھاؤ اور پیو) یہاں تک کہ اِس طرح نہ ہو جائے (یعنی جب تک سفیدی ہر طرف نہ پھیل جائے کھانا پینا بند نہ کرو[3])

وقتِ افطار | انتہائے وقت سحری کے ساتھ ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتدائے وقت افطار کی بھی وضاحت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا "جب رات اِدھر سے (یعنی مشرق سے) آجائے اور دن اِدھر سے (یعنی مغرب سے) چلا جائے تو بس روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیئے[4]"۔ (یعنی جلدی افطار کرے، دیر نہ کرے) اس سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا "لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے[5]"

آدابِ روزہ | آدابِ صیام کے سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص غلط گوئی اور غلط کاری نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس بات کی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے[6]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص روزہ دار ہو تو وہ نہ چیخے (نہ) چلّائے اور اگر کوئی شخص اُس کو بُرا بھلا کہے یا اس سے لڑے تو اُسے صرف یہ کہہ دینا چاہیئے کہ میں روزہ دار ہوں" (اس لئے نہ بیہودہ بات کہہ سکتا ہوں نہ لڑ سکتا ہوں[7])

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن عمرو بن العاصؓ۔
[3] صحیح بخاری ابوابُ الاذان عن ابنِ مسعودؓ و ابنِ عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الصّوم نحوہٗ۔
[4] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن عمرؓ۔ [5] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن سہلؓ
[6] صحیح بخاری کتابُ الصّوم عن ابی ہریرہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الصّوم عن ابی ہریرہؓ۔

جنگِ بدر

اسباب قریش کے تجارتی قافلے مدینہ منوّرہ ہوکر گذرتے تھے۔ کُفّار کی اقتصادی اور جنگی ناکہ بندی کیلئے ضروری تھا کہ تجارتی قافلوں کی آمدورفت میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ اسی زمانہ میں کُفّارِ قریش کا ایک قافلہ مکّہ معظّمہ واپس آرہا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس قافلہ پر چھاپہ مارنے کا ارادہ فرمایا۔[1]

ابوجہل کو معلوم ہوا تو اُس نے کُفّارِ مکّہ کو اپنے قافلہ کی حفاظت کیلئے اُبھارا۔ اُس نے کُفّارِ قریش سے کہا "اپنے قافلہ کی حفاظت کیلئے چلو۔" کُفّارِ مکّہ میں سے اُمیّہ (ابوصفوان) نے چلنے سے انکار کردیا۔ ابوجہل اُس کے پاس آیا اور کہا کہ "اے ابوصفوان تم وادیٔ مکّہ کے سردار ہو، جب لوگ دیکھیں گے کہ تم نہیں جارہے تو کوئی بھی نہیں جائیگا ابوجہل اصرار کرتا رہا (اور وہ انکار کرتا رہا) ابوجہل نے کہا کہ ایک دو دن کیلئے ہی چلے چلو۔ اُمیّہ نے کہا اگر تم نہیں مانتے تو خیر میں چلتا ہوں، اللہ کی قسم میں مکّہ کا بہترین اُونٹ خریدوں گا (تاکہ آسانی سے بھاگ کر محفوظ مقام پہ پہنچ جاؤں) پھر اُمیّہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ میرا اسبابِ سفر تیار کردو۔ بیوی نے کہا "اے ابوصفوان تم یثربی بھائی (یعنی حضرت سعد بن معاذؓ) کی بات بھول گئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ مُسلم تمہیں قتل کریں گے۔" اُمیّہ نے کہا میں ان کے ساتھ زیادہ دور جانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ غرض یہ کہ اُمیّہ بھی کُفّارِ مکّہ کے ساتھ (قافلہ کی حفاظت کیلئے) روانہ ہوا۔ وہ ہر منزل پر بڑی مضبوطی سے اپنے اونٹ کو باندھ دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بدر کے میدان میں پہنچ گیا اور اللہ کے فضل وکرم سے مسلمین کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جنگ کیلئے مشورہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب کُفّار کی اس فوج کی آمد کی خبر ہوئی تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ بعض مُسلم مسلّح فوج سے جنگ کرنے کے حق میں نہیں تھے۔

إِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ۝ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ {الانفال ۸ و ۶}

وہ (اس بے سروسامانی میں جنگ کرنے کو) ناپسند کرتے تھے اور حق ظاہر ہوجانے کے باوجود بحث کررہے تھے گویا انہیں اُن کی آنکھوں دیکھتے موت کے مُنہ میں دھکیلا جارہا تھا۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے (ان کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے) وعدہ کیا کہ (گھبراؤ نہیں) ان دونوں جماعتوں میں سے ایک ضرور تمہارے ہاتھ آئے گی (اگر مسلّح فوج سے مقابلہ ہوا تو فتح اور مالِ غنیمت تمہارے لئے مقدّر ہے اور اگر قافلہ سے مقابلہ ہوا تو پھر اسبابِ تجارت پر تمہارا قبضہ ہوجائے گا۔ اس وعدۂ الٰہی کے باوجود) وہ مُسلم (جو جنگ کو ناپسند کرتے تھے) یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلّح قافلہ ہمارے ہاتھ آئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن کعب بن مالکؓ وسورۃ الانفال (۷)
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر عن ابن مسعودؓ۔

(تو اچھا ہے تاکہ جنگ نہ ہو) لیکن اللہ نے یہ چاہا کہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو ثابت کردے اور کافروں کا استیصال کردے تاکہ حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھائے، اگرچہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی بری کیوں نہ معلوم ہو (اللہ ایسا کر کے رہے گا)

مجلسِ مشاورت میں اکثر مُسلم جنگ کیلئے برضاء و رغبت تیار تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ کے لئے اُبھارا[1] تو حضرت ابوبکرؓ نے (جنگ کی موافقت میں) تقریر کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی تقریر سے اعراض کیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے تقریر کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعراض فرمایا۔ پھر سعد بن عبادہؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا (آپؐ کا رُوئے سخن ہماری طرف ہے) اے اللہ کے رسُولؐ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم سمندر میں کود پڑیں گے اور اگر آپؐ ہمیں برکِ غماد مقام تک گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔[2]

(حضرت سعدؓ کے بعد) حضرت مقدادؓ نے کہا ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السّلام سے کہی تھی کہ "اے موسیٰ تم جاؤ اور تمہارا ربّ، تم دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔ بلکہ (اے اللہ کے رسُولؐ) آپ (جنگ کے لئے) نکلئے، ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپؐ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے ہر طرف لڑیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس تقریر سے بہت خوش ہوئے، خوشی سے آپؐ کا چہرہ چمکنے لگا۔[3]

جنگ کے لئے روانگی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کی خبر لانے کیلئے حضرت بسیسہؓ کو جاسوس بنا کر روانہ کیا۔ وہ لوٹ کر آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں تھے، آپؐ (فوراً) باہر تشریف لائے (تمام حالات معلوم کرنے کے بعد) آپؐ نے فرمایا ہمیں ایک چیز کی طلب ہے لہٰذا جس کے پاس سواری موجود ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔ یہ سُن کر کچھ لوگوں نے مدینہ منوّرہ کے بالائی حصّہ سے اپنی سواریاں لانے کی اجازت طلب کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں صرف وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں یہاں موجود ہوں"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ سے فوراً روانہ ہو گئے۔[4]

بدر کے راستہ میں مقام حرۃ الوبرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک شخص ملا جس کی ہمّت اور شجاعت کا شہرہ تھا۔ صحابہ کرامؓ اسے دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اُس نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپؐ کے ساتھ ہو کر کُفّار سے لڑوں اور آپؐ کے ساتھ حصّہ پاؤں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم اللہ اور رسُولؐ پر ایمان رکھتے ہو۔ اُس نے کہا نہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تو تم واپس چلے جاؤ، میں مشرک سے مدد نہیں لیتا۔ (وہ شخص چلا گیا اور) مقام شجرہ پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پھر ملا۔ پھر وہی سوال و جواب ہوئے۔ وہ پھر چلا گیا۔ مقام بیداء پر پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی کلمات دوہرائے۔ اُس نے کہا میں ایمان لاتا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اب تم ہمارے ساتھ) چل سکتے ہو۔[5]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مشرکینِ مکّہ سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے۔[6] اور وہاں آپؐ نے پڑاؤ کیا۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم عن ابن مسعودؓ و کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ۔ [2] صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ تستغیثون ربکم و کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ عن ابن مسعودؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشّہید عن انسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراہۃ الاستعانۃ بکافر عن عائشہؓ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشّہید عن انسؓ۔ [7] صحیح مسلم باب غزوۃ بدر عن انسؓ۔

حضرت عثمانؓ کی عدم شرکت حضرت عثمانؓ کے نکاح میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ایک صاحبزادیؓ تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر کے لئے روانہ ہوئے تو اُس وقت وہ بیمار تھیں۔ حضرت عثمانؓ ان کی تیمارداری کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا کہ "تمہارے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا شرکائے بدر کے لئے اور تمہیں اتنا ہی حصّہ ملیگا جتنا شرکائے بدر کو ملیگا۔"[1] (اگرچہ حضرت عثمانؓ جنگِ بدر میں حقیقتاً شریک نہ ہو سکے تاہم کیونکہ اُن کا عُذر معقول تھا لہٰذا وہ حُکماً جنگِ بدر میں شریک سمجھے گئے)

حضرت یمانؓ اور حضرت حُذیفہؓ کی عدم شرکت حضرت یمانؓ اور حضرت حُذیفہؓ دونوں جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے۔ (راستہ میں) کُفّارِ قریش نے اُنہیں گرفتار کر لیا۔ کُفّار نے کہا "تم محمدؐ کے پاس جانا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "ہم ان کے پاس جانا نہیں چاہتے بلکہ ہم تو مدینہ منوّرہ جانا چاہتے ہیں۔" کُفّار نے ان دونوں سے اللہ کی قسم کے ساتھ عہد لیا کہ وہ مدینہ چلے جائیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہو کر نہ لڑیں۔ وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سارا واقعہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ چلے جاؤ، ہم ان کا عہد پُورا کریں گے اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کریں گے۔"[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بدر کے مقام پر پہنچے تو آپؐ کے ساتھ تین سو دس سے کچھ زائد صحابہؓ تھے، ان کی تعداد بالکل اتنی تھی جتنی اصحابِ طالوت کی جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا تھا۔[3] (چھوٹے بڑے سب ملا کر) صحابہؓ کی تعداد ۳۱۹ تھی۔[4] جن میں مہاجرین ساٹھ سے کچھ زائد تھے اور انصار ۲۴۰ سے کچھ زائد تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت براء بن عازبؓ کو کم عُمری کی وجہ سے جنگ میں شرکت کی اجازت نہیں ملی۔[5]

مشرکینِ مکّہ بھی بدر کے مقام پر پہنچ چکے تھے۔[6] (ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی کہ اسی اثناء میں) صحابہؓ کو قریش کے چند سقّے (پانی بھرنے والے) ملے۔ ان میں بنی حجاج کا ایک کالا غلام بھی تھا۔ صحابۂ کرامؓ نے اُسے پکڑ لیا اور اُس سے ابوسفیان اور قافلے والوں کا حال دریافت کیا، اُس نے کہا مجھے ابوسفیان کے متعلق کوئی علم نہیں البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور اُمیّہ بن خلف تو یہاں موجود ہیں۔ جب وہ یہ جواب دیتا تو صحابۂ کرامؓ اُسے مارتے اور جب وہ یہ کہتا کہ ابوسفیان کا حال بتاتا ہوں تو اُسے چھوڑ دیتے۔ پھر اُس سے پوچھتے تو پھر وہ وہی بات کہتا کہ میں ابوسفیان کے متعلق کچھ نہیں جانتا البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور اُمیّہ تو یہاں لوگوں میں موجود ہیں۔ جب وہ یہ کہتا تو صحابۂ کرامؓ اُسے پھر مارتے۔ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ ماجرا دیکھا تو آپؐ (جلدی سے) نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ تم سے سچ کہتا ہے تو تم اُسے مارتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو تم اُسے چھوڑ دیتے ہو۔"

اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے، یہ فلاں کافر کے مرنے کی

۱؎ حضرت رُقیہؓ۔ ۱؎ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب اذا بعث الامام رسولاً عن ابنِ عمرؓ۔ ۲؎ صحیح مسلم کتابُ الجہاد بابُ الوفاء بالعہد عن حُذیفہؓ۔
۳؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عدۃ اصحاب بدر عن براءؓ۔ ۴؎ صحیح مسلم کتابُ الجہاد بابُ الامداد بالملٰئکۃ فی غزوۃ بدر۔
۵؎ صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عدۃ اصحاب بدر عن براءؓ ۶؎ صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشّہید عن انسؓ۔

جگہ ہے۔ جنگ کے بعد دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔[1]

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ {انفال}	صحابہؓ (مدینہ سے) قریب کے ناکہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور کفار دوسری طرف تھے اور کفار کا وہ تجارتی قافلہ نشیبی علاقہ سے گذر رہا تھا (جنگ محض اتفاقی تھی) اللہ فرماتا ہے کہ اگر تم دونوں فریق پہلے سے جنگ کا وقت مقرر کرتے تو ضرور تم سے وقتِ مقررہ پر پہنچنے میں تقدیم یا تاخیر ہو جاتی لیکن اللہ کو تو جنگ منظور تھی لہٰذا اُس نے ویسے ہی انتظامات بھی کر دئے تاکہ جو مرے وہ حجت کے بعد مرے اور جو زندہ رہے وہ حجت کے بعد زندہ رہے۔

صحابہؓ ساز و سامان اور تعداد کے لحاظ سے بہت کم تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ {آل عمران ۱۲۳}	تحقیق اللہ نے تمہاری جنگِ بدر میں مدد کی اور تم اُس وقت بے سر و سامان تھے اور تمہاری تعداد قلیل تھی۔

جنگ کی رات حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا امیہ سے ایک دوسرے کی حفاظت کا معاہدہ تھا۔ (رات کو) جب (اکثر) لوگ سو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ پہاڑ کی طرف چلے گئے تاکہ اُمیہ کی حفاظت کریں۔ حضرت بلالؓ نے اُمیہ کو دیکھ لیا اور انصار کی ایک مجلس میں آکر کہا "اگر اُمیہ بن خلف بچ گیا تو میں نہیں بچ سکتا"۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ چند انصار نے اُمیہ کا پیچھا کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے جب دیکھا کہ اب وہ بچ نہیں سکتا تو اُس کے لڑکے کو اُن کے لئے پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ اُنہیں مشغول کر لے، انصار نے اُمیہ کے لڑکے کو قتل کر دیا اور پھر اُمیہ کا پیچھا کرنے لگے، اُمیہ بھاری جسم کا آدمی تھا (لہٰذا بھاگ نہ سکا) حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُس سے کہا "بیٹھ جا"۔ وہ بیٹھ گیا، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُسے بچانے کیلئے خود کو اُس پر ڈال دیا لیکن انصار نے اُن کے نیچے سے تلواروں سے چھید کر اُسے قتل کر دیا، اُس کو بچانے میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کے پشتِ قدم پر بھی ایک زخم لگ گیا۔[2]

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ {انفال ۴۳}	اسی (رات کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا خواب میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دکھایا کہ کافر قلیل تعداد میں ہیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب صحابہؓ سے بیان کیا۔ یہ خواب سُنکر اُنکی ہمت بلند ہو گئی) اگر خواب میں کفار کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو مسلمین ہمت ہار جاتے آپس میں اختلاف کرتے (یہ اللہ کا فضل تھا کہ) اُس نے مسلمین کو (اختلاف سے) بچا لیا۔

یہ خواب گویا ایک بشارت تھی۔ کفار کی قلیل تعداد سے مُراد اُنکی کم ہمتی اور بزدلی تھی اور یہ تعبیر بالکل صحیح ثابت ہوئی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں (صبح کو) دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہو گئیں۔

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۭ {انفال ۴۴}	اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی آنکھوں میں کفار کی تعداد کم دکھائی اور کافروں کی آنکھوں میں صحابہؓ کی تعداد کم دکھائی (تاکہ دونوں فریق لڑنے سے پہلے ہمت نہ ہار جائیں بلکہ اچھی طرح لڑائی میں کود پڑیں اور جم کر لڑیں اور یہی اللہ کی منشاء تھی) تاکہ اللہ جس کام کا فیصلہ کر چکا ہے اُسے پورا کر دکھائے (یعنی کافروں کی قوت پاش پاش ہو جائے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزانہ دُعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کافروں کی تعداد کم دکھائی گئی تھی تاکہ مسلمین ہمت نہ ہاریں ورنہ حقیقتاً وہ ایک ہزار تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ بدر عن انسؓ و کتاب الجنۃ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

مشرکین کی طرف نظر کی اور آپؐ کو یہ معلوم ہوا کہ کافر ایک ہزار ہیں اور مُسلم ۳۱۹ (تو مُسلمین کی قلیل تعداد اور بے سروسامانی کو دیکھکر) آپؐ اپنے قُبّہ میں تشریف لائے۔ اُس وقت آپؐ چادر اُوڑھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے قبلہ کی طرف مُنہ کیا پھر ہاتھوں کو دراز کیا اور اللہ سے بڑے ناز و عجز کے ساتھ دُعا کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ "اے میرے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدہ کو پُورا کرنے کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا تھا اُسے پُورا فرما دے۔ اے میرے اللہ اگر مُسلمین کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہ ہوگی۔ اے میرے اللہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کیجائے (تو پھر تو جو چاہے کر)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑی دیر تک ہاتھ دراز کئے رہے۔ اپنے ربّ سے فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کندھوں پر سے چادر گر گئی۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آئے، انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چادر کو اُٹھایا اور آپؐ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ پھر اپنے ہاتھ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پکڑ کر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسُولؐ بس کافی ہے۔ آپؐ اپنے ربّ سے بہت منّت والحاح سے دُعا کر چکے۔ اللہ تعالیٰ بیشک اس وعدہ کو پُورا کرے گا جو اُس نے آپؐ سے کیا ہے۔"[عہ]

دُعا کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قُبّہ سے باہر تشریف لائے۔ اُس وقت آپؐ یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے:۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝ عنقریب کافروں کی فوج کو شکست ہوگی اور یہ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (اور یہ سزا تو کچھ بھی نہیں) انکے (عذابِ) موعود کا وقت تو قیامت کا دن ہے اور قیامت زیادہ سخت اور زیادہ تلخ ہے۔[لہ]

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ {انفال ۹ و ۱۰} مُؤمنین بھی (اپنی اپنی جگہ پر) اللہ سے فریاد کر رہے تھے (دُعائیں مانگ رہے تھے) اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعائیں قبول کیں اور (بطور خوشخبری کے فرمایا) میں لگاتار ایک ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری امداد کروں گا۔ اس خوشخبری سے مُؤمنین کو اطمینان ہوگیا (ورنہ اللہ چاہتا تو بغیر فرشتوں کے بھی امداد کر سکتا تھا) اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے لیکن وہ جو کچھ کرتا ہے اُس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے)

ہدایات برائے جنگ

جنگ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے مُؤمنین کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۝ وَمَن اے ایمان والو جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص پیٹھ پھیرے تو وہ اللہ کے غضب میں

عہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دُعا کرنے کے یہ معنیٰ نہیں کہ معاذ اللہ آپؐ کو شک تھا بلکہ آپؐ کو اپنے فعل سے یہ ثابت کرنا تھا کہ کوئی شخص بھی اپنی تمام تدابیر اختیار کرنے کے بعد ان تدابیر پر بھروسہ نہ کر بیٹھے بلکہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھے اور اُس سے دُعا کرے کہ وہ اس کی تدابیر کو کامیابی سے ہمکنار کرے اس لئے کہ فتح و شکست تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

لہ صحیح بخاری کتابُ المغازی اذ تستغیثون ربکم عن ابنِ عباسؓ و کتابُ الجہاد باب فی درع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم والقمیص فی الحرب و کتابُ التفسیر سُورۃ القمر و صحیح مسلم کتابُ الجہاد بابُ الامداد بالملئکۃ عن عمرؓ۔ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم کی ہیں۔ باقی عبارتیں صحیح بخاری کی ہیں)

يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

گرفتار ہوگیا۔ اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ البتہ وہ شخص اس سے مستثنٰی ہے جو کوئی جنگی چال چلنے کیلئے پیٹھ پھیرے یا اپنی فوج میں ملنے کیلئے پیٹھ پھیرے۔ (اور) اے ایمان والو جب تمہارا مقابلہ دشمن فوج سے ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہو، اِسی میں تمہاری بھلائی ہے، اور (اے مؤمنو) اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر و استقامت سے کام لو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور دیکھو تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اِتراتے ہوئے لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنے گھروں سے نکلے اور اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکا، اللہ ان کے تمام اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو ہدایت کی کہ جب کافر قریب ہوں تو اُن پر تیر چلانا (تاکہ تیر ضائع نہ ہوں جہاں تک ہو سکے) تیروں کو بچا بچا کر رکھو[1] اور تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کرے جبتک میں پیش قدمی نہ کروں[2]۔

کافروں کو جنگ میں الجھانے کیلئے کافروں کی نگاہ میں مُسلم کم دکھائے گئے تھے جیساکہ اُوپر بیان کیا گیا ہے اب جبکہ وہ آمادۂ پیکار ہو ہی گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو مرعوب کرنے کیلئے

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

ان کی نگاہ میں مسلمین کو کافروں سے دوگنا دکھایا (یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک قسم کی مدد تھی) اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے (اس نے مسلمین کی مدد کی کیونکہ) مُسلمین اللہ کے راستہ میں لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے (ان کا اور کوئی مقصد نہیں تھا)

جنگ سے پہلے اطمینان بخش غنودگی | بعض مؤمنوں کے دلوں میں گھبراہٹ تھی اللہ تعالیٰ نے ان کی

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ {انفال ۱۱}

گھبراہٹ دور کرنے کیلئے اُن پر ایک غنودگی بھیجدی (جب غنودگی سے افاقہ ہوا تو مؤمنین نے سکون محسوس کیا) اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا۔ مؤمنین (نہا دھو کر) پاک صاف ہو گئے، ان کے دل مضبوط ہو گئے اور پیر جم گئے۔

جنگ کی ابتداء۔ اوّلین مقابلے | جنگ شروع ہوئی۔ کافروں کی طرف سے شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التحریض علی الرمی عن ابی اُسیدؓ وکتاب المغازی۔
[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید عن انس رضؓ۔

بن عتبہ میدان میں آئے۔ مؤمنین کی طرف سے حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ (تینوں کافر قتل ہوئے) اللہ تعالیٰ نے ان تین جواں مرد مؤمنین (اور تینوں کافروں) کے حق میں فرمایا:۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۝ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝ {۱۹ تا ۲۴}

یہ دونوں فریق جو ایک دوسرے کے دشمن تھے اپنے رب کے بارے میں لڑے (ایک فریق ربّ کا منکر تھا اور دوسرا مؤمن) جو منکر تھے اُن کو آگ کے کپڑے پہنائے جائینگے اُن کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، اس پانی سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں جل جائینگی ان کو مارنے کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔ جب وہ اس تکلیف سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں لوٹا دئے جائیں گے۔ ان سے کہا جائیگا جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو۔ اور بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو اللہ جنّت میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں اُن کو سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اُن کا لباس ریشمی ہوگا، یہ اس لئے کہ ان کو پاکیزہ کلام اور صراطِ حمید کی ہدایت کی گئی تھی۔[1]

ابوجہل کا قتل دو نوجوانوں کے ہاتھ سے

انفرادی مقابلے جاری تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مؤمنین کی صف میں کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں اُنہوں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دو کم عمر انصاری نوجوانوں کے بیچ میں ہیں۔ انہوں نے ان دونوں نوجوانوں کی وجہ سے اپنے کو غیر محفوظ خیال کیا وہ اسی خیال میں تھے کہ اتنے میں ایک نوجوان نے دوسرے سے چھپاتے ہوئے ان کو ہاتھ سے دبایا اور پوچھا "اے چچا جان کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "ہاں پہچانتا ہوں"۔ اُس نوجوان نے کہا "مجھے بتائیے ان میں ابوجہل کونسا ہے"۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا "اے بھتیجے تم اس کا کیا کروگے"۔ نوجوان نے جواب دیا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُرا بھلا کہتا ہے لہٰذا میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر میں اسے دیکھوں گا تو قتل کر دوں گا یا خود شہید ہو جاؤں گا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو اس نوجوان کی بات سے بہت تعجب ہوا۔ پھر دوسرے لڑکے نے بھی اپنے ساتھی سے چھپا کر حضرت عبدالرحمٰنؓ سے اُسی قسم کی باتیں کیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں (کہ یہ باتیں سُننے کے بعد) اب مجھے وہ تمنّا اچھی نہیں معلوم ہوئی کہ ان دو نوجوانوں کے بجائے میرے دائیں بائیں دو مرد ہوتے۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ابوجہل دکھائی دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان دونوں لڑکوں کو اشارہ سے بتایا کہ وہ ابوجہل ہے۔ یہ سُنتے ہی وہ دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ مثلِ شکرے کے اُس پر جھپٹے اور اُس کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں لڑکے عفراء کی اولاد میں سے تھے۔ ایک کا نام معاذ بن عفراءؓ اور دوسرے کا نام معاذ بن عمرو بن الجموحؓ تھا۔ ابوجہل کو قتل کرنے کے بعد یہ دونوں لڑکے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ دونوں نے آپؐ کو خوشخبری سُنائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کس نے اُسے قتل کیا ہے؟" ہر ایک لڑکے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ذرؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم کتاب التفسیر۔

نے کہا "میں نے" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنی تلواروں کو پوچھ لیا ہے ؟" اُنہوں نے جواب دیا "نہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کی تلواریں دیکھیں پھر فرمایا کہ "تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے"۔ (جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو) ابوجہل کا ساز وسامان رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے معاذ بن عمرو رضؓ کو دیدیا[1]۔

جاں نثاری کا عجیب واقعہ انفرادی مقابلے جاری تھے کہ اتنے میں مشرکین آگے بڑھ کر مؤمنین کے قریب آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس جنّت میں جانے کے لئے تیار ہو جاؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ حضرت عُمَیر بن حُمام انصاری نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ایسی جنّت جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے!" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں" اُنہوں نے کہا "واہ واہ" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "واہ واہ کہنے کی کیا وجہ ہے ؟" حضرت عُمَیرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم میں نے اس اُمید میں یہ بات کہی تھی کہ میں جنتی ہو جاؤں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم بے شک جنّتی ہو"۔ یہ سُن کر حضرت عمیرؓ نے اپنے ترکش میں سے کچھ کھجوریں نکالیں اور اُنہیں کھانے لگے، پھر کہنے لگے اگر میں ان کھجوروں کے ختم ہونے تک زندہ رہوں گا تو بہت وقت لگ جائے گا۔ لہٰذا اُنہوں نے جو کھجوریں ان کے پاس تھیں اُنہیں (ایک طرف) ڈال دیا پھر کُفّار سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے[2]۔

مزید معرکے جنگ برابر جاری تھی۔ حضرت خُبَیبؓ نے حارث بن عامر کو قتل کر دیا۔ حضرت عاصم بن ثابتؓ نے کُفّار کے ایک بہت بڑے سردار کو مَوت کے گھاٹ اُتار دیا[3]۔

حضرت زبیرؓ کا مقابلہ عبیدہ بن سعید بن العاص سے ہوا جس کی کُنیت ابوذات الکرش تھی۔ عبیدہ آہن پوش تھا۔ سوائے آنکھوں کے اُس کے جسم کا کوئی حصّہ نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت زبیرؓ نے اس پر نیزہ سے حملہ کیا اور اُسی آنکھوں میں نیزہ مارا۔ یہی ضرب اُس کی مَوت کا باعث بن گئی۔ پھر حضرت زبیرؓ نے اُس کی نعش پر پیر رکھ کر بڑی مشکل سے وہ نیزہ اُس کے جسم سے نکالا۔ نیزہ کی دونوں دھاریں ٹیڑھی ہو گئی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ سے اُس نیزہ کو مانگا۔ اُنہوں نے اس نیزہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کر دیا[4]۔

حضرت حارثہ بن سراقہؓ کی شہادت حضرت حارثہؓ اس جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ ابھی لڑکے ہی تھے۔ جب ان کی والدہ نے اُن کی شہادت کی خبر سُنی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کو تو معلوم ہے کہ حارثہ سے میرا کیسا تعلّق تھا (کتنی محبّت تھی) اگر وہ جنّت میں گیا تو مَیں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی اُمّید رکھتی ہوں اور اگر کوئی اور بات ہے تو پھر دیکھئے میں کیا کرتی ہوں۔ میں اس پر بہت روؤنگی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پر افسوس، تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟ کیا جنّت ایک ہی ہے ؟ جنّتیں بہت سی ہیں اور وہ تو جنّت الفردوس میں ہے جو سب سے اعلیٰ ہے[5]"

جنگ کی شدّت (جنگ شدّت سے جاری تھی) اللہ تعالیٰ نے حسبِ وعدہ فرشتوں کو مدد کے لئے بھیجا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ وکتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل۔
[2] صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن ابی ہُریرہ رضؓ۔ (باب غزوۃ الرّجیع)
[4] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن زبیرؓ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن انسؓ فی باب فضل من شہد بدرًا وکتابُ الجہاد باب من اتاہ سہم غرب۔

فرشتوں کو بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ {انفال ۱۲ و ۱۳}

کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مؤمنین کو ثابت قدم رکھو میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال رہا ہوں۔ تم کافروں کی گردنیں اُڑا دو، اور ان کی پور پور پر ضربیں لگاؤ۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہے۔ اور جو شخص بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرے تو اللہ اُس کو سخت سزا دے گا۔

وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ {انفال ۴۸}

اُدھر شیطان بھی میدانِ جنگ میں موجود تھا۔ وہ کافروں کو اُن کی حرکات عمدہ کر کے دکھا رہا تھا اور ان سے کہہ رہا تھا (گھبراؤ نہیں) آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر جب دورانِ جنگ اُس نے فرشتوں کو دیکھا تو کہنے لگا میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ایسی ہستیاں دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ یہ کہکر وہ میدانِ جنگ سے چلا گیا۔

الغرض فرشتے میدانِ جنگ میں آگئے اور مؤمنین کی طرف سے لڑنے لگے۔ اس اثناء میں کہ ایک مسلم ایک کافر کے پیچھے دوڑ رہا تھا اُسے اوپر سے ایک کوڑے کی آواز سُنائی دی اور ایک سوار کی آواز بھی آئی۔ وہ کہہ رہا تھا بڑھ اے حیزوم[1]۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ کافر اس کے آگے چت گرا ہوا پڑا ہے۔ اُس کی ناک پر نشان تھا، اُس کا مُنہ پھٹ گیا تھا گویا کہ اُسے کسی نے کوڑا مارا ہے۔ اس کا رنگ سبز ہو گیا تھا۔ وہ شخص یہ دیکھکر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے واقعہ بیان کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو، یہ (فرشتے) تیسرے آسمان سے مدد کے لئے آئے تھے[1]۔"

بدریوں کی فضیلت۔ حضرت جبریلؑ کی شرکت | فرشتوں کی جماعت میں حضرت جبریلؑ بھی موجود تھے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ جبریل ہتھیار پہنے ہوئے اور اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے کھڑے ہیں[2]۔" حضرت جبریلؑ نے پوچھا "آپؐ مسلمین میں اہلِ بدر کو کیا درجہ دیتے ہیں۔" رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بدر میں شرکت کرنے والے تمام مُسلمین سے افضل ہیں۔" حضرت جبریلؑ نے کہا کہ اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں شریک ہوئے تمام فرشتوں سے افضل ہیں[3]۔

جنگ آخری مرحلہ پر | جنگ جاری تھی کہ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِیُبْلِیَ

کافروں کی طرف کچھ سنگ ریزے پھینکے۔ سنگ ریزوں کے اثر سے کافروں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۃ بدر عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملئکۃ بدراً عن ابنِ عباسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملئکۃ بدراً عن رفاعہؓ۔ [4] حیزوم غالباً فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ {انفال ۱۷ و ۱۸}

نے کافروں کو قتل کیا اور کافروں کی تمام تدبیروں کو بے کار کر دیا۔

مؤمنین کی فتح مؤمنین فتحیاب ہوئے۔ کافروں کے ستّر آدمی مارے گئے اور ستّر آدمی قید ہو گئے۔[1]

بعض مؤمنین کا ضعفِ ایمانی بعض مؤمنین ڈر کی وجہ سے اسلام کا اظہار نہیں کرتے تھے اور مشرکین کے ساتھ بادلِ ناخواستہ میدانِ جنگ میں چلے آئے تھے۔ یہ بھی کافروں کے ساتھ تیر وغیرہ لگنے سے قتل ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلّق فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۝ فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ {نساء ۹۷ تا ۱۰۰}

جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا (یعنی ہجرت نہیں کی) جب فرشتوں نے ان کی جان نکالی تو ان سے پوچھا "تم کس حال میں تھے؟" اُنہوں نے کہا "ہم زمین میں عاجز و ناتواں تھے" فرشتوں نے کہا "کیا اللہ کا مُلک فراخ نہیں تھا کہ تم ہجرت کرتے"۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد، عورت اور بچے بے بس ہیں کہ نہ کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ راستہ ہی جانتے ہیں تو اللہ ایسے لوگوں کو معاف کر دے گا۔ اللہ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرے تو وہ زمین میں بہت جگہ اور کُشادگی پائیگا۔ اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسُول کی طرف ہجرت کے لئے روانہ ہوا اور راستہ میں اس کو موت آگئی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمّہ واجب ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[2]

کفّار کے مقتولین فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے جو جا کر دیکھے کہ ابوجہل کس حال میں ہے؟" حضرت ابنِ مسعودؓ روانہ ہوئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ عفراء کے بیٹوں نے اُس پر ضرب کاری لگائی ہے۔ اس میں ابھی زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ حضرت ابنِ مسعودؓ نے اُس کی ڈاڑھی پکڑ کر پوچھا "کیا تو ابوجہل ہے؟" اُس نے کہا کیا ہوا اگر کسی آدمی کو اُسی کی قوم نے قتل کر دیا" (یہ قتل باعثِ عار نہیں۔ بعد میں جب اُسے معلوم ہوا کہ اُسے انصاری لڑکوں نے قتل کیا ہے تو) کہنے لگا کاش مجھے کاشتکاروں کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔[3]

کُفّار کے ۲۴ بڑے بڑے سردار مارے گئے، جن میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، اُمیّہ بن خلف وغیرہ شامل تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ان کی لاشیں کنویں میں ڈال دو۔ لاشیں کنویں میں ڈال دی گئیں۔ لیکن اُمیّہ کی لاش کنویں میں نہ ڈالی جا سکی۔ وہ بہت موٹا تھا۔ جب اُس کو گھسیٹا گیا تو کنویں تک پہنچنے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملٰئکۃ عن عمرؓ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عباسؓ۔

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل عن انسؓ و ابنِ مسعودؓ و فی باب بعد باب شہود الملٰئکۃ بدرًا عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل ابی جہل عن انسؓ۔

سے پہلے اُس کے جوڑ جوڑ علیٰحدہ ہو گئے۔[1] گرمی کا زمانہ تھا اس لئے لاشیں (بہت جلدی) سڑ گئیں۔[2]

فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں تین دن ٹھہرا کرتے تھے۔ فتحِ بدر کے بعد بھی آپؐ نے تین دن میدانِ جنگ میں قیام فرمایا۔ تیسرے روز رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی سواری کی تیاری کا حکم دیا۔ سواری پر کاٹھی کسی گئی (لیکن آپ سواری پر بیٹھے نہیں) بلکہ پیدل ہی چل دئے۔ صحابہ کرامؓ بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے گئے۔ صحابہ کرامؓ یہ سمجھ رہے تھے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی خاص ضرورت سے کہیں جا رہے ہیں۔ لیکن آپ کنویں پر تشریف لے گئے۔ کنویں پر پہنچ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ نے مقتولین کو اُن کے نام اور اُن کے باپوں کے نام لے لے کر پکارا۔ آپؐ اس طرح فرما رہے تھے "اے فلاں بن فلاں اے فلاں بن فلاں کیا تمہیں اب اس بات کی خواہش ہے کہ کاش تم نے اللہ اور اس کے رسُولؐ کی اطاعت کی ہوتی بے شک ہمارے ربّ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ پُورا کر دیا۔ کیا تم نے بھی اس وعدہ کو سچّا پایا جو تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ ایسے جسموں سے بات کر رہے ہیں جن میں روح نہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سُن رہے ہو۔ (یعنی بطور معجزہ اللہ نے میری باتیں ان کو سُنا دیں) البتّہ یہ جواب نہیں دے سکتے[3]"۔

ان مقتولین کے مرثیہ میں ایک شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار لکھے:۔

وَمَا ذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ	بدر کے کنویں پر شیزٰی نامی لکڑی کے درخت
مِنَ الشِّيزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ	جن کے نیزے بنتے ہیں نہیں رہے۔
وَمَاذَا بِالْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ	نہ بدر کے کنویں پر گانے والیاں ہیں
مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ	نہ شراب پینے والے شُرفاء۔
تُحَيِّي بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ	اُمِّ بکر مجھے سلامتی کی دُعاء دیتی ہے
وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلَامٍ	حالانکہ میری قوم کے بعد میری سلامتی کہاں؟
يُحَدِّثُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَا	رسُولؐ ہم سے بیان کرتے ہیں کہ ہم زندہ کئے جائینگے
وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ	حالانکہ ہڈیاں اور کھوپریاں کیسے زندہ ہونگی۔

اُمِّ بکر اس شاعر کی بیوی کا نام تھا۔ یہ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں تھی۔ ہجرت کے وقت انہوں نے اسے طلاق دیدی تھی[4]۔

مُسلمین کی فاتحانہ واپسی اور مُنافقین کا قبولِ اسلام

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مالِ غنیمت اور قیدیوں کے ساتھ مدینہ منوّرہ تشریف لائے۔ ان قیدیوں میں کُفّار کے بڑے بڑے رئیس اور قریش کے بڑے بڑے سردار تھے، اور جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے قریش کے کئی بڑے بڑے سردار مارے جا چکے تھے۔ یہ دیکھکر عبداللہ بن اُبیّ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب طرح جیف المشرکین فی البئر عن عبداللہ و کتاب المغازی باب قتل ابی جہل عن ابی طلحہؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب دُعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابن مسعودؓ

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ بدر باب قتل ابی جہل عن ابی طلحہؓ۔ صحیح مسلم کتاب الجنّۃ والنّار (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

[4] صحیح بخاری ابواب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہؓ۔

اور اُس کے ساتھیوں نے جو مشرک اور بُت پرست تھے آپس میں ایکدوسرے سے کہا" اب اسلام غالب ہوگیا (اب اسلام قبول کر لینے ہی میں عافیت ہے)" الغرض انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آکر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور (بظاہر) مسلم ہوگئے[1]

قیدیوں کی پیشی | مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد تمام قیدی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پیش کئے گئے۔ ان قیدیوں میں حضرت عبّاسؓ بھی تھے، ان پر لباس نہ تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کیلئے قمیص تلاش کی تو کسی کی قمیص ان کے ٹھیک نہ آئی سوائے عبداللہ بن اُبیّ کی قمیص کے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبداللہ بن اُبیّ سے قمیص لے کر حضرت عبّاسؓ کو پہنادی[2]

قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑنے کا فیصلہ | قیدیوں کے متعلّق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے مشورہ لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا" یہ ہمارے چچا کی اولاد اور ہمارے خاندان ہی کے افراد ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپؐ ان کو کچھ مال کے عوض چھوڑ دیجئے تاکہ اس مال سے کُفّار سے مقابلہ کرنے کیلئے سامانِ جنگ اِکٹھا کیا جائے اور شاید اللہ تعالیٰ (بعد میں) انہیں اسلام کی توفیق عطا فرمائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے خطّاب کے بیٹے تمہاری کیا رائے ہے؟" حضرت عمرؓ نے عرض کیا" اللہ کی قسم میری وہ رائے نہیں ہے جو رائے ابوبکرؓ نے دی ہے۔ میری رائے تو یہ ہے کہ آپؐ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے کہ ہم ان کی گردنیں اُڑادیں، عقیل کو علیؓ کے حوالہ کیجئے کہ وہ انہیں قتل کریں اور مجھے میرا فلاں عزیز دیجئے تاکہ میں اس کی گردن اُڑاؤں (ان کا قتل بڑا ضروری ہے) کیونکہ یہ کُفر کے سردار اور اس کے مُہرے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند آئی، حضرت عمرؓ کی رائے کو آپؐ نے پسند نہیں فرمایا[3]

اِس موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان ناپاکوں کے متعلّق سوال کرتا تو میں اس کی خاطر ان سب کو چھوڑ دیتا (تاکہ اس کے احسان کا بدلہ اتر جاتا[4])

الغرض قیدیوں سے فدیہ لیا گیا۔ قیدیوں میں حضرت عبّاسؓ بھی تھے۔ جب فدیہ لیا جارہا تھا تو اس موقع پر انصار نے عرض کیا" یارسُولَ اللہ، اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباسؓ کا فدیہ معاف کردیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" ان سے (فدیہ میں سے) ایک درہم بھی نہ چھوڑا جائے[5]"

مشورہ (اور قیدیوں کی رہائی) کے دوسرے دن حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ اُنہوں نے عرض کیا" اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟ اگر مجھے بھی رونا آیا تو میں بھی روؤنگا ورنہ آپ دونوں کے رونے کی وجہ سے رونے کی صورت ہی بنالوں گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" میں اس واقعہ کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تمہارے ساتھیوں سے فدیہ لینے کی وجہ سے پیش آیا"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک درخت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۂ آلِ عمران باب ولتسمعُنّ من الذین اوتوا الکتاب عن اُسامہؓ وکتابُ الادب باب کنیۃ المشرک عن اسامہ رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الکسوۃ للاساریٰ عن جابرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملائکۃ عن عمرؓ۔

[4] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مامنَّ النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الاساریٰ عن جبیرؓ۔

[5] صحیح بخاری کتابُ العتق وفضلہ باب اذا اسر اخوالرجل او عمّہ ھل یُفادیٰ عن انسؓ۔

کی طرف جو آپؐ کے قریب ہی تھا اشارہ کرکے فرمایا "میرے سامنے ان لوگوں کا عذاب لایا گیا (جنہوں نے فدیہ لیکر چھوڑنے کا مشورہ دیا تھا) وہ عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھا۔" اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۡ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {انفال ۶۷}

نبی کے یہ شایانِ شان نہیں کہ اُس کے قبضہ میں قیدی ہوں جب تک کافروں کو خوب قتل کرکے ملک میں (اپنا رعب نہ قائم کرلے اے مؤمنو!) تم دنیا چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ {انفال ۶۸}

اگر اللہ پہلے سے فیصلہ نہ کرچکا ہوتا تو جو فدیہ تم نے لیا اس کی وجہ سے تم پر زبردست عذاب نازل ہوتا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ یہ غلطی معاف کردی جائے گی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے غلطی معاف کردی اور مزید یہ انعام فرمایا کہ مالِ غنیمت حلال کردیا۔ فرمایا:۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {انفال ۶۹}

اور جو مال تمہیں غنیمت کی صورت میں ملا ہے اُسے تم کھا سکتے ہو۔ وہ حلال اور پاکیزہ ہے۔ البتہ اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے (یہ اس کی مہربانی ہی ہے کہ تمہاری دنیا طلبی کو معاف کردیا)[1]

باطل نکاحوں کی ممانعت | ایامِ جاہلیّت میں مختلف قسم کے نکاح تھے۔ مثلاً:۔

① کوئی شخص اپنی بیوی سے کہدیا کرتا تھا کہ جب تم اذیّتِ ماہانہ سے پاک ہوجاؤ تو فلاں مرد کے پاس چلی جانا اور اُس سے فائدہ حاصل کرنا۔ پھر شوہر اس سے علیحدہ رہتا تھا جب تک وہ حاملہ نہ ہوجائے۔ حاملہ ہونے کے بعد پھر وہ جب چاہتا اُس کے پاس چلا جاتا۔ یہ اس واسطے کیا جاتا تھا کہ بچّہ اچھی نسل کا پیدا ہو۔ اس نکاح کو استبضاع کہتے تھے۔

② دس سے کم آدمی ایک عورت کے پاس جایا کرتے تھے۔ جب اُس کے ہاں بچّہ پیدا ہوتا تو چند دن بعد وہ سب کو بُلواتی، ان میں سے کوئی بھی آنے سے انکار نہ کرسکتا تھا (جب وہ سب جمع ہوجاتے تو) وہ کسی ایک کو مخاطب کرکے کہہ دیتی کہ یہ تیرا بچّہ ہے۔ اس شخص کو انکار کی مجال نہیں ہوتی تھی۔

③ بہت سے مَرد ایک عورت کے پاس جایا کرتے تھے۔ وہ کسی آنے والے کو منع نہیں کرتی تھی۔ علامت کے لئے ایسی عورتوں کے دروازوں پر جھنڈے ہوتے تھے۔ جب اُس عورت کے ہاں بچّہ ہوتا تو وہ سب مرد جمع ہوکر کسی قیافہ شناس کو بُلاتے۔ قیافہ شناس جس شخص سے کہدیتا کہ یہ تیرا بچّہ ہے تو وہ اُس کا بچّہ ہوجایا کرتا تھا۔ اُس شخص کو انکار کی جُرأت نہ ہوتی تھی۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان تمام نکاحوں کی ممانعت فرمادی[2]۔

اللہ تعالےٰ کا کُفّار سے خطاب | جنگِ بدر میں مُسلمین کی فتح ہوئی۔ کافر اس عذابِ لزام میں گرفتار

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب امداد الملئکۃ فی غزوۃ بدر عن عمر رض۔
[2] صحیح بخاری کتاب النکاح باب لانکاح الّا بولی۔

ہوئے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے کُفّار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ :-

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {انفال ۱۹}

اگر تم کو (اس لئے) مؤمنین کی فتح کا انتظار تھا (کہ تم حق و باطل میں تمیز کر سکو) تو لو اب تو مؤمنین کو فتح حاصل ہو گئی (اب تو تمہیں اسلام قبول کر لینا چاہئے) اگر اب بھی تم (کفر سے) باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم پھر سرکشی کرو گے تو ہم بھی پھر عذاب دیں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر کیوں نہ ہو تمہارے کام نہ آسکے گی۔ اور بے شک اللہ تو مؤمنین کے ساتھ ہے۔

پھر فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ {انفال ۳۸}

ان سے کہدیجئے کہ اگر یہ باز آجائیں تو جو ہو چکا وہ معاف کر دیا جائے گا اور اگر یہ پھر وہی حرکتیں کرینگے تو ان سے پہلے لوگوں کے ساتھ جو ہو چکا ہے (وہی ان کے ساتھ ہوگا)

اللہ تعالیٰ کا فاتحین سے خطاب پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو خطاب کر کے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ {انفال ۳۹ ۴۰}

کافروں سے برابر لڑتے رہو جب تک فتنہ (یعنی غیر اللہ کا قانون) ختم نہ ہو جائے اور (ہر جگہ) اللہ اکیلے ہی کے قوانین نافذ نہ ہو جائیں، ہاں اگر وہ باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اگر وہ مُنہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا حامی ہے۔ اور وہ اچھا حامی ہے اور اچھا مددگار۔

فاتح قوم کو ہدایاتِ ربّانی مؤمنین کو مزید ہدایات دیتے ہوئے فرمایا :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ {انفال ۲۴}

اے ایمان والو، اللہ اور اُس کے رسولؐ کا حکم ملتے رہو رسولؐ تو تمہیں ایسی چیز کی دعوت دے رہے ہیں کہ (اگر تم اس چیز کو قبول کر لو تو) وہ چیز تمہیں حیاتِ اُخروی بخشے اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ آدمی اور اُسکے دل کے (ارادہ کے) درمیان حائل ہو جاتا ہے (یعنی توفیق الٰہی کے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا) اور یہ بھی سمجھ لو کہ تم سب اس کے سامنے جمع کئے جاؤ گے (پھر تم سے حساب لیا جائے گا)

پھر فرمایا (کہ اپنے معاشرہ کی اصلاح کرتے رہو، بُرائیوں کو پنپنے نہ دو)

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ {انفال ۲۵}

ورنہ اس فتنہ سے ڈرو جس سے صرف بدکار ہی ہلاک نہ ہوں گے (بلکہ اس کی زد میں اچھے لوگ بھی آجائیں گے) اور یہ سمجھ لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

مدینہ منوّرہ میں اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں اسلامی سیاست و حکومت کے گُر بتلائے۔ یعنی :-

① اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنا۔
② روزِ جزاء پر صحیح ایمان رکھنا۔
③ معاشرہ میں معروف کو پھیلانا اور مُنکَر کو ملیامیٹ کرنا کیونکہ معاشرہ میں اگر بُرائیاں پھیل گئیں تو پھر نہ اسلامی حکومت باقی رہے گی نہ چین وسکون۔ نیک بد سب اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو جائینگے۔

پھر مؤمنین کو مزید ہدایت دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ {الانفال ۲۶ تا ۲۸}

وہ وقت یاد کرو جب تم قلیل تھے، زمین میں کمزور شمار ہوتے تھے۔ تمہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کہیں دشمن تمہیں اُچک نہ لیجائیں (یہ اللہ کا احسان ہے کہ) اُس نے تمہیں ٹھکانہ دیا، اپنی نصرت سے تمہاری مدد کی۔ تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کرتے رہو (اُسی کے حکم پر چلتے رہو) اے ایمان والو، اللہ اور رسولؐ کی خیانت نہ کرو (یعنی اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام و قوانین اور اسلامی حکومت کے وفادار رہو۔ حیلوں سے احکامِ الٰہی کو پسِ پُشت نہ ڈالو) اور جان بوجھ کر آپس میں ایک دوسرے کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کیا کرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں (ان کی محبت میں اللہ اور اس کے احکام کو نہ بھول جانا اگر تم اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے رہو گے تو) اللہ کے پاس (تمہارے لئے) اجرِ عظیم ہے۔

فتح کے بعد مالِ غنیمت کے متعلق سوال مالِ غنیمت کو اگرچہ اللہ نے حلال کر دیا تھا لیکن اس سلسلہ میں ابھی تک تفصیلی احکام نازل نہیں فرمائے تھے۔

جنگِ بدر میں بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ اس میں ایک تلوار بھی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے وہ تلوار لے لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "یہ تلوار مجھے انعام میں دیدیجئے میرے جو حالات ہیں اُس کا تو آپؐ کو علم ہی ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے وہیں رکھ دو۔ جب وہ اسے رکھنے لگے تو ان کے دل نے اُنہیں ملامت کی، لہٰذا اُنہوں نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ تلوار مجھے دیدیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سخت لہجہ میں فرمایا کہ اسے وہیں رکھ دو، صحابہؓ نے سوال کیا کہ آخر اس کے مصارف کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ {انفال}

کہدیجئے کہ مالِ غنیمت سب اللہ اور رسولؐ کا ہے، لہٰذا اللہ سے ڈرتے رہو (اس میں سے کچھ بھی نہ لو) آپس میں صلح رکھو (مال کی محبت میں آپس میں کسی قسم کا جھگڑا حسد، جوڑ توڑ نہیں ہونا چاہئے) اگر تم مؤمن ہو تو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو (مالِ غنیمت کے متعلق جو فیصلہ وہ کریں وہ تمہیں ماننا ہوگا[1])

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل سعد بن ابی وقاصؓ و کتاب الجہاد باب الانفال۔

پھر فرمایا:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اور جان لو کہ مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصّہ تو اللہ، رسُولؐ، اقربا، یتامٰی مساکین اور مسافر کے لئے ہے۔ اگر تمہیں اللہ پر ایمان ہے اور اس (نصرت) پر ایمان ہے جو اللہ نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن اُس وقت نازل کی جب دو فوجوں کی مُڈبھیڑ ہوئی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہوگا) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری یہ فتح اسی کی قُدرت و نصرت سے ہوئی ہے)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصّہ بیت المال کے لئے مختص کر دیا اور باقی مال کو مجاہدین کیلئے رہنے دیا تاکہ وہ ان میں تقسیم کر دیا جائے۔

مالِ غنیمت میں سے حضرت علیؓ کا حصّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو اس میں سے) حضرت علیؓ کو ایک اُونٹنی عطا فرمائی۔ پھر اُن کو ایک اونٹنی خمس[1] میں سے مزید عنایت فرمائی۔

جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے شادی کا ارادہ کیا تو بنو قینقاع کے ایک سُنار سے وعدہ لیا کہ وہ ان کے ساتھ (جنگل) جائے تاکہ وہ اِذخر گھاس لاکر سُناروں کے ہاتھ فروخت کریں اور اس رقم سے شادی کے بعد ولیمہ کریں۔ وہ اپنی اُونٹنیوں کیلئے ہودہ، گھاس کا ظرف اور رسّیاں جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اور اُونٹنیوں کو ایک انصاری کے حُجرہ کی ایک جانب باندھ دیا۔ جب سارا سامان جمع کر کے اُونٹنیوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے کوہان کاٹ لئے گئے ہیں اور ان کی کلیجیاں نکال لی گئی ہیں۔ یہ دیکھکر حضرت علیؓ بے اختیار رونے لگے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حمزہؓ بن عبد المطّلب نے یہ کام کیا ہے۔ اور وہ اسی گھر میں چند شراب پینے والوں کے ساتھ موجود ہیں، ان کے پاس ایک گانے والی بھی ہے جو گاتے گاتے یہ کہنے لگی کہ اے حمزہؓ ہمارے واسطے فربہ اُونٹنیوں کا قصد کرو۔ حضرت حمزہؓ یہ سن کر اُٹھے اور انہوں نے ان اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے اور کلیجیاں نکال لیں۔

یہ سُن کر حضرت علیؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ اُس وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حضرت زید بن حارثہؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو دیکھا اور دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ وہ کسی مصیبت میں مُبتلا ہو گئے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے"؟ حضرت علیؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہؓ نے میری اونٹنیوں کے کوہان اور کولہے کاٹ لئے ہیں اور وہ (ابھی) اُسی گھر میں ہیں۔ اُن کے ساتھ کچھ اور شراب پینے والے بھی وہاں موجود ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چادر منگائی۔ چادر اوڑھ کر آپؐ روانہ ہوئے۔ حضرت زیدؓ بھی آپؐ کے پیچھے پیچھے چلے یہانتک کہ آپؐ اس گھر کے دروازہ پر پہنچے۔ آپؐ نے اجازت طلب کی۔ گھر والوں نے اجازت دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ شراب پی رہے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حمزہؓ کو ملامت کی لیکن حضرت حمزہؓ نشہ میں چُور تھے، اُن کی آنکھیں سُرخ تھیں۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے اس حصّہ کو خمس کہتے ہیں۔

کی طرف دیکھا، پہلے نظر اُٹھا کر آپؐ کے گھٹنے تک دیکھا، پھر نظر اُٹھائی اور آپؐ کی ناف تک دیکھا، پھر نظر اُٹھا کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو دیکھا اور کہا "تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمجھ گئے کہ وہ نشہ میں چُور ہیں لہٰذا آپؐ مع اپنے ساتھیوں کے واپس تشریف لے آئے۔ یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب شراب حرام نہیں ہوئی تھی[1]

عید الفطر ۲ھ

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ کے حکم کی تعمیل میں اسی سال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یکم شوّال کو پہلی مرتبہ جشن منایا۔ آپؐ صبح کے وقت عید گاہ تشریف لے گئے۔ آپؐ کے آگے آگے ایک نیزہ لیجایا گیا اور اُسے عید گاہ میں (سُترہ کی غرض سے) گاڑ دیا گیا پھر اس کی طرف مُنہ کر کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ عید ادا فرمائی[2]

نماز کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا۔ نمازِ عید کے لئے نہ اذان دی گئی نہ اقامت کہی گئی[3]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت حفصہؓ سے نکاح حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کا نکاح پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ سے ہوا تھا۔ حضرت خنیس جنگِ بدر میں شریک ہوئے، جنگ سے واپس آنے کے کچھ دن بعد مدینہ منوّرہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا "اگر تم چاہو تو میں حفصہؓ کا نکاح تم سے کر دوں"۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میں اس معاملہ میں غور کر کے بتاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے کچھ دن انتظار کیا (حضرت عثمانؓ نے کوئی جواب نہ دیا تو) ایک دن اُنہوں نے خیال کیا کہ حضرت حفصہؓ کا نکاح جلد کر دیا جائے (تو اچھا ہے) لہٰذا اُنہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے مُلاقات کی اور اُن سے کہا "اگر آپ چاہیں تو حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان کی اس خاموشی پر حضرت عمرؓ کو حضرت عثمانؓ کے جواب سے زیادہ صدمہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے پھر کچھ دن انتظار کیا۔ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حضرت حفصہؓ کا نکاح کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ سے ملے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ "اے عمرؓ، جب تم نے مجھ سے حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی تھی تو میں نے جواب نہیں دیا تھا۔ تم مجھ سے ناراض ہو گئے ہو گے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "ہاں" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "میں نے اس لئے جواب نہیں دیا کہ مجھے علم تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا (جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپؐ حفصہؓ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں) اور میں آپؐ کے راز کو ظاہر بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں اگر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حفصہؓ سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا[4]"

مجاہدین کی فضیلت جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے مجاہدین کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس عن علیؓ وکتاب المغازی باب بعد باب شہود الملائکۃ وکتاب البیوع باب بیع الحطب والکلأ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن علیؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب العیدین۔ [3] صحیح بخاری وصحیح مسلم کتاب العیدین۔

[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعد باب شہود الملائکۃ فی غزوۃ بدر عن ابن عمرؓ۔

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

مؤمنین میں سے جو لوگ جہاد کے لئے نہ جائیں اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابتؓ کو بلایا۔ ان کے پاس دوات اور تختی یا شانہ کی ہڈی رہا کرتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ اسے لکھ لو۔ حضرت زیدؓ اس آیت کو لکھ رہے تھے کہ اتنے میں ابن اُمِّ مکتومؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے کہا "اللہ کی قسم اگر مجھے استطاعت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا"۔ حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نابینا تھے (اس لئے جہاد سے معذور تھے) ان کا یہ کہنا ہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی، اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران حضرت زیدؓ کی ران پر تھی۔ حضرت زیدؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران اتنی بھاری معلوم ہونے لگی کہ انہیں اندیشہ ہوا کہ اُن کی ران کہیں ٹوٹ نہ جائے۔ کچھ دیر بعد وحی کی کیفیت زائل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آیتِ مذکورہ کو اس طرح نازل فرمایا[1]:

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ {النساء ۹۵ و ۹۶}

معذورین کے علاوہ جو مؤمن جہاد کے لئے نہ جائیں اور وہ جو اللہ کے راستہ میں جان و مال کے ساتھ جہاد کریں، دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مال و جان کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو اللہ نے جہاد نہ کرنے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے۔ اگرچہ اللہ کا وعدہ سب سے اچھا ہی ہے لیکن اجرِ عظیم کے لحاظ سے مجاہدین کو قاعدین پر بڑی فضیلت ہے، درجات، مغفرت اور رحمت میں (مجاہدین کا بہت بڑا حصہ ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ اس واقعہ سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ معذورین کو مستثنیٰ کرنا ضروری ہے، حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ نے بتایا تو معلوم ہوا۔ اللہ کو تو معلوم تھا لیکن بندوں سے کہلوانا مقصود تھا تاکہ نفسیاتی طور پر ان کی دل جوئی ہو۔ ایسی مثالیں قرآن مجید میں اور بھی ملتی ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اُن کے ہاتھ میں کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دُعا مانگی "اے اللہ میرا سینہ تنگ ہوتا ہے، زبان صاف نہیں ہے، میری امداد کے لئے ہارون کو نبی بنا دے"۔ اللہ تعالےٰ نے دُعا قبول کی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنا دیا۔ اگرچہ اُن کو رسول بنانا پہلے سے اللہ تعالیٰ کی مشیئت میں تھا لیکن اس کو موسیٰ علیہ السلام کی دُعا پر موقوف کر رکھا تھا۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا یعنی اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنا فضل و انعام کیا، کیا اللہ کو نہیں معلوم کہ سیدھا راستہ کونسا ہے، کن لوگوں کا ہے۔ ضرور معلوم ہے لیکن بندوں سے کہلوانا مقصود ہے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ انعام یافتہ لوگ وہی ہوتے ہیں جو سیدھے راستہ پر چلتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اور مصلحتیں ہو سکتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

یہودیوں کو دعوتِ ایمان یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔ آپؐ کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء عن زید بن ثابتؓ و براء بن عازبؓ۔

تذکارِ جلیلہ کو وہ توریت میں لکھا ہوا پاتے تھے لیکن پھر بھی ہٹ دھرمی سے آپؐ کا انکار کرتے تھے۔ تحویلِ قبلہ کے سلسلہ میں اُنہوں نے کافی باتیں بنائی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے متعلق ایک ہی مجلس میں کس طرح انہوں نے دو متضاد بیان دئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حرکات پر دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ {بقرہ}

اے بنی اسرائیل وہ احسانات یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا (اگر تم ایسا کروگے) تو پھر میں بھی اپنا عہد پورا کروں گا اور (اے بنی اسرائیل) مجھ ہی سے ڈرو اور جو کتاب میں نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اُس پر ایمان لاؤ، وہ کتاب ایسی ہے کہ تمہاری کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے (دیکھو) تم اس کے انکار میں پہل نہ کرو، معمولی فائدہ کی خاطر میری آیتوں کو نہ بیچو اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو (اے بنی اسرائیل) حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، حق کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ تم بھی رکوع کرو (یعنی مؤمنین کے ساتھ شامل ہوکر نماز باجماعت ادا کرو)

دعوتِ اسلام قبول نہ کرنے کے عواقب پر توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ {بقرہ}

اے بنی اسرائیل میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم کو بخشی تھیں (منجملہ ان کے ایک نعمت یہ بھی تھی کہ) میں نے تم کو تمام دُنیا کے لوگوں پر فضیلت دی تھی۔ (اسلام قبول کرلو ورنہ) اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، نہ کسی طرح کا کوئی بدلہ منظور کیا جائے گا، نہ وہ کسی کی مدد حاصل کرسکیں گے۔

پھر بہت سے احسانات کا صراحتًا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ {بقرہ} (خبردار) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

پھر مؤمنین کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ {بقرہ}

کیا تم کو یہ اُمید ہے کہ یہ لوگ تمہارے دین پر ایمان لے آئینگے حالانکہ یہ لوگ (اتنے بدبخت ہیں کہ) اللہ کے کلام کو سُننے اور سمجھنے کے بعد بدل دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ جب یہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے (ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اپنی کتاب کے ذریعہ ہو چکا ہے) لیکن جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایسی بات مسلمین

سے کیوں کہتے ہو جو اللہ نے تمہیں بتائی ہے۔ اس کے ذریعہ سے وہ تمہارے رب کے پاس تمہارے خلاف حجّت قائم کریں گے۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔

اللہ نے فرمایا:۔

اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ○ {بقرہ ۷۷}

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ان تمام باتوں کو جانتا ہے جو یہ چھپاتے ہیں اور جو یہ ظاہر کرتے ہیں (اگر مسلمین کو معلوم نہ ہوگا تو کیا اللہ بھی ان باتوں سے ناواقف ہے)

یہودی علماء اپنی طرف سے شریعت میں کمی بیشی کر لیا کرتے تھے۔ جس چیز کو چاہتے حلال کر لیتے اور جس چیز کو چاہتے حرام کر لیتے اور اپنے فتووں کے متعلق عوام سے یہ کہتے کہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ○ {بقرہ ۷۹}

ایسے لوگوں کے لئے دوزخ تیّار ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ جو کچھ یہ لکھ رہے ہیں اور جو کچھ یہ (اس کے ذریعہ) کما رہے ہیں یہ سب دوزخ میں لے جانے والی باتیں ہیں۔

دوزخ کا ذکر سن کر یہودیوں نے کہا:۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً ط {بقرہ ۸۰}

دوزخ کی آگ میں ہم چند دن سے زیادہ ہرگز نہیں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ {بقرہ ۸۰ و ۸۱}

ان سے پوچھئے کیا تم نے اللہ سے عہد لے لیا ہے (اگر ایسا ہے تو پھر بے شک) اللہ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہیں کریگا (اگر یہ بات نہیں ہے تو) کیا تم اللہ پر ایسی باتیں افترا کرتے ہو جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں۔ خبردار جو شخص بھی گناہ کریگا اور اُس کے گناہ اُسے گھیر لیں گے تو ایسے لوگ (ضرور) دوزخ میں جائیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کریں گے وہ جنّت میں جائیں گے اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ نے یہودیوں سے بہت سے عہد و پیمان لئے تھے۔ یہودی ان میں سے بعض پر قائم تھے اور بعض پر سرے سے عمل نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ج وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰہُ

کیا تم شریعت کی بعض باتوں پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ تم میں سے جو کوئی بھی ایسی حرکت کریگا وہ دنیا میں ذلیل ہوگا اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور (اے یہودیو!

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {بقرہ ۸۵} اچھّی طرح سمجھ لو کہ) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

انعامِ الٰہی کی یاددہانی اور اس قدر وعظ و نصیحت کے باوجود اُنہوں نے کہا تو یہ کہا کہ :۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط {بقرہ ۸۸} ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہوا ہے (ہم پہ آپؐ کی تبلیغ کا کچھ اثر نہ ہوگا)

اللہ تعالٰے نے فرمایا:۔

بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ {بقرہ ۸۸} بات یہ نہیں ہے بلکہ ان کے کفر یعنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے لہٰذا یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ج فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ {بقرہ ۸۹} ان کا تو یہ حال ہے کہ (ہمارے رسُولؐ کے آنے سے) پہلے یہ (اِس رسُول پر ایمان لانے کا عہد کر کے) کافروں پر فتح کی دُعا مانگا کرتے تھے، لیکن جب وہ رسُولؐ آگیا تو پہچاننے کے بعد اس کا انکار کر دیا۔ ایسے ہٹ دھرموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

جب اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ ان سے کہتے کہ :۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ط قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ {بقرہ ۹۱} ایمان لاؤ تو جواب میں کہتے کہ ہم اُس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پہ اُتری ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کتاب کو نہیں مانتے (اللہ نے فرمایا اے رسُولؐ) یہ کتاب حق ہے اور ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے (پھر بھی اس کو نہ ماننا تعجّب خیز ہے اور اے رسُولؐ) ان سے پوچھئے کہ اگر تم اپنی کتاب پر ایمان لانے کے معاملہ میں سچّے ہو تو تم پہلے اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے۔

اپنے زعمِ باطل میں یہودیوں نے کہا (کچھ بھی ہو) آخرت تو خالص ہمارے لئے ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا (اے رسُولؐ ان سے) کہئے :۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ {بقرہ ۹۴ و ۹۵} کہ اگر دارِ آخرت خالص تمہارے لئے ہے، دوسرے لوگوں کیلئے نہیں تو آؤ پھر موت پر مباہلہ کر لو، اگر تم سچّے ہو (تو یہ چیلنج قبول کرو، اللہ نے فرمایا) لیکن اپنی بداعمالی کی وجہ سے یہ ہرگز موت پر مباہلہ نہیں کرینگے اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔

یہودیوں کی شرارت بعض یہودی جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو متوجّہ کرنا چاہتے تو لفظ رَاعِنَا (ہماری طرف توجّہ فرمائیے) کو زبان مروڑ کر "رَاعِیْنَا" (ہمارے چرواہے) کہتے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے رسولؐ کو اِس شرارت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:۔

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا بعض یہودی کلمات کو ان کے اصل مقام سے ہٹا دیتے ہیں اور (اے رسُولؐ آپؐ سے) کہتے ہیں ہم نے سُن لیا

وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ {نساء ۶}

مانا نہیں، ہماری سُنو اللہ تم کو نہ سُنوائے (یعنی تم بہرے ہو جاؤ) پھر زبان کو مروڑ کر دین میں طعن کے ارادہ سے رَاعِنا کہتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہم نے سُن لیا اور مان لیا اور یہ کہتے کہ سُنئے، ہماری طرف نظر فرمائیے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور بات بھی صاف اور سیدھی ہوتی مگر ان پر تو ان کے کُفر (وہٹ دھرمی) کی وجہ سے اللہ کی لعنت ہے لہٰذا یہ لوگ کم ہی ایمان لاتے ہیں۔

یہودیوں کی ان شرارتوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے مُومنین کو آدابِ رسُولؐ کی تعلیم و تربیت دی۔ فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۰۴}

اے ایمان والو، تم راعِنا نہ کہا کرو بلکہ (جب تم اللہ کے رسُولؐ کو متوجّہ کرنا چاہو تو) اُنظُرنا کہا کرو پھر (جو کچھ اللہ کے رسُولؐ تم سے کہا کریں اُس کو توجّہ سے) سُنتے رہا کرو (رہے) کافر (جو بے ادبی کرتے ہیں تو اُن) کے لئے دردناک عذاب تیّار ہے۔

سوالات کی کثرت | موسیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے طرح طرح کے سوال کئے۔ اللہ تعالےٰ نے مُومنین کو آدابِ رسُولؐ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا (اے مُومنو!)

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔ {بقرہ}

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسُولؐ سے اُسی طرح سوال کرو جس طرح کہ پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے۔ جس شخص نے ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کیا وہ راہِ راست سے بھٹک گیا۔

اہلِ کتاب کی خوش فہمی | اہلِ کتاب نے

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۱۱ و ۱۱۲}

کہا یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ جنّت میں ہرگز کوئی نہیں جائے گا (اللہ نے فرمایا) یہ ان کی خوش فہمیاں ہیں (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچّے ہو تو اس پر کوئی دلیل پیش کرو۔ اللہ کے ہاں تو بس اس شخص کے لئے اجر و ثواب ہے جو اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دے اور نیک عمل کرتا رہے۔ ایسے لوگوں کو واقعی نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی گمراہی ہے | اوپر یہ گذر چکا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابتداء میں اہلِ کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے حتّٰی کہ ہجرت کے بعد ایک عرصہ تک اُنہی کے قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ اہلِ کتاب اسلام کی طرف مائل ہوتے ہر موقع پر مُسلمین کی مخالفت ہی کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ

یہود و نصاریٰ ہرگز آپؐ سے خوش نہیں ہوں گے جبتک آپؐ ان کے مذہب کی پیروی نہ کریں۔ آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ کی دی ہوئی ہدایت ہی دراصل ہدایت ہے اور (اے

الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ○ {بقرہ ۱۲۰}

رسولؐ) اللہ کے پاس سے علم آجانے کے بعد اگر آپؐ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپؐ کو اللہ سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔

بنی اسرائیل کسی طرح اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی نعمتوں کا احسان جتانے کے بعد فرمایا (اے بنی اسرائیل)

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ {بقرہ ۲۳}

اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا۔ نہ اُس سے بدلہ قبول کیا جائے گا، نہ اُس کو کسی کی سفارش نفع دے گی اور نہ وہ لوگ کسی کی مدد حاصل کرسکیں گے۔

ملّتِ ابراہیمؑ کی دعوت تمام اہلِ کتاب اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی ملّت پر متفق تھے لیکن وہ عملاً اس سے رُوگردانی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا {کہ دینِ ابراہیمی تو وہ ہے جو میرے رسُول محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) پیش کر رہے ہیں}

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ {بقرہ ۱۳۰}

تو بھلا کون شخص ہے جو دینِ ابراہیمی سے رُوگردانی کریگا اُس سے رُوگردانی کرنیوالا تو وہی ہوسکتا ہے جو نہایت ہی نادان ہو، ہم نے ابراہیمؑ کو دنیا میں (امامت کیلئے) منتخب کرلیا تھا۔ اور آخرت میں وہ صالحین میں ہوں گے۔

اہلِ کتاب نے مُسلمین سے کہا:۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ {بقرہ ۱۳۵}

یہودی ہوجاؤ یا عیسائی ہوجاؤ (اسی صورت میں) تم ہدایت حاصل کرسکتے ہو۔ اللہ نے فرمایا (اے رسُولؐ) آپؐ ان سے کہدیجئے کہ (ہم تمہاری ملّت کی پیروی نہیں کرسکتے) ہم تو حضرت ابراہیمؑ کی ملّت پر ہیں جو ایک اللہ کے ماننے والے تھے (وہ خالص توحید کے پرستار تھے تمہاری طرح شرک فی الذّات اور شرک فی الصّفات کے قائل نہ تھے۔ وہ تو قطعاً) مشرکین میں سے نہیں تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مُسلمین سے فرمایا کہ ان اہلِ کتاب سے:۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ {بقرہ ۱۳۶ و ۱۳۷}

کہدو کہ ہم اللہ پر، جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اُس پر اور جو کتابیں ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، آلِ یعقوبؑ موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور تمام نبیوںؑ پر نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے ہیں، ہم ان رسُولوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے (سب کو مانتے ہیں) اور ہم صرف اللہ تعالیٰ کے مسلم ہیں اور (اے مومنو!) اگر وہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو ہدایت کے راستہ پر آجائیں گے اور اگر وہ مُنہ پھیریں تو (پھر سمجھ لو کہ) وہ مخالفت پر جمے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں

تمہارے لئے اللہ کافی ہے، وہ سُننے والا ہے، جاننے والا ہے۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۰}

یہودیوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السّلام اور دوسرے پیغمبر یہودی تھے، عیسائیوں نے کہا کہ عیسائی تھے۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ (اللہ تو اس کتاب میں بھی اور تمہاری کتابوں میں بھی بتا چکا ہے کہ وہ صرف مسلم تھے لیکن تم اپنی کتابوں کی شہادت بھی تسلیم نہیں کرتے بلکہ اُسے چھپاتے ہو) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس موجود ہو چھپائے اور (اے اہلِ کتاب) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ (اے اہلِ کتاب تمہارا یہ عقیدہ بھی صحیح نہیں کہ ان بزرگوں کے اعمال سے تمہیں کسی قسم کا فائدہ پہنچے گا)

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ {بقرہ ۱۴۱}

یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی، ان کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا۔ ان کے اعمال کے متعلق تم سے باز پُرس نہیں ہوگی۔

اہلِ کتاب اب بھی حق چھپانے سے باز نہیں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ {بقرہ ۱۵۹ و ۱۶۰}

جو لوگ ہمارے نازل کردہ دلائل و ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے اپنی کتاب میں ہر چیز کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے تو ایسے لوگوں پر اللہ کی، اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے، مگر ہاں جو لوگ توبہ کرلیں، اپنی اصلاح کرلیں اور (احکامِ الٰہی کو) صاف صاف بیان کر دیں تو میں ان کا قصور معاف کر دوں گا، اور میں توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا ہوں۔

غیر اللہ سے اللہ کے برابر محبّت کرنا شرک ہے مشرکین اور اہلِ کتاب اپنے معبودوں کے ساتھ جن کو وہ ذات اور صفات میں اللہ کا شریک سمجھتے تھے ایسی محبّت کرتے تھے جیسی محبّت اللہ سے کرنی چاہیئے۔ اللہ نے فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ {بقرہ ۱۶۵}

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ اُن سے ایسی محبّت کرتے ہیں جیسی محبّت اللہ سے کرنی چاہیئے۔ حالانکہ ایمان والے تو سب سے زیادہ محبّت اللہ سے کرتے ہیں اور اگر یہ ظالم لوگ عذاب کے مشاہدہ کے وقت جو چیزیں دیکھیں گے (ابھی دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا) کہ سب قوتوں کا مالک صرف اللہ ہے اور یہ کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

حلال و حرام کے متعلق ہدایات مسلمین کو ہدایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۷۲ و ۱۷۳}

اے ایمان والو، جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا کی ہیں ان کو کھاؤ اور اگر تم اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو تو اس کا شکر بھی ادا کرو۔ (اور سنو) اللہ تعالیٰ نے تم پر مُردار (بہتا ہوا) خون، سور کا گوشت اور وہ چیز جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی نذر کر دی جائے حرام کر دی ہے۔ البتہ جو شخص فاقہ سے مجبور ہو کر ان چیزوں میں سے کچھ کھالے بشرطیکہ نافرمانی کی نیت نہ ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عیدالاضحیٰ ۲ھ

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا اسلامی تہوار مقرر فرمایا جس کو عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔ اس میں قربانی کا حکم دیا۔ ۱۰ ذوالحجہ کو آپؐ عیدگاہ تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے خطبہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ میں آپؐ نے فرمایا کہ آج کے دن جو کام سب سے پہلے کرنا ہے وہ یہ ہے کہ نماز پڑھی جائے پھر واپس جا کر قربانی کی جائے۔ جس نے ایسا کیا وہ ہماری سُنّت کو پہنچ گیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ محض گوشت کی بکری ہے جو اُس نے اپنے اہل و عیال کیلئے ذبح کی ہے۔ قربانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سُن کر حضرت ابو بردہ بن نیارؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ کے رسولؐ آج کا دن کھانے اور پینے کا دن ہے لہٰذا میں نے جلدی سے قربانی کر لی۔ خود بھی گوشت کھایا اور اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ محض گوشت کی بکری ہے۔ انہوں نے عرض کیا "میرے پاس ایک دنبہ کا بچہ ہے جو گوشت کے لحاظ سے بکری سے زیادہ ہے بلکہ دو بکریوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے، کیا وہ کافی ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تمہارے لئے کافی ہے) تمہارے علاوہ کسی اور کے لئے ہرگز کافی نہیں[1]۔

حضرت عمرؓ کی فضیلت ایک دن حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں اور اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے زیادہ بلند کر رہی تھیں۔ جب اُن عورتوں نے حضرت عمرؓ کو اجازت مانگتے ہوئے سُنا تو فوراً پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب حضرت عمرؓ گھر کے اندر داخل ہوئے تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ آپؐ کو ہنستا رکھے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ عورتیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، تمہاری آواز سُنتے ہی پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ زیادہ حقدار ہیں کہ آپؐ سے ڈریں"۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان عورتوں سے کہا "اے اپنی جان کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں" عورتوں نے کہا "تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب استقبال الامام النّاس و باب کلام الامام النّاس و باب الاکل یوم النحر عن براءؓ و صحیح مسلم نحوہٗ۔

سخت ہو" (یعنی بُرائی کو دیکھکر سختی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کرتے ہیں لیکن اُتنی نہیں جتنی تم کرتے ہو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر رضؓ سے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان جب کسی راستہ میں تم سے ملتا ہے تو اُس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا جاتا ہے"[1]۔

(اس حدیث کو سمجھنے کیلئے حاشیہ[2] اسی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

منذر بن ابو اسیدؓ کی پیدائش جب حضرت ابو اُسیدؓ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اُس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو اپنی ران پر لٹایا۔ حضرت ابو اُسیدؓ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے کوئی چیز تھی، آپؐ اس میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابو اُسیدؓ کے اشارہ پر بچہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ران پر سے اُٹھا کر گھر بھیج دیا گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کام سے فارغ ہوئے تو فرمایا وہ بچہ کہاں ہے؟ حضرت ابو اُسیدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم نے اسے واپس بھیج دیا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کا نام کیا ہے؟" حضرت ابو اُسیدؓ نے نام بتایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کا نام منذر ہے"۔ حضرت ابو اُسیدؓ نے اسی دن اس کا نام منذر رکھ دیا[3]۔

۳ھ

۱۰ محرّم (یومِ عاشورہ) رمضان کے روزے فرض ہو چکے تھے (لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عاشورہ کے روزہ کی فرضیت ساقط کر دی) آپؐ نے فرمایا کہ (اب) جو چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے[4]۔

جنگِ بنو نضیر

اسباب یہودی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ (یہودیوں پر جنگ کی آفت اس لئے نازل ہوئی کہ) یہ لوگ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی مخالفت کیا کرتے تھے۔ اور جو شخص بھی اللہ کی (یعنی اللہ کے دین کی) مخالفت کرے تو (وہ سمجھ لے کہ) بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

منافقین ان کی سازش میں برابر کے شریک تھے بلکہ یہودیوں کو اُکسانا ان ہی کا کام تھا۔ اللہ تعالےٰ

---

[1] صحیح بخاری فضائل اصحابؓ و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن سعد بن ابی وقاص رضؓ۔

[2] اس کی مثال ایسی ہے جیسی بادشاہ اور کوتوال کی، بادشاہ کو جو محبت رعایا سے ہوتی ہے وہ کوتوال کو نہیں ہوتی۔ بادشاہ کو اگرچہ اختیارات کوتوال سے زیادہ ہوتے ہیں لیکن اس کا خوف، محبت کے ساتھ کچھ اس طرح ملا جُلا ہوتا ہے کہ ہنگامی طور پر کوئی آدمی اس سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا کوتوال سے۔ حضرت عمر رضؓ جب خلیفہ ہوئے تو وہ بھی شاہانہ تمکنت کا مجسّمہ بن گئے۔

[3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب تحویل الاسم الی اسم احسن منہ عن سہل رضؓ۔ [4] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّوم عن عائشہؓ و ابن عمر رضؓ۔

فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ط {حشر ۱۲}

(اے رسولؐ) کیا آپؐ نے منافقین کو نہیں دیکھا جو اپنے اہلِ کتاب بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو یہودیوں اور مُنافقوں کی سازش سے باخبر کیا، پھر مؤمنین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ {حشر ۱۱ و ۱۲}

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ مُنافق جھوٹے ہیں۔ اگر یہودی نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو کہیں سے مدد نہ ملیگی۔

مؤمنین کی مزید حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ط بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ط تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○ {حشر ۱۳ و ۱۴}

ان کے دلوں میں تمہاری ہیبت اللہ کی ہیبت سے زیادہ ہے۔ یہ اس لئے کہ ان میں فہم نہیں (اگر ذرا بھی سمجھ ہوتی تو اللہ سے ڈرتے اور کفر کو اختیار نہ کرتے) یہ سب جمع ہو کر بھی تم سے نہیں لڑ سکتے سوائے اس کے کہ قلعہ بند بستیوں میں محفوظ ہو کر لڑیں یا دیواروں کی اوٹ میں بیٹھ کر جنگ کریں (سامنے آکر مقابلہ نہیں کر سکتے) ان میں آپس میں شدید عداوت ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ یہ اکٹھے اور ایک جان ہیں۔ نہیں بلکہ ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عقل نہیں (عقل ہوتی تو آپس میں پھوٹ نہ ہوتی)

فتح کی پیشین گوئی غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے لڑائی سے پہلے ان کی پوری قلعی کھول دی۔ مسلمین کی خوب ہمت افزائی کی حتّٰی کہ جنگ کے نتیجہ کا بھی پہلے سے اعلان فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ {حشر ۵}

ان لوگوں کا وہی حال ہوگا جو کچھ ہی عرصہ پہلے (مکّہ کے) لوگوں کا ہو چکا ہے۔ انہوں نے (بدر میں) اپنے کرتوتوں کا مزا چکھا اور آخرت میں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حالاتِ جنگ جب یہودیوں اور منافقوں کی سازش مکمل ہو گئی تو یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر نے جنگ کی ابتداء کی[1] یہودیوں کے اس قبیلہ کے نام پر ہی اس جنگ کا نام جنگ بنو نضیر رکھا گیا یہودیوں کے قبیلہ بنو قینقاع اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ

بنو قریظہ بھی اس جنگ میں شریک تھے[1]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے خبر دیدی تھی یہودی قلعہ میں بند ہو گئے۔ منافقین نے ان کی کچھ مدد نہ کی۔ یہودی یہ سمجھ رہے تھے کہ:۔

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ {حشر ۲}

ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے (لیکن ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوا)

مسلمین نے اللہ کے حکم سے جنگی نقطۂ نظر کا لحاظ رکھتے ہوئے بنو نضیر کے کھجور کے درختوں میں سے کچھ درخت کاٹ ڈالے کچھ جلا دئے اور کچھ کو چھوڑ دیا۔ یہ درخت بُویرہ مقام پر تھے[2]

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ {حشر ۵}

کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا اُن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ اللہ کے حکم سے تھا تاکہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل و خوار کرے[3]

(نوٹ:۔ یہ آیت ایک گذشتہ واقعہ کی خبر دیتی ہے۔ درخت اس آیت کے نزول سے پہلے بحکمِ الٰہی کاٹے گئے تھے لیکن ایسا کوئی حکم قرآن مجید میں نہیں ملتا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آیا کرتی تھی)

جب مسلمین نے درختوں کو آگ لگائی تو حضرت حسّان بن ثابتؓ نے یہ شعر کہا:۔

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

سرداران بنی لوی (یعنی قریش) کیلئے باعثِ شرم ہے کہ بُویرہ میں آگ لگ رہی ہے جس کی چنگاریاں دُور دُور تک جا رہی ہیں (لیکن اس کے باوجود قریش اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے)

قریش کی طرف سے ابو سفیان بن حارث نے جواب میں یہ دو شعر کہے:۔

اَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ
سَتَعْلَمُ اَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ وَتَعْلَمُ اَيُّ اَرْضَيْنَا تَضِيْرُ

اللہ یہ آگ ہمیشہ جلائے رکھے اور اسکے اطراف آتشِ دوزخ جلتی رہے۔
عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ کون اس آگ سے دُور ہے اور کونسی زمین کو نقصان پہنچتا ہے[4]

فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {حشر ۶}

یہودیوں نے جنگ تو چھیڑ دی لیکن لڑ نہ سکے۔ مقابلہ نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ کے مؤمنین کو فتح عنایت فرمائی۔ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے فتح عنایت فرماتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فتح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو نضیر کو جلاء وطن کر دیا۔ ان ہی کے ساتھ بنو قینقاع کو بھی مدینہ منوّرہ سے نکال دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اسی قبیلہ کے ایک فرد تھے۔ قبیلہ بنو قریظہ پر رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔
[4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابن عمرؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے احسان فرمایا اور انہیں مدینہ منوّرہ میں رہنے کی اجازت دیدی[1]

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ۗ وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ {حشر ۲ و ۳}

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے ہوا۔ مسلمین کو تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ یہ لوگ (اتنے ذلیل و خوار ہو کر) نکلیں گے اور یہودی اس زعم میں مست تھے کہ اُن کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے۔ پھر اللہ نے ان کو وہاں سے آپکڑا جہاں سے اُن کو گمان بھی نہ تھا۔ ان کے دلوں میں دہشت ڈالدی (وہ بغیر جنگ کئے مسلمین کے قبضہ میں آگئے) جب وہ مدینہ چھوڑ کر جا رہے تھے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو اُجاڑ رہے تھے۔ مسلمین نے بھی ان کے گھروں کو برباد کردیا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اے بصیرت کی آنکھیں رکھنے والو! اِس واقعہ سے عبرت حاصل کرو۔ اور (وہ تو خیریت ہوئی کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں جلاء وطنی لکھ دی تھی ورنہ دُنیا میں بھی وہ سخت عذاب میں مبتلاء ہوتے اور آخرت میں تو ان کیلئے آگ کا عذاب تیار ہی ہے۔

جنگ کے نتائج | جنگ کے نتائج یہ تھے:-

لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ {حشر ۵} ① یہودیوں کی رُسوائی۔

اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا {حشر ۲} ② جلاء وطنی اور

یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ {حشر ۲} بربادی

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ {حشر ۷} ③ اور مؤمنین کی مالی حالت کی اصلاح۔

بنونضیر قبیلہ کی املاک کا مَصرف | یہودیوں کی بہت سی املاک مؤمنین کے قبضہ میں آئیں۔ کیونکہ یہ املاک بغیر جنگ کے حاصل ہوئی تھیں اس لئے ان کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ ان املاک کا مصرف بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

جو مال اللہ نے اپنے رسولؐ کو یہودیوں سے دلوایا (اس میں تمہارا براہِ راست کوئی حق نہیں کیونکہ) اس کے لئے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اُونٹ۔ البتہ اللہ جس پر چاہتا ہے اپنے رسُولوں کو قابض کر دیتا ہے۔ اللہ ہر چیز پہ قادر ہے۔ لہٰذا ان بستیوں میں سے جو مال اللہ نے بغیر جنگ کے اپنے رسولؐ کو دلوایا ہے وہ اللہ کا ہے، اُس کے رسولؐ کا ہے۔ اس میں قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مُسافروں کا حق ہے۔ یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ کہیں یہ مال تم میں جو دولت مند ہیں اُن ہی میں نہ گردش کرتا رہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر۔

الْعِقَابِ ○ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ
اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ وَ
الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا {حشر ۶ تا ۹}

(اس میں سے) جو مال رسولؐ تم کو دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس مال کے لینے سے تم کو منع کردیں تو تم اُس کے لینے سے باز رہا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور یہ مال ان مہاجرین فقراء کیلئے بھی ہے جو اپنے گھر اور اپنے مال کو چھوڑنے پر مجبور کئے گئے۔ یہ لوگ اللہ کے فضل اور اُس کی خوشنودی کے متلاشی رہتے ہیں اور اللہ (کے دین) اور اُسکے رسولؐ کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ اور یہ مال اُن لوگوں کیلئے بھی ہے جو مہاجرین سے پہلے ہجرت گاہ میں اقامت گزیں تھے۔ اور ایمان میں مستقل رہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے اُس سے اپنے دل میں کوئی خواہش (یا خلش) نہیں پاتے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا
بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ {حشر ۱۰}

اور یہ مال اُن لوگوں کے لئے بھی ہے جو مہاجرین (اوّلین) کے بعد ہجرت کر کے آئے۔ جو اس طرح دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہماری اور ان لوگوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے مغفرت فرما اور اے ربّ ہمارے دل میں مؤمنین کیلئے کینہ نہ آنے پائے، اے ہمارے ربّ تو بڑا شفیق اور مہربان ہے۔

یہ مال جو بطور فَے (یعنی بغیر جنگ) کے حاصل ہوا تھا، اِس میں سے کچھ مال خالص طور پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے تھا۔ پھر بھی اس میں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو بہت کچھ دیا۔ باقی جو بچا اُس میں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو پُورے سال کا خرچ دے دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد جو بچتا تھا اُس کو اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے، اس سے سامانِ جنگ خریدتے تھے[1] (ان اموال میں باغ فدک بھی شامل تھا)

فدک وغیرہ کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ ہاں اس مال میں سے آلِ محمدؐ (یعنی ازواجِ مطہرات وغیرہ) اپنے گذارے کے لئے لے سکتے ہیں[2]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تاریخ یا تفسیر کا وہ واقعہ جس میں یہ ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فدک حضرت فاطمہؓ کو دیدیا تھا بالکل لغو ہے۔

انصار نے کھجور کے جو باغات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تحویل میں دے رکھے تھے، بنو نضیر کی فتح کے بعد وہ باغات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو واپس کر دئے[3]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن عمرؓ وکتاب التفسیر سورۃ الحشر وکتاب النفقات وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفئے۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر عن ابی بکرؓ۔ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ما ترکنا فہو صدقۃ (فدک کا ذکر صرف صحیح مسلم میں ہے)

[3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب کیف قسم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم قریظۃ والنضیر عن انسؓ وکتاب المغازی۔

ایثار کا ایک عجیب و غریب واقعہ اسی زمانہ میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں بھوکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ زوجۂ محترمہؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بیوی کے پاس آدمی بھیجا۔ اُنہوں نے بھی وہی بات کہی۔ غرض یہ کہ اسی طرح تمام بیویوںؓ نے وہی بات کہی جو پہلی بیوی نے کہی تھی۔ (سال بھر کا خرچ ملنے کے باوجود داد و دہش و مہمانداری کا یہ عالم تھا کہ وقت سے پہلے ہی وہ رقم خرچ ہو جاتی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو کون اس شخص کی مہمانداری کریگا۔ اللہ تعالیٰ مہمانداری کرنے والے پر رحمت نازل فرمائے۔" حضرت ابوطلحہؓ انصاری کھڑے ہوئے اور کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں ان کی ضیافت کروں گا۔" یہ کہکر حضرت ابوطلحہؓ اُس شخص کو لے کر اپنے مکان پر آئے۔ گھر پہنچکر اپنی بیوی سے پوچھا "کیا تمہارے پاس کھانے کیلئے کچھ ہے؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو اپنے ساتھ لایا ہوں، جو کچھ ہو لے آؤ اور اس مہمان کا اکرام کرو۔" بیوی نے کہا "ہمارے ہاں کچھ نہیں ہے سوائے تھوڑے سے کھانے کے جو بچوں کیلئے رکھا ہے۔" حضرت ابوطلحہؓ نے کہا جب بچے کھانا مانگیں تو اُن کو کسی چیز سے بہلا کر سُلا دو۔ پھر جب مہمان داخل ہو تو جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ اُس کے سامنے لاکر رکھ دو۔ جب وہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے تو کھڑے ہو کر یہ ظاہر کرو گویا تم چراغ ٹھیک کر رہی ہو (اور اس بہانہ سے) اُس کو بجھا دو (اس کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ جاؤ) اور یہ ظاہر کرو کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں (لیکن کھاؤ نہیں)۔ غرض یہ کہ ابوطلحہؓ اور اُن کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ مہمان کھانا کھاتا رہا اور وہ یہ ظاہر کرتے رہے گویا کہ وہ بھی کھا رہے ہیں (لیکن کھایا کچھ نہیں) جب صبح ہوئی تو حضرت ابوطلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج رات کو جو کچھ تم نے اپنے مہمان کے ساتھ کیا اللہ کو وہ بہت پسند آیا۔" اُسی وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ {حشر ۹}

اور (انصار میں ایسے لوگ بھی ہیں جو) اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں حالانکہ وہ خود فقر و فاقہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔[1]

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ۝ {حشر ۹}

اور جو شخص نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو بس ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔[2]

یہودیوں کی حق پوشی یہودی اچھی طرح جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسولؐ ہیں لیکن حق پوشی ان کی عادتِ ثانیہ بن چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکارِ جلیلہ جو اُن کی کتابوں میں پائے جاتے تھے اُن پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ ہٹ دھرمی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ خَتَمَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ

بے شک جن لوگوں نے حق کو چھپا کر ہٹ دھرمی سے (نبوت کا) انکار کیا اُن کے لئے آپؐ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے (اس ہٹ دھرمی کے نتیجہ کے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ عن ابی ہریرۃ رض۔ وصحیح بخاری کتاب التفسیر وکتاب مناقب الانصار نحوہٗ، خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

[2] صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار عن ابی ہریرۃ رض (یہ واقعہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے)

غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ {بقرہ ۶ و ۷} طور پر) اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی ہے، ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ ان لوگوں کے لئے عذابِ عظیم ہے۔

منافقین سے ہوشیار رہنے کا حکم اسلامی معاشرہ میں بعض منافقین بھی تھے۔ کافروں کی طرح یہ مسلمین کے کھلے دشمن نہیں تھے لہٰذا ان سے اسلام اور مُسلمین کو زیادہ خطرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مُسلمین کو ان سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا اور ان کی مختلف صفات سے مُسلمین کو آگاہ کیا۔ فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○ {بقرہ ۸ تا ۱۰}

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ مؤمن نہیں ہیں۔ وہ اللہ کو اور مؤمنین کو دھوکا دیتے ہیں۔ درحقیقت وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن انہیں اسکا شعور نہیں۔ ان کے دلوں میں (نفاق اور حسد کا) مرض ہے، اللہ نے (مؤمنین کی فتوحات کے ذریعہ) اس مرض کو اور زیادہ کر دیا (یعنی حسد اور جلن کا مرض اور زیادہ بڑھ گیا) اور آخرت میں اُن کیلئے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

منافقین کی سازشیں برابر جاری تھیں۔ یہودیوں کے ساتھ مسلسل ساز باز کرتے رہتے تھے۔ فساد اور جنگ کی آگ کو بھڑکانا ان کا مشغلہ بن گیا تھا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ {بقرہ ۱۱}

مؤمنین ان سے کہتے کہ مُلک میں فساد نہ مچاؤ تو وہ جواب دیتے کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ {بقرہ ۱۲}

خبردار یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں (کہ یہ ساز باز کس درجہ ان کے حق میں نقصان دہ ہے)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○ {بقرہ ۱۳}

(مؤمنین جب ان منافقین سے ملتے تو انہیں سمجھاتے) ان سے کہتے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں اُسی طرح تم بھی ایمان لاؤ۔ مُنافقین جواب دیتے کہ کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں (جن کو نہ سیاست آتی ہے نہ وقت کے تقاضوں اور مصلحتوں کو سمجھتے ہیں۔ ہمارا کفّار سے ملنا سیاست پر مبنی ہے۔ ہم موقع اور وقت کی نزاکتوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں) اللہ نے فرمایا خبردار یہی لوگ بے وقوف ہیں لیکن یہ جانتے نہیں (کہ اس قسم کی باتوں سے ان کی آخرت خراب ہو رہی ہے اور جو اپنی آخرت خراب کرے اُس سے زیادہ بے وقوف کون ہو سکتا ہے)

ان منافقین کی یہ حالت تھی کہ:۔

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ

جب مؤمنین سے ملتے تو کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں (یہودیوں وغیرہ) سے

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ {بقرہ ۱۴} ملتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مؤمنین سے مذاق کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ○ {بقرہ ۱۵ و ۱۶}

اللہ ان منافقین کو اس مذاق کی سزا دے گا (لیکن فی الحال) ان کو ڈھیل دے رکھی ہے لہٰذا وہ اپنی شرارت میں بہک رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہدایت کے بدلہ گمراہی خریدی لیکن یہ تجارت ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوئی اور ہدایت بھی ہاتھ سے گئی (دین و دنیا دونوں میں نقصان اُٹھایا)

تبلیغ عام | پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اہلِ کتاب اور مُنافقین کو بلکہ تمام دُنیا کے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے توحیدِ خالص کی دعوت دی۔ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ {بقرہ ۲۱ و ۲۲}

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے (عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا پھر یہی نہیں بلکہ) اُس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا، آسمان سے پانی برسایا پھر اُس سے تمہارے کھانے کیلئے انواع و اقسام کے پھل پیدا کئے لہٰذا تم کسی کو اس کا شریک و ہمسر نہ بناؤ اور تم یہ بات جانتے بھی ہو (کہ اُس کا کوئی ہمسر نہیں، زمین و آسمان کی پیدائش میں اس کا کوئی شریک نہیں تو پھر عبادت، نذر و نیاز میں اس کا شریک کیسے ہو سکتا ہے)

چیلنج | توحید کا ذکر کرنے اور اُس کی طرف دعوت دینے کے بعد رسالت کے متعلق شک و شبہات کو دُور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بطور تحدّی و چیلنج فرمایا:۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ {بقرہ ۲۳ و ۲۴}

اگر تمہیں اس کلام میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمایا شک ہے تو اس کی مثل ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ اور اپنی مدد کے لئے اللہ کے علاوہ ان سب کو پکار و جن کو تم حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو ایسا کر دکھاؤ لیکن اگر تم ایسا نہ کر سکو، اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے (خاص طور پر) تیار کی گئی ہے۔

یہ اتنا بڑا چیلنج تھا کہ اُس زمانہ کے تمام کُفّار اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور یہ چیلنج آج تک بدستور قائم ہے لیکن اب تک اِس چیلنج کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کیلئے قرآن مجید ہی ایک بہت بڑا معجزہ تھا اور معجزہ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور معجزے کی ضرورت ہی باقی نہیں تھی۔ تاہم

کُفّار نے بار بار معجزے کا مطالبہ کیا حالانکہ وہ معجزے جن کا وہ مطالبہ کرتے تھے اور جن کا وقوع رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک سے ہو بھی گیا وہ سب وقتی اور عارضی تھے لیکن قرآن مجید کا معجزہ ایسا معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔ اسی لیے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا" ہر نبی کو بقدر اُن آدمیوں کے جو ان پر ایمان لائے تھے معجزے دئے گئے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی ہے جو مجھ پر نازل کی گئی۔ میں اُمّید کرتا ہوں کہ (اس کی وجہ سے) قیامت کے دن میرے تابعین تمام انبیاء کے تابعین سے زیادہ ہوں گے"[1]

مُنافقین وغیرہ کا اعتراض اللہ تعالیٰ نے مختلف مثالوں سے دیگر توحید کو سمجھایا، شرک کا ابطال کیا۔ ایک جگہ فرمایا:-

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ {عنکبوت ۴۱}

جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ ایک خاص قسم کا گھر بناتی ہے جو بے شک شبہ تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے۔ کاش یہ اس بات کو سمجھتے (کہ جس طرح جالا مکڑی کو آفات سے نہیں بچا سکتا اسی طرح اللہ کے علاوہ جتنے کارساز و مشکل کشا انہوں نے بنا رکھے ہیں وہ ان کو کسی مصیبت سے نہیں بچا سکتے)

منافقین وغیرہ نے اس مثال اور اسی قسم کی دوسری مثالوں پر اعتراض کیا کہ ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی مثالیں اللہ تعالیٰ کے بلند و برتر کلام کے شایانِ شان نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۶}

بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ مچھر یا (کمزوری میں) اس سے بھی بڑھ کر کسی چیز کی مثال بیان فرمائے جو لوگ مؤمن ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ مثالیں اللہ کی طرف سے حق ہیں اور جو کافر ہیں وہ (اعتراضاً) کہتے ہیں کہ ایسی مثال سے اللہ کی کیا منشاء ہے اللہ فرماتا ہے (یہ مثالیں امتحان کا ذریعہ ہیں) ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بہت سوں کو گمراہ کر دیتا ہے (یعنی اِنکا انکار کر کے بعض لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور اُن کی گمراہی ظاہر ہو جاتی ہے) اور بہت سوں کو ہدایت دے دیتا ہے۔ اور اللہ ان مثالوں سے ان ہی کو گمراہ کرتا ہے جو (پہلے ہی سے) فاسق ہوتے ہیں (یعنی جن کا شیوہ ہی اللہ کی نافرمانی کرنا ہوتا ہے) یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ سے مضبوط عہد کر کے اُسے توڑ دیتے ہیں۔ جس چیز کو ملانے کا اللہ حکم دیتا ہے اُسے قطع کرتے ہیں اور مُلک میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں (یعنی گمراہی ان ہی کی بڑھتی ہے جو عناد اور سرکشی سے اللہ کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ مچھر یا مکڑی اگرچہ بہت معمولی چیز ہے لیکن ایسی معمولی چیز کو بھی ان کے کارساز پیدا نہیں کر سکتے تو پھر انہیں اللہ ہی کی قدرت کا قائل ہونا چاہیئے اور صرف

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن ابی ہریرۃ رض۔

اُسی کو پکارنا چاہیئے)

مؤمنین کو ہدایت اور منافقین کو تنبیہ منافقین اندرونی طور پر یہودیوں کے دوست بنے ہوئے تھے۔ مؤمنین کے خلاف سازباز کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {آل عمران ۲۸ و ۲۹}

مؤمنوں کو چاہیئے کہ مؤمنوں کے علاوہ کسی کو دوست نہ بنائیں۔ جو شخص ایسا کرے تو اُس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ البتہ اگر ان کے شر سے بچنے کیلئے کوئی دوستی کی بات کہہ دیجائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تم کو تنبیہ کرتا ہے کہ اللہ ہی سے ڈرو۔ تمہیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم کوئی بات اپنے دل میں چھپاؤ یا اُسے ظاہر کرو (بہرحال) اللہ اس کو جانتا ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں سے باخبر ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے (تم میں سے کوئی شخص جھوٹ بول کر اپنے نفاق کو چھپا نہیں سکتا)

ولایت کا معیار لوگوں میں اللہ کی محبت کے بہت سے دعوے دار تھے لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ تو ایمان لائے تھے نہ آپؐ کی پیروی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ {آل عمران ۳۱ و ۳۲} فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

آپؐ کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (اگر ایسا کروگے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے (یعنی بغیر اتباعِ رسولؐ کے اللہ کی محبت کا دعویٰ باطل ہے۔ اللہ کا محبوب یا ولی وہی بن سکتا ہے جو نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بلکہ آپؐ کی پیروی بھی کرے) پھر فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اگر تم اس سے منہ موڑوگے تو اللہ بھی (ایسے) کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

یہودیوں اور منافقین کے سلسلہ میں مؤمنین کو ہدایت یہودی اور منافقین برابر اپنی سازشوں میں مصروف تھے۔ بعض مؤمنین ان کو خیرخواہ سمجھ کر اُن سے اپنی راز کی باتیں کہہ دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے مؤمنین کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ

اے ایمان والو! اپنے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا رازدار نہ بناؤ یہ لوگ تمہیں نقصان پہنچانے میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتے یہ تو بس یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تکلیفیں پہنچتی رہیں۔ ان کی زبانوں سے دشمنی ظاہر ہوچکی ہے اور جو (دشمنی) ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ اگر تم میں عقل ہے (تو ہماری ہدایت کے بموجب عمل کرو)

كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا
عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ
مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ۝ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ
وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ
تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ {آل عمران ۱۱۸ تا ۱۲۰}

ہم نے اپنے احکام وضاحت کے ساتھ تم سے بیان کر دئے ہیں۔ تم اُن سے محبّت کرتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبّت نہیں کرتے، تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لاتے) وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب تنہا ہوتے ہیں تو غصّہ میں اپنی اُنگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (اے رسُولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ تم غصّہ میں مَر جاؤ، بے شک اللہ تمہارے دلوں کی باتوں سے واقف ہے۔ اور (اے مؤمنو!) اگر تمہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ان کو بُرا محسوس ہوتا ہے اور اگر تم پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو خوش ہوتے ہیں (اے مؤمنو!) اگر تم صبر و استقامت، تقوٰے و پرہیز گاری سے کام لو تو ان کا فریب تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بیشک اللہ اُنکے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

بعض اہلِ کتاب کا ایمان لانا بعض اہلِ کتاب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لے آئے لیکن اکثر اہلِ کتاب ہٹ دھرمی سے کُفر پر جمے رہے۔ اللہ تعالٰے نے اہلِ کتاب اور اُن کے علاوہ تمام کُفّار کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا (اے مُنکرین)

اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝
وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ
خُشُوْعًا ۝ {بنی اسرائیل ۱۰۷ تا ۱۰۹}

تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (ہمارا کیا نقصان ہے) جن (منصف مزاج) لوگوں کو قرآن سے پہلے کی آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے (وہ تو اس پر ایمان لاتے ہیں) ان کا تو یہ حال ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بَل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور یہ کہتے ہیں "ہمارا ربّ پاک ہے۔ بے شک ہمارے ربّ کا وعدہ پورا ہو گیا" (وعدہ کے مُطابق رسُولؐ آگیا) وہ پھر ٹھوڑیوں کے بَل سجدہ میں گر پڑتے ہیں روتے رہتے ہیں، ان کے خضوع و خشوع میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے اہلِ کتاب میں سے بعض علماء کے ایمان لانے کو بطور حجّت پیش کیا لیکن وائے ہٹ دھرمی اہلِ کتاب کب باز آنے والے تھے وہ اپنی سرکشی اور ہٹ دھرمی پر بدستور قائم رہے۔

بغیر علم کے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُباحثہ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بغیر علم کے بڑے ناز و انداز سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آکر بحث کرتے تھے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ
عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ
وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ
بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

بعض ایسے بھی آدمی ہیں جو بغیر علم و ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے اللہ کے معاملہ میں بحث کرتے ہیں۔ پھر متکبّرانہ انداز سے گردن کو موڑ لیتے ہیں تاکہ (اپنے اس متکبّرانہ انداز سے) لوگوں کو (متأثر کریں اور انہیں) اللہ کے راستہ سے گمراہ کریں۔ ایسے لوگوں کیلئے دنیا میں ذلّت ہے،

لِّلْعَبِيْدِ ○ {حٰمٓ ۴۱ تا ۴۶} اور قیامت کے روز ہم انہیں عذابِ سوزاں کا مزا چکھائیں گے (ان سے کہا جائے گا) یہ تمہارے اعمال کا بدلہ ہے۔ (ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا کیونکہ) اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

یہودیوں کے سوالات (۱) ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے عصا کے سہارے ایک کھیت میں سے گذر رہے تھے کہ اتنے میں کچھ یہودی آپؐ کے پاس سے گذرے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ان سے رُوح کے متعلق سوال کرو۔ ایک شخص نے کہا "تمہارا ان کے متعلق کیا خیال ہے؟" دوسرے شخص نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں کہیں گے جو تمہیں بُری معلوم ہو"۔ غرض یہ کہ ان سب نے یہی رائے دی کہ پوچھ کر تو دیکھو (کیا کہتے ہیں) پھر وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے رُوح کے متعلق سوال کیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے، کوئی جواب نہ دیا۔ آپؐ پر وحی کا نزول شروع ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ {بنی اسرائیل ۸۵}

یہ لوگ آپؐ سے رُوح کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپؐ کہہ دیجئے کہ رُوح میرے ربّ کے امر میں سے ہے (تم اسکی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ) تمہیں بہت کم علم دیا گیا ہے۔[1]

(۲) ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک یہودی عالم آیا۔ اُس نے کہا اے محمّد السّلام علیک۔ حضرت ثوبانؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے اس یہودی عالم کو اِس زور سے دھکّا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا۔ یہودی عالم نے پوچھا تم مجھے کیوں دھکّا دیتے ہو؟ حضرت ثوبانؓ نے کہا کہ تو یا رسُول اللہ کیوں نہیں کہتا (نام کیوں لیتا ہے) اُس نے کہا ہم ان کو اس نام سے پکارتے ہیں جو نام ان کے گھر والوں نے رکھا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک میرا نام محمّدؐ ہے جو میرے اہلِ خاندان نے رکھا ہے"۔ یہودی عالم نے کہا "میں آپؐ سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا کیا تمہیں اُس سے کوئی فائدہ پہنچیگا؟" اُس نے کہا میں اپنے کانوں سے سُن رہا ہوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی لکڑی سے زمین پر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا پوچھو۔ یہودی عالم نے کہا "جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اُس دن سب کہاں ہوں گے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ پل صراط کے قریب تاریکی میں ہوں گے"۔ اُس نے پوچھا سب سے پہلے (جنّت میں جانے کی) اجازت کس کو ملے گی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا فقراء مہاجرین کو۔ اُس نے پوچھا کہ جب وہ جنّت میں داخل ہوں گے تو (سب سے پہلے) اُن کو تحفۃً کیا چیز دی جائے گی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مچھلی کی کلیجی"۔ اُس نے پوچھا اسکے بعد اُنہیں کیا غذا دی جائے گی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کیلئے وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنّت کے اطراف میں چرتا ہوگا"۔ اُس نے پوچھا "ان کو پینے کے لئے کیا چیز دی جائے گی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس چشمہ کا پانی جس کا نام سلسبیل ہے"۔ یہودی عالم نے کہا "آپؐ نے سچ فرمایا"۔ پھر اُس نے کہا "میں آپؐ سے ایسی بات پوچھنے آیا ہوں کہ رُوئے زمین پر اُسے سوائے ایک دو آدمیوں کے نبی کے کوئی نہیں جانتا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "اگر میں تمہیں بتادوں گا تو کیا اس سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچے گا؟" اُس نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ مسعودؓ و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیٰمۃ والجنّۃ۔

کہا "میں اپنے کانوں سے سُن رہا ہوں۔ میں آپؐ سے یہ سوال کرنے آیا ہوں کہ لڑکا یا لڑکی کس طرح پیدا ہوتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مرد کا پانی سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے جب وہ دونوں جمع ہوتے ہیں تو اگر مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکا پیدا ہوتا ہے اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آتا ہے تو اللہ کے حکم سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔" اُس نے کہا "آپؐ سچ فرماتے ہیں۔ بے شک آپ نبی ہیں۔" یہ کہکر وہ چلا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو سوالات اس نے مجھ سے پوچھے تھے مجھے ان کا علم نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے ان سوالات کے جوابات سے مطلع فرمایا۔"[1]

اہلِ کتاب کو دعوت اہلِ کتاب کی بدعہدی کو اللہ تعالیٰ برابر نظر انداز کرتا رہا بلکہ اپنے رسُولؐ کو بھی درگذر کرنے کی ہدایت کی۔ بار بار سمجھانے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ {مائدہ ۱۵ و ۱۶}

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے رسُولؐ آگئے ہیں جو ان باتوں میں سے جن کو تم کتابُ اللہ میں سے چھپاتے ہو بہت سی باتوں کو صاف صاف بیان کر دیتے ہیں اور بہت سی باتوں سے (اخلاقاً) چشم پوشی بھی کرتے ہیں بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آگئی ہے (اب تو اس پر ایمان لے آؤ) یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو سلامتی کے راستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے اور ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

شرک فی الذّات کی تردید پھر نصاریٰ کے شرک فی الذّات کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ {مائدہ ۱۷}

وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابنِ مریم ہی اللہ ہیں (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ اگر اللہ مسیح اور ان کی والدہ کو اور تمام لوگوں کو ہلاک کرنا چاہے تو اُسے کون روک سکتا ہے (جب مسیح ہلاک ہو سکتے ہیں تو وہ اللہ کیسے ہوئے؟) اللہ تو وہ ہے کہ آسمان، زمین اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے سب پر اس کی بادشاہت ہے۔ وہ جو چاہے پیدا کر سکتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ان قدرتوں کے حامل نہیں لہٰذا وہ اللہ کیسے ہو سکتے ہیں)

اہلِ کتاب بجائے اس کے کہ کچھ شرمندہ ہوتے ہٹ دھرمی سے کہنے لگے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۚ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم ۖ بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ

ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں، اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ ان سے کہئے کہ اگر یہی بات ہے) تو پھر اللہ تمہیں تمہاری بداعمالی کی سزا کیوں دیتا رہتا ہے (کیا پیاروں کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمرأۃ۔

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ {مائدہ ۱۸}

سزا دی جاتی ہے) بلکہ (جو کچھ تم کہتے ہو بالکل غلط ہے) اور انسانوں کی طرح تم بھی انسان ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے (اللہ کا قانونِ عذاب و مغفرت سب کیلئے یکساں ہے اس میں کسی کی خصوصیّت نہیں) آسمانوں میں، زمین میں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس میں صرف اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر آنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر اہلِ کتاب کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {مائدہ ۱۹}

اے اہلِ کتاب رسُولوں کے آنے کے کافی وقفہ کے بعد اب ہمارا رسُولؐ پھر تمہارے پاس آگیا ہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا (سن لو) کہ بے شک تمہارے پاس بھی بشیر و نذیر آگیا ہے۔ اور (یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (اگر تم ایمان نہیں لائے تو یا تو تمہیں نیست و نابود کر دے گا یا ذلیل و خوار کر کے دوسروں کا محکوم بنا دے گا)

پھر اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی ان شرارتوں کا بیان کیا جو اُنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ کی تھیں پھر جو انجام اُن کا ہوا تھا اُسے بطور عبرت اُنہیں سُنایا۔ لیکن وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اور اس قسم کے تمام مُفسدوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {مائدہ ۳۳ و ۳۴}

جو لوگ اللہ اور رسُولؐ سے لڑتے ہیں اور مُلک میں فساد اور بدامنی پھیلاتے ہیں اُن کی سزا یہ ہے کہ اُنہیں قتل کر دیا جائے یا اُنہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے یا اُن کے مخالف سمت کے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے جائیں یا اُنہیں مُلک بدر کر دیا جائے۔ یہ تو دنیا میں ان کی رُسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت ہی سخت عذاب ہے۔ البتہ (اے مؤمنو!) جو لوگ تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کر لیں تو (پھر ان کو معاف کر دیا جائے) بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

مفسدوں اور بدامنی پھیلانے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چوروں کی سزا بھی نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

چور خواہ مرد ہو یا عورت اُس کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ اُن کے اعمال کی سزا ہے اور اللہ کی طرف سے (تازیانۂ) عبرت۔ اللہ زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ اگر کوئی شخص ظلم کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ اُس کو

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ { مائدہ ۳۸ و ۳۹ } معاف کر دے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے اور مہربان ہے۔

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چوری کا نصاب مقرر فرمایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ چوتھائی دینار سے کم پر ہاتھ نہ کاٹا جائے[1]"

یہودیوں کی شرارتیں ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک جماعت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی اور کہا السّام علیکم (تم کو موت آئے) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں سمجھ گئی کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں[2] میں نے کہا "تمہیں موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت اور اُس کا غضب نازل ہو۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہ رہنے دو (اس طرح نہ کہو) بیشک اللہ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے۔ تم بھی نرمی کو اپنے اوپر لازم کر لو، سختی اور تُند کلامی سے پرہیز کرو۔" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے نہیں سُنا کہ انہوں نے کیا کہا!" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے نہیں سُنا کہ میں نے وعلیکم کہہ دیا تھا یعنی میں نے اُسی چیز کو لوٹا دیا تھا۔ میری بددُعا اُن کے حق میں قبول ہوگی، ان کی بددُعا میرے حق میں قبول نہیں ہوگی۔"[2]

یہودی سرغنوں کا قتل یہودیوں کی شرارتیں بڑھتی چلی جا رہی تھیں۔ ان کے دو سرغنے تھے جو تمام شرارتوں کے منبع تھے۔ ایک کعب بن اشرف اور دوسرا ابو رافع۔

کعب کا قتل ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے فرمایا کہ کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا اُس نے اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے خلاف سخت سازشیں کی ہیں۔ حضرت محمّد بن مسلمہؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اُسے قتل کر دوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں" اُنہوں نے کہا "مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں کچھ بات بنا سکوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں اجازت ہے۔" الغرض حضرت محمّد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے پاس پہنچے۔ اُس سے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے صدقہ مانگا ہے۔ اور ہمیں تنگ کر رکھا ہے (توریۃً اُنہوں نے یہ جملہ کہا کیونکہ کُفّار کی تمام اذیّتوں کا اصل سبب آپؐ ہی کی ذاتِ گرامی تھی نہ آپؐ پر ایمان لاتے نہ یہ مصیبتیں آتیں) پھر حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "میں تم سے کچھ مال قرض لینے آیا ہوں۔" اُس نے کہا "اللہ کی قسم ابھی کیا ہوا ہے، ابھی تو تم ان کی وجہ سے اور مصیبتیں جھیلو گے۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "ہم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے لہٰذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ اُنہیں چھوڑ دیں جب تک یہ نہ دیکھ لیں کہ آئندہ ان کا کیا رنگ رہتا ہے۔ اس وقت تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمیں ایک دو وسق (غلّہ) قرض دیدو۔" اُس نے کہا "اچھا، لیکن کوئی چیز رہن رکھ دو۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "تم کیا چیز رہن رکھنا چاہتے ہو؟" کعب نے کہا "اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "عورتوں کو کیسے رہن رکھ دیں! تم تو عرب کے بہت خوبصورت (آدمیوں میں سے) ہو۔" اُس نے کہا "اپنے لڑکوں کو رہن رکھ دو۔" حضرت محمّد بن مسلمہؓ نے کہا "لڑکوں کو کیسے رہن رکھ دیں کیونکہ جب کوئی انہیں بُرا بھلا کہیگا تو یہ بھی طعنہ دے گا کہ تم وہی تو ہو جو ایک دو وسق کے بدلہ رہن رکھے گئے تھے، یہ بات ہمارے لئے باعثِ عار ہوگی، البتہ ہم تمہارے

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الحدود عن عائشۃ صدیقہؓ [2] یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے واقع ہوا تھا۔
صحیح بخاری کتاب الادب باب الرفق فی الامر کلہ و باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلّم فاحشًا۔

پاس اپنے ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں۔" (وہ اِس بات پر راضی ہوگیا) اور حضرت محمد بن مسلمہؓ اُس سے وعدہ کرکے واپس چلے آئے۔ رات کو دوبارہ اُس کے پاس گئے۔ ان کے ساتھ حضرت ابو نائلہؓ بھی تھے جو کعب کے رضاعی بھائی تھے اور ایک صاحب اور تھے۔ کعب نے ان تینوں کو اپنے قلعہ میں بُلا لیا اور اُن کے پاس آنے کی تیاری کرنے لگا۔ اس کی بیوی نے کہا "اِس وقت تم کہاں جاتے ہو؟" کعب نے کہا "یہ محمد بن مسلمہؓ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہیں۔" بیوی نے کہا "میں ایسی آواز سُن رہی ہوں جس سے خون ٹپک رہا ہے۔" کعب نے کہا "یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ اور عزت دار آدمی کو تو اگر نیزہ سے (قتل کرنے کیلئے) رات کے وقت بھی باہر بلایا جائے تو وہ اُس وقت بھی باہر جانے سے انکار نہیں کریگا۔ باہر جانا منظور کر لیگا۔"

حضرت محمد بن مسلمہؓ مع اپنے دونوں ساتھیوں کے قلعہ کے اندر داخل ہوگئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں کعب کے بال پکڑ کر سونگھوں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اُسے مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم اُس پر وار کرنا اور اُسے قتل کر دینا۔ کچھ دیر بعد کعب چادر اوڑھے ہوئے اُن کے پاس آیا۔ اُس کا بدن خوشبو سے مہک رہا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا "میں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔" کعب نے کہا "میری بیوی عرب کی بہترین عطر ساز اور کامل ترین عورت ہے۔" حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا "کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارا سر سونگھوں؟" اُس نے کہا "ہاں اجازت ہے۔" حضرت محمد بن مسلمہؓ نے اُس کا سر سُونگھا۔ پھر اُن کے ساتھیوں نے اس کا سر سُونگھا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا "مجھے ایک مرتبہ اور سونگھنے کی اجازت دیدو۔" اُس نے کہا "ہاں اجازت ہے۔" حضرت محمد بن مسلمہؓ نے سر کو (پھر سونگھا اور اس کو) مضبوطی سے پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا وار کرو۔ ساتھیوں نے اُس پر وار کر کے اُسے قتل کر دیا۔ پھر وہ تینوں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کو خوش خبری سُنائی۔[1]

ابو رافع کا قتل کعب کی طرح ابو رافع بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا اور آپؐ کے خلاف (آپؐ کے دشمنوں کو) مدد دیا کرتا تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا ایک دستہ اُس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ اس دستہ پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کیا۔ ابو رافع حجاز میں ایک قلعہ کے اندر رہا کرتا تھا۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا دستہ وہاں پہنچا تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ لوگ اپنے مویشی لے کر واپس آچکے تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم یہیں ٹھہرو میں جاتا ہوں۔ دربان سے کوئی لطیف حیلہ کرونگا شاید اس طرح میں اندر داخل ہو جاؤں۔" حضرت عبداللہؓ آگے بڑھے، یہاں تک کہ قلعہ کے پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ قلعہ والوں کا ایک گدھا گُم ہو گیا تھا۔ وہ مشعل لے کر اُسے ڈھونڈنے نکلے۔ حضرت عبداللہؓ بھی ان کے ساتھ چلے گئے اور یہ ظاہر کیا گویا یہ بھی ڈھونڈ رہے ہیں۔ کچھ دیر بعد انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں قلعہ والے اُنہیں پہچان نہ لیں۔ لہٰذا وہ اپنی چادر اوڑھ کر اس طرح بیٹھ گئے گویا کہ قضائے حاجت کر رہے ہیں۔ اس اثناء میں گدھا مل گیا۔ قلعہ والے اندر داخل ہو گئے۔ دربان نے حضرت عبداللہ کو دیکھا تو پکار کر کہنے لگا "اے اللہ کے بندے اگر تم اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو آجاؤ کیونکہ میں پھاٹک بند کر رہا ہوں۔" حضرت عبداللہ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے اور گدھوں کے باڑے میں چھُپ گئے۔ جب سب لوگ اندر داخل

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب قتل کعب نحوہٗ۔

ہوگئے تو پھاٹک بند کر دیا گیا۔ دربان نے کُنجیوں کو ایک طاق میں کھونٹی پر لٹکا دیا۔ حضرت عبداللہؓ (موقع پاکر) کُنجیوں کے پاس گئے، اُنہیں اُتار لیا اور پھاٹک کھول دیا۔

ابورافع کے پاس رات کو باتیں ہوتی تھیں، کہانیاں سُنائی جاتی تھیں۔ رات کا کھانا بھی لوگ ابورافع کے ہاں ہی کھاتے تھے۔ ابورافع اپنے بالاخانہ میں سویا کرتا تھا۔ جب کہانی سُنانے والے اُس کے پاس سے چلے گئے اور بالکل سنّاٹا ہوگیا تو حضرت عبداللہؓ بالاخانہ پر چڑھے۔ جب وہ کسی دروازہ کو کھول کر اندر داخل ہوتے تو اُسے اندر سے بند کر دیتے تاکہ اگر لوگوں کو (ابورافع پر قاتلانہ حملہ کا) علم ہوجائے تو وہ ابورافع کے قتل سے پہلے اُن تک نہ پہنچ سکیں۔ (اسی طرح دروازے بند کرتے ہوئے) وہ ابورافع کے پاس پہنچ گئے۔ ابورافع اپنے اہل وعیال کے بیچ میں ایک تاریک کمرے میں لیٹا ہوا تھا۔ چراغ بجھا دیا گیا تھا۔ تاریکی میں وہ نہیں سمجھ سکے کہ وہ ان میں کونسا ہے۔ لہٰذا انہوں نے پُکارا "اے ابورافع"۔ اُس نے کہا "کون ہے؟" حضرت عبداللہؓ آواز کی طرف بڑھے اور ڈرتے ڈرتے تلوار کا وار کیا لیکن وہ خالی گیا۔ ابورافع چیخا تو وہ کمرے کے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر اندر گئے اور آواز بدل کر اُس سے اس طرح پوچھا گویا وہ اس کی مدد کیلئے آئے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا "اے ابورافع یہ کیسی آواز تھی"۔ اُس نے کہا "تمہاری ماں کی خرابی ہو، اس کمرہ میں مجھے ایک شخص نے تلوار ماری تھی"۔ انہوں نے پھر ایک وار کیا لیکن اب بھی وہ اُسے قتل نہ کر سکے۔ وہ پھر چیخا۔ اُس کی آواز سُن کر گھر والے اُٹھ گئے۔ انہوں نے پھر آواز بدلی اور آگے بڑھے گویا کہ اُس کی مدد کو آئے ہیں۔ وہ چت لیٹا ہوا تھا۔ انہوں نے تلوار کی دھار کو پیٹ پر رکھ کر اتنا دبایا کہ وہ پیٹھ تک پہنچ گئی۔ اب اُنہیں یقین ہوگیا کہ اُنہوں نے اُسے قتل کر دیا۔ وہ یکے بعد دیگرے دروازے کھولتے ہوئے واپس ہوئے یہاں تک کہ وہ زینہ تک پہنچ گئے۔ چاندنی رات ہونے کے باوجود (گھبراہٹ میں اُنہیں معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ زینہ ہے) وہ سمجھے کہ وہ زمین پر پہنچ گئے۔ انہوں نے زمین سمجھ کر پیر رکھا، پیر رکھتے ہی وہ گر پڑے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے پنڈلی پر اپنا عمامہ باندھ دیا۔ پھر قلعہ کے باہر آگئے اور وہیں بیٹھ گئے۔ اپنے ساتھیوں سے انہوں نے کہا کہ "تم جلدی سے جاکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خوشخبری سُناؤ کہ اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ میں تو رات بھر یہیں ٹھہروں گا تاوقتیکہ مجھے یہ نہ معلوم ہوجائے کہ میں نے واقعۃً اُسے قتل کر دیا ہے"۔ غرض یہ کہ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ وہیں ٹھہر گئے۔ جب مُرغ نے اذان دی تو ایک اعلان کرنے والے نے قلعہ کی فصیل پر کھڑے ہوکر اعلان کیا کہ ابورافع تاجر اہلِ حجاز کی موت واقع ہوگئی۔ یہ سُنکر حضرت عبداللہؓ وہاں سے چلے (خوشی کی وجہ سے) اُنہیں چلنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ راستہ میں انکے ساتھی بھی اُنہیں مِل گئے۔ حضرت عبداللہؓ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سُنایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنا پیر پھیلاؤ۔ اُنہوں نے پیر پھیلایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پنڈلی پر ہاتھ پھیرا۔ پنڈلی بالکل ٹھیک ہوگئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی[1]

کعب اور ابورافع کے قتل پر تبصرہ جیسا کہ اُوپر لکھا جاچکا ہے کہ کعب اور ابورافع دونوں فتنوں کے بانی تھے۔ خفیہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ان کی سازشوں سے اسلامی حکومت کی سلامتی کو خطرہ تھا۔ دینِ حق کی ترویج و اشاعت میں یہ دونوں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔ لہٰذا مُلک و ملّت کی خاطر ضروری تھا کہ ان دونوں کو ختم کر دیا جائے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی رافع عن براءؓ بسندین وکتاب الجہاد باب قتل المشرک النائم۔

اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا تھا :۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا { مائدہ ۳۳ }

کہ ایسے لوگ جو اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں اور مُلک میں فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔

اس حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں قتل کرا دیا۔ آجکل جس طرح کسی ڈاکو یا باغی کو قتل کرنے کیلئے پولیس کے دستے روانہ کئے جاتے ہیں بالکل اسی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں موقعوں پر صحابہؓ کرامؓ کے دستے روانہ کئے۔

ان دونوں کا قتل بالکل ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی باغی، بدعہد، ڈاکو یا بدامنی پھیلانے والے کا قتل۔ بدعہدی بغاوت اور سازش کے بعد یہ ضروری نہیں رہتا کہ باغی یا بدعہد کو قتل سے پہلے مطّلع کیا جائے۔ ان کا قتل کسی دشمن مُلک سے باقاعدہ جنگ نہیں تھی بلکہ ان کا قتل اسلامی حکومت کی باغی رعایا کے قتل کے مترادف تھا۔ باغی رعایا کو قتل سے پہلے اطّلاع دینے کی مطلقاً ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ اطلاع نہ دینا سیاسی تدبّر کی علامت ہے۔

ان دونوں کے خفیہ طور پر قتل کرانے میں یہ بھی مصلحت تھی کہ اِس طرح صرف وہی دونوں قتل ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو پوری یہودی آبادی سے جنگ کی نوبت آتی اور کافر تو کافر اندیشہ تھا کہ چند مُسلم بھی قتل ہو جاتے لہٰذا اِس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ کم سے کم جانی نقصان ہو ان کے خفیہ قتل کو مناسب سمجھا گیا۔

ان دونوں کے قتل ہو جانے کے بعد یہودیوں نے انتقاماً کوئی جنگ نہیں کی۔ گویا اُنہیں عملاً اعتراف تھا کہ ان دونوں کا قتل ایک مناسب فعل تھا۔

متفرّق واقعات

ایک دعوت | حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ان کی نانی حضرت مُلیکہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے۔ کھانا تناول فرمایا پھر فرمایا "کھڑے ہو جاؤ میں تم کو نماز پڑھا دوں"۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک چٹائی لی جو کثرتِ استعمال سے سیاہ ہو گئی تھی۔ میں نے اُسے دھویا (اور بچھا دیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ میں اور ایک یتیم لڑکا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور بوڑھی (نانی) ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر آپؐ واپس تشریف لے گئے[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کی تنگی | حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور میں ایک ہی بستر پر سوتے تھے۔ جب آپؐ نماز (تہجّد) پڑھتے تو میں آپؐ کے سامنے مثل جنازے کے لیٹی ہوتی۔ میری ٹانگیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ہوتیں۔ گھروں میں اُس زمانہ تک چراغ نہیں تھے (لہٰذا تاریکی کی وجہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سجدہ کرتے ہوئے دکھائی نہ دیا کرتے تھے) جب آپؐ سجدہ کرتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ علی الحصیر عن انسؓ۔

تو میرے پیر کو دبا دیا کرتے۔ میں پیر سمیٹ لیتی، جب آپؐ کھڑے ہو جاتے تو میں پیر پھیلا دیا کرتی تھی۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صلح کرانے کیلئے تشریف لیجانا ایک دن ایسا ہوا کہ بنو عمرو بن عوف کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرانے کیلئے تشریف لے گئے۔ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف نہیں لائے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت بلالؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا "اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہوں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں، اگر تم چاہو"۔ حضرت بلالؓ نے اقامت کہی حضرت ابوبکرؓ اور صحابہؓ کرام نے نماز شروع کی۔ تھوڑی ہی دیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپؐ صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے کثرت سے تصفیق کی (یعنی ہاتھ پہ ہاتھ مارے) تو حضرت ابوبکرؓ نے اِدھر اُدھر دیکھا (اُس وقت تک نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی) حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا (کچھ دیر بعد) حضرت ابوبکرؓ اُلٹے پاؤں پیچھے آکر صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو فرمایا "اے ابوبکر جب میں نے تم کو حکم دیا تھا تو کس چیز نے تم کو وہاں قائم رہنے سے روکا؟" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ، ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ کہاں مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہا۔ "کیا بات ہے کہ میں نے تمہیں کثرت سے تصفیق کرتے دیکھا۔ اگر کسی کو نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو اُسے سُبحان اللہ کہنا چاہئے کیونکہ جب وہ سُبحان اللہ کہے گا تو اُس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ تصفیق تو عورتوں کے لئے ہے"۔[2]

بارش کے لئے دُعاء جمعہ کا دن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں اُس دروازہ سے داخل ہوا جو منبر کے سامنے تھا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ! اموال ضائع ہو گئے، راستے منقطع ہو گئے، مویشی ہلاک ہو گئے، بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ آپؐ اللہ سے دُعاء کریں کہ وہ ہمارے لئے پانی برسائے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اِس طرح دُعاء کی "اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما"۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں "اللہ کی قسم آسمان میں ہمیں نہ کوئی ابر نظر آتا تھا نہ بادل کا کوئی ٹکڑا نہ کوئی اور چیز۔ ہمارے اور سلع نامی پہاڑی کے درمیان کوئی مکان وغیرہ نہیں تھا۔ یکایک اُس پہاڑی کے پیچھے سے ڈھال کے مانند ایک ابر نمودار ہوا، پھر وہ بلند ہوا اور پہاڑوں کی مثل نظر آنے لگا، پھر وہ آسمان کے بیچ میں آکر پھیل گیا۔ اتنے میں بارش شروع ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی سے بارش کے قطرے گرنے لگے۔ اللہ کی قسم ہم نے ایک ہفتہ تک

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الفراش عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الاذان باب من دخل لیؤم الناس فجاء الامام الاول عن سہل بن سعدؓ وابواب العمل فی الصلوٰۃ باب ما یجوز من التسبیح والحمد فی الصلوٰۃ للرجال وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من تصیلی بہم۔

سُورج کو نہ دیکھا۔" دوسرے جمعہ کو اُسی دروازہ سے ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، اموال ضائع ہوگئے، راستے مسدود ہوگئے، مکانات گر گئے، مویشی ہلاک ہوگئے۔ اللہ سے دُعا کیجئے کہ بارش روک دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اِس طرح دُعا کی "اے اللہ ہمارے اطراف میں برسا ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، پہاڑیوں پر، وادیوں میں، درختوں کے اُگنے کے مقامات میں برسا۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ آپؐ جس طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اَبر پھٹ جاتا تھا غرض یہ کہ اَبر دائیں بائیں اِس طرح ہٹ گیا جیسے کپڑا ہٹ جاتا ہے۔ پانی رک گیا اور دھوپ نکل آئی۔ مدینہ منوّرہ کے اطراف میں بدستور پانی برستا رہا (چاروں طرف ابر اور بیچ میں صاف آسمان ہونے کی وجہ سے) مدینہ منوّرہ مثل تاج یا صحن کے معلوم ہوتا تھا۔ اطرافِ مدینہ سے آنے والے بیان کرتے تھے کہ پانی کثرت سے برس رہا ہے (پانی کی کثرت کے باعث) وادیٔ قنات مہینہ بھر تک بہتی رہی[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پانی کے لئے دُعا مانگا کرتے تھے تو مجھے ابوطالب کا یہ شعر یاد آجایا کرتا تھا:۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ — محمّد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) جن کا رنگ گورا ہے ان کے
ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِّلْأَرَامِلِ — چہرۂ مبارک کے طفیل سے ابر سے پانی مانگا جاتا ہے وہ یتیموں کی پرورش کرنے والے اور بیوہ عورتوں کو پناہ دینے والے ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دُعا مانگتے ہوتے تھے اور میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو دیکھتا رہتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر سے اُترنے نہ پاتے تھے کہ تمام پرنالے بہنے لگتے تھے[2]

اسبابِ دُنیا کی فراوانی میں خطرہ ہے حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر بیٹھ گئے اور ہم آپؐ کے چاروں طرف بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے تمہارے متعلّق جس چیز کا خوف ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کی تروتازگی اور اُس کی زینت تمہارے لئے کھولدی جائے گی۔" ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا خیر سے بھی بُرائی آتی ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ آپؐ نے پسینہ پوچھا اور پھر فرمایا "وہ سائل کہاں ہے؟" گویا کہ آپؐ نے اُس کے سوال کو اچھا سمجھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "خیر سے بُرائی آتی نہیں (لائی جاتی ہے جس طرح) فصلِ ربیع کی گھاس (جو ایک خیر ہے بعض دفعہ چرنے والے جانور کو) بیمار بھی ڈالدیتی ہے اور بعض دفعہ موت کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ البتّہ اُس چرنے والے جانور کو نقصان نہیں پہنچاتی جو چرے اور جب اُس کے دونوں کوکھ بھر جائیں تو سُورج کے سامنے آکر لید کرے اور پیشاب کرے اور پھر چرنے لگے (یعنی ایک دم بہت نہ کھا جائے) بیشک مال ایک میٹھی سبزی (کے مانند) ہے (لیکن اس کا لے جانا استعمال بُرا ہے، البتّہ) اُس مسلم کا مال کتنا اچھا ہے جس میں وہ مسکین کو، یتیم کو، مسافر کو دیتا رہے۔ اور بے شک جو شخص اس مال کو ناحق طریقہ سے لیگا وہ اُس شخص کے مثل ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو۔ ایسا مال قیامت کے دن اس پر وبال ہوگا" (یعنی مال اچھی

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ ابواب الاستسقاء عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابوابُ الاستسقاء عن ابنِ عمرؓ۔

چیز تو ہے لیکن مال کی حرص، مال کو ناحق طریقہ سے حاصل کرنا اور اگر حلال طریقہ سے کمایا ہے تو اُس کو ضرورت مندوں کو نہ دینا اچھی چیز نہیں) [1]

ایک کاتب کا ارتداد ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا۔ اسلام لانے کے بعد اُس نے سُورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران پڑھیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کتابت کا کام لینا شروع کر دیا۔ کچھ دن بعد وہ پھر عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا محمدؐ بس اتنا ہی جانتے ہیں جتنا میں نے اُنہیں لکھ کر دیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ مر گیا۔ لوگوں نے اُسے دفن کر دیا۔ صبح کے وقت وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ قبر سے باہر پڑا ہے۔ اُنہوں نے کہا یہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ کا کام ہے۔ اُنہوں نے اِس وجہ سے کہ یہ شخص ان کے پاس سے بھاگ کر آگیا تھا قبر کھود کر اُسے باہر پھینک دیا ہے۔ اُنہوں نے بہت گہری قبر کھود کر اُسے پھر دفن کر دیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ پھر باہر پڑا ہے۔ اُن لوگوں نے پھر یہی کہا کہ یہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ کا کام ہے۔ پھر اُنہوں نے جہاں تک ہوسکا قبر کو گہرا کیا لیکن صبح کو وہ پھر باہر پڑا ہوا تھا۔ اب وہ سمجھ گئے کہ یہ انسانوں کا کام نہیں ہوسکتا لہٰذا اُنہوں نے اُس کو وہیں پڑا رہنے دیا۔ [2] (ارتداد کی سزا قتل ہے لیکن وہ ابھی تک نافذ نہیں ہوئی تھی)

آدابِ رسولؐ کی تعلیم۔ وفد بنو تمیم کی آمد تقریباً ان ہی ایام میں بنو تمیم قبیلہ کا ایک وفد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسُولؐ، ان پر قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجئے۔ حضرت عمرؓ نے رائے دی کہ بنو مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کو امیر بنا دیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ تم نے میری مخالفت کی نیت سے یہ بات کہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ نہیں تمہاری مخالفت کی نیت سے میں نے یہ رائے نہیں دی۔ دونوں میں اختلاف ہوا اور آوازیں بلند ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ {حجرات ۱ تا ۳}

اے ایمان والو! اللہ اور رسُولؐ سے آگے نہ بڑھو (یعنی بغیر پوچھے رائے نہ دیا کرو) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ اور اے ایمان والو! نبیؐ کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کیا کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو اس طرح زوردار آواز سے رسُولؐ سے بات نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے تمام اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ اللہ کے رسولؐ کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں اللہ نے اُن کے دلوں کو تقوے کے لئے آزما لیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔ [3]

آیاتِ بالا کا اثر ان آیات کے نزول کے بعد خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیسؓ نے گھر سے نکلنا بند کر دیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ علی الیتامیٰ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب تخوف ما یخرج من زہرۃ الدنیا۔

[2] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب صفات المنافقین نحوہٗ۔

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عمرؓ و ابن زبیرؓ۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب (کئی دن تک) انہیں نہیں دیکھا تو حضرت سعد بن معاذؓ سے پوچھا کہ اے ابوعمرو ثابت کا کیا حال ہے؟ کیا بیمار ہیں؟ حضرت سعدؓ نے کہا وہ میرے پڑوسی ہیں مجھے ان کی بیماری کا کوئی علم تو نہیں البتہ میں ابھی جاکر اُن کی کیفیت معلوم کرکے آپؐ کو مطّلع کرتا ہوں۔ حضرت سعدؓ حضرت ثابتؓ کے گھر آئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ حضرت ثابتؓ سر جھکائے اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت ثابتؓ نے کہا بُرا حال ہے۔ میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز سے زیادہ اپنی آواز کو بلند کرتا تھا لہٰذا میرے عمل تو سب ضائع ہو گئے اور اب تو میں دوزخی ہو گیا۔ یہ سُن کر حضرت سعدؓ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور سارا حال سُنایا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ وہ دوزخی نہیں ہیں، جنّتی ہیں[1]۔"

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ اتنی آہستہ بات کرتے تھے کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا[2]۔ (نوٹ:- مندرجہ بالا آیات کی زد میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو حدیثِ رسولؐ کے مقابلہ میں اپنے یا اپنے کسی بزرگ کے قول کو پیش کرتے ہیں)

آدابِ رسولؐ کی مزید تعلیم | بعض نادان ایسے بھی تھے جو رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آپؐ کے گھر کے باہر کھڑے ہو کر آواز دیا کرتے تھے کیونکہ یہ بات شانِ رسالت کے منافی تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ {حجرات ۴ و ۵}

(اے رسولؐ) جو لوگ آپؐ کو حجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اگر وہ صبر کریں یہانتک کہ آپؐ خود باہر تشریف لے آئیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے اللہ بخشنے والا ہے، رحم کرنے والا ہے (کہ اُس نے گذشتہ خطاؤں کو معاف کر دیا۔ آئندہ ایسا نہ کریں)

آدابِ معاشرہ کا نزول | اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہو رہی تھی، لہٰذا اللہ تعالےٰ نے معاشرہ کے آداب کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں چند احکام نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝ {حجرات}

اے ایمان والو! اگر کوئی نامعتبر شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو مبادا غلط خبر کی بنیاد پر تم نادانی سے کسی قوم پر جا پڑو اور بعد میں تمہیں پچھتانا پڑے۔

پھر فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ

اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ تم لوگوں میں اللہ کے رسولؐ موجود ہیں (ان کی موجودگی میں ان کے اشارے پر چلو، اپنی رائے پر اصرار نہ کرو) اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن انسؓ و کتابُ التفسیر سورۃ الحجرات و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب مخافۃ المؤمن ان یحبط عملہ (حضرت سعد بن معاذؓ کے نام کی صراحت اور خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت ثابتؓ کے متعلّق "خطیبُ الانصار" کا خطاب بھی صرف صحیح مسلم میں ہے۔ حضرت سعدؓ کی وفات جنگِ خندق میں ہوئی جو ۵ھ میں ہوئی تھی لہٰذا ان آیات کا نزول حضرت سعدؓ کی وفات سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ لیکن تاریخ و تفسیر میں یہ ہے کہ یہ آیتیں ۹ھ میں نازل ہوئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون) [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابن زبیرؓ۔

قُلُوْبِكُمُ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ ج وَالْعِصْيَانَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {حجرات ۷ و ۸}

کہنا مان لیں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ (تم فعل رسول ص کی مصلحت کو نہیں سمجھ سکتے) اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دیدی ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو مزیّن کر دیا ہے اور کفر، گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے (لہٰذا رسول ص کا حکم اگر تمہاری رائے کے خلاف بھی ہو تب بھی اُسی کی اطاعت کرو کیونکہ معصیتِ رسول گناہ ہے بلکہ بعض حالات میں کفر ہے اور تم کفر اور گناہ سے بیزار ہو تو تمہارا یہی شیوہ ہونا چاہیئے کہ رسول ص کی نافرمانی نہ کرو) ایسے ہی لوگ ہدایت پر ہوتے ہیں، اور یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل و کرم سے ہوتا ہے۔ اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور وہ حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ {حجرات ۹ و ۱۰}

اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ایک فریق دوسرے فریق پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے فریق سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ اگر وہ رجوع کر لے (یعنی شریعت کے مطابق فیصلہ کے لئے راضی ہو جائے) تو دونوں میں عدل کے ساتھ صلح کرا دو۔ اور (اسی موقع پر نہیں بلکہ) ہمیشہ انصاف کیا کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے (اور اے مؤمنو! سن لو) تمام مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا اپنے دو بھائیوں میں (جو اتّفاق سے لڑ پڑیں) صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ وہ تم پر رحم فرمائے۔

بعض دفعہ معاشرہ میں ایسی صورت بھی پیش آتی ہے کہ مذاق میں جھگڑے کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اگر جھگڑا نہ بھی ہو تو ایک فریق کی دل آزاری ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ج وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ج وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ {حجرات}

اے ایمان والو، تم میں سے کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ بعض عورتیں بعض عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ مذاق اُڑانے والی عورتوں سے وہ عورتیں بہتر ہوں جن کا مذاق اُڑایا گیا ہے اور (اے مؤمنو!) ایک دوسرے کو عیب نہ لگایا کرو۔ نہ ایک دوسرے کو بُرے نام سے پُکارا کرو۔ ایمان لانے کے بعد کسی کا بُرا نام رکھنا گناہ ہے۔ جو لوگ ان باتوں سے باز نہیں آئیں گے تو وہ ظالم ہوں گے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بدگمانی سے تعلّقات خراب ہو جاتے ہیں، ایک دوسرے کی عیب جوئی اور غیبت تک نوبت پہنچتی ہے۔ اپنے نسب پر فخر کرنے اور دوسرے کو حقیر سمجھنے سے بھی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ میں فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا

اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے پرہیز کرو

مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ {حجرات}

بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (یعنی کسی مسلم کے متعلق بدگمانی کرنا گناہ ہے) اور (اے ایمان والو!) ایکدوسرے کی عیب جوئی نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تو ضرور تم کو نفرت ہوگی (لہٰذا غیبت سے بھی نفرت ہونی چاہئے) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اور

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ {حجرات ۱۳}

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایکدوسرے کو پہچان سکو (اور صلۂ رحمی کرسکو) البتہ (عزت کا مدار حسب و نسب پر نہیں بلکہ) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔

دیہاتیوں کا اسلام قبول کرنا بعض دیہاتی ایمان کا دعویٰ کرتے تھے لیکن ایمان کی حقیقت سے ناآشنا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو تربیت دیتے ہوئے فرمایا:-

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ {حجرات ۱۴ و ۱۵}

(اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے (لہٰذا یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے) بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لائے اور ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ ہاں اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے رہو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کریگا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ مؤمن تو درحقیقت وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہیں پھر کسی قسم کا شک نہیں کرتے اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرتے رہتے ہیں۔ یہی لوگ سچّے ہیں (اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام پر عمل کرنے کے بعد دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے)۔

بعض لوگوں کا ایمان لاکر احسان جتانا بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی دینداری جتاتے اور اپنے ایمان لانے کا احسان رکھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی اصلاح کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ

ان سے کہہ دیجئے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو حالانکہ اللہ کو تو زمین و آسمان کی ہر چیز کا علم ہے (اے رسولؐ) یہ لوگ آپؐ پر اپنے اسلام لانے کا احسان رکھتے ہیں، آپؐ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ تم پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کی ہدایت بخشی

صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ {الحجرات ۱۸}

بشرطیکہ تم اپنے ایمان لانے میں پُرخلوص ہو۔ بے شک اللہ زمین و آسمان کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

معاشرہ کی اصلاح اور چند سزاؤں کا نفاذ

معاشرہ میں بدکاری کا سدِّ باب کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ {نساء ۱۵ و ۱۶}

جو عورتیں بدکاری کر بیٹھیں تو اُن پر چار گواہوں کی شہادت لو۔ اگر وہ شہادت دیں تو اُنہیں گھروں میں قید کر دو یہاں تک کہ موت اُن کا کام تمام کر دے یا اللہ ان کے لئے کوئی اور سبیل نکال دے۔ اگر دو (مرد و عورت) بدکاری کریں تو انہیں سزا دو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو اُن سے اعراض کرو۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے بدکار مرد اور بدکار عورت پر سزا کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۖ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {النور ۲ و ۳}

بدکار عورت اور بدکار مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں۔ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس قانونِ الٰہی کے نفاذ میں تمہیں ان پر ترس نہیں آنا چاہیئے۔ سزا کے نفاذ کے وقت مؤمنین کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیئے۔ زانی تو زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرتا ہے اور زانیہ سے زانی یا مشرک ہی نکاح کر سکتا ہے۔ ایسے نکاح ایمان والوں پر حرام ہیں۔

کوڑوں کی سزا شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں کیلئے مشترک تھی۔ اِس مشترک سزا کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غیر مُشترک سزاؤں کا نفاذ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شادی شدہ کو سو کوڑے مار کر پھر سنگسار کر دو اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مار کر ایک سال کیلئے جلاء وطن کر دو۔"[1]

تہمت لگانا پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا بہت بُری بات ہے۔ اس سے معاشرہ میں بڑی خرابیاں پھیلتی ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے سدِّ باب کیلئے جھوٹی تہمت لگانے والوں پر سزا مقرر کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں اور اس پر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو اُن کو اَسّی دُرّے مارو اور اُن کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔ البتّہ جو لوگ اس کے بعد توبہ کر لیں اور پھر اصلاح کر لیں تو بے شک

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحدود باب حدّ الزانی عن عبادۃ رض۔

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

لِعان کا حکم | معاشرہ کی تطہیر و اصلاح کا عمل بتدریج جاری تھا۔ پُرانی عادتیں ختم ہو رہی تھیں۔ تقریباً ان ہی ایام میں ہلال بن اُمیّہ اور عُوَیمر نے اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائی۔ ہلال بن اُمیّہ نے اس کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (چار) گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت جبریلؑ نازل ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی کا نزول ہونے لگا۔ اسی اثناء میں عُوَیمر بھی آگئے۔ نزولِ وحی کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بیوی کے معاملہ میں قرآن نازل ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ {۶ تا ۹}

جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور اُن کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو وہ چار بار قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ یہ کہیں کہ اگر وہ جھوٹے ہوں تو اُن پر اللہ کی لعنت ہو۔ رہی وہ عورت (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) وہ اس صورت میں سزا سے بچ سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ اُس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اگر وہ سچّا ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

اِن آیتوں کے نازل ہونے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہلال اور اُن کی بیوی سے فرمایا "اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ تو کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہونے کیلئے تیّار ہے؟" کسی نے بھی رجوع نہیں کیا تو پھر آیاتِ بالا کی روشنی میں ان کے درمیان لِعان کرایا گیا۔ اسی طرح عُوَیمر اور اُن کی بیوی کے درمیان بھی لِعان کرایا گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میاں اور بیوی کے درمیان تفریق کرا دی اور جب بچّہ پیدا ہوا تو اُس کو ماں کے حوالہ کر دیا۔[1]

لِعان کے بعد عُوَیمر نے کہا میرا مال یعنی مہر مجھے واپس دلوا دیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم سچّے ہو تو تم نے اس مال کے بدلہ میں اُس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کر لیا تھا اور اگر تم نے جھوٹا الزام لگایا ہے تو پھر یہ اور بھی زیادہ نامناسب ہے، کہ اس میں سے کچھ لو۔"[2]

اللہ ہر چیز سے واقف ہے | بعض لوگ ایسے بھی تھے جو کھُلی جگہ میں پیشاب پاخانہ کرنے اور جماع کرنے سے شرماتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آسمان (والے) تک اس کی خبر پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

خبردار یہ جو اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے چھپائیں، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس وقت یہ اپنے کپڑوں کو اپنے اوپر لپیٹ لیتے ہیں تو اللہ اُس حالت

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن سہلؓ و ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب اللعان عن سہلؓ و ابنِ عمرؓ و ابن مسعودؓ و انسؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب اللعان عن ابنِ عمرؓ۔

الصُّدُوْرِ ○ { ہود ۵ }

میں بھی ان کی کھلی اور چھپی باتوں کو جانتا ہے۔ اور (یہی کیا) وہ تو دلوں کی بات بھی جانتا ہے[1]۔

نیکیاں گناہوں کا کفّارہ ہیں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور عرض کیا "میں سزا کا مستحق ہو گیا ہوں مجھ پر اللہ کی سزا نافذ کیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے۔ اُس نے پھر کہا۔ آپؐ پھر خاموش رہے (پھر نماز قائم ہوئی) اُس نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ○ { ہود ۱۱۴ }

دن کے دونوں اطراف میں اور کچھ رات کے وقت نماز کو قائم کرو۔ بیشک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے (تاکہ وہ نیکیاں کماتے رہیں، اس میں سُستی نہ کریں)

نزولِ وحی کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص سے پوچھا "کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی" اُس نے کہا "ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا گناہ معاف ہو گیا"۔ اُس شخص نے پوچھا "کیا یہ (رعایت) صرف میرے لئے ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ (رعایت) میری اُمّت کے ہر شخص کے لئے ہے جو ایسا کرے[2]"۔ (یعنی ایسی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ذریعہ مٹاتا رہتا ہے۔ بُرائیاں تو نادانی سے ہو ہی جاتی ہیں لہٰذا جہاں تک ہو سکے نیکیاں کثرت سے کرتا رہے تاکہ وہ بُرائیوں کا کفّارہ ہو جائیں، اس آیت و حدیث میں نیکیوں کی ترغیب ہے، نہ کہ بُرائیوں کی)

مُنہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے مثل نہیں ہوتا حضرت زید بن حارثہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا، لہٰذا لوگ ان کو زیدؓ بن محمدؐ کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس چیز کو ناپسند فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ { احزاب ۵ }

(اے مُومنو!) لوگوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ اللہ کے نزدیک یہی انصاف کے قریب ہے۔ اگر ان کے باپوں کا نام معلوم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں۔ بھول سے غلطی ہو جانے کا کوئی گناہ نہیں۔ البتّہ اگر تم دلی ارادہ سے اس کی خلاف ورزی کرو گے (تو تم پر گناہ ہو گا) اور اللہ تو بخشنے والا، مہربانی کرنے والا ہے[3]۔

سفر کا ایک واقعہ حضرت عمرؓ ایک سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چند سواروں کے ساتھ آگے آگے چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پیچھے سے اُن کے برابر آ گئے۔ حضرت عمرؓ اُس وقت اپنے باپ کی قسم کھا (کر کچھ کہہ) رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اللہ تمہیں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابنِ عبّاسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ ہود عن ابنِ مسعودؓ و صحیح مسلم کتابُ التوبہ عن ابن مسعودؓ و ابی امامہؓ و انسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] سُورۃ الاحزاب {آیت ۳۷} و صحیح بخاری کتابُ التفسیر عن ابن عمرؓ۔

اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے۔ جو شخص قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔" حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اُس وقت سے میں نے کبھی غیرُ اللہ کی قسم نہیں کھائی، نہ حکایتاً غیرُ اللہ کی قسم کا ذکر کیا۔[1]

نماز میں ساکن رہنے کا حکم۔ افتراق کی ممانعت۔ صف بندی کا حکم | حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور السّلام علیکم ورحمۃُ اللہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو اُٹھایا کرتے تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے تو ہمیں ہاتھوں سے سلام کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں اِس طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تم میں سے جب کوئی سلام پھیرے تو ہاتھ کو ران پر رکھا رہنے دے، پھر دائیں بائیں اپنے بھائی کو سلام کرے، ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا "نماز میں ساکن رہا کرو۔"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ باہر تشریف لائے تو ہمیں دیکھا کہ ہم متفرّق حلقوں میں بیٹھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "کیا بات ہے کہ میں تم کو متفرّق دیکھتا ہوں۔"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے تو ہم سے فرمایا "تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے ربّ کے پاس صفیں بناتے ہیں۔" ہم نے کہا فرشتے کس طرح صف بناتے ہیں؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ پہلے اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند صف بناتے ہیں[2]" (یعنی خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں)

عورتوں کا شوقِ علم | ایک دن ایک خاتون رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسُولؐ، مرد تو خوب آپؐ کی باتیں سُنتے رہتے ہیں ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر کر دیجئے کہ ہم اُس دن آپؐ کے پاس آجایا کریں اور آپؐ ہمیں بھی وہ باتیں سکھا دیا کریں جو اللہ نے آپؐ کو سکھائی ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم فلاں فلاں دن جمع ہو جایا کرو۔ (وہ جمع ہو جاتیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لیجاتے اور اُن کو تعلیم دیا کرتے تھے[3]

سفر کا ایک واقعہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے کہ ایک دیہاتی آپؐ کے سامنے آیا اور آپؐ کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، وہ عمل بتائیے جو مجھے جنّت کے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رُک گئے اور صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا "یقیناً اسے توفیق یا ہدایت دی گئی ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس شخص سے پوچھا "تم نے کیا سوال کیا ہے؟" اُس نے اپنے سوال کو دوہرایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو اور صلۂ رحمی کرو۔" پھر آپؐ نے اُس شخص سے فرمایا "اچھا اب اونٹنی چھوڑ دو۔"[4]

آدابِ رمضان و آدابِ رویتِ ہلال | رمضان کے سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مندرجہ ذیل

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ عن جابر بن سمرۃؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ عن ابی سعیدؓ وصحیح بخاری کتاب العلم نحوہٗ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان عن ابی ایوبؓ۔

ہدایتیں دیں۔ فرمایا:۔

① جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور افطار بھی نہ کرو (یعنی عید نہ کرو) جب تک چاند نہ دیکھ لو۔ مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔ اگر (۲۹ تاریخ کو) ابر کی وجہ سے چاند نہ دکھائی دے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔[۱]

② رمضان کے شروع ہونے سے پہلے کوئی شخص ایک یا دو روزے بطور استقبال کے ہرگز نہ رکھے، البتہ جو شخص ہمیشہ کوئی خاص روزہ رکھتا ہو (مثلاً پیر یا جمعرات کا) وہ رکھ سکتا ہے۔[۲]

③ جو شخص روزے میں بھولے سے کھالے اور پی لے وہ اپنے روزے کو پورا کرے کیونکہ اُسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔[۳]

رمضان میں اعتکاف | جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا۔ (بعض) صحابۂ کرامؓ بھی اعتکاف میں شریک تھے (جب عشرہ ختم ہوا تو) حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور کہا "جس چیز کی آپ کو تلاش ہے وہ آگے ہے" (یعنی شبِ قدر آگے ہے) لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ کے عشرہ میں اعتکاف کیا اور پھر چند سال تک اسی طرح کرتے رہے۔[۴] (چند سال کے بعد آپ نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا جس کا ذکر آگے آئے گا)

عید الفطر کے مسائل | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمین پر خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، بڑا ہو یا چھوٹا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۂ فطر فرض کر دیا اور حکم دیا کہ یہ صدقہ عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کیا جائے۔[۵]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صاع (تقریباً ڈھائی کلوگرام) طعام فطرہ ادا کیا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں صحابۂ کرامؓ کا طعام جو، کشمش، پنیر اور کھجوروں پر مشتمل تھا۔[۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عیدگاہ تشریف نہیں لیجایا کرتے تھے جب تک چند کھجوریں نہ کھالیں۔[۷]

دونوں عیدوں پر عیدگاہ سے واپسی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ بدل دیا کرتے تھے۔[۸]

عیدین کا روزہ ممنوع قرار دیا گیا | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزہ کی ممانعت فرما دی۔[۹]

اخلاقی تعلیم | مؤمنین کو اخلاقی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ {صف ۲ و ۳}

اے ایمان والو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت غضب کا باعث ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

---

[۱] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم عن عبداللہ بن عمرؓ۔ [۲] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم عن ابی ہریرۃؓ۔ [۳] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصوم عن ابی ہریرۃؓ۔ [۴] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الانف والسجود علی الطین و کتاب الصوم ابواب الاعتکاف و صحیح مسلم کتاب الصوم نحوہٗ عن ابی سعیدؓ۔ [۵] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ [۶] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ ابواب صدقۃ الفطر عن ابی سعیدؓ۔ [۷] صحیح بخاری کتاب العیدین عن انسؓ۔ [۸] صحیح بخاری کتاب العیدین عن جابرؓ۔ [۹] صحیح بخاری کتاب الصوم عن عمرؓ و ابی سعیدؓ و صحیح مسلم عن عمرؓ و ابی سعیدؓ و عائشہؓ۔

جہاد کی ترغیب کفّار اس کوشش میں مصروف تھے کہ کسی طرح اسلام ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:-

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ {صف ۸ و ۹}

لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔ اللہ نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تاکہ اُسے پورے دین پر غالب کرے (یعنی پورا دین نافذ کرنے کی اُسے قدرت عطا کرے) خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی بُری کیوں نہ معلوم ہو۔

لیکن پورے دین کو نافذ کرنے کیلئے جدوجہد ضروری تھی۔ جنگ ناگزیر تھی اِس لئے مسلمین کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ {صف ۴}

بیشک اللہ اُن لوگوں سے محبّت کرتا ہے جو اللہ کے راستہ میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

پھر فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ۝ {صف ۱۰ تا ۱۴}

اے ایمان والو کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے نجات دے۔ وہ یہ ہے کہ تم اللہ اور اُسکے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو (اگر تم ایسا کرو گے تو) اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور ایسے پاکیزہ مکانات میں داخل کرے گا جو بہشت ہائے جاوداں میں تیّار کئے گئے ہیں (ان چیزوں کا حصول) بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک چیز اور بھی تمہیں عطا کرے گا جس کا تمہیں بے حد اشتیاق ہی یعنی اللہ کی طرف سے مدد اور فتح قریب۔ تو اے ایمان والو (بس اب تمہارا کام یہ ہے کہ) اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ بالکل اُسی طرح جس طرح (عیسٰی علیہ السّلام کے) حواریوں نے اللہ کے دین کی مدد کی تھی جبکہ عیسٰیؑ بن مریم نے اُن سے کہا تھا کہ کون اللہ (کے دین) کی طرف بُلانے میں میرا مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کی

ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے انکار کیا۔ ہم نے ایمان والوں کو اُن کے دشمن کے مقابلہ میں مدد دی اور وہ غالب ہو گئے۔

آدابِ معاشرہ کی تعلیم آداب معاشرہ کے سلسلہ میں چند احکام نازل ہو چکے تھے۔ اب اللہ تعالےٰ نے چند مزید ہدایتیں نازل فرمائیں۔ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ {نور ۲۷ تا ۲۹}

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ کسی گھر میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، شاید تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تب بھی بغیر اجازت اندر داخل نہ ہو۔ اگر تم سے گھر والے یہ کہیں کہ اِس وقت لَوٹ جاؤ تو واپس چلے آیا کرو، یہ تمہارے لئے پاکیزگی کی بات ہے۔ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اگر تم ایسے گھر میں جس میں کوئی نہ رہتا ہو اور جہاں تمہارا سامان رکھا ہو (بغیر اجازت) داخل ہو جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو (تمہاری بدنیتی کا اس کو علم ہو جائے گا اور تمہارا حیلہ تمہارے کچھ کام نہ آئے گا)

نکاح ایامیٰ[1] اور غلاموں کے حقوق پھر فرمایا:۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَاۗىِٕكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاۗءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۠ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ {نور ۳۲ و ۳۳}

غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دیا کرو اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو۔ اگر وہ مفلس ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے اُنہیں غنی کر دے گا۔ اللہ بہت وسعت والا ہے۔ اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ اور جو لوگ نکاح کی مقدرت نہ رکھتے ہوں اُنہیں چاہیئے کہ پاک دامنی اختیار کریں یہانتک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے۔ اور (اے مومنو) تمہارے غلام اگر تم سے مکاتبت[1] چاہیں تو اُن سے مکاتبت کر لیا کرو بشرطیکہ تم ان میں صلاحیت اور نیکی کے آثار دیکھو اور اللہ نے جو مال تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے تم بھی ان کو دو (تاکہ وہ جلدی سے زرِ مکاتبت ادا کر کے آزاد ہو جائیں)

لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرنے کی ممانعت رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول کی دو لونڈیاں تھیں، ایک کا نام مسیکہ تھا اور دوسری کا امیمہ۔ وہ ان دونوں کو زنا پر مجبور کرتا تھا تاکہ اسکے ذریعہ روپیہ کمائے۔ لونڈیوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا دُنیوی مال و متاع کی خاطر

---

[1] مکاتبت کے یہ معنے ہیں کہ غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں محنت مزدوری کر کے اتنا روپیہ تمہیں دیدوں گا وہ رقم لے کر تم مجھے آزاد کر دینا اور آقا اس پر رضامند ہو جائے۔ عہ ایامیٰ = غیر شادی شدہ مرد اور عورتیں۔

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {نور ۳۳}

اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا[1] چاہیں اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا (تو وہی گناہگار ہوگا) لونڈیوں کو بوجہ مجبوری معاف کر دیا جائے گا کیونکہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔[2] (حاشیہ [1] ضرور پڑھئے)

منافقین کی بیجا حرکات منافقین اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو :-

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ {نور ۴۷ تا ۵۰}

کہتے کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم اطاعت کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے بعد ان میں سے ایک فریق اپنے عہد سے پھر جاتا۔ (اللہ نے فرمایا ان کے ظاہری اقرار سے دھوکا نہ کھانا) یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں (ان کی تو یہ حالت ہے کہ) جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول اُن کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک فریق اعراض کرتا ہے۔ ہاں اگر ان کو کچھ مال وغیرہ ملنے کی اُمید ہوتی ہے تو رسول کے پاس مطیع ہو کر چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا یہ شک شبہ میں مبتلا ہیں یا یہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اُس کا رسول ان کی حق تلفی کریں گے (اللہ اور رسول تو ناانصاف نہیں ہیں) بلکہ یہ خود ہی ناانصاف ہیں۔

اہلِ ایمان کی صفت پھر ان منافقین کو الزام دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صفت بیان کی۔ فرمایا:-

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ {نور ۵۱}

مؤمنین کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو اُن کا تو صرف یہ قول ہوتا ہے کہ "ہم نے سُن لیا اور مان لیا" ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پائیں گے۔

کیونکہ منافقین میں یہ صفت نہیں پائی جاتی لہٰذا یہ مؤمن نہیں۔ پھر فرمایا:-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ {نور ۵۲}

جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اللہ سے ڈرتا رہے گا وہی کامیاب ہوگا (کیونکہ منافق ایسا نہیں کرتے لہٰذا اُن کے لئے ناکامی کے سوا اور کیا ہے)

پھر فرمایا کہ (اے رسول یہ لوگ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو)

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں گے

---

[1] اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر لونڈی پاک دامن نہ رہنا چاہے تو اُس کو زنا پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم جبر و اکراہ کی صورت میں ہے اور اس کی ضرورت اُسی وقت پیش آئے گی جب وہ پاک دامن رہنا چاہے۔ اگر وہ پاک دامن رہنا نہ چاہے تو پھر جبر و اکراہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئیگی۔ اور جب جبر و اکراہ ہی نہ ہوگا تو جبر و اکراہ کی ممانعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ [2] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن جابر رض۔

لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ {۵۳ نور}

تو ہم ضرور (جنگ کیلئے) چلیں گے (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری اطاعت کی حقیقت تو معلوم ہے (قسموں سے کام نہیں چلے گا۔ عمل مقصود ہے) بیشک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اطاعتِ رسولؐ پر زور | پھر فرمایا کہ (اے رسولؐ)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ {۵۴ نور}

کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اگر تم اطاعتِ رسولؐ سے منہ موڑو گے تو (اس سے رسولؐ کا کیا بگڑے گا) اس کے ذمہ تو پہنچا دینا ہے۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اس کے مطابق چلو۔ اگر تم رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے (اور یہ پھر سن لو کہ) رسولؐ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مؤمنین سے حکومت کا وعدہ | مسلمین کو چاروں طرف سے دشمن کا خطرہ تھا۔ صرف مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں مسلمین کی ایک چھوٹی سی ریاست تھی لیکن وہ بھی منافقین کی داخلی سازشوں سے غیر محفوظ معلوم ہوتی تھی۔ سکون و چین کا فقدان تھا کہ ٹھیک اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمین سے وعدہ فرمایا کہ:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ {۵۵ نور}

اگر وہ مؤمن بن کر نیک عمل کرتے رہے تو اللہ انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ وہ ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دے چکا ہے اور ان کے دین کو جس کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے مستحکم و پائیدار کر دے گا، خوف کے بدلہ میں انہیں امن و سکون عطا فرمائے گا (پھر وہ چین و اطمینان کے ساتھ) اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں گے (صرف اللہ کے قانون کی حکومت ہوگی۔ کسی دوسرے قانون کو اللہ کے قانون کے ساتھ تسلیم نہیں کیا جائیگا) اس کے بعد بھی اگر کسی نے کفر کیا (یعنی غیر اللہ کے قانون کو مانا) تو ایسے ہی لوگ فاسق ہوتے ہیں۔

معاشرۂ اسلامی کے مزید آداب | اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو معاشرہ کے مزید آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

اے ایمان والو! تمہاری لونڈیاں، تمہارے غلام اور تمہارے وہ بچے جو نابالغ ہوں تین اوقات میں تم سے اجازت لیکر (تمہارے پاس) آئیں۔ نمازِ فجر سے پہلے، دوپہر کے وقت جب تم (قیلولہ کرنے کے لئے) کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے اوقات ہیں، ان اوقات کے علاوہ (اگر وہ تمہارے پاس بغیر اجازت

جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

آئیں تو) نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر کیونکہ پھر تو تمہارا ایکدوسرے کے پاس آنا جانا رہتا ہی ہے۔ اللہ اپنے احکام کو وضاحت سے بیان کر رہا ہے۔ وہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔ اور جب بچے بالغ ہو جائیں تو پھر وہ بھی اوروں کی طرح اجازت لے کر آیا کریں۔ اللہ اپنے احکام کو وضاحت سے بیان کر رہا ہے۔ وہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ {النور}

اندھے، لنگڑے اور بیمار اور تم خود اگر اپنے گھروں یا اپنے باپوں کے گھروں، یا ماؤں، بھائیوں، بہنوں، چچاؤں، پھوپھیوں ماموؤں، خالاؤں، غلاموں اور اپنے دوستوں کے ہاں سے کچھ کھا (پی) لو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں خواہ تم مل کر کھانا کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ۔ اور (اے مؤمنو!) جب اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اللہ اپنے احکام وضاحت سے بیان کر رہا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

آدابِ رسالت کی مزید تعلیم

آدابِ رسالت کی کچھ تعلیم پہلے دی جا چکی تھی۔ اب مزید آداب کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ

مؤمن تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائیں اور جب کسی اجتماعی کام کیلئے جمع ہوں تو بغیر رسولؐ کی اجازت کے کہیں نہ جائیں اور (اے رسولؐ) جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں وہی درحقیقت اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے آپؐ سے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے آپؐ چاہیں اجازت دیدیں، اور ان کے لئے بخشش کی دُعا کرتے رہیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے اور (اے مؤمنو!) رسولؐ کے بُلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ آپس میں ایکدوسرے

الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {۶۲ تا ۶۴ نور}

کے بُلانے کو سمجھتے ہو، اللہ کو ان لوگوں کا علم ہے جو آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں۔ جو لوگ رسولؐ کے قول و فعل کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں اُن پر کوئی آفت نہ نازل ہو جائے یا وہ کسی دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔ خبردار ہو جاؤ، زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ تم کس راستہ پر چلے جا رہے ہو اور جس دن تمام لوگ اُس کی طرف لوٹائے جائیں گے تو اُس دن وہ اُن کے اعمال اُنہیں جتلائے گا۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

دستورِ ہدایت و آئینِ حکومت پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمین کیلئے ایک جامع و مختصر دستور نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۗئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ {۹۰ و ۹۱ نحل}

بے شک اللہ عدل و انصاف، حُسنِ سلوک اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی نامعقول کاموں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم (ان احکام کو) یاد رکھو اور جب اللہ سے عہد کرو تو اُسے پُورا کرو۔ پکی قسمیں کھا کر انہیں نہ توڑو حالانکہ تم اللہ کو ضامن ٹھہرا چکے ہو۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔

جنگِ اُحُد

اسباب | قرآن مجید کی آیت "وَيَاْتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ" {آل عمران ۱۲۵} (کافر جوش کے ساتھ حملہ کرینگے) سے معلوم ہوتا ہے کہ کُفّارِ مکّہ نے مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا۔ حملہ کا مقصد مسلمین سے جنگِ بدر کا بدلہ لینا تھا جیسا کہ ابوسفیان کے الفاظ "آج بدر کا بدلہ ہے"[1] سے ظاہر ہوتا ہے۔

مؤمنین کو خوشخبری و تسلّی | اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۳}

بے شک اللہ نے جنگِ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی حالانکہ تم بے حد بے سروسامان تھے (اور اب بھی مدد کریگا مگر شرط یہ ہے کہ تم) اللہ سے ڈرتے رہو اور اُس کے احسانوں کا شکر ادا کرتے رہو۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی مؤمنین کو تسلّی دی۔ آپؐ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ {آل عمران ۱۲۴ تا ۱۲۶}

کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا ربّ تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہاری مدد فرمائے۔ بلکہ اگر تم ثابت قدم رہے، اللہ سے ڈرتے رہے (اور نافرمانی نہیں کی) اور کافروں نے جوش و خروش کے ساتھ تم پر حملہ کیا تو تمہارا ربّ پانچ ہزار نشان دار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا۔ یہ خبر صرف ایک بشارت ہے تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں ورنہ اصل مدد تو اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہی آتی ہے۔

حالات قبل جنگ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ {آل عمران ۱۲۱}

صبح کے وقت مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔

جب آپؐ اُحُد کے میدان میں پہنچے تو آپؐ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ (جو منافق تھے) مدینہ منوّرہ واپس چلے آئے (اُنہوں نے جنگ میں شرکت نہیں کی بلکہ مؤمنین کی ہمّت شکنی کا سبب بنے) مؤمنین کے دو قبیلے بنو سلمہ اور بنو حارثہ

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۲}

بزدلی اور پست ہمتی کا شکار ہوتے ہوتے رہ گئے۔ اُنہوں نے جنگ نہ کرنے کا ارادہ کیا (وہ یہ بات بھول گئے کہ) اللہ اُن کا مددگار تھا (انہوں نے مادّی قوّت پر بھروسہ کیا حالانکہ انہیں ایسا کرنا نہ چاہئے تھا کیونکہ) مؤمنین کو تو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے[2]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ و کتاب الحج باب المدینۃ تنفی الخبث و صحیح مسلم کتاب الفضائل۔

جو منافقین میدان چھوڑ کر چلے گئے تھے ان کے متعلّق صحابہ کرامؓ میں دو گروہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک کہتا تھا کہ ہم ان منافقین سے جنگ کریں گے دوسرا کہتا تھا کہ ہم ان سے جنگ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بطور خفگی ارشاد فرمایا (اے مؤمنو!)

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ {نساء ۸۸}

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقین کے معاملہ میں تم دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔ اللہ نے ان کی بداعمالی کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا[1] (اور ان کو جہاد کی توفیق نہیں دی تو ایسے بداعمال لوگوں کی طرفداری مناسب نہیں)

جنگ کی رات اُس رات کو جس کی صبح جنگ ہونے والی تھی، حضرت جابرؓ کے والد نے حضرت جابرؓ کو بلایا اور کہا "میں سمجھتا ہوں کہ میں سب سے پہلے قتل ہونے والوں میں سے ہوں اور سوائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے میں تم سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں سمجھتا۔ مجھ پر کچھ قرضہ ہے اُسے ادا کر دینا۔ اپنی بہنوں سے اچھی طرح پیش آنا۔"[2]

جنگ کی صبح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیر اندازوں کا ایک پیدل دستہ ایک جگہ متعیّن فرمایا۔ یہ دستہ پچاس آدمیوں پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس دستہ پر حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو امیر بنایا۔ ان لوگوں سے آپؐ نے فرمایا "تم یہاں سے نہ ہٹنا اگرچہ تم یہ دیکھو کہ ہماری فتح ہو گئی ہے اور ہم نے دشمن کو پامال کر دیا ہے جب تک میں تم کو خود نہ بلواؤں اور اگر تم دیکھو کہ دشمن ہم پر غالب آ گئے ہیں اور پرندے ہمارے جسموں کو نوچ نوچ کر لے جا رہے ہیں پھر بھی تم یہاں سے نہ ہٹنا اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا جب تک میں خود تم کو نہ بلواؤں۔"[3]

اسی طرح سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ {آل عمران ۱۲۱}

تمام مؤمنین کو مورچوں پر موقع بموقع متعیّن فرما دیا۔

آغازِ جنگ جب دونوں فوجیں صف آرا ہو گئیں تو کافروں کی طرف سے سباع نامی ایک شخص مقابلہ کے لئے نکلا۔ اُس نے کہا "مجھ سے کون مقابلہ کرے گا؟" مسلمین کی صف سے حضرت حمزہؓ مقابلہ کیلئے نکلے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا۔ "اے سباع، اے اُمِّ انمار کے بیٹے جو عورتوں کی ختنہ کرتی تھی، کیا تو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے لڑتا ہے؟" یہ کہکر اُس پر حملہ کیا اور گذرے ہوئے کل کی طرح اُسے ختم کر دیا۔[4]

حالاتِ جنگ غرض یہ کہ باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمین نے اللہ کے وعدہ کے مطابق کفّار کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ {آل عمران ۱۵۲}

مسلمین کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ {آل عمران ۱۵۲}

کفّار شکست کھا کر بھاگے۔ ان کی عورتوں کی یہ حالت تھی کہ پنڈلیوں پر سے دامن اُٹھائے ہوئے تیزی سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہی تھیں اور پنڈلیاں کھل جانے کی وجہ سے اُن کی پازیبیں نظر آ رہی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے دستہ کے لوگوں نے (جب یہ دیکھا تو) کہنا شروع کیا "مالِ غنیمت، مالِ غنیمت" (یہ کہکر وہ مالِ غنیمت لوٹنے کے لئے جانے لگے) حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے انہیں بہت سمجھایا کہ (ایسا نہ کرو)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب التفسیر عن زید بن ثابتؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ھل یخرج المیت عن جابرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن براءؓ و کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن وحشیؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے عہد لے لیا ہے کہ یہاں سے نہ ہلنا، اور کیا تم بھول گئے کہ تم سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا کہا تھا۔ اُنہوں نے کہا ہم تو ضرور مالِ غنیمت لُوٹیں گے۔ غرض یہ کہ اُنہوں نے عبداللہ بن جبیرؓ کا کہنا نہ مانا اور مالِ غنیمت لُوٹنے میں مصروف ہو گئے[1]

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ {آل عمران ۱۵۲} — انہوں نے کمزوری کا مظاہرہ کیا۔ حکمِ رسُولؐ کی تعمیل میں اختلاف کیا اور بالآخر نافرمانی کر بیٹھے۔

یہ اس لئے ہوا کہ:۔

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا {آل عمران ۱۵۲} — ان میں سے بعض دنیا کی طلب میں گرفتار ہو گئے (اور مالِ غنیمت کا رُخ کیا)

بعض لوگوں نے پھر بھی نافرمانی نہیں کی۔ وہ دنیا کی طلب میں گرفتار نہیں ہوئے۔

وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ {آل عمران ۱۵۲} — بلکہ بدستور (مورچوں پر ڈٹے ہوئے) آخرت کی طلب میں لگے رہے۔

بہرحال طالبانِ دُنیا کی اِس نافرمانی کا وبال سب پر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا

لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ {آل عمران ۱۵۲} — کے مسلمین کو مصیبت میں مبتلا کر دیا اور

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ {آل عمران ۱۵۲} — کافروں کی طرف سے مُسلمین کا مُنہ پھیر دیا[2]

فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ {آل عمران ۱۵۳} — مُسلمین کو شدید نقصان پہنچا اِس افراتفری میں سب سے پہلے حضرت جابرؓ کے والد شہید ہو گئے[3]

مسلمین کی یہ زبوں حالی بظاہر اس طرح واقع ہوئی کہ جب مُسلمین کُفّار کی شکست خوردہ فوج کا تعاقب کر رہے تھے تو ابلیس ملعون چِلّا چِلّا کر مُسلمین سے کہنے لگا "اے اللہ کے بندو پیچھے کی خبر لو" (مسلمین یہ سمجھے کہ کافروں نے پیچھے سے حملہ کر دیا لہٰذا) آگے والے پیچھے کی طرف مڑے اور اپنے ہی آدمیوں سے لڑنے لگے آپس میں ایسے گُتھم گُتھا ہوئے کہ ایک دوسرے کو شناخت کرنا مشکل ہو گیا۔ حضرت یمانؓ پر مسلمین ٹوٹ پڑے اُن کے لڑکے حضرت حذیفہؓ بہت چیخے کہ "یہ تو میرے والد ہیں"۔ لیکن کسی نے کچھ نہ سُنا اور حضرت یمانؓ کو قتل کر دیا حضرت حُذیفہؓ نے کہا "اللہ تمہیں معاف کرے"[4]۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ {آل عمران ۱۵۵} — (اِس پریشانی کے عالم میں) بعض مُسلم پیٹھ پھیر کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کی اپنی غلطی کے سبب سے شیطان نے ان کو کمزور کر دیا (وہ بزدل ہو گئے)

یہ بھاگنے والے اُسی پیدل دستے کے افراد تھے جن کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی ماتحتی میں متعیّن کیا تھا[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اُحُد وکتابُ الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن براءؓ۔
[3] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب ھل یخرج المیت عن جابرؓ [4] کتابُ المغازی عن عائشۃ صدیقہؓ وکتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ وکتابُ الدیات بابُ العفو فی الخطأ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن براءؓ وکتابُ الجہاد باب مایکرہ من التنازع فی الحرب وکتاب التفسیر سُورۃ آل عمران۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَابَكُمْ ۗ {آل عمران ۱۵۳}

یہ لوگ بھاگے چلے جا رہے تھے اور کسی کو پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے، حالانکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (میدانِ جنگ میں) پیچھے کھڑے ہوئے اُن کو آواز دے رہے تھے (لیکن ان پر اتنی دہشت طاری تھی کہ انہوں نے کچھ نہ سُنا) پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اتنی سخت آزمائش کی کہ آئندہ کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے اور کیسا ہی نقصان کیوں نہ ہو وہ غمگین نہ ہوں (مصیبت سہنے کے عادی ہو جائیں اور صابر و ثابت قدم رہیں)

اِس افراتفری میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے۔[1]

وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِىٓ أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَىْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَٰهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِى بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِىَ اللَّهُ مَا فِى صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِى قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ {آل عمران ۱۵۴}

بعض لوگوں کو بس اپنی جان کی پڑی تھی۔ اللہ تعالےٰ کے متعلّق ایّامِ جاہلیت کا سا گمان کر رہے تھے۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ کیا ہمارے اختیار میں کچھ ہے؟ حالانکہ (انکے اختیار میں کچھ نہیں) سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں ان کے دلوں میں وسوسے آ رہے تھے (ایمان متزلزل ہو رہا تھا) لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم کبھی یہاں قتل ہونے کیلئے نہ آتے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (ان کا یہ خیال غلط تھا بلکہ) جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا وہ گھر میں ہونے کے باوجود بھی (کسی نہ کسی بہانہ سے) اپنی اپنی قتل گاہوں میں پہنچ جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی آزمائش مقصود تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ ان کے دلوں کے خیالات کو پاک و صاف کر دے (وسوسے دور ہو جائیں۔ کھوٹ نکل جائے) اور اللہ تو دلوں کی بات کو اچھی طرح جانتا ہے۔

اسی حالت میں ایک شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ وہ ہتھیار پہنے ہوئے تھا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں لڑوں یا اسلام قبول کروں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسلام لاؤ پھر لڑو۔" وہ شخص مُسلم ہو گیا۔ پھر وہ جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس نے عمل کم کیا اور اجر بہت پایا۔"[2]

ایک شخص نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا "اگر میں قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤنگا؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جنّت میں" اُس نے جو کھجوریں اُس کے ہاتھ میں تھیں اُنہیں کہیں رکھ دیا۔ پھر خوب جنگ کی اور بالآخر شہید ہو گیا۔[3]

حضرت انس بن نضرؓ کہا کرتے تھے کہ "بدر کے روز میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پہلی لڑائی میں شریک

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایکرہ من التنازع وکتاب التفسیر سورۃ آل عمران عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب عمل صالح قبل القتال عن براءؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ۔

نہ ہو سکا، اگر اللہ نے آئندہ جنگ کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں"۔ جب جنگ اُحد میں مُسلمین میں انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو کہنے لگے۔ "اے اللہ جو کچھ مُسلمین نے کیا میں تجھ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں اور جو کچھ مشرکوں نے کیا اُس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں"۔ پھر اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے حضرت سعد بن معاذؓ سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے اے سعدؓ تم کہاں جا رہے ہو مجھے تو اُحد پہاڑ کے سامنے سے جنّت کی خوشبو آ رہی ہے۔ پھر وہ آگے بڑھے (لڑے) اور شہید ہو گئے۔[1]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہی کھڑے ہوئے لڑ رہے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر حضرت سعدؓ کو دئے اور فرمایا "اے سعد تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، تیر چلائے جاؤ"۔[2]

حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس دو آدمی تھے جو بڑی شدّت کے ساتھ آپؐ کی طرف سے جنگ کر رہے تھے۔ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے، میں نے اُن کو نہ کبھی پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں کبھی دیکھا (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتلایا کہ) وہ جبریلؑ اور میکائیلؑ تھے۔[3]

جنگ شدّت سے جاری تھی۔ دورانِ جنگ بعض اوقات ایسے بھی آئے کہ ان میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سوائے حضرت سعدؓ اور طلحہؓ کے کوئی نہیں رہا[4] (کوئی لڑتا ہوا کہیں نکل گیا اور کوئی کہیں)

حضرت طلحہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بچانے کے لئے اپنے ہاتھ کو سپر بنا لیا (جو تیر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آ رہے تھے اُن کو اپنے ہاتھ پر روک رہے تھے) یہاں تک کہ اُن کا ہاتھ شل ہو گیا۔[5]

جب لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو حضرت ابو طلحہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب آ گئے۔ پھر آپؐ کے سامنے اپنی ڈھال لگا کر کھڑے ہو گئے (اور تیروں کو اپنی ڈھال پر روکتے رہے) حضرت ابو طلحہؓ بہت بڑے تیر انداز تھے۔ کمان کو بہت شدّت کے ساتھ کھینچتے تھے (وہ کافروں کی طرف تیر پھینکتے رہے) یہاں تک کہ اُن کے ہاتھ سے دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر کوئی شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گذرتا اور اُس کے ترکش میں تیر ہوتے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس سے فرماتے کہ ان تیروں کو ابو طلحہ کے لئے چھوڑ جاؤ۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی گردن اُونچی کر کے بار بار کُفّار کی طرف دیکھتے۔ حضرت ابو طلحہؓ عرض کرتے تھے "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں آپؐ اُونچے ہو کر نہ دیکھئے، ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آپؐ کو لگ جائے (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) تیر میرے سینہ پر لگے نہ کہ آپؐ کے سینہ پر"۔[6]

دوزخی مجاہد مسلمین کی فوج میں ایک شخص تھا جو بہت جانبازی سے جنگ کر رہا تھا۔ مُشرکین کا اِکّا دُکّا آدمی جہاں ملتا اُس کا پیچھا کر کے اُسے قتل کر دیتا۔ کسی نے کہا کہ آج تو ہماری طرف سے لڑائی کا حق جیسا اس نے ادا کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ یہ سُنکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ شخص دوزخی ہے"۔ مسلمین

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب قول اللہ عزّ وجل من المؤمنین رجال صدقوا عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنّۃ للشہید عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سعدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سعدؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی قتال جبریلؑ (فرشتوں کے نام صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن طلحہؓ وسعدؓ وابواب المناقب۔
[5] صحیح بخاری کتاب المغازی عن قیسؓ وابواب المناقب۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی وابواب المناقب عن انسؓ وصحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال۔

میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ رہوں گا (تاکہ یہ معلوم کرسکوں کہ یہ دوزخی کیوں ہے) الغرض وہ اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ جہاں وہ ٹھہرتا یہ بھی ٹھہر جاتا اور جب وہ دوڑتا تو یہ بھی دوڑتا۔ آخرِ کار لڑتے لڑتے وہ شخص بہت زخمی ہوگیا (زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرسکا) اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اُس کی دھار کو اپنی چھاتیوں کے درمیان رکھا پھر اس پر بوجھ دیکر اپنے آپ کو قتل کر ڈالا۔ وہ شخص جو اس کے پیچھے لگا ہوا تھا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا "میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا بات ہے؟" اُس شخص نے کہا کہ آپؐ نے ایک شخص کے متعلّق فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے۔ لوگوں پر یہ بات بڑی گراں گذری۔ تو میں نے کہا اے مسلمین! میں اس معاملہ میں تمہارا اطمینان کرائے دیتا ہوں۔ میں اس کا پیچھا کرتا رہا۔ وہ شخص شدید زخمی ہوگیا تو (زخموں کی تاب نہ لاکر) اُس نے اپنی تلوار پر بوجھ دیکر خودکشی کرلی۔ یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بعض آدمی لوگوں کی نگاہ میں جنّتیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اور بے شک بعض آدمی لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ فی الحقیقت وہ جنّتی ہوتا ہے۔ بے شک تمام اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے[1]"۔

سات انصاریوں کی شہادت (جنگ کی حالت ہر آن بدلتی رہتی تھی) ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سات انصاری اور دو قرشی جمع ہوگئے۔ کُفّار نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بڑی کثیر تعداد کے ساتھ حملہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں کون ہٹائے گا، ہٹانے والے کو جنّت ملے گی یا وہ جنّت میں میرا رفیق ہوگا"۔ یہ سُن کر ایک انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ کُفّار نے پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر شدّت کے ساتھ حملہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی بات کہی۔ ایک اور انصاری آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ اسی طرح ساتوں انصاری شہید ہوگئے۔ ان لوگوں کی شہادت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے قرشی ساتھیوں سے کہا "ہم نے اپنے اصحاب کے ساتھ انصاف نہیں کیا"۔ (یعنی ہر مرتبہ انصاری ہی بڑھتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔ قرشیوں کو بھی اس قسم کی قربانی دینی چاہیئے تھی)[2]

حضرت حمزہؓ کی شہادت (حضرت حمزہؓ بھی شدّت کے ساتھ لڑ رہے تھے) اُنہوں نے جنگ بدر میں طُعَیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا۔ طعیمہ کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے چاہا کہ حضرت حمزہؓ سے انتقام لے۔ اُس نے اپنے غلام سے جن کا نام وحشی تھا کہا کہ اگر تم میرے چچا طعیمہ کے بدلہ میں حمزہؓ کو قتل کردو تو میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ آزادی کی لالچ میں وحشی جنگِ اُحُد میں شریک ہوئے اور ایک پتّھر کے نیچے چھُپ کر حضرت حمزہؓ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ لڑتے لڑتے جب حضرت حمزہؓ، وحشی کے قریب سے گذرے تو وحشی نے اپنا ہتھیار پھینک کر حضرت حمزہؓ کو مارا اور اُن کی ناف کے نیچے بھالا رکھ کر اس زور سے دبایا کہ ان کے دونوں کولہوں کے پار ہوگیا (زخم اتنا شدید تھا کہ) حضرت حمزہؓ (جانبر نہ ہوسکے اور ان) کی وفات ہوگئی[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا زخمی ہونا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اس جنگ میں شدید زخمی ہوگئے۔ آپؐ کا آگے کا ایک دانت ٹوٹ گیا۔ شدّتِ ضرب سے سرِ مبارک پر خود ٹوٹ گیا اور چہرہ زخمی ہوگیا[4]۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر و کتابُ القدر عن سہلؓ و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب بیان غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ اُحُد عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن وحشیؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن سہلؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چہرۂ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے اور (افسوس کے ساتھ) یہ فرماتے جاتے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبیؐ کو زخمی کر دیا۔ اُس کا اگلا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ اُس کو اللہ کی طرف بُلا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ (اے رسُولؐ) آپؐ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۸} ان کی توبہ قبول فرمائے (یہ مُسلم ہو جائیں) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے کیونکہ یہ ظالم ہیں [1]

جنگ کی شدّت | جب جنگ بہت شدید ہو گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک تلوار (ہاتھ میں) لیکر فرمایا "یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے؟" سب نے ہاتھ پھیلا دئے۔ ہر ایک نے کہا میں لیتا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون اسے لیکر اس کا حق ادا کرے گا؟" یہ سُن کر سب پیچھے ہٹ گئے (انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ اس کا حق ادا نہ کر سکیں) حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہؓ نے کہا "میں اسے لیکر اس کا حق ادا کروں گا۔" (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تلوار انہیں دیدی) انہوں نے تلوار لیکر کُفّار پر شدّت کے ساتھ حملہ کیا اور بہت سے کُفّار کے سر پھاڑ دئے [2]

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً ان شدائد اور مصائب کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ پر تسلّی نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ {آل عمران ۱۵۴} نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی ایک جماعت پر غنودگی طاری کر دی (غنودگی سے دہشت اور گھبراہٹ دور ہو گئی اور صحابہؓ پھر تر و تازہ ہو گئے)

اس غنودگی کے عالم میں حضرت ابو طلحہؓ کے ہاتھ سے دو تین مرتبہ تلوار گر پڑی۔ وہ اُسے اُٹھاتے تھے اور وہ پھر گر پڑتی تھی [3]

مشرکین میں ایک شخص تھا جس نے کچھ مسلمین کو آگ میں جلایا تھا (اُس کو میدانِ جنگ میں دیکھکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا "تیر مارو" اُنہوں نے حکم کی تعمیل میں بے پھل کا تیر اُس کے مارا۔ وہ تیر اُس شخص کے پہلو میں لگا تیر لگتے ہی وہ گر پڑا اور اُس کا ستر کھُل گیا (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس کے قتل کی بڑی خوشی ہوئی) آپؐ مُسکرائے یہاں تک کہ آپؐ کی کچلیاں ظاہر ہو گئیں [4]

صحابہؓ کافی زخمی ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور حضرت اُمِّ سُلیمؓ اپنے دامن اُٹھائے ہوئے اس حالت میں کہ ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں اپنی پیٹھ پر مشکیں اُٹھا اُٹھا کر لاتی تھیں اور (زخمی) لوگوں کے مُنہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہو جاتیں تو پھر جا کر اُنہیں بھر لاتیں [5]

اسی طرح حضرت اُمِّ سَلِیطؓ بھی مشکیزہ میں پانی لا کر زخمیوں کو پلا رہی تھیں [6]

حضرت رُبَیِّعْ بنت مُعَوِّذؓ اور دوسری مُسلم عورتیں بھی زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں، ان کی خدمت اور مرہم پٹّی کر رہی تھیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منتقل کر رہی تھیں [7]

اسی اثناء میں جنگ رُک گئی۔ ابو سفیان (جو کافروں کی فوج کے سپہ سالار تھے اور ابھی تک مُسلم نہیں ہوئے تھے) پہاڑی پر چڑھے اور کہا "کیا اس قوم میں محمدؐ ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو جواب

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ و ابی طلحہؓ و کتاب التفسیر سورۃ آل عمران و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل سعد بن ابی وقاصؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ و ابواب المناقب باب مناقب ابی طلحہؓ و کتاب الجہاد عن انسؓ و صحیح مسلم باب غزوۃ النساء مع الرجال (اس وقت تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) [6] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب عن عمرؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مداواۃ النساء الجرح و باب ردّ النساء الجرحی عن ربیعؓ۔

نہ دو ۔" ابوسفیان نے کہا "کیا اس قوم میں ابوبکر بن ابی قحافہؓ ہیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جواب نہ دو" پھر ابوسفیان نے کہا "کیا اس قوم میں عمر بن خطّابؓ ہیں ؟" اس کے بعد ابوسفیان نے کہا "بے شک یہ سب لوگ قتل ہو گئے، اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے"۔ یہ سُنکر حضرت عمرؓ کی زبان سے بیساختہ یہ الفاظ نکل گئے "اے اللہ کے دشمن تو غلط کہتا ہے۔ اللہ نے تیرے غمگین کرنے والوں کو بچا لیا ہے"۔ ابوسفیان نے کہا "ہبل نامی بُت کی جے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو جواب دو" صحابہؓ نے پوچھا "کیا جواب دیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ کہو "اللہ بلند و برتر ہے"۔ ابوسفیان نے کہا "ہماری (مددگار) عُزّیٰ (دیوی) ہے اور تمہاری کوئی عُزّیٰ نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ کہو "ہمارا مولیٰ اللہ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں" ابوسفیان نے کہا یہ جنگِ بدر کا بدلہ ہے، لڑائی مثل ڈول کے ہُوا کرتی ہے (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) پھر ابوسفیان نے کہا "تم مقتولین کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا (میرے ساتھیوں نے اپنی مرضی سے یہ کام کیا ہے) البتہ میں اسے بُرا نہیں سمجھتا"۔[1]

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا تھا۔ زخم کو دھونے کے لئے حضرت علیؓ اپنی سپر میں پانی لائے۔ وہ پانی ڈال رہے تھے اور حضرت فاطمہؓ زخم کو دھو رہی تھیں۔ پانی ڈالنے سے خون نکلنا بند نہیں ہوا بلکہ اور بڑھ گیا۔ یہ دیکھکر حضرت فاطمہؓ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ کو زخم میں بھر دیا۔ راکھ بھرنے کے بعد خون نکلنا بند ہو گیا۔[2]

مشرکین کا میدانِ جنگ سے کوچ اِس جنگ میں اگرچہ مُومنین کو کافی نقصان پہنچا لیکن اُنہوں نے میدانِ جنگ کو نہیں چھوڑا[3] (کافر واپس روانہ ہو گئے)

اسی اثناء میں

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ (آل عمران ۱۷۳)

بعض لوگوں نے مُومنین سے کہا کہ کفّار لشکر جمع کر کے پھر حملہ کرنے والے ہیں لہٰذا ان سے ڈرو (لیکن بجائے ڈرنے اور ہمّت ہارنے کے) مُومنین کا ایمان اور زیادہ ہو گیا۔ اُنہوں نے کہا (کوئی پرواہ نہیں) اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ اچھّا کارساز ہے۔

کُفّار کا تعاقب جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خبر سُنی کہ کُفّار پھر حملہ کرنے والے ہیں تو آپؐ نے فرمایا "کون کُفّار کا تعاقب کرے گا ؟" اگرچہ مُومنین کافی زخمی ہو چکے تھے تاہم ستّر آدمی فوراً تیّار ہو گئے جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے۔ ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ {آل عمران ۱۷۲}

جن لوگوں نے باوجود زخمی ہونے کے اللہ اور رسُولؐ کے حکم کو قبول کیا ایسے نیکی کرنے والے اور پرہیزگار لوگوں کیلئے بڑا ثواب ہے[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع فی الحرب عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الوضوء باب غسل المرأۃ اباھا الدم وکتاب الجہاد باب المجن وباب لبس البیضۃ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ اُحد عن سہلؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا عن عائشۃ صدیقہؓ ملخصاً۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب الذین استجابوا عن عائشۃ صدیقہؓ۔

مؤمنین کی واپسی | مؤمنین نے کفّار کا تعاقب کیا (کفّار بھاگ گئے)

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ {آل عمران ۱۷۴}

مؤمنین تعاقب کر کے اللہ کی نعمت اور اُس کے فضل کے ساتھ واپس ہوئے۔ انہیں اس تعاقب میں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچا۔ وہ اللہ کی رضاء کے طالب رہے (اللہ نے ان پر فضل کیا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مؤمنین کو ہدایت | مؤمنین کو ڈرایا گیا تھا کہ کافر پھر جمع ہو کر حملہ کرنے والے ہیں لیکن وہ نہ ڈرے، اللہ تعالیٰ نے تمام مؤمنین کو آئندہ بھی اسی قسم کا مظاہرہ کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۷۵}

یہ شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے تم کو ڈراتا ہے لیکن تم ان سے نہ ڈرا کرو بلکہ صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو، اگر تم مؤمن ہو۔

جنگ کا نتیجہ، مسلمین کی فتح، کفّار کی ہلاکت و ناکامی | اگرچہ دورانِ جنگ مسلمین کو کافی مصائب کا سامنا کرنا پڑا لیکن بالآخر فتح ان ہی کی ہوئی۔ کفّار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسلمین میدانِ جنگ میں ڈٹے رہے۔ پھر کفّار کا تعاقب کیا

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۲۷}

وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۴۱}

کفّار کی ایک جماعت ہلاک ہوئی اور ایک جماعت ذلیل اور ناکام واپس ہوئی۔

کفّارِ مکّہ کا زور ٹوٹ گیا (اور وہ پھر اکیلے حملہ نہ کر سکے)

مسلمین کا نقصان | اس جنگ میں ستر مسلم شہید ہوئے[1]

چند کے علاوہ یہ سب انصار تھے[2] ان میں سے بعض وہ بھی تھے جنہوں نے صبح کو شراب پی تھی اور پھر شہید ہو گئے[3] (نوٹ:۔ شراب ابھی تک حرام نہیں ہوئی تھی)

اس جنگ میں حضرت مصعبؓ بھی شہید ہوئے۔ انہیں ایک چادر میں کفنایا گیا، وہ اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھانکتے تو پیر کھُل جاتے اور اگر پیر ڈھانکتے تو سر کھُل جاتا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سر ڈھانک دو اور پیروں پر گھاس ڈال دو[4]۔

حضرت انس بن نضرؓ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کے بدن پر نیزے، تلوار اور تیر کے اَسّی سے زیادہ نشان تھے۔ ان کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ پہچانے نہیں جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی بہن ربیعؓ نے انگلیوں کے پوروں کو دیکھ کر انہیں پہچانا[5]۔

حضرت جابرؓ کے والد عبداللہ بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔ کافروں نے ان کے اعضاء کاٹ دئے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب لاتحسبن الذین قُتِلُوا عن براءؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الجہاد باب لاتحسبن الذین قُتِلُوا عن براءؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن خبابؓ وعبدالرحمٰنؓ وکتاب الجنائز عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن خبابؓ وصحیح مسلم باب فی کفن المیت عن خبابؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی عن خبابؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید (حضرت انسؓ کی بہن کا نام صرف صحیح مسلم میں ہے)

حضرت جابرؓ رونے لگے اور بار بار اُن کے چہرہ کو کپڑا ہٹا ہٹا کر دیکھتے رہے۔ صحابہؓ نے انہیں منع کیا لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع نہیں کیا۔ جب حضرت عبداللہؓ کو دفن کرنے کے لئے اُٹھایا گیا تو حضرت جابرؓ کی پھوپی بھی اپنے بھائی کی لاش کو دیکھکر رونے لگیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "یہ عمرو کی بیٹی ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان پر نہ روؤ (بلکہ خوش ہو کہ) فرشتے ان پر اپنے پروں سے اُس وقت تک سایہ کئے رہے جب تک وہ اُٹھائے نہ گئے" (اللہ نے انکو بڑا اعزاز بخشا)[1]

شہداء کی تدفین جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شہداء کی تدفین شروع کی تو دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبر میں رکھا۔ ہر قبر میں ایک بغلی قبر بھی بنوائی گئی۔ جب آپؐ دفن کرتے تو دریافت فرماتے کہ ان دو میں سے کون قرآن مجید کا زیادہ عالم تھا۔ جب آپؐ کو بتایا جاتا تو آپؐ اُسے بغلی قبر میں رکھتے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے تمام شُہداء خون میں لتھڑے ہوئے دفن کئے گئے۔ نہ انہیں غسل دیا گیا نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ دفن کرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں قیامت کے دن ان لوگوں پر گواہ ہوں گا"۔[2]

جنگ کے بعد اللہ تعالےٰ کا مؤمنین سے خطاب جنگِ اُحد میں مؤمنین کا جو نقصان ہوا اُس کا غم غلط کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ

آزردہ نہ ہوؤ۔ غم نہ کرو۔ اگر تم مؤمن رہے تو تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تمہیں زخم پہنچا ہے تو اُن لوگوں کو بھی تمہارے مثل زخم پہنچا ہے اور ہم تو ان ایام کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں (کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا) اللہ کا اس (آزمائش) سے یہ مقصد تھا کہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ حقیقی ایمان والے کون ہیں (اور مُنافق کون ہیں) اور یہ بھی مقصد تھا کہ تم میں سے بعض لوگوں کو شرفِ شہادت سے سرفراز فرمائے۔ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا (اللہ تو یہ چاہتا تھا کہ) ایمان والوں کو خالص کر دے اور کافروں کا زور توڑ دے (اے مؤمنو!) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنّت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو ظاہر ہی نہیں کیا کہ کون جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں اور (اے مؤمنو!) تم خود بھی تو موت و شہادت کی تمنّا کرتے تھے لہٰذا تمہاری مُراد پُوری ہو گئی (اب رنج کیسا!) محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تو بس اللہ کے رسُول ہیں (رسُول

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ اُحد عن جابرؓ و کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت و فی باب غیرہ و کتاب الجہاد باب من ضرب دابۃ غیرہ و فی باب غیرہ۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی و کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشہید و باب من یُقدّم فی اللحد عن جابر رضؓ۔

لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا
مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ
وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ
قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا
لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا
وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ
اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ
عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ
مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِيْ
فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا
بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ
النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۳۹ تا ۱۵۱}

ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ لافانی ہوں) ان سے
پہلے بھی بہت سے رسُول گزر چکے ہیں ان میں سے الا من شاء اللہ
کوئی زندہ نہیں ہے تو یہ کیسے ہمیشہ زندہ رہ سکتے ہیں)
تو کیا اگر ان کی وفات ہو جائے یا یہ قتل کر دئے جائیں تو تم
اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے! جو شخص ایسا
کریگا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ کے ہاں تو شکر
گزار بندوں کے لئے اجر و ثواب ہے۔ کسی شخص کے اختیار میں
نہیں (کہ وہ جب چاہے) مر جائے۔ موت بھی اللہ کے
حکم سے ہی آتی ہے۔ اللہ نے موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے
(اُس سے پہلے موت نہیں آسکتی، البتہ جو نقصان تمہیں
پہنچا ہے تو یہ تم میں سے بعض لوگوں کی دنیا طلبی کی وجہ سے
تھا۔ ہمارا تو دستور رہے کہ) جو دُنیا کا طلبگار ہوتا ہے ہم
اُسے دنیا دیدیتے ہیں اور جو آخرت کا طلبگار ہوتا ہے ہم
اُسے آخرت عطا کر دیتے ہیں۔ اور (اے مؤمنو! یہ تکلیفیں
صرف تم ہی کو نہیں پہنچیں بلکہ) بہت سے نبی ایسے گزرے
ہیں جن کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو ایسی تکلیفیں پہنچیں لیکن
انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ نہ بزدلی دکھائی نہ کافروں سے
دبے (بلکہ وہ ثابت قدم رہے) اور اللہ ثابت قدم رہنے
والوں ہی سے محبت کرتا ہے۔ (وہ چاروں طرف سے تکلیفوں میں گھرے ہوئے تھے لیکن اس حالت میں بھی)
وہ صرف یہ کہہ رہے تھے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں اور ہماری زیادتیوں کو معاف فرما، ہم کو ثابت قدم
رکھ اور ہمیں کافروں پر فتح عنایت فرما (ان کی اس ثابت قدمی کے صلہ میں) اللہ نے انہیں دُنیا اور آخرت
دونوں جگہ اچھا بدلہ دیا (اُنہوں نے نیکی کی، اللہ نے اپنی نعمتوں سے انہیں نوازا) اور اللہ نیکی کرنے والوں
ہی سے محبت کرتا ہے (لہٰذا اے مؤمنو! تمہیں بھی ان جیسا بننا چاہیئے۔ ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ دیکھو کافروں کا کہنا
ہرگز نہ ماننا) اگر تم نے ان کا کہنا مان لیا تو وہ تمہیں مُرتد کر دیں گے اور پھر تم نقصان اُٹھاؤ گے (یہ تمہارے مددگار
نہیں ہیں) تمہارا مددگار تو اللہ ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے (اے مؤمنو، گھبراؤ نہیں) میں کافروں کے
دلوں میں اُن کے شرک کے سبب سے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اُتاری رعب ڈالدوں گا (وہ شکست کھائیں گے
یہ دنیا کا عذاب ہے اور) آخرت میں ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور (تمام) ظالموں کے لئے وہاں بُرا ہی ٹھکانہ ہے۔

(اور اے مؤمنو! اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ جنگِ اُحد میں اللہ نے اپنی نصرت و مدد کا وعدہ پُورا نہیں کیا تو
سُن لو کہ)

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ اللہ نے تو اپنا وعدہ پُورا کر دیا تھا، تم اللہ ہی کے حکم

بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ { آل عمران ۱۵۲ }

(اور وعدہ کے مطابق) کافروں کو دھڑا دھڑ قتل کر رہے تھے (پھر جو آفت آئی تو وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے آئی) تم نے ہمت ہار دی، حکم (رسولؐ) میں اختلاف کیا اور خاطر خواہ فتح پانے کے بعد رسولؐ کی نافرمانی کر بیٹھے۔

پھر آئندہ کے لئے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ { آل عمران ۱۵۶ تا ۱۵۸ }

اے ایمان والو! تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے مجاہد بھائیوں کے متعلق کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے نہ مارے جاتے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں ایک حسرت ڈالدی ہے ورنہ موت اور زیست تو اللہ کے قبضے میں ہیں اور (اے ایمان والو، موت تو اپنے وقت پر آکر رہے گی لہٰذا) اگر تم اللہ کے راستہ میں مارے جاؤ یا (اپنی طبعی موت سے) مرجاؤ تو (اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ) تم اللہ کی مغفرت اور رحمت کے حقدار بن جاؤ گے اور یہ چیز اُس مال و متاع سے بہت بہتر ہے جو کافر جمع کر رہے ہیں۔ اور (اے مؤمنو!) اگر تم مرجاؤ یا قتل ہو جاؤ بہر صورت تمہیں اللہ کے پاس حاضر ہونا ہے۔

اللہ کی طرف سے معافی اس جنگ میں بعض مؤمنین سے غلطی ہوئی، دُنیا طلبی نے اُنہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی پر اُبھارا۔ اس غلطی کی وجہ سے مؤمنین کو کافی نقصان پہنچا۔ نافرمانی کرنے والوں نے ہمت ہار دی اور بھاگنے لگے، لیکن اللہ نے ان کی اس غلطی کو

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ { آل عمران ۱۵۲ }
وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ { آل عمران ۱۵۵ }

معاف کر دیا

پھر اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ (اے رسولؐ)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ { آل عمران ۱۵۹ }

آپؐ بھی انہیں معاف کر دیجئے۔ ان کے لئے مغفرت کی دُعا کیجئے اور ان سے مشورہ لیتے رہئے، البتہ جب آپؐ کسی کام کا عزم کر لیں تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھیں (اور اس کام کو کر گذریں) بے شک اللہ توکّل کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

پھر مؤمنین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ { آل عمران ۱۶۰ }

اگر اللہ تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون تمہاری مدد کر سکتا ہے ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

(اے مؤمنو! یہ اللہ کا کتنا زبردست احسان ہے کہ اُس نے تمہیں معاف کر دیا اور اے مؤمنو! اس نے

تم پر صرف یہی احسان نہیں کیا ہے بلکہ وہ بہت سے احسان کر چکا ہے) اور سب سے بڑا احسان تو

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ {آل عمران ۱۶۴}

اللہ نے تم پر یہ کیا ہے کہ تم ہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث فرمایا جو تم کو اللہ کی آیات پڑھ کر سُناتا ہے۔ تم کو (شرک اور کفر کی گندگی سے) پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ورنہ اس سے پہلے تم صریح گمراہی میں تھے۔

پھر مؤمنین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ {آل عمران ۱۶۵}

جب تم پر مصیبت نازل ہوئی، ایسی مصیبت کہ اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (جنگ بدر میں) کافروں کو پہنچ چکی تھی تو تم چیخ اُٹھے کہ یہ مصیبت کہاں سے آگئی۔ (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجیے یہ مصیبت تمہاری شامتِ اعمال کا نتیجہ تھی (نہ نافرمانی کرتے نہ یہ مصیبت آتی)

پھر اللہ تعالیٰ نے اِس مصیبت کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۶۶}

جو مصیبت اِس باہمی جنگ میں تمہیں پہنچی یہ اللہ کے حکم سے تھی (اس لئے کہ شامتِ اعمال کے نتیجے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں) اس کا مقصد یہ تھا کہ اللہ مؤمنین کو (منافقوں سے) ممتاز کر دے۔

اور اللہ یہ بھی چاہتا تھا کہ

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ {آل عمران ۱۶۷}

منافقوں کی بھی قلعی کھول دے۔

مُنافقین کی چالبازیاں منافقین میدانِ جنگ سے چلے آئے تھے (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے) جنگ کے بعد مؤمنین نے ان منافقین سے پوچھا کہ:۔

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۶۷ و ۱۶۸}

تم سے تو کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ کے راستہ میں لڑو یا دفاع کرو (تو تم کیوں نہ آئے) مُنافقین نے کہا (ہمیں کیا معلوم تھا کہ لڑائی ہو ہی جائے گی) اگر ہمیں لڑائی کا علم ہو جاتا تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے (اے رسولؐ) یہ لوگ اُس دن ایمان کے بجائے کفر کے قریب تھے۔ یہ لوگ ایسی باتیں کہہ رہے ہیں جو اِن کے دل میں نہیں ہیں (یہ لوگ دھوکا دینا چاہتے ہیں) اور اللہ تو ان کی پوشیدہ باتوں سے بھی واقف ہے۔ (انہوں نے قصداً جنگ سے پہلو تہی اختیار کی اور) جو لوگ جنگ میں شریک ہوئے اُن کو بھی یہ کہکر بہکا رہے ہیں کہ اگر وہ ہمارا کہنا مان لیتے تو کیوں (نقصان اُٹھاتے اور کیوں ان کے بعض ساتھی) قتل ہوتے (گویا ان کی تدبیر سے موت ٹل جاتی۔ اگر ان کا یہی عقیدہ ہے تو اے رسولؐ ان سے) کہئے کہ اگر تم اس عقیدہ میں سچے ہو تو اب اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا

(نہیں کبھی موت نہ آنے پائے)

مؤمنین کی ہمّت افزائی منافقین نے مؤمنین کی شہادت کی اہمیّت گھٹانے کے لئے بہت کچھ کہا کثیر تعداد میں مؤمنین کے قتل ہوجانے کو ان کی اپنی کوتاہی اور غلط تدبیر کا نتیجہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کی عزّت افزائی اور مؤمنین کی ہمّت بڑھانے کے سلسلہ میں فرمایا:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۶۹ تا ۱۷۱}

جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں، اُنہیں رزق مل رہا ہے۔ اور جو کچھ اللہ نے اُنہیں اپنے فضل سے دیا ہے اُس سے وہ خوش ہیں اور جو مؤمن ابھی اُن سے نہیں ملے اُن کی نسبت بھی وہ خوشیاں منا رہے ہیں کہ اُنہیں بھی وہاں کوئی خوف وغم نہ ہوگا۔ وہ لوگ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل میں مگن ہیں (یہ اللہ کی طرف سے اجر و ثواب ہے) بے شک اللہ مؤمنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اور اے مؤمنو! مصیبتیں آئندہ بھی آتی رہیں گی۔ ایسا نہیں ہوگا کہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ {آل عمران ۱۷۹}

اللہ مؤمنین کو موجودہ حالت پر چھوڑ دے (کہ منافقین ان میں ملے جلے رہیں اور ان کی شناخت نہ ہو سکے بلکہ) اللہ ناپاک کو پاک سے ممیّز کریگا (اور ان مصیبتوں کے ذریعہ ہی سچّے اور جھوٹے کی پہچان ہوگی)

جنگِ اُحُد پر تبصرہ جنگِ اُحُد میں جو واقعات پیش آئے اُن سے مؤمنین کو مندرجہ ذیل سبق ملتے ہیں:۔

① جنگِ اُحُد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی وجہ سے مؤمنین کو نقصان اُٹھانا پڑا، آئندہ بھی جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی ہوگی مؤمنین کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

② جنگِ اُحُد میں بعض مؤمنین کی غلطی سے تمام مؤمنین پر مصیبت نازل ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض مؤمنین کے گناہ کے سبب جو عذاب آئے گا وہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ لہٰذا نیک لوگوں کو چاہیئے کہ بُرائی کرنے والوں کو بُرائی سے روکتے رہیں۔

③ جنگِ اُحُد میں بعض مؤمنین نے نافرمانی کی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی موجودگی بھی انکی مصیبت کو ٹالنے کا سبب نہ بن سکی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہوں کی سزا میں جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو یہ ضروری نہیں کہ کسی بزرگ کی موجودگی سے وہ مصیبت ٹل جائے۔

④ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی غلطی کو معاف کر دیا۔ معاف کرنے کے بعد فرمایا:۔

وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۵۲} اللہ کا مؤمنین پر بڑا فضل وکرم ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ {آل عمران ۱۵۵} بے شک اللہ بخشنے والا، حلم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر فضل وکرم ہوا۔ اللہ کے فضل وکرم اور معافی کے باوجود جو لوگ ان پر طعن

کرتے ہیں وہ یقیناً گمراہ ہیں۔

⑤ گناہوں کی وجہ سے

اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ج {آل عمران ۱۵۵} — میدانِ جنگ میں پاؤں اُکھڑ جاتے ہیں۔

⑥ مصیبتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ط {آل عمران ۱۵۳} — مؤمنین کے ایمان میں پختگی پیدا کرتا ہے۔ مصیبتیں سہنے کا عادی بناتا ہے۔

⑦ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ج {آل عمران ۱۵۳} — دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی وجہ سے مُصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔

⑧ حُسنِ تدبیر اچھی چیز ہے لیکن اس پر کُلّیتہً بھروسہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ {آل عمران ۱۶۰} — مؤمنین کو بھروسہ اللہ ہی پر کرنا چاہیئے۔

⑨ کسی کے اختیار میں کچھ نہیں

اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ط {آل عمران ۱۵۴} — تمام اُمور اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔

⑩ مصیبت آئے تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ {آل عمران ۱۷۳} — صبر و استقامت سے کام لینا چاہیئے اور یہ کہنا چاہیئے کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔

مال کی قربانی جہاد کے سلسلہ میں جس طرح جان کی قربانی ضروری ہے اُسی طرح مال کی قربانی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ {آل عمران ۱۸۰} — جو لوگ مال کی قربانی میں بُخل سے کام لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے۔ قیامت کے دن ان کو اس مال کا طوق پہنایا جائے گا (کیا وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ مال یہیں رہ جائے گا اور بالآخر نہ صرف اُن کے مال کا بلکہ) آسمانوں اور زمین کا وارث صرف اللہ ہوگا۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یہودیوں کی ریشہ دوانیاں جب اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے یا اللہ کو قرضِ حسنہ دینے کی ترغیب دی جاتی تو یہود

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ج سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ — اس کا مذاق اُڑاتے اور کہتے کہ اللہ محتاج ہے (اس لئے ہم سے قرض مانگتا ہے) اللہ نے فرمایا کہ ہم ان کی باتیں سُن رہے ہیں ہم عنقریب ان کی باتوں پر فیصلہ کریں گے اور جو یہ (اس سے پہلے) انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے رہے ہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ {آل عمران ۱۸۱ و ۱۸۲} (اس کا بھی فیصلہ کرینگے، قیامت کے روز) ہم ان سے کہیں گے کہ لو اَب عذاب کا مزا چکھو، یہ اُن اعمال کی سزا ہے جو تم کرتے رہے تھے (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا کیونکہ) اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

جب ان یہودیوں کو تبلیغ کی جاتی تو

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ {آل عمران ۱۸۳}

کہتے کہ اللہ نے ہم سے عہد لے لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی نہ پیش کرے جس کو آگ آکر کھا جائے (اے رسولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے کئی رسولؐ تمہارے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے اور وہ معجزہ بھی اُنہوں نے دکھایا جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو تو پھر تم انہیں کیوں قتل کرتے رہے۔ اگر تم سچے ہو (تو اس کا جواب دو)

تسلی یہودیوں کے مذاق اور ان کی تکذیب سے جو ملال رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہوا اُس کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ {آل عمران ۱۸۴ و ۱۸۵}

اگر یہ آپؐ کو جھٹلاتے ہیں (تو کیا ہوا) آپؐ سے پہلے بھی بہت سے رسُولوں کو جھٹلایا گیا باوجود اس کے کہ وہ کھلی نشانیاں (آسمانی) صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے ہر شخص کو موت کا مزا چکھنا ہے (انہیں بھی موت آکر رہیگی) پھر تم سب کو قیامت کے روز تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ جو شخص دوزخ سے بچ جائے گا اور جنّت میں داخل کر دیا جائے گا وہ کامیاب ہوگا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے (کب تک یہ عیش کرتے رہیں گے اور آپؐ کا مذاق اُڑاتے رہیں گے، ایک دن وہ آنے والا ہے کہ ان کو اس کی سزا ملے گی)

پھر فرمایا (اے رسُولؐ)

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ○ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○ {آل عمران ۱۹۶ و ۱۹۸}

شہروں میں کافروں کی چہل پہل آپؐ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تو تھوڑا سا فائدہ ہے اس کے بعد تو ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔ اور جو لوگ اپنے ربّ سے ڈرتے رہتے ہیں اُن کے لئے ایسے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کی طرف سے ان کی مہمانی ہوگی، نیکی کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں اچھّا معاوضہ ہے۔

پھر مؤمنین کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

(اے ایمان والو!) ثابت قدم رہو اور ایک دوسرے کو ثابت

وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ {آل عمران ۱۵} قدم رکھو۔ مورچوں پر ڈٹے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

کیونکہ لڑائیوں کا سلسلہ جاری تھا لہٰذا ثابت قدمی کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ ذٰلِكَ ط وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ {محمد ۴}

جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں اُڑا دو یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں انکو) مضبوطی کے ساتھ قید کر دو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کر کے (چھوڑ دو) یا کچھ مال لے کر چھوڑ دو (یہ سختی اُس وقت تک جاری رکھو) جب تک کُفّار ہتھیار نہ ڈال دیں (اور تابع نہ ہو جائیں) اگر اللہ چاہتا تو کسی اور طریقہ سے اُن سے انتقام لے لیتا، لیکن وہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمہاری آزمائش ایک (کو) دوسرے سے (لڑوا کر) کرے (اور اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ) جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائیں گے اللہ اُن کے عملوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

پھر مؤمنین کو مزید خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○ {محمد ۷ تا ۹}

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کریگا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔ جو لوگ کافر ہیں اُن کو ہلاک کر دیگا اور ان کے اعمال کو ضائع کر دیگا۔ یہ سزا اِس لئے ہو گی کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ کلام کو ناپسند کیا (جو تدبیریں وہ تمہارے خلاف کر رہے ہیں نہ دُنیا میں انکے کام آئیں گی اور نہ آخرت میں) وہ سب برباد کر دیجائیں گی۔

کافروں کو تنبیہ | پھر کافروں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ط وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ○ {محمد ۱۰}

کیا انہوں نے مُلک میں سیر نہیں کی تاکہ انہیں معلوم ہوتا کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا کیا انجام ہوا۔ اللہ نے ان کو نیست و نابود کر دیا اور (اگر یہ کافر شرارت سے باز نہ آئے تو) ان کو بھی اسی طرح نیست و نابود کر دیا جائیگا۔

پھر کافروں کو مزید تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ○ {محمد ۱۳}

ہم نے کتنی ہی بستیوں کو نیست و نابود کر دیا حالانکہ وہ آپؐ کی بستی سے جہاں کے رہنے والوں نے آپؐ کو نکالا زور و قوّت میں بدرجہا زیادہ تھیں (اور جب ہمارا عذاب آیا تو) کوئی ان کا مددگار نہ ہو سکا (اگر یہ نہ مانے تو ان کا بھی یہی حشر ہو گا)

مُنافقوں کا استہزاء | منافقین بھی اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا

بعض ان میں سے (ایسے شریر تھے) کہ رسُول اللہ صلی اللہ

خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝ { محمد ۱۶ }

علیہ وسلّم کی باتیں کان لگا کر سُنتے اور جب باہر نکلتے تو اہلِ علم سے پوچھتے کہ ابھی آپؐ نے کیا فرمایا (گویا اس کا مذاق اُڑاتے ہیں یا تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کی اس حرکت سے خبردار کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا) ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے (یعنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کے دلوں پر اثر نہیں ہوتا) اور وہ اپنی خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا (اے رسولؐ)

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاۗءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ۝ { محمد ۱۸ }

کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے (اور حال یہ ہے کہ) اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں (ان کو دیکھ کر انہیں نصیحت حاصل کر لینی چاہیئے تھی اور یہ کام قیامت کے آنے سے پہلے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ) جب وہ آجائے گی تو نصیحت حاصل کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

مُنافقین کی بدحواسی | جنگیں جاری تھیں۔ جنگ کی ترغیب دی جا رہی تھی۔ مؤمنین جنگوں سے مطلقاً نہ گھبراتے تھے بلکہ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝ { محمد ۲۰ }

ان کی تو یہ خواہش ہوتی تھی کہ مزید کوئی اور سورت نازل ہوتی جس میں جہاد کا حکم ہوتا (تو وہ اس حکم کی تعمیل کرتے) لیکن منافقین کا یہ حال تھا کہ جب ایسی سورت نازل ہوتی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس طرح دیکھتے گویا ان پر موت کی بے ہوشی طاری ہے (اللہ نے فرمایا) ایسے لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔

پھر فرمایا:-

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۭ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۭ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝

(اے رسولؐ اگر یہ خرابی سے بچنا چاہیں تو) اطاعت کریں، اچھی بات کہا کریں اور جب (جہاد کی) بات پختہ ہو جائے تو پھر اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو سچا کر دکھائیں۔ اسی میں ان کی بھلائی ہے۔

پھر فرمایا:-

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ { محمد ۲۴ }

آخر یہ لوگ قرآن میں غور و تدبّر کیوں نہیں کرتے، کیا انکے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں (کہ اتنی صاف بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی)

مُنافقین کی سازشیں | مُنافقین برابر یہودیوں کے ساتھ ساز باز کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے راز کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا:-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا

کہ یہ مُنافقین اُن لوگوں کے پاس جاتے ہیں جو قرآن سے بیزار

نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝

ہیں پھر ان سے کہتے ہیں کہ ہم بعض باتوں میں تمہارے ہی مشورہ پر چلیں گے (یہ خفیہ سازشیں کرتے ہیں حالانکہ) اللہ ان کی پوشیدہ باتوں سے واقف ہے (اس وقت یہ جو چاہیں کرلیں لیکن) اُس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے اور ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ماریں گے (اُس وقت انہیں معلوم ہوجائے گا کہ رسولؐ کے خلاف سازشوں کا کیا انجام ہوتا ہے)

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ {محمد ۲۹}

کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کے دل کے کینوں اور عداوتوں کو ظاہر نہ کرے گا (ضرور کریگا) اور (اے رسولؐ) اگر ہم چاہتے تو آپؐ کو انکی ایسی طرح شناخت کرادیتے پھر آپؐ صورت دیکھتے ہی انہیں پہچان لیتے (لیکن اس کی ضرورت نہیں کیونکہ) آپؐ ان کو ان کے طرزِ کلام سے ہی پہچان لیتے ہیں اور اللہ تو (ان کے اور) تمہارے سب کے اعمال سے باخبر ہے (اس سے بچ کر یہ کہاں جائیں گے؟)

مسلمین سے خطاب اور جہاد کی ترغیب پھر مسلمین کو مخاطب کرکے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝ {محمد ۳۱}

(اے مسلمین) ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے یہاں تک کہ ہم یہ نہ ظاہر کردیں کہ تم میں جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے کون ہیں اور ہم تمہارے حالات کی بھی جانچ کریں گے (تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہوجائے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ {محمد ۳۳}

(اے مؤمنو! بس تمہارا کام یہ ہے کہ) اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو (اللہ اور رسولؐ کی اطاعت نہ کرکے) اپنے عملوں کو ضائع مت کرو (یعنی تمہارے وہی اعمال مقبول ہوں گے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام کے مطابق ہوں گے)

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۠ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ {محمد ۳۵}

اور (اے مؤمنو!) ہمت نہ ہارو، دشمن کو تم خود صلح کی دعوت نہ دو (یہ کمزوری کی علامت ہے۔ گھبراؤ نہیں) تم ہی غالب رہو گے (کیونکہ) اللہ تمہارے ساتھ ہے (وہ بڑا مہربان ہے) وہ تمہارے اعمال (کے ثواب) میں کسی طرح کی کمی نہیں کرے گا۔

اور (اے مؤمنو!)

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝ {محمد ۳۸}

اگر تم مُنہ پھیروگے (اور اللہ کے احکام سے روگردانی کروگے) تو اللہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

حضرت جابرؓ کے والد کا قرضہ حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرامؓ نے (جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے) مرنے سے پہلے حضرت جابرؓ کو وصیت کی تھی کہ میرا قرضہ ادا کردینا۔ جب وہ جنگِ اُحد میں شہید ہوگئے تو اُن کے یہودی قرضخواہوں نے حضرت جابرؓ سے قرضہ کی ادائیگی کے لئے بہت سختی سے تقاضہ کیا۔ حضرت

جابرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون ہے؟" حضرت جابرؓ نے کہا "میں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں میں (کیا ہوتا ہے)" گویا آپؐ نے (نام بتانے کے بجائے) میں میں کہنے کو ناپسند فرمایا۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا کہ آپؐ یہودیوں سے سفارش کر دیں تاکہ وہ کچھ قرضہ معاف کر دیں یا قرض کی ادائیگی میں کچھ مہلت دیدیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں سے سفارش کی کہ وہ کچھ قرضہ مُعاف کر دیں لیکن انہوں نے اس بات کو قبول نہیں کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جابر کے باغ کے تمام پھل اپنے قرضہ کے عوض لے لو (اور اس کا پیچھا چھوڑ دو)" وہ اِس بات پر بھی راضی نہ ہوئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے کہا "تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کی قسمیں علیٰحدہ علیٰحدہ کر دو۔ عجوہ علیٰحدہ، عذق بن زید علیٰحدہ، لین علیٰحدہ۔ اسکے بعد تم مجھے بلا لینا۔" حضرت جابرؓ نے ایسا ہی کیا اور پھر آپؐ کو بُلوایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کے وقت حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر (ایک) یہودی قرضخواہ سے مہلت کے لئے کہا لیکن اُس نے انکار کر دیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باغ کا ایک چکّر لگایا۔ پھر اُس یہودی کے پاس آکر مہلت کے لئے کہا۔ اُس نے پھر انکار کیا۔ حضرت جابرؓ نے کچھ تازہ کھجوریں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیں۔ آپؐ نے تناول فرمائیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟" حضرت جابرؓ نے جھونپڑی بتائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا (اس میں) بچھونا کر دو۔ انہوں نے بچھونا کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں تشریف لے گئے اور سو گئے۔ کچھ دیر بعد آپؐ جاگے تو حضرت جابرؓ نے پھر کچھ کھجوریں پیش کیں۔ آپؐ نے کھجوریں کھائیں اور اُس یہودی سے پھر مہلت کے لئے کہا۔ اُس نے پھر انکار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر باغ کا چکّر لگایا۔ پھلوں میں برکت کی دُعاء کی۔ پھر آپؐ نے سب سے بڑی ڈھیری کے گرد تین چکّر لگائے۔ پھر آپؐ اس پر بیٹھ گئے آپؐ نے فرمایا "اے جابر ناپ ناپ کر دینا شروع کرو۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے گئے۔ حضرت جابرؓ نے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ پُورا قرض ادا ہو گیا اور کھجوریں اسی طرح باقی تھیں گویا کہ ان میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوئیں۔ حضرت جابرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطّلاع دینے کیلئے چلے۔ وہ جب (مسجد نبوی) پہنچے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نمازِ عصر پڑھتے ہوئے پایا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جابرؓ نے کھجوریں بچ جانے کی خبر آپؐ کو سُنائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں۔" پھر آپؐ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "ابو بکرؓ اور عمرؓ کو بھی اس کی اطّلاع دو۔" حضرت جابرؓ نے حضرت عمرؓ کو اطّلاع دی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے تھے تو میں تو اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ بے شک کھجوروں میں برکت ہو جائے گی"۔ کچھ دیر بعد حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا "اے عمرؓ جابرؓ کی بات سُنو۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہم نہیں جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں۔ اللہ کی قسم آپؐ بے شک اللہ کے رسولؐ ہیں۔" حضرت جابرؓ نے جب حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع دی تو انہوں نے فرمایا "ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ ایسا ہوگا۔"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں تو اسی بات پر راضی تھا کہ اللہ قرض ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں۔ لیکن ہوا یہ کہ تمام ڈھیریاں سالم تھیں، حتّٰی کہ وہ ڈھیری جس میں سے قرضہ ادا کیا گیا تھا ویسی ہی باقی تھی گویا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔ یہی وہ ڈھیری تھی جس پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھے تھے[1]

ایک غزوہ اور حضرت جابرؓ کی شادی کچھ عرصہ بعد حضرت جابرؓ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ وہ ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غزوہ سے واپس ہوئے تو آپؐ نے فرمایا "جو شخص جلدی مدینہ جانا چاہے وہ جا سکتا ہے"۔ تھوڑی دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جابرؓ سے ملے۔ حضرت جابرؓ اُس وقت ایک پانی بھرنے والے سُرخ اُونٹ پر سوار تھے۔ اُونٹ اتنا تھک گیا تھا کہ (اچھی طرح) چل نہیں سکتا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "تمہارے اُونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "وہ تھک گیا ہے" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیچھے سے آکر اُسے ڈانٹا۔ پھر اُسے کوڑے سے مار کر دُعا کی (آپؐ کی دُعا کی برکت سے) وہ اُونٹ تیزی سے چلنے لگا۔ پھر آپؐ برابر اُس کے سامنے چلتے رہے (کچھ دیر بعد) آپؐ نے حضرت جابرؓ سے پوچھا "اب تمہارے اُونٹ کی کیا کیفیت ہے؟" انہوں نے کہا "آپؐ کی (دُعا کی) برکت سے اب وہ ٹھیک ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اسے میرے ہاتھ بیچو گے؟" حضرت جابرؓ کے پاس اس کے سوا اور کوئی پانی بھرنے والا اُونٹ نہیں تھا لیکن اُنہیں انکار کرتے ہوئے شرم آئی۔ اُنہوں نے کہا "یا رسُول اللہ یہ آپؐ کیلئے ویسے ہی پیش ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تمہیں معاف کرے۔ تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "یہ آپؐ ہی کا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اس کو چار دینار میں خریدتا ہوں" حضرت جابرؓ نے عرض کیا "میں اس اُونٹ کو آپؐ کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ مدینہ تک میں اس پر سوار رہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مدینہ تک اس پر سوار ہو سکتے ہو"۔ حضرت جابرؓ نے کہا "(یا رسُول اللہؐ) میں نے نکاح کیا ہے لہٰذا مجھے جلدی گھر جانے کی اجازت دیدیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی۔ پھر فرمایا "تم نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے" حضرت جابرؓ نے کہا "میں نے بیوہ سے نکاح کیا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے"۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے والد شہید ہو گئے۔ میری چھ چھوٹی بہنیں ہیں، مجھے بُرا معلوم ہوا کہ اُن ہی جیسی کم سن نادان لڑکی سے نکاح کروں کہ نہ وہ ان کو ادب (آداب) سکھا سکے اور نہ اُن کی خدمت کر سکے، میں نے بیوہ سے اس لئے نکاح کیا ہے کہ وہ ان کے کنگھی کرے ان کو آداب سکھائے اور ان کی دیکھ بھال کرے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اچھا کیا۔ جب تم رات کو مدینہ پہنچو تو فوراً بیوی کے پاس نہ جانا، اُس کو اتنی مہلت دینا کہ وہ کنگھی کر لے، زیرِ ناف بال مونڈ لے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ البیوع باب الکیل علی البائع والمشتری وکتاب فی الاستقراض باب اذا قضٰی دون حقہ وباب اذا قاص اَو جازفہ فی الدَّین۔ باب الشفاعۃ فی وضع الدَّین وکتابُ الہبۃ باب اذا وہب دینا علی رجلٍ وکتاب الصّلح وکتابُ الوصایا وکتابُ المغازی باب اذ ہمّت طائفتان وکتابُ الاطعمہ باب الرّطب والتّمر وکتابُ الاستئذان باب اذا قال من ذا قال انا عن جابرؓ (ان تمام روایتوں کا مجموعی بیان تحریر کیا گیا ہے)

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہی حکم تمام مسلمین کو دیا۔

حضرت جابرؓ سب سے پہلے مدینہ منوّرہ پہنچے۔ مدینہ میں اُن کی مُلاقات اپنے ماموں سے ہوئی۔ ماموں نے اُونٹ کا حال دریافت کیا۔ حضرت جابرؓ نے اس کی کیفیّت اُنہیں بتائی اور یہ بھی بتا دیا کہ انہوں نے اس کو بیچ دیا۔ ماموں نے انہیں ملامت کی کہ کیوں بیچ دیا۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپؐ نے ایک گائے ذبح کی۔ سب لوگوں نے اس کا گوشت کھایا۔ دوسرے دن حضرت جابرؓ اُونٹ لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اُنہوں نے اُونٹ کو پتّھر کے ایک گوشہ سے باندھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "یہ آپؐ کا اُونٹ موجود ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد کے باہر تشریف لائے اور اُونٹ کو چکّر دینے لگے۔ اُس وقت آپؐ حضرت جابرؓ سے یہ فرما رہے تھے "اُونٹ تو ہمارا ہی اُونٹ ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "مسجد میں جاؤ اور دو رکعت پڑھو۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "ان کو قیمت ادا کر دو اور کچھ زیادہ دیدو۔" حضرت بلالؓ نے حضرت جابرؓ کو چار دینار اور ایک قیراط سونا دیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ سے فرمایا "تمہیں پوری قیمت مل گئی؟" اُنہوں نے کہا "جی ہاں" یہ کہہ کر حضرت جابرؓ وہاں سے جانے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں بُلایا اور فرمایا "اُونٹ اور قیمت دونوں تمہارے ہیں۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں قیمت بھی دیدی اور اُونٹ بھی واپس کر دیا۔[1]

حضرت خنساءؓ کا نکاح حضرت خنساءؓ بنت خدام انصاریہؓ کا نکاح اُن کے والد نے کسی شخص سے کر دیا۔ وہ بیوہ تھیں اور اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئیں اور (سارا ماجرا سُنایا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح کو مسترد کر دیا۔[2]

معاشرہ اسلامیہ کی تشکیل اور ضروری مسائل کا نزول تقریباً اسی زمانہ میں سُورۂ نساء کی اکثر آیات جو اسلامی معاشرہ کے آداب پر مشتمل ہیں نازل ہوئیں۔ رشتہ داری کے حقوق ادا کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ {نساء ۱}

اللہ سے ڈرو جس کے نام کو تم حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو، اور رشتوں (کے قطع کرنے) سے بچو۔ بے شک اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یتیموں کے حقوق کی نگہداشت کے سلسلہ میں فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ {نساء ۲}

یتیموں کا مال جو تمہاری تحویل میں ہو اُسے اُن کے حوالہ کر دیا کرو۔ ان کے عمدہ مال کو اپنے ناکارہ مال سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کا مال اپنے مال میں ملا کر کھاؤ۔ بے شک

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب استئذان الرجل الامام وباب من ضرب دابّۃ غیرہٗ وبابُ الطّعام عند القدوم وکتابُ الوکالۃ باب اذا وکّل رجلٌ رجلاً وکتابُ النکاح باب طلب الولد وباب تستحدّ المغیبۃ وصحیح مسلم کتابُ النکاح باب استحباب نکاح البکر وکتابُ البیوع عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب اذا زوج الرّجل ابنتہٗ وھی کارھۃ عن خنساء رضؓ۔

یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ {نساء ۶}

یتیموں کی آزمائش کرتے رہا کرو یہاں تک کہ جب وہ بالغ ہو جائیں اور تم اُن کی عقل میں پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالہ کر دیا کرو۔ اور اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے (تو اُن کا مال ان کے حوالہ کرنا پڑے گا) ان کا مال فضول خرچی کر کے جلدی جلدی نہ کھا جاؤ، جو آسودہ حال ہو وہ ان کے مال سے بچے اور جو محتاج ہو وہ دستور کے مُطابق اُس میں سے کچھ لے لے۔ جب تم ان کا مال ان کے حوالہ کرو تو گواہ کر لیا کرو (خورد بُرد کا) حساب لینے کے لئے تو اللہ ہی کافی ہے۔

مدینہ منوّرہ میں اُس وقت بعض ایسے بھی لوگ تھے جن کے ہاں یتیم لڑکیاں پرورش پاتی تھیں۔ وہ لوگ اُن یتیم لڑکیوں کے جوان ہونے کے بعد اُن کے حسن و جمال کو دیکھکر اُن سے نکاح کی رغبت کرتے اور یہ ارادہ کرتے کہ اُن کا مہر اُن کے خاندان کے دستور کے مُطابق نہ دیں بلکہ کم مہر دے کر نکاح کر لیں (یا یہ کہ اگر لڑکیاں مالدار ہیں تو ان کے مال کی وجہ سے ان سے شادی کا ارادہ کرتے ویسے ان کو ان لڑکیوں سے خاص رغبت نہ ہوتی) مثلاً ایک شخص نے ایک یتیم لڑکی سے محض ایک کھجور کے درخت کی خاطر نکاح کیا، اُس لڑکی سے اُسے رغبت نہیں تھی لیکن اُسے چھوڑتا بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس بُرائی اور ظلم کا سدِّ باب کرنے کے لئے فرمایا:۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــًٔا ۝ {نساء ۳ و ۴}

(اے مؤمنو!) اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے (یعنی مہر پورا نہ دو گے یا دلی رغبت کے ساتھ انہیں اپنے پاس نہ رکھ سکو گے) تو دوسری عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں نکاح کر لو، دو سے یا تین سے یا چار سے نکاح کر لو۔ اگر تمہیں اپنی بیویوں کے ساتھ ناانصافی کا اندیشہ ہو تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا لونڈی جس کے تم مالک ہو (اس پر قناعت کرو) یہ حکم تم کو ناانصافی سے بچانے کے لئے دیا جا رہا ہے اور دیکھو بیویوں کو مہر پورا دیا کرو، ہاں اگر وہ خوشی سے کچھ دیدیں تو تم لے سکتے ہو۔[1]

جب یہ آیتیں اُتریں تو صحابہ کرامؓ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اِس سلسلہ میں مزید وضاحت کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاۗءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ

یہ آپؐ سے فتوٰی لے رہے ہیں ان سے کہدیجئے کہ اللہ فتوٰی دیتا ہے (کہ تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہو) وہ جو پہلے حکم دیا گیا وہ ان یتیم لڑکیوں کے متعلق ہے جن سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی المال عن عائشہؓ وکتاب الشرکۃ وکتاب الوصایا وکتاب التفسیر صحیح مسلم کتاب التفسیر۔

أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَأَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝ {النساء ۱۲۷}

تم نکاح کی خواہش تو کرو لیکن مہر پورا نہ دو (مہر پورا نہ دینا صریح ناانصافی ہے) اور یہی نہیں بلکہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تمام بے بس بچوں اور یتیموں کے ساتھ انصاف کیا کرو۔ جو نیکی بھی تم کرو گے اللہ اُسے جانتا ہے[1]

میراث کے احکام تقریباً اسی زمانہ میں حضرت جابرؓ بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بنو سلمہ کے محلہ میں پیدل اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت جابرؓ کے ہوش و حواس بجا نہیں تھے۔ آپؐ نے پانی منگایا اور وضو کیا پھر ان پر وضو کے بچے ہوئے پانی کے چھینٹے دئے۔ جب حضرت جابرؓ کو افاقہ ہوا تو اُنہوں نے پوچھا کہ "(یا رسول اللہؐ) آپ میرے مال کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ میں اس کا کیا کروں"۔ اللہ تعالیٰ نے میراث کے احکام نازل فرمائے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ دیا جائے۔ اگر صرف لڑکیاں ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو اُنہیں دو تہائی مال دیدیا جائے۔ اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اُسے نصف مال دیدیا جائے۔ ماں، باپ میں سے ہر ایک کو اولاد کی موجودگی میں چھٹا حصہ دیا جائے، اگر اولاد نہ ہو اور وارث صرف ماں باپ ہوں تو ماں کو تہائی (باقی باپ کو) اگر میت کے بھائی (بہن) بھی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ تقسیم وصیت کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد کی جائے۔ تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے باپ دادا اور تمہاری اولاد میں کون نفع کے لحاظ سے تمہارے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہیں۔ بیشک اللہ علیم اور حکیم ہے۔ اگر بیوی مر جائے تو اولاد نہ ہونے کی صورت میں شوہر کو نصف اور اگر اولاد ہو تو شوہر کو چوتھائی حصہ دیا جائے۔ اگر شوہر مر جائے تو اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیوی کو چوتھائی اور اگر اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ دیا جائے۔ اگر میت ایسی ہو کہ جس کا نہ باپ ہو نہ اولاد۔ البتہ بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دیا جائے۔ اگر بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی مال اُن میں برابر تقسیم کر دیا جائے۔ یہ تقسیم بھی بے ضرر وصیت کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد کی جائے۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اللہ جاننے والا حلم

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی المال عن عائشہؓ وکتاب الشرکۃ وکتاب الوصایا وکتاب التفسیر وصحیح مسلم کتاب التفسیر۔

يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ {نسآء ۱۱ تا ۱۴}

والا ہے۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں، جو شخص اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا وہ جنّت میں ہمیشہ رہے گا۔ اور جو اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اور اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور اُس کو ذلّت کا عذاب ہوگا[1]

پھر فرمایا کہ اگر

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ {نسآء ۸}

تقسیمِ میراث کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم یا مساکین آجائیں تو اُنہیں بھی کچھ دیدیا کرو اور اُن سے شیریں کلامی سے پیش آیا کرو۔

عورتوں کے حقوق ایامِ جاہلیّت میں یہ دستور تھا کہ شوہر کے مَرنے کے بعد اس کے وارث اُس کی بیوی کے بھی وارث بن جاتے، اگر چاہتے تو خود اس سے نکاح کر لیتے یا کسی دوسرے سے نکاح کرادیتے اور اگر چاہتے تو کسی سے بھی نکاح نہ کرنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ظلم کا خاتمہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ {نسآء ۱۹ تا ۲۱}

اے ایمان والو! زبردستی (بیوہ) عورتوں کے وارث نہ بن جایا کرو اور اس نیت سے انہیں گھروں میں نہ روکو کہ انہیں مجبور کر کے مہر میں سے کچھ واپس لے لو البتّہ اگر وہ بدکاری کریں تو روکنے میں کوئی حرج نہیں ان کے ساتھ اچھی طرح رہا کرو۔ اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بہت سی بھلائیاں پیدا کر دے۔ اور اگر پہلی بیوی کو طلاق دیکر تم دوسری شادی کرنا چاہو تو اگر تم نے پہلی بیوی کو ایک خزانہ بھی دیدیا ہے تو اُس میں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتے۔ کیا (تمہارے لئے یہ مناسب ہے کہ) بہتان لگا کر یا صریح ناانصافی کر کے اس میں سے کچھ واپس لیلو اور تم کیسے لے سکتے ہو جبکہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے (بوقتِ نکاح) مضبوط عہد بھی لے چکی ہیں[2]

محرّمات کی تفصیل پھر اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی تفصیل بتائی جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔ تم پر تمہاری مائیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الفرائض نحوہٗ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ۔

إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا ۖ وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ {۲۲ تا ۲۴}

بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں بھانجیاں، رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں، ساسیں اُن بیویوں کی بیٹیاں جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ بہوئیں اور بہ یک وقت اُختَین حرام کر دی گئی ہیں۔ جو پہلے ہو گیا وہ ہو گیا (اب ایسا نہیں ہونا چاہیئے) بے شک اللہ غفور اور رحیم ہے۔ اور شوہر والی عورتیں بھی تم پر حرام ہیں سوائے اُن لونڈیوں کے جن کے تم مالک ہوئے (اور اُن کے کافر شوہر دارالحرب میں موجود ہوں) ان مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ تمام عورتیں تم پر حلال ہیں بشرطیکہ انہیں نکاح میں رکھنا ہو۔ محض شہوت رانی کی نیت نہ ہو۔ اور (اے مؤمنو!) بیویوں کو اُن کے مقررہ مہر دیدیا کرو، البتہ اگر آپس کی رضامندی سے کچھ کمی بیشی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، اللہ (سب کے حال سے) واقف ہے اور سب کام حکمت سے کرتا ہے۔

بیویوں کی حق تلفی کی ممانعت معاشرہ میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی بیویوں سے محبت سے پیش نہ آتے تھے اور اُنہیں طلاق دینا چاہتے تھے لیکن بیویاں طلاق کو ناپسند کرتی تھیں، لہٰذا نان نفقہ وغیرہ معاف کر دیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ {نساء ۱۲۸}

اگر کسی عورت کو شوہر کی بے رغبتی یا زیادتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں اگر وہ صلح کر لیں۔ صلح ہی اچھی چیز ہے۔ رہا نفس تو وہ بے شک بخل کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر تم (آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ) نیکی کرو گے اور تقوٰے اختیار کرو گے تو اللہ کو تمہارے اعمال کا علم ہے۔[1]

شراب کے متعلق دوسری آیت کا نزول پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ شراب میں فائدے بھی ہیں اور نقصانات بھی اور نقصانات فائدوں سے زیادہ ہیں۔ یہ شراب سے روکنے کی ایک ترغیب تھی اور بس۔ اب اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی پر ایک پابندی لگائی۔ فرمایا:۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب التفسیر۔ [2] اُختَین سے مُراد حقیقی "بہنیں، پھوپی بھتیجی، خالہ بھانجی" ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ {نساء ۴۳}

اے ایمان والو! جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک تم اُس بات کو سمجھو نہیں جسے اپنی زبان سے ادا کر رہے ہو۔

مُنافقین کی جہاد سے پہلوتہی جہاد برابر جاری تھا۔ مُنافقین جنگ میں شریک ہونے سے گریز کرتے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ شروع میں

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ {نساء ۷۷، ۷۸}

جب ان سے کہا گیا کہ ابھی جنگ نہ کرو بس نماز پڑھتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو (تو جنگ کی جلدی کرتے تھے) لیکن جب جنگ کرنا فرض کر دیا گیا تو ان میں سے بعض لوگ دشمن سے اس طرح ڈرتے تھے جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور اس طرح کہتے کہ ابھی سے قتال کیوں فرض کر دیا گیا، ابھی تو ہمیں زندہ رہنے کی اور مہلت ملتی۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ دنیا کا مال تو بہر صورت تھوڑا ہی ہے (خواہ کتنا ہی زندہ رہو) اور آخرت پرہیزگاروں کیلئے بہت اچھی جگہ ہے۔ وہاں تم میں سے کسی پر تاگے کے برابر بھی ظلم و ناانصافی نہیں ہوگی اور (اے مؤمنو، موت سے ڈرنا فضول ہے) موت تو آکر رہے گی خواہ تم بڑے بڑے بُرجوں ہی میں کیوں نہ ہو (اور اے رسولؐ ان کی بھی عجیب حالت ہے کہ) جب انہیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور جب نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپؐ کی طرف سے ہے (یعنی آپؐ کی غلط تدبیر کا نتیجہ ہے) اے رسولؐ آپؐ کہہ دیجئے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا کہ اتنی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور (اے رسولؐ)

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ {نساء ۸۱}

یہ لوگ زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم آپؐ کی اطاعت کرتے ہیں لیکن آپؐ کے پاس سے جانے کے بعد رات کو آپؐ کے خلاف مشورے کرتے ہیں (اے رسول) اللہ تعالےٰ ان کے مشوروں کو لکھ رہا ہے (ان کے اعمال کی سزا ان کو عنقریب مل جائے گی) اے رسولؐ آپؐ ان سے اعراض کیجئے، اللہ پر بھروسہ کیجئے، اللہ ہی کارسازی کے لئے کافی ہے۔

پھر فرمایا کہ (اگر یہ مُنافقین جہاد نہیں کرتے تو اے رسولؐ)

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

آپؐ تو اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیں۔ آپؐ اپنی ذات کے سوا اور کسی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور مؤمنین

يَكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ○ {نسآء ۸۴}

کو بھی جہاد پر اُبھاریئے، ہوسکتا ہے کہ اللہ کافروں کے زور کو توڑ دے، اللہ کا زور سب سے زیادہ اور اُس کی سزا سب کی سزا سے زیادہ سخت ہے۔

مُنافقین کی ریشہ دوانیاں مُنافقین اپنی ریشہ دوانیوں سے باز نہ آتے تھے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ط وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ {نسآء ۱۱۳}

اگرچہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بفضلِ الٰہی ان کی گمراہ کُن باتوں سے متأثر نہیں ہوتے تھے لیکن وہ اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ آپؐ کو راہِ راست سے ہٹا دیں۔ اور وہ درحقیقت خود اپنی گمراہی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کچھ نہیں بگاڑ سکے (کیونکہ اللہ کو آپ سے اپنے دین کا کام لینا تھا) اللہ نے آپؐ پر اپنی کتاب و حکمت نازل کی تھی اور آپ کو ایسی ایسی باتیں بتائی تھیں جو (پہلے) آپؐ نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل و کرم تھا (اس فضل کے ہوتے ہوئے آپؐ کا بہکنا ناممکن تھا، لہٰذا منافقین کی تمام کوششیں ناکام ہو رہی تھیں)

غیرُ اللہ کی نذر و نیاز کی تردید تمام کُفّار کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ○ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ج وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ○ لَّعَنَهُ اللّٰهُ م وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ط وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○ {نسآء ۱۱۶ تا ۱۱۹}

بے شک اللہ شرک کو نہیں بخشے گا اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں اُن کو جس کے لئے چاہے گا بخش دیگا (اور اے لوگو سُن لو) جس نے شرک کیا وہ راہِ راست سے دور جا پڑا، اگرچہ بظاہر یہ چند (فرضی) عورتوں کی پوجا کرتے ہیں لیکن درحقیقت یہ شیطان کی عبادت کر رہے ہیں جس پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ اُس نے تو (شروع ہی میں) کہدیا تھا کہ (اے اللہ) میں تیرے بندوں سے اُن کے مال کا ایک مقرّرہ حصّہ لے لیا کروں گا (یعنی ان سے غیرُ اللہ کی نذر و نیاز کرایا کروں گا) انہیں گمراہ کرتا رہوں گا (غلط) اُمّیدیں دلاتا رہوں گا اور انہیں یہ بھی سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیریں اور اللہ کی تخلیق میں تغیّر کرتے رہیں (یعنی غیرُ اللہ کی نذر کرتے وقت جانوروں کے اعضاء میں تغیّر و تبدّل کریں) اب جو شخص بھی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح نقصان میں مُبتلا ہوگیا۔

منافقین کی بے ایمانی مُنافقین زبان سے تو یہ اقرار کرتے تھے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

کہ ہم اُس کتاب پر ایمان لائے جو (اے رسُولؐ) آپؐ پر اُتاری گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ
اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ
يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ
الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝
فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنْ
اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ
الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ
عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء ۱۰)

آپؐ سے پہلے آتی تھی لیکن جب مقدمات کا فیصلہ کرانا ہوتا تو اللہ کے قوانین کو چھوڑ کر دوسرے قوانین کے مطابق فیصلہ چاہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ غیر اللہ کے قوانین کا انکار کریں۔ لیکن شیطان یہ چاہتا تھا کہ انہیں راہِ راست سے دور ہٹا دے (اور وہ شیطان ہی کا کہنا مان رہے تھے) جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب اور اُس کے رسولؐ کی طرف آؤ تو یہ منافقین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور بھاگتے اور اگر ان کی شامتِ اعمال سے ان پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے چلے آتے اور قسمیں کھا کھا کر کہتے کہ ہمارا مقصد تو بھلائی تھا، ہم تو موافقت (و اصلاح) چاہتے تھے۔ اللہ نے فرمایا (اے رسولؐ) اللہ ان کے دل کا حال جانتا ہے۔ آپؐ ان سے اعراض کریں البتہ نصیحت جاری رکھیں اور ان سے ایسی باتیں کہیں جو ان کے دلوں میں اثر کر جائیں اور (اے رسولؐ نہ صرف آپؐ بلکہ) ہم نے جو رسول بھی بھیجا تو اُس کے بھیجنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ انہیں تو یہ چاہیئے تھا کہ اگر یہ (آپؐ کی نافرمانی کر کے) گناہ کر بیٹھے تھے تو آپؐ کے پاس آتے، اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور آپؐ بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو یہ اللہ کو معاف کرنیوالا، رحم کرنے والا پاتے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ
الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ
عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ
حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا
مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ
فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ
بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ
نَكُنْ مَّعَكُمْ ۠ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا
اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

لیکن معافی مانگنا تو کجا اُن لوگوں کی تو یہ حالت تھی کہ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے، ان کے ہاں اپنی عزت کے طلبگار ہوتے (ان کی اس حرکت پر اللہ نے فرمایا) عزت تو سب اللہ ہی کی ہے (وہ جس کو عزت دے وہ عزت پا سکتا ہے)۔ مزید برآں منافقین اپنی مجلسوں میں اللہ کی آیات کا مذاق اُڑاتے تھے، اللہ نے مومنین سے فرمایا کہ (اے مومنو!) جب اللہ کی آیات کا مذاق اُڑایا جائے یا اُنکا انکار کیا جائے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں (اگر تم ان کے ساتھ بیٹھے) تو تمہارا شمار بھی انہی میں سے ہوگا۔ غرض یہ کہ منافقین طرح طرح کی چالیں چلتے موقع شناسی

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝ {نساء ۱۳۹ تا ۱۴۵}

ان کی خصلت بن گئی تھی ۔ اگر مؤمنین کی فتح ہوتی تو کہتے ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر کافروں کو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اُن سے کہتے "کیا ہم نے تمہاری حفاظت نہیں کی ؟ ہم ہی نے تو تم کو مؤمنین سے بچایا" وہ اللہ کو دھوکا دینے میں لگے ہوئے تھے حالانکہ وہ خود دھوکے میں مبتلا تھے. جب نماز پڑھتے تو محض لوگوں کو دکھانیکے لئے سُستی اور کاہلی کے ساتھ نماز پڑھتے ۔ اور اللہ کو تو (درحقیقت) وہ بہت کم ہی یاد کرتے تھے . نہ پُوری طرح مؤمنین کے ساتھ تھے نہ پوری طرح کافروں کے ساتھ تھے. بیچ میں لٹک رہے تھے. ان لوگوں کے متعلق اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے فطری قوانین کے مُطابق گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ۔ اب انہیں ۔اہِ ۔است کیسے مل سکتی ہے۔ ان کی سزا تو یہ ہے کہ یہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں ہوں گے اور وہاں اُن کیلئے کوئی مدد گار نہ ہوگا ۔ اور اے مؤمنو، تم کافروں کو دوست نہ بنانا ورنہ تم بھی عذاب کے مستحق ہو جاؤ گے ۔

اہلِ کتاب میں تبلیغ اسلام | مُنافقین کی طرح یہودی بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مُسلمین کے درپئے آزار رہا کرتے تھے ۔ جب ان سے کہا جاتا کہ اسلام قبول کرو تو طرح طرح کے بہانے بناتے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے. بہرحال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں برابر تبلیغ کرتے رہتے تھے (لیکن وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے تھے) ایک دن

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ ۚ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ {نساء ۱۵۳}

کہنے لگے کہ آپ آسمان سے ہم پر کوئی کتاب اُتار لائیں (تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے. اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہٹ دھرمی ان کی پُرانی عادت ہے) ان کے بڑوں نے تو موسیٰؑ سے اس سے بھی زیادہ (لغو) بات کا مطالبہ کیا تھا یعنی یہ کہ ہمیں اللہ کو بے حجاب دکھا دو. ان کی اس شرارت کی وجہ سے بجلی نے انہیں آدبوچا (یہی نہیں بلکہ) ان کے بڑوں نے تو کھُلی نشانیاں آنے کے بعد بچھڑے کو پُوجا (یہ ہمارا فضل و کرم تھا کہ) ہم نے معاف کر دیا اور موسیٰؑ کو صریح غلبہ عطا کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ان سے ایمان کی اُمید رکھنا فضول ہے) یہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ

اپنے عہدوں کو توڑا. اللہ کی آیات کا انکار کیا. انبیاء کو ناحق قتل کیا اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے دلوں

قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ {نساء ۱۵۵ تا ۱۵۸}

پر غلاف چڑھا ہوا ہے۔ بات یہ نہیں ہے بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر اُن کے کفر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مُہر لگا دی ہے۔ لہٰذا یہ کم ہی ایمان لائیں گے اور اس لئے بھی ان کے دل پر مُہر لگائی کہ اُنہوں نے مریم پر بُہتانِ عظیم لگایا اور پھر یہ دعوٰی کیا کہ ہم نے اللہ کے رسُول عیسیٰؑ بن مریم کو قتل کر دیا، حالانکہ اُنہوں نے نہ عیسیٰؑ کو قتل کیا، نہ اُنہیں سُولی پر چڑھایا مگر ہاں اُن کو (مصلوب کی) شکل عیسٰےؑ جیسی معلوم ہوئی۔ یہ لوگ شک و شبہ میں مُبتلا ہیں (انہیں خود بھی یقین نہیں کہ وہ ایسا کر گزرے ہیں) یہ تو محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُنہیں اپنی طرف اُوپر اُٹھا لیا اور۔ اللہ غالب ہے (وہ سب کچھ کر سکتا ہے) اور وہ حکمت والا بھی ہے۔

پھر اللہ نے تمام دنیا کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ {نساء ۱۷۰}

اے لوگو! تمہارے ربّ کی طرف سے ایک رسُولِ برحق تمہارے پاس آگیا ہے، اُس پر ایمان لے آؤ، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر انکار کرو گے تو بے شک زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (تم نہ اللہ کا کچھ بگاڑ سکتے ہو نہ اللہ کے رسُولؐ کا) اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

آدابِ مُعاشرہ کے متعلّق مزید ہدایات مؤمنین کو آدابِ معاشرہ سکھاتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے مؤمنو)

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ {نساء ۸۶}

جب تم کو سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دیا کرو، یا (کم از کم) اتنا ہی لوٹا دیا کرو۔ بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے حکم دیا تھا کہ شوہروں کو چاہیئے کہ بیویوں میں انصاف کریں۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس انصاف کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ {نساء ۱۲۹}

تم کتنا ہی چاہو بیویوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکتے (محبّت کا کم و بیش ہونا فطری چیز ہے) تو ایسا بھی نہ کرو کہ بس ایک ہی بیوی کے ہو کر رہ جاؤ اور دوسری کو معلّق چھوڑ دو، اور اگر تم صلح و صفائی سے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عیدُ الاضحٰے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عیدالاضحٰے کی نماز حسب دستور پڑھائی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی

ہیں عید کا دن تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں تشریف لائے۔ اُس وقت میرے پاس دو انصاری لڑکیاں جو گانا نہیں جانتی تھیں دَف بجا بجا کر جنگِ بُعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے بستر پر لیٹ گئے۔ آپؐ نے اپنے چہرۂ مبارک کو کپڑے سے ڈھانک کر دوسری طرف کر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے۔ اُنہوں نے مجھے دھمکایا اور ان لڑکیوں کو بھی دھمکایا اور کہا "کیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر میں یہ شیطانی باجے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چہرہ پر سے کپڑا ہٹا کر حضرت ابوبکرؓ کی طرف مُنہ کیا اور فرمایا "انہیں چھوڑ دو، بے شک ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے"۔ پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غافل ہو گئے تو حضرت عائشہؓ نے ان لڑکیوں کو اشارہ کیا اور وہ دونوں باہر چلی گئیں[1]

ایّامِ تشریق کے روزوں کی ممانعت عید الفطر اور عید الاضحٰے کے روزوں کی ممانعت تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہلے ہی فرما چکے تھے۔ اب آپؐ نے ایّامِ تشریق کے متعلّق فرمایا کہ یہ بھی کھانے پینے کے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں[2] (گویا آپؐ نے ایّامِ تشریق یعنی ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذوالحجہ کے روزوں کی بھی ممانعت فرما دی)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جاسوس روانہ کرنا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دس آدمیوں کا ایک دستہ کافروں کی جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا۔ اور حضرت عاصم بن ثابت انصاریؓ کو جو عاصم بن عمر بن خطابؓ کے نانا تھے اُن پر امیر مقرر کیا۔ حضرت عاصمؓ مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ جب وہ ہدات کے مقام پر پہنچے جو عُسفان اور مکّہ معظّمہ کے درمیان ہے تو اُن کی خبر ہذیل کے ایک قبیلہ کو جس کا نام بنو لحیان تھا پہنچی۔ بنو لحیان نے ان مؤمنین کے مقابلہ کے لئے دو سو آدمیوں کو روانہ کیا جو سب تیر انداز تھے۔ مؤمنین کو تلاش کرنے کے لئے وہ اُن کے قدم کے نشانات پر چلتے رہے۔ جب انہوں نے مؤمنین کی کھائی ہوئی کھجوریں جو یہ مدینہ منوّرہ سے بطور زادِ راہ لائے تھے دیکھیں تو کہنے لگے یہ تو مدینہ کی کھجوریں ہیں۔ غرض یہ کہ وہ نشاناتِ قدم پر چلتے ہوئے مؤمنین کے پاس پہنچ گئے۔ جب حضرت عاصمؓ اور اُن کے ساتھیوں نے اُنہیں دیکھا تو وہ پہاڑ کی چوٹی پر چلے گئے۔ کافروں نے اُنہیں گھیر لیا اور ان سے کہا پہاڑ سے اُتر آؤ اور اپنا ہاتھ ہمیں دیدو (یعنی گرفتار ہو جاؤ) ہم تم سے عہد کرتے ہیں کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصمؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں کافر کی امان میں نہیں اُتروں گا"۔ یہ کہہ کر دُعاء کی کہ "اے اللہ ہماری خبر اپنے نبیؐ کو پہنچا دے"۔ کافروں نے تیر مارنے شروع کئے۔ دونوں طرف سے باقاعدہ جنگ ہوتی رہی، یہاں تک کہ کافروں نے حضرت عاصمؓ اور اُن کے ساتھ چھ آدمیوں کو شہید کر دیا۔ تین آدمی جو بچے وہ کافروں کے عہد و پیمان پر بھروسہ کر کے پہاڑ سے نیچے اُتر آئے۔ منجملہ ان کے حضرت خبیب انصاریؓ اور حضرت زید بن دثنہؓ تھے۔ جب کافروں نے ان پر قابو پا لیا تو اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں باندھ دیا۔ حضرت خبیبؓ اور حضرت ابنِ دثنہؓ کے علاوہ جو تیسرے صحابی تھے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "یہ ان لوگوں کی پہلی وعدہ خلافی ہے۔ اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا، معلوم ہوتا ہے ان کا قتل کرنے کا ارادہ ہے"۔ انہوں نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العیدین باب الحراب والدرق فی یوم العید وباب سنۃ العید لاھل الاسلام وباب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین عن عائشہؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الصّوم عن نبیشہؓ وکعب بن مالکؓ۔

کافروں کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کافروں نے اُن کو کھینچا اور اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اُن کے ساتھ چلیں۔ لیکن وہ نہ مانے۔ کافروں نے اُنہیں وہیں شہید کر دیا۔ اب وہ حضرت خبیبؓ اور حضرت ابنِ دثنہؓ کو لے کر چلے یہاں تک کہ ان دونوں کو مکہ معظمہ میں لے جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبدِ مناف کے بیٹوں نے مول لے لیا اس لئے کہ حضرت خبیبؓ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خبیبؓ ان لوگوں کے ہاں قید رہے۔ جب وہ لوگ ان کے قتل کے لئے جمع ہوئے تو حضرت خبیبؓ نے حارث کی بیٹی سے ایک اُسترا مانگا تاکہ اس سے زیرِ ناف بالوں کو مونڈیں۔ لڑکی نے اُسترا انہیں دیدیا۔ اسی اثناء میں حضرت خبیبؓ نے اس لڑکی کے بیٹے کو اپنی گود میں لے لیا۔ اُس لڑکی کو خبر نہیں ہوئی۔ جب اُس نے اپنے بچّہ کو حضرت خبیبؓ کے زانو پر بیٹھا ہوا دیکھا اور یہ دیکھا کہ حضرت خبیبؓ کے ہاتھ میں اُسترا ہے تو وہ ڈر گئی۔ حضرت خبیبؓ نے اُس کے چہرہ سے اُس کی گھبراہٹ کو پہچان لیا۔ اُنہوں نے اُس لڑکی سے کہا "کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا۔" وہ لڑکی کہتی ہے کہ "میں نے خبیبؓ سے بہتر قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے اُن کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا، وہ اُس کو کھا رہے تھے حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ مکّہ معظّمہ میں اس زمانہ میں کوئی پھل نہیں آرہا تھا وہ رزق اللہ کی طرف سے آیا تھا اور اللہ ہی نے خبیبؓ کو دیا تھا۔" پھر کافر حضرت خبیبؓ کو لے کر حدودِ حرم کے باہر گئے تاکہ اُنہیں قتل کریں۔ حضرت خبیبؓ نے اُن سے کہا "مجھے اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔" کافروں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اُنہوں نے دو رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد کہا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ مجھے قتل کا خوف ہے تو میں طویل نماز پڑھتا۔ پھر اس طرح دُعاء کی "اے اللہ ان کو گن لے، ان کو علیٰحدہ علیٰحدہ مار اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔" پھر یہ دو شعر پڑھے:۔

وَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا	جبکہ میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ	اس بات کی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ	یہ مصیبت تو اللہ کی راہ میں پہنچ رہی ہے اور اگر اللہ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ	چاہے تو کٹے ہوئے اعضاء کے ٹکڑوں میں برکت

عطاء فرمائے۔

اس کے بعد حارث کے بیٹے عقبہ نے اُنھیں شہید کر دیا۔

حضرت خبیبؓ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر اُس مُسلم کے لئے جو قید کر کے قتل کیا جائے دو رکعت مسنون کر دیں (کیوں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے اس فعل کو برقرار رکھا اور ناپسند نہیں فرمایا)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کی دُعاء قبول فرمالی جو اُنہوں نے شہادت کے دن مانگی تھی اور اپنے نبیؐ کو اُن کی خبر پہنچا دی۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو اس واقعہ سے مطلع فرمایا۔

کُفّارِ قریش میں سے چند لوگوں نے حضرت عاصمؓ کے قتل کا یقین نہیں کیا، لہٰذا اُنہوں نے چند آدمی روانہ کئے تاکہ وہ ان کے جسم کا کوئی حصّہ کاٹ کر لے آئیں جس سے یہ پہچانا جائے کہ واقعی وہ قتل ہو گئے۔ کیوں کہ حضرت عاصمؓ نے جنگِ بدر میں ان کے ایک سردار کو قتل کیا تھا لہٰذا وہ حضرت عاصمؓ کے قتل کے بہت

زیادہ متمنّی تھے۔ جب قریش کے بھیجے ہوئے آدمی وہاں پہنچے تو حضرت عاصمؓ کی لاش پر بھڑیں مثل چھتّہ کے چھا گئیں۔ بھڑوں نے اُن کی لاش کو محفوظ کر دیا اور وہ کافر اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ ان کے جسم کا کوئی ٹکڑا کاٹ سکیں[1]

حضرت بریرہؓ کی مُکاتبت حضرت بریرہؓ ابتداء میں ایک لونڈی تھیں۔ ان کے مالکوں نے ان کو آزاد کرنے کا معاوضہ نو اوقیہ چاندی مقرر کی اور ان سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنے کا معاہدہ کیا۔ حضرت بریرہؓ، حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس آئیں اور اُن سے زرِ مکاتبت کے ادا کرنے میں امداد چاہی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں اس شرط پر زرِ مکاتبت ادا کرنے کیلئے تیّار ہوں کہ تمہاری وراثت میرے لئے ہو۔ حضرت بریرہؓ کے مالکوں نے اس شرط کو منظور نہیں کیا۔ اُنہوں نے کہا حقِ وراثت ہمارا ہی رہے گا۔ کچھ دیر بعد جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اس بات کا ذکر آپؐ سے کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اُسے خرید کر آزاد کر دو اور ولاء کی شرط ان ہی کے لئے کر لو (شرط کرنے سے کیا ہوتا ہے) حقِ وراثت تو آزاد کرنے والے ہی کا ہوتا ہے"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "امّا بعد، لوگوں کا کیا حال ہے، ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتابُ اللہ میں نہیں۔ جو شخص ایسی شرط کرے جو کتابُ اللہ میں نہ ہو تو اُس کی شرط باطِل ہے۔ اُسے اس شرط کی بنیاد پر کچھ نہیں ملیگا خواہ وہ سَو مرتبہ شرط کرے۔ اللہ ہی کا فیصلہ سچّا ہے اللہ ہی کی شرط مضبوط شرط ہے۔ ولاء (حقِ وراثت) اُسی کے لئے ہوگا جو آزاد کرے"۔[2]

(نوٹ:۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حدیث بھی کتابُ اللہ ہے کیونکہ مسئلۂ ولاء قرآن مجید میں نہیں ہے)

عامر بن طفیل کی گستاخانہ شرطیں مشرکین کا سَردار عامر بن طفیل رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا "میں آپؐ کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیتا ہوں (ان میں سے آپؐ جو چاہیں قبول کریں)

(۱) آپؐ کے مطیع جنگل والے ہوں اور میرے شہر والے یا

(۲) میں آپؐ کا خلیفہ بنوں ورنہ

(۳) میں آپؐ پر دو ہزار غطفانیوں کے لشکر سے حملہ کروں گا"۔[3]

(یہ کہکر وہ واپس چلا گیا اور مؤمنین کے خلاف ایک سازش کی)

کافروں کی ایک سازش۔ واقعہ بئرِ معونہ رُعل، ذکوان، عصیّہ اور بنو لحیان قبیلے کے لوگوں نے (بظاہر مسلم بن کر) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ایسے آدمی طلب کئے جو (تبلیغی جدوجہد میں) ان کی مدد کر سکیں اور ان کو قرآن اور سُنّت کی تعلیم بھی دیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ستّر انصار کو جو اپنے زمانہ کے قُرّاء کہلاتے تھے اُن کے ساتھ کر دیا۔ ان میں حضرت انسؓ کے ماموں یعنی حضرت اُمّ سُلیمؓ کے بھائی حضرت حرام بن ملحانؓ اور ایک لنگڑے قاری بھی شامل تھے۔ یہ لوگ دن کے وقت لکڑیاں چُن کر لاتے اور ان کو بیچ کر اصحابِ صفّہ[4] اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ رات کو قرآن پڑھتے، تعلیم (دین)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب ہل یُستاسر الرّجُل عن ابی ہُریرہؓ کتابُ المغازی ابواب غزوۃ بدر وباب غزوۃ الرجیع۔

[2] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب ذکر البیع والشراء علی المنبر فی المسجد عن عائشہؓ وکتابُ البیوع باب اذا اشترط وصحیح مسلم کتابُ العتق۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع۔

[4] اصحابِ صفہ سے مُراد وہ طلباء ہیں جو مسجدِ نبوی میں ایک چبوترہ پر رہا کرتے تھے۔

حاصل کرتے اور نماز (تہجّد) پڑھا کرتے تھے۔ مدینہ منوّرہ سے روانہ ہونے کے بعد جب یہ لوگ بئرِ معونہ مقام پر پہنچے تو اُن لوگوں نے بدعہدی کی۔ جو عہد انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا تھا اُسے توڑ دیا۔ حضرت حرامؓ کو جب اُن کی بدعہدی کا علم ہوا تو دو آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ کچھ دور جا کر اُنہوں نے اپنے دو ساتھیوں سے جن میں ایک لنگڑے تھے کہا "تم دونوں میرے قریب (چلتے) رہنا جب تک میں ان کے پاس پہنچوں۔ اگر کافروں نے مجھے امن دیدیا تو تم میرے قریب ٹھہرے رہنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا"۔ یہ کہکر حضرت حرامؓ کافروں کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو تاکہ میں تمہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام پہنچاؤں۔ اُنہوں نے امن دیا حضرت حرامؓ نے تقریر شروع کی۔ ان لوگوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا۔ اُس نے پیچھے سے آکر حضرت حرامؓ کو نیزہ مارا اور اُن کے جسم کے پار کر دیا حضرت حرامؓ نے اپنا خون لے کر اپنے منہ اور سر پر مل لیا اور کہا "اللہُ اکبر۔ ربِّ کعبہ کی قسم میں مُراد کو پہنچ گیا"۔ کُفّار نے دھوکا دیکر دو کے علاوہ باقی تمام مؤمنین کو بھی شہید کر دیا۔ مؤمنین یہ کہتے رہے کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں (لیکن اُنہوں نے ایک نہیں سُنی) شہید ہونے والوں میں حضرت عروہ بن اسماء بن صلتؓ اور منذر بن عمرؓ شامل تھے۔

دو مسلم جو بچ گئے تھے اُن میں سے ایک لنگڑے قاری تھے۔ یہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے (اور بچ کر نکل آئے) دوسرے حضرت عمرو بن اُمیّہ ضمریؓ تھے جن کو کافروں نے گرفتار کر لیا۔

عامر بن طفیل جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے نامُراد واپس ہوا تھا اس سازش میں شامل تھا۔ جب حضرت عمرو بن اُمیّہؓ گرفتار کر کے اس کے پاس لائے گئے تو اُس نے ایک لاش کی طرف اِشارہ کر کے پوچھا "یہ کون ہے؟" حضرت عمروؓ نے کہا "یہ عامر بن فہیرہؓ ہیں"۔ عامر بن طفیل نے کہا "میں نے دیکھا کہ وہ قتل ہونے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھائے گئے۔ بڑی دیر تک اُن کی لاش آسمان اور زمین کے درمیان معلّق رہی پھر وہ زمین پر رکھدی گئی"۔ یہ وہی "عامر بن فہیرہؓ" ہیں جو سفرِ ہجرت میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اِس واقعہ کی خبر پہنچی۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو مطّلع کیا اور فرمایا! "تمہارے اصحاب مصیبت میں مبتلا ہوئے"۔ شہادت کے بعد اُنہوں نے اپنے ربّ سے دُعا کی "اے ہمارے ربّ ہمارے بھائیوں کو ہماری اور اپنی باہمی رضامندی کی خبر پہنچادے"۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حال صحابہؓ کرامؓ کو بتادیا۔ وحی کے الفاظ یہ تھے:۔

بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا۔

ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچادو کہ بیشک ہم اپنے ربّ سے ملے۔ وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اُس سے راضی ہیں۔

وحی کے یہ الفاظ قرآن مجید کی آیت (کی طرح) تلاوت کئے جاتے تھے۔ بعد میں (بحکمِ الٰہی) ان کی تلاوت منسوخ کر دی گئی۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ سے اتنا سخت صدمہ ہوا کہ) آپؐ ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے رہے۔ آپؐ عرب کے اُن قبیلوں پر بددعا کرتے تھے جنہوں نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی (اور بدعہدی) کی تھی۔

عامر بن طفیل کو طاعون ہو گیا، اُس نے کہا یہ اُونٹ کے غدود کی طرح ایک غدود ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کی پُشت پر ہی مر گیا۔[1]

۴ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُمّ سلمہؓ سے نکاح

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا کہ جب کسی مسلم کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یہ پڑھے:-

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔	ہم سب اللہ کے ہیں اور ہم سب اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ میری مصیبت کا مجھے اجر دے اور اس سے بہتر چیز مجھے عطا فرما۔

تو اللہ اُس کو اجر بھی دیتا ہے اور بدلہ میں اس کو اس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔ جب میرے شوہر ابوسلمہؓ کا انتقال ہوا تو میں نے سوچا کہ ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوگا۔ وہ صحابیِ رسولؐ تھے، ان کا گھر وہ گھر تھا کہ جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر اللہ نے میرے دل میں ڈالا میں نے وہ کلمات پڑھ ہی لئے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ میں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، ابوسلمہؓ کا انتقال ہو گیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھو:-

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْہُ عُقْبٰی حَسَنَۃً۔	اے اللہ مجھے بخش دے اور انہیں بھی بخش دے اور ان کے بعد مجھے بہتری عطا فرما۔

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے یہ کلمے پڑھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ اُن کی آنکھیں کھُلی رہ گئی تھیں۔ آپؐ نے اُنہیں بند کر دیا۔ پھر فرمایا "جب رُوح نکلتی ہے تو نگاہ اُس کے پیچھے پیچھے جاتی ہے۔" اتنے میں گھر والے رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بھلائی کی دعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا کی کہ "اے اللہ ابوسلمہؓ کو بخش دے، ہدایت والوں میں ان کا درجہ بلند فرما، ان کے پس ماندگان میں تو خلیفہ بن جا، اور اے ربّ العالمین ہم کو اور ان کو بخشدے۔ ان کی قبر کو کُشادہ فرما دے اور اس میں ان کے لئے روشنی کر دے۔"

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ابوسلمہؓ کے انتقال پر میں نے کہا "یہ مُسافر مُسافرت میں مر گیا۔ میں اس پر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع وبئر معونہ عن انسؓ وعن عائشہ صدیقہؓ وکتاب الجہاد عن انسؓ باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللہ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید (مختصرًا) عامر بن طفیل اور حضرت عامر بن فہیرہؓ کا واقعہ صحیح مسلم میں نہیں البتہ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ دوہری خط کشیدہ عبارت صحیح بخاری میں ہے۔

ایسا روؤنگی کہ لوگ اس کا ذکر کریں گے۔ میں نے رونے کی تیاری کی۔ ایک عورت مدینہ کے بالائی حصّہ سے میرا ساتھ دینے آئی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس آئے اور فرمایا "کیا تو شیطان کو اُس گھر میں جس گھر سے اللہ نے اُسے (ایمان اور ہجرت کے ذریعہ) دو مرتبہ نکالا ہے بُلانا چاہتی ہے"۔ حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں یہ کلمات سُن کر میں نوحہ و ماتم سے باز رہی، اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے ذریعہ حضرت اُمّ سلمہؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "میری ایک بیٹی ہے، پھر میں غیور بہت ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کہلوایا کہ "ہم اُن کی بیٹی کے لئے دُعاء کریں گے کہ اللہ ان کو اس سے بے فکر کر دے اور میں یہ بھی دُعاء کروں گا کہ ان کی (غیر ضروری) غیرت[1] دور ہو جائے"۔ غرض یہ کہ حضرت اُمّ سلمہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نکاح کر لیا۔ وہ فرماتی ہیں "وہ دُعاء جو میں نے پڑھی تھی اُس کے اثر سے اللہ نے ابو سلمہؓ سے بہتر شوہر کی زوجیت مجھے نصیب فرمائی"۔

نکاح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اُمّ سلمہؓ کے ہاں تین دن رہے۔ جب آپؐ جانے لگے تو اُنہوں نے آپؐ کا دامن پکڑ لیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اپنے شوہر کے نزدیک کم مرتبہ نہیں ہو اگر تم چاہو تو میں تمہارے ہاں سات دن رہوں، پھر تمام بیویوں کے پاس سات سات دن کا دورہ کروں"۔ حضرت اُمّ سلمہؓ نے کہا "تین دن ہی ٹھیک ہیں"[2]۔

پردہ کا مشورہ ایک دن حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "آپؐ کے ہاں اچھے اور بُرے سب ہی قسم کے لوگ آتے ہیں، کاش آپؐ مؤمنین کی ماؤں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں"[3]۔ حضرت عمرؓ اس طرح بار بار مشورہ دیتے رہے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ کا حکم نہیں دیا۔ ازواجِ مطہّراتؓ برابر قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر جایا کرتی تھیں۔ ایک رات کو ایسا ہوا کہ حضرت سودہ بنت زمعہؓ قضائے حاجت کے لئے نکلیں۔ حضرت عمرؓ نے جو اُس وقت کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اُنہیں دیکھ لیا۔ وہ دراز قامت تھیں لہٰذا حضرت عمرؓ نے اُنھیں پہچان لیا، کہنے لگے "اے سودہؓ ہم نے تمہیں پہچان لیا"۔ یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کہ انہیں اس بات کی بے حد خواہش تھی کہ کسی طرح پردہ کا حکم نازل ہو جائے[4] (لیکن اب بھی کچھ عرصہ تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا)

انصاری عورتوں کا اثر مہاجر عورتوں پر قریش کے مرد عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہاں کی عورتیں مَردوں پر غالب ہیں۔ قرشی عورتوں نے بھی انصاری عورتوں کی عادتیں سیکھنی شروع کر دیں۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ اپنی بیوی پر چِلّائے۔ بیوی نے انہیں سخت جواب دیا۔ حضرت عمرؓ کو بیوی کا اس طرح بات کرنا ناگوار گذرا۔ بیوی نے کہا "تم کو میرا جواب دینا کیوں ناگوار گذرا، نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویاں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض ان میں سے دن بھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بات نہیں کرتیں"۔ حضرت عمرؓ یہ سُن کر ڈر گئے۔ اُنہوں نے کہا جس نے ایسا کیا وہ سخت خسارہ میں ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے کپڑے پہنے اور حضرت حفصہؓ کے پاس گئے۔ حضرت عمرؓ نے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن اُمّ سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب قدر ما تستحقہ البکر الخ عن اُمّ سلمہؓ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب السلام۔ [5] غیرت سے مُراد وہ غیرت ہے جو سوکنوں میں ہوتی ہے۔

کہا" اے حفصہؓ کیا تم میں سے کوئی دن دن بھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ناراض رکھتی ہے؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "ہاں" حضرت عمرؓ نے کہا "تو وہ خسارہ میں رہے گی اور نامُراد ہوگی، کیا اُسے یہ ڈر نہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہو جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گی۔ تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ بات نہ کیا کرو، نہ کسی بات میں اُلٹ کر جواب دیا کرو، نہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ترکِ کلام کیا کرو۔ جو کچھ تمہیں ضرورت ہوا کرے مجھ سے مانگ لیا کرو۔ اور دیکھو تم دھوکے میں نہ آجانا کیونکہ تمہاری پڑوسن یعنی عائشہؓ تم سے زیادہ حسین اور تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محبوب ہیں۔" حضرت حفصہؓ کو نصیحت کرنے کے بعد حضرت عمرؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس گئے۔ وہ ان کی رشتہ دار تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ان سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے فرمایا "تم ہر معاملہ میں دَخل دیتے ہو اور اب یہ چاہتے ہو کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کی ازواجؓ کے معاملہ میں بھی دخل دو۔" حضرت عمرؓ کو ان کی اس بات سے اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ ان کو نصیحت نہ کر سکے اور واپس چلے آئے۔[1]

واقعہ اِیلاء[2] ایک دن ایسا ہوا کہ ازواجِ مطہّرات نے جمع ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خرچ کا مُطالبہ کیا۔ آپؐ نے اِس مُطالبہ کو ناپسند فرمایا اور خفگی کا اظہار کیا۔ اُس وقت آپؐ کے دروازہ پر بہت سے لوگ موجود تھے۔ لیکن کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے۔ اُن کو اجازت مل گئی وہ اندر چلے گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے۔ اُن کو بھی اجازت مل گئی۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھے ہوئے ہیں اور آپؐ کے گرد آپؐ کی بیویاں غمگین اور خاموش بیٹھی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا میں کوئی ایسی بات کہوں کہ آپؐ مُسکرا دیں۔ اُنہوں نے کہا "یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کاش آپؐ خارجہ کی بیٹی (یعنی میری بیوی) کو دیکھتے کہ اگر وہ مجھ سے خرچ مانگتی تو میں کھڑے ہو کر اس کا کلا گھونٹتا" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے، پھر فرمایا "یہ سب میرے گرد بیٹھی ہیں اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ اُٹھے اور حضرت عائشہؓ کا کلا گھونٹنے لگے۔ حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کا کلا گھونٹنے لگے۔ وہ دونوں کہنے لگیں "ہم وہ چیز آپؐ سے کبھی نہ مانگیں گے جو آپؐ کے پاس نہ ہو۔" (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے جانے کے بعد) ازواجِ مطہّرات کے اس مطالبہ پر ناراض ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (ایک مہینہ تک) ان کے پاس نہ جانے کی قَسم کھالی[3]۔

کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پَیر میں موچ آگئی تھی لہٰذا آپؐ ایک بالاخانہ میں فروکش ہو گئے[4]۔ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چڑھنے اُترنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی جیسا کہ آگے آرہا ہے)

حضرت عمرؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس قَسم کی خبر نہیں ہوئی۔ وہ مدینہ کی بلندی پر بنو اُمیّہ بن زید کے محلّہ میں رہتے تھے۔ ایک انصاری ان کے پڑوسی تھے۔ حضرت عمرؓ اور وہ انصاری باری باری سے نبی صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المظالم بابُ الغرفۃ عن عمرؓ وکتابُ النکاح باب موعظۃ الرّجل ابنتہ وباب، بحرۃ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءَہٗ عن ابنِ عباسؓ وصحیح مسلم کتابُ الطّلاق باب بیان ان تخییر امرأۃ ..... عن عائشہؓ وبابُ الایلاء عن عائشہؓ وعمرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ صحیح مسلم میں کتابُ الطّلاق دو جگہ ہے)

[2] بیوی کے پاس نہ جانے کی قَسم کھا لینے کو ایلاء کہتے ہیں۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الطّلاق عن جابرؓ۔ [4] پردہ کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔

[4] صحیح بخاری کتابُ المظالم بابُ الغرفۃ عن انسؓ۔

علیہ وسلّم کے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمرؓ آتے اور ایک دن وہ انصاری آتے جب حضرت عمرؓ آتے تو اُس دن کی تمام خبریں اور احکام وغیرہ اُنہیں سُنا دیا کرتے، اور جس دن وہ آتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے۔

ان دنوں میں مدینہ منوّرہ میں اکثر اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ غسّان (امیرِ شام) مسلمین سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت عمرؓ کے انصاری پڑوسی اپنی باری کے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے۔ رات کو جب وہ لَوٹ کر آئے تو حضرت عمرؓ کے دروازہ کو زور سے کھٹکھٹایا اور کہا "کیا وہ سو رہے ہیں؟" حضرت عمرؓ (ان کی اس بات سے) ڈر گئے۔ باہر نکلے تو انصاری نے کہا "ایک بڑا حادثہ ہو گیا" حضرت عمرؓ نے کہا "کیا غسّان آگیا؟" اُنہوں نے کہا "اس سے بھی بڑا حادثہ ہو گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "حفصہ نقصان میں رہی اور نامُراد ہو گئی۔ میں تو پہلے ہی سمجھ رہا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا"۔

صبح کو حضرت عمرؓ کپڑے وغیرہ پہن کر گھر سے روانہ ہوئے اور فجر کی نماز رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ پڑھی۔ نماز کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالاخانہ میں تشریف لے گئے اور اُس میں تنہا بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ حُجروں کی طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر گھر میں رونا ہو رہا ہے اور ہر بیوی کے گھر والے اُس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اُس زمانہ کی بات ہے کہ جب تک پردہ کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ کے گھر گئے اور ان سے کہا "اے صدّیقؓ کی بیٹی، تمہارا یہ کیا حال ہو گیا ہے کہ تم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذا دینے لگی ہو"۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ "تم کو مجھ سے اور مجھ کو تم سے کیا مطلب۔ تم اپنی گٹھڑی (یعنی اپنی بیٹی) کی خبر لو"۔ وہاں سے اُٹھ کر حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کے پاس گئے۔ وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا "تم کیوں رو رہی ہو؟" کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا (کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نامناسب بات نہ کہنا) اللہ کی قسم تم جانتی ہو کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تم کو (زیادہ) نہیں چاہتے اور میں نہ ہوتا تو ابھی تک تم کو طلاق دے چکے ہوتے۔ اچھا بتاؤ کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں طلاق دیدی ہے؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "مجھے نہیں معلوم" یہ کہہ کر وہ زار و قطار رونے لگیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس وقت کہاں ہیں؟" حضرت حفصہؓ نے کہا "آپؐ اپنے بالاخانہ میں ہیں"۔ حضرت عمرؓ وہاں سے نکل کر منبر کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ رو رہے ہیں۔ کنکریاں اُلٹ پلٹ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر ان لوگوں کے پاس بیٹھے پھر ان کی بے چینی نے ان پر غلبہ کیا تو انہوں نے سوچا کہ اس معاملہ کی تحقیق کریں۔ وہ بالاخانہ پر چڑھے بالاخانہ کی چوکھٹ پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حبشی غلام جن کا نام رَباحؓ تھا بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "میرے لئے اجازت لو"۔ وہ اندر گئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ کچھ دیر بعد وہ باہر آگئے۔ اُنہوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آپ کے لئے اجازت طلب کی لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ وہاں سے واپس آگئے اور اُن لوگوں کے پاس بیٹھ گئے جو منبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی بے چینی نے پھر ان پر غلبہ کیا۔ وہ پھر گئے۔ غلام سے کہا، "میرے لئے اجازت طلب کرو"۔ رَباحؓ پھر اندر گئے اور واپس آکر وہی جواب دیا۔ حضرت عمرؓ پھر منبر کے پاس

آکر بیٹھ گئے۔ ان کی بے چینی نے پھر غلبہ کیا۔ وہ پھر بالاخانہ گئے۔ رَباحؓ سے پھر اجازت مانگنے کے لئے کہا۔ وہ اندر گئے اور پھر باہر آکر وہی جواب دیا۔ حضرت عمرؓ نے ذرا بلند آواز سے کہا کہ شاید رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خیال ہے کہ میں حفصہؓ کے لئے (سفارش کرنے) آیا ہوں۔ اللہ کی قسم اگر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی گردن مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن مار دوں۔ یہ کہکر وہ واپس روانہ ہوئے ہی تھے کہ یکایک غلام نے آواز دی۔ غلام نے کہا "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آپؓ کو اجازت دیدی"۔ حضرت عمرؓ اندر گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا تہ بند اچھی طرح لپیٹ لیا۔ اس تہ بند کے علاوہ آپؐ کے پاس کوئی اور کپڑا نہیں تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چٹائی پر کوئی بستر وغیرہ نہیں تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے۔ آپؐ چمڑے کے ایک تکیہ سے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے سلام کیا اور سلام کے بعد کھڑے ہی کھڑے عرض کیا "کیا آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نظر اُٹھا کر اُن کو دیکھا اور فرمایا "نہیں میں نے ایک مہینہ کے لئے ایلاء کیا ہے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ اکبر" پھر کھڑے ہی کھڑے عرض کیا "یا رسُول اللہ میں کچھ دل بہلانے کی باتیں کروں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ "ہم قرشی مرد، عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے، پھر ہم ایسے مَردوں کے پاس آئے کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا "آپ دیکھئے، میں حفصہؓ کے پاس گیا تھا اور میں نے اُن سے کہا تھا کہ تم کسی گھمنڈ میں نہ رہنا، تمہاری پڑوسن یعنی عائشہؓ تم سے زیادہ حسین اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تم سے زیادہ محبوب ہیں"۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ کا واقعہ سُنایا۔ اُس کو سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر مُسکرائے۔ جب حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مُسکراتے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے اپنی نظر اُٹھا کر آپؐ کے گھر کو دیکھا۔ وہ کہتے ہیں "اللہ کی قسم میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی جو نظر کو روکتی سوائے تین کھالوں کے اور ایک صاع کے قریب جَو اور کچھ سلم نامی درخت کے پتّوں کے جو گھر کے ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے"۔ یہ عُسرت دیکھکر حضرت عمرؓ کی آنکھیں بھر آئیں اور وہ رونے لگے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیوں روتے ہو؟" حضرت عمرؓ نے کہا "کیسے نہ روؤں، آپؐ اپنی اُمّت کے لئے فراخی کی دُعاء کیجئے۔ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں اور یہ آپؐ کی کُل کائنات ہے! چٹائی کے نشان بازو پر پڑ گئے ہیں۔ یہ فارس اور رُوم کے لوگ ہیں کہ پھلوں اور نہروں میں عیش کر رہے ہیں۔ ان کو خوب وسعت اور فراخی دی گئی ہے۔ دنیا کی کونسی نعمت ہے جو انہیں نہ ملی ہو حالانکہ وہ (خالص) اللہ کی پرستش نہیں کرتے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ یہ سُن کر سیدھے بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابنِ خطّاب! کیا تمہیں اس بات میں کچھ شک ہے کہ اُنہیں ان کے اعمال کی جزاء دُنیوی زندگی میں دیدی گئی ہے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ اُن کے لئے دُنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے استغفار کیجئے"۔ یہ کہکر حضرت عمرؓ نے عرض کیا "آپؐ کو اپنی بیویوں کے متعلق پریشانی کی کیا ضرورت ہے۔ اگر آپؐ انہیں طلاق بھی دیدیں تو اللہ، اُس کے فرشتے، میں اور ابوبکرؓ اور تمام مسلمین آپؐ کے ساتھ ہیں (یا رسُول اللہؐ) مسجد میں لوگ یہ کہہ رہے

ہیں کہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی، کیا میں اُنہیں مطلع کر دوں کہ آپؐ نے طلاق نہیں دی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو مطلع کر دو"۔ حضرت عمرؓ کچھ دیر اور باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غصّہ بالکل زائل ہو گیا۔ آپؐ مُسکرائے اور مُسکراتے وقت آپؐ اتنے اچھے معلوم ہوتے تھے کہ اتنے اچھے دوسرے لوگ مسکراتے وقت معلوم نہیں ہوتے (حضرت عمرؓ واپس آگئے) اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ {نساء ۸۳}

جب ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا خوف کی آتی ہے تو یہ اُسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو نبی اور سرداروں کے پاس پہنچاتے تو وہ اس کی تحقیق کر لیتے۔ یہ تو تم پر اللہ کا فضل ہو گیا ورنہ سوائے چند کے سب لوگ شیطان کے تابع ہو جاتے۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قسم کو ۲۹ دن ہو گئے تو حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالاخانہ پر سے اُترے۔ حضرت عمرؓ بھی اُترے۔ حضرت عمرؓ تو کھجور کے ٹہنے کو پکڑتے ہوئے اُترے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِس طرح اُترے گویا بے تکلّف زمین پر چل رہے ہوں۔ آپؐ نے کسی چیز کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "(یا رسُول اللہ) آپؐ ۲۹ دن رہے" (ابھی مہینہ پُورا نہیں ہوا) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مہینہ ۲۹ دن کا بھی تو ہوتا ہے۔ پھر سب سے پہلے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "آپؐ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک ہمارے پاس نہیں آئینگے میں نے یہ دن گِن گِن کے کاٹے ہیں۔ ابھی اُنتیس ۲۹ دن ہی ہوئے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ ۲۹ دن ہی کا ہے۔ اسی اثناء میں آیۂ تخییر نازل ہوئی۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ازواجِ مطہّرات کو اختیار دیا کہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اختیار کریں یا دُنیا کو۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ازواجِ مطہّرات سے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز پسند کرتی ہیں۔ آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ابتداء کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے فرمایا "میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ تم فوراً جواب دو بلکہ اِس سلسلہ میں تم اپنے والدین سے پوچھ کر جواب دے سکتی ہو"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپؐ سے علیٰحدہ ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے (اسی لئے آپؐ نے والدین سے پوچھنے کا مشورہ دیا) اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ

اے نبیؐ اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دُنیا کی زندگی اور اُس کی زیب و زینت کی خواہشمند ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال دے کر رخصت کر دوں اور اگر تم کو اللہ اور رسُولؐ اور دارِ آخرت کی خواہش ہے تو پھر اللہ نے تم میں سے جو نیکی

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا
عَظِيْمًا ۝ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ
وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّقْنُتْ
مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ
اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ
اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ
فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ
فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ
الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ
وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ
بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ {۲۸ تا ۳۴ / ۲۲}

کرنے والیاں ہیں اُن کے لئے اَجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔
اے نبیؐ کی بیویو، تم میں سے جو کوئی صریح فحش کام کرے
تو اُس کو دوگنی سزا دی جائے گی اور یہ بات اللہ کیلئے
آسان ہے، اور جو تم میں سے اللہ اور رسُولؐ کی فرمانبردار
رہے گی اور نیک عمل کرے گی تو ہم اُس کو دوگنا اَجر
دیں گے اور اُس کے لئے ہم نے عزّت کی روزی تیار
کر رکھی ہے۔ اے نبیؐ کی بیویو، تمام عورتوں میں سے کوئی
ایک عورت بھی تمہارے ہم پلّہ نہیں۔ اگر تم پرہیزگار رہنا
چاہتی ہو تو کسی (غیر محرم) مَرد سے نرم باتیں نہ کرو تاکہ جس
کے دل میں مرض ہے اُسے کوئی لالچ نہ پیدا ہو، دستور کے
مُطابق بات کیا کرو۔ اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور جس
طرح ایّامِ جاہلیّت میں اظہارِ حسن و جمال ہوتا تھا تم اُس
طرح سے اپنے کو نہ دکھاتی پھرو۔ نماز پڑھتی رہو، زکوٰۃ دیتی
رہو، اللہ اور رسُولؐ کی اطاعت کرتی رہو۔ اے اہلِ بیت
اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کر دے اور تمہیں (تمام
روحانی گندگیوں سے) بالکل پاک و صاف کر دے۔ تمہارے
گھروں میں جو اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں تلاوت کی جاتی ہیں اُن کو یاد رکھو، بے شک اللہ لطیف و خبیر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (جنّت کی یہ بشارت تمہارے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ) بلاشک و شُبہ

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ
وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ
وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا
وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا
عَظِيْمًا ۝ {احزاب ۳۵}

تمام مُسلم مَرد اور تمام مُسلم عورتیں، ایمان والے
مَرد اور ایمان والی عورتیں، فرمانبردار مَرد اور فرمانبردار
عورتیں، راستباز مَرد اور راستباز عورتیں، صابر مَرد
اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے مَرد اور عاجزی کرنے
والی عورتیں، خیرات کرنے والے مَرد اور خیرات کرنے
والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مَرد اور روزہ رکھنے والی
عورتیں، شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مَرد اور
شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں، کثرت سے
اللہ کا ذکر کرنے والے مَرد اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کیلئے بخشش اور اجرِ عظیم
تیار کر رکھا ہے۔

یہ آیتیں سُننے کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "کیا مَیں اِس بات میں اپنے والدین سے مشورہ
کروں؟ مَیں تو اللہ اور اُس کے رسُولؐ اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں اور اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ یہ